علمائے کرام کا واٹس ایپ گروپ

بزم علماء والأئمه

03345613913

تحقیق، تخریج ونظر ثانی شدہ ایڈیشن

اَحکامِ میّت

موت سے پہلے، موت کے وقت اور موت کے بعد کے ضروری مسائل

تالیف

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ

زیر سرپرستی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم

رئیس: جامعہ فاروقیہ کراچی وصدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

تحقیق، تخریج ونظر ثانی

مفتی عصمت اللہ سنزرخیل مفتی معاذ خالد آفریدی

اساتذہ جامعہ فاروقیہ کراچی

مفتی عبید اللہ

فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی

ناشر ادارہ الفاروق کراچی پاکستان

بزمِ علماء والأئمة

صرف علماء ، طلباء اور خطباء شامل ہوں

03345613913

آنے والا جمعہ کس عنوان پہ مناسب یا ضروری ہے

اس بارے میں

اپنی مفید آراء و تجاویز اور ان
سے متعلقہ کتب اوپر دئیے
گئے نمبر پہ ارسال فرمائیں

احکامِ میت

تالیف

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب عارفیؒ

تحقیق، تخریج، نظر ثانی

مفتی عصمت اللہ سنز رخیل، مفتی معاذ خالد آفریدی

اساتذۂ جامعہ فاروقیہ کراچی

کل صفحات ——— 456

ناشر

ادارہ الفاروق کراچی

احکامِ میت

کمپوزنگ: عرفان انور مغل

سن طباعت .... ۱۴۳۰ھ، مطابق ۲۰۰۹ء

ملنے کا پتہ

ادارہ الفاروق کراچی

جامعہ فاروقیہ، پوسٹ بکس نمبر 11009 شاہ فیصل کالونی نمبر 4، کراچی، پوسٹ کوڈ نمبر 75230

فون: 4599167, 4571132، ای میل: info@farooqia.com

www.farooqia.com

مطبع ...... القادر پرنٹنگ پریس

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلي علی رسولہ الکریم

کتاب ''احکام میت'' کا پہلا ایڈیشن تقریباً بیس سال قبل شائع ہوا تھا، پھر جون ۷۵ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن ایچ ایم سعید کمپنی کراچی نے شائع کیا، اب اس کا تیسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔

اس اشاعت میں بعض بہت ضروری مسائل کا اضافہ نہایت وضاحت کے ساتھ کیا گیا ہے، قبل الموت، عندالموت اور بعدالموت جو اُمور پیش آیا کرتے ہیں، ان کے متعلق اکثر خواص وعوام ناواقف ہونے کے باعث صحیح طریقۂ عمل سے جو عنداللہ موجبِ ثواب ہوں، محروم رہتے ہیں۔

اس ایڈیشن میں الحمدللہ تمام ایسے ضروری مسائل، احادیث وفقہ حنفی کی سند کے ساتھ درج کردیئے گئے ہیں اور بعض مفتی صاحبان نے اس کو بالاستیعاب نظرِ غائر سے ملاحظہ بھی فرمالیا ہے۔

حسب ذیل علمائے کرام نے بالاستیعاب ملاحظہ فرمالیا ہے:

۱- مشفقم جناب مولوی محمد یوسف صاحب لدھیانوی زاداللہ مجدہم

۲- مشفقم جناب مولوی سبحان محمود صاحب زادمجدہم (استاذ حدیث دارالعلوم کراچی)

۳- عزیزم مولوی عبدالرؤف صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ (نائب مفتی دارالعلوم کراچی)

عزیز موصوف نے اس کتاب کے متعدد ابواب پر بہت غائر نظر کی ہے، اور جہاں مناسب ہوا، وہاں ضروری اضافہ بھی کیا ہے، خصوصاً رسومات وبدعات کے متعلق مستند کتابوں سے مفید مسائل کا اضافہ بھی کیا ہے، جزاہم اللہ تعالیٰ۔

۴- عزیزم مولوی محمد رفیع صاحب عثمانی سلمہ اللہ تعالیٰ (مفتی ومہتمم دارالعلوم کراچی)

عزیز موصوف نے کتاب کے تمام مسائل پر از ابتداء تا انتہاء، نہایت محققانہ نظر کی ہے، اور ہر عنوان کے تحت ہر مسئلہ فقہی کی تحقیق وتصدیق کی ہے، خصوصاً مسائل واحکام متعلق شہید، عدت، وراثت وترکہ، وصیت، رسوماتِ بدعت کو نہایت وضاحت وتشریحات کے ساتھ دورِ حاضر کی ضروریات کے پیش نظر تحریر کیا ہے اور دیگر ابواب میں بھی جگہ جگہ نہایت اہم اور مخصوص مسائل کا اضافہ کیا ہے اور فقہ کی مستند ومعتبر کتب سے تمام مسائلِ کتاب کی تطبیق کی ہے۔ جزاہم اللہ تعالیٰ خیراً موفوراً۔

اس اعتبار سے اب یہ کتاب اپنے موضوع پر الحمدللہ نہایت جامع ونافع اور مستند ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے شرفِ قبولیت عطا فرمائیں اور اس کے مطابق عمل کرنے والوں کو ہدایت فرمائیں۔ آمین۔

عاجز وبے نوا **محمد عبدالحی صدیقی** عفی عنہ

۱۴۰۳ھ

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان
رئیس جامعہ فاروقیہ کراچی وصدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی صاحب نور اللہ مرقدہ کی تصنیف ''احکامِ میت'' اپنے موضوع کے اعتبار سے انتہائی اہم اور عوام وخواص میں مقبول ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ (استاذ حدیث جامعہ دارالعلوم کراچی) نے کتاب پر نظر ثانی فرمائی اور حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی نے نظر ثانی کے ساتھ کچھ اضافے بھی فرمائے۔ جب کہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی دامت برکاتہم نے تمام مسائل پر تحقیقی نظر کے ساتھ موجودہ دور کی ضرورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے بعض ابواب میں حاشیے اور کچھ مقامات پر تخریج بھی فرمائی۔ فجزاھم اللہ أحسن الجزاء.

موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ضرورت اس امر کی تھی کہ کتاب کی تحقیق وتخریج میں رائج الوقت معیار اور اسلوب اختیار کیا جائے، چنانچہ ابتداء میں اس کی تخریج کا کام جامعہ کے فاضل ومتخصص مفتی عبیداللہ صاحب مدرس، مدرسہ تجوید القرآن، کوئٹہ) نے انجام دیا۔

اس کے بعد جامعہ کے اساتذہ: مفتی عصمت اللہ اور مفتی معاذ خالد نے اس کی تکمیل، تخریج، تحقیق اور نظر ثانی کر کے اس کی ثقاہت میں مزید اضافہ کیا۔

اب الحمدللہ یہ کتاب بیک وقت علماء، اہل فتویٰ، متخصصین اور عوام الناس سب کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت مؤلف ؒ اور تمام مسلمانوں کے لئے، خصوصاً تخریج، تحقیق اور نظرِ ثانی کرنے والے تمام حضرات کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

سلیم اللہ خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ نئے کام کے بارے میں!

حضرت مولانا عبید اللہ خالد صاحب
استاد حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی ورئیس ادارہ الفاروق کراچی

''احکام میت'' حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب نوراللہ مرقدہ کی تصنیف ہے، جسے حضرت والا نے نہایت خلوص اور دردِ دل سے مرتب فرمایا تھا، عوام وخواص میں اس کی مقبولیت اس پر شاہد عدل ہے۔

کئی حضرات نے اس کتاب پر نظر ثانی حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی حیات میں فرمائی، چنانچہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا سحبان محمود صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب نے نظر ثانی فرمائی اور حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم نے کتاب کے تمام مسائل پر تحقیقی نظر فرما کر، کئی ابواب میں مفید حواشی اور بعض مقامات پر تخریج کا کام فرمایا۔ تاہم موضوع کی اہمیت کے پیش نظر یہ کتاب اس کی متقاضی تھی کہ اس پر تحقیق وتخریج کے حوالے سے مزید کام کیا جائے۔

چنانچہ حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم، بانی ومہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی وصدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، کی زیر سرپرستی ابتدائی تخریج جامعہ فاروقیہ کراچی کے فاضل اور متخصص مولانا مفتی عبید اللہ صاحب مدظلہ نے کی تھی (جو اصل متن سمیت 251 صفحات تھے)، وہ کام اگرچہ کئی اعتبار سے بہتر تھا، مگر تحقیق کا جو معیار آج کل رائج ہے، اس سے ہم آہنگ کرنے اور نئے اُسلوب میں ڈھالنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ اس پر مزید تحقیق اور نظر ثانی کر کے پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے، چنانچہ اس کام کی تحقیق، تکمیل اور نظر ثانی کے لئے جامعہ فاروقیہ کے دونو جوان اساتذہ: مفتی عصمت اللہ سنزرخیل صاحب اور مفتی معاذ خالد صاحب کا انتخاب کیا گیا، ماشاء اللہ ان دونوں حضرات نے تحقیق کا جو معیار اپنایا ہے، وہ نہایت بلند اور جامع ہے، علمی اور تحقیقی کام

کی تالیف وتسوید کے لیے جس جانکاہی اور ناقابل شکست استقامت کی ضرورت ہوتی ہے، اس کا اندازہ یقیناً یہ کتاب پڑھ کر شناورانِ فن ہی کر سکیں گے، بعض اوقات ایک حوالہ کی تلاش وجستجو کے لئے کئی کئی ضخیم جلدوں کی ورق گردانی کرنی پڑتی ہے، ہزاروں صفحات کنگھالنے اور کتابی دنیا کی طویل مسافتیں طے کرنے کے بعد ہی منزلِ مقصود تک رسائی ممکن ہوتی ہے۔ زیر نظر کتاب بھی تحقیق کے ان مراحل سے گذر کر آپ کی خدمت میں آیا چاہتی ہے۔ ان حضرات نے اس کتاب کی تحقیق میں جو طریقہ اپنایا ہے، اسے ہم یہاں اجمالاً ذکر کرتے ہیں:-

❁ — ہر آیت کی تخریج کی گئی ہے۔

❁ — ہر حدیث کی امہات کتبِ حدیث سے نشاندہی کی گئی ہے۔

❁ — ہر حدیث کی اصل عبارت ذکر کی گئی ہے، تاکہ اہل علم کو سہولت ہو۔

❁ — فقہی حوالوں میں یہ اہتمام کیا گیا ہے، کہ اگر کوئی مسئلہ کسی فقہی کتاب کے حوالے سے مذکور ہے تو اس کتاب سے مکمل عبارت نقل کی گئی ہے اور مزید حوالے بھی معتبر فقہی کتب سے دیئے گئے ہیں۔

❁ — اگر کسی مسئلہ کے لیے اُردو کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے تو اس کے لیے بھی معتبر فقہی کتابوں سے حوالے نقل کیے گئے ہیں۔

❁ — کوشش یہ کی گئی ہے کہ ہر مسئلہ کے کم از کم تین حوالے امہات کتب سے ہوں۔

❁ — حدیث کا حوالہ دیتے وقت ان امور کا التزام کیا گیا ہے:

1- صحاحِ ستہ کا حوالہ دیتے وقت: راوی، کتاب، باب، حدیث کا مکمل متن اور رقم الحدیث ذکر کئے گئے ہیں۔

2- صحاحِ ستہ کے علاوہ دوسری کتبِ حدیث کے حوالوں میں: راوی، کتاب، باب، حدیث کا مکمل متن اور رقم الحدیث کے ساتھ ساتھ جلد وصفحہ اور مکتبہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

❁ — اگر کہیں حدیث ضعیف ہے تو اس کے ضعف کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔

❁ — فقہی کتابوں کے حوالے میں مندرجہ ذیل امور کا التزام کیا گیا ہے:

1- حوالہ ذکر کرتے وقت زیادہ ترجیح فقہ حنفی کی مشہور کتاب "شامی" کو دی گئی ہے۔

2- حوالہ دیتے وقت کوشش کی گئی ہے کہ حوالہ میں وہی صورت مذکور ہو، جس کا ذکر کتاب میں ہوا ہے، ورنہ اس کے قریب کی کوئی صورت ذکر کی گئی ہے۔

3- اگر مسئلہ کسی مشہور کتاب میں نہ ہو تو فقہ حنفی کی دیگر کتب معتبرہ سے حوالہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

4- فقہی حوالہ دیتے وقت بھی کم از کم تین کتابوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔

5- بعض مسائل میں دیگر فقہی مذاہب کی کتابوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔

6- فقہی حوالہ دیتے ہوئے مسئلہ کی اصل عبارت، کتاب، باب، فصل، جلد وصفحہ اور مکتبہ ذکر کرنے کا التزام کیا گیا ہے۔

7- اردو کتابوں سے حوالہ دیتے ہوئے کوشش کی گئی ہے، کہ اصل کتاب سے حوالہ ذکر ہو، چنانچہ اس میں بھی کتاب، باب، عنوان، جلد وصفحہ اور مکتبہ ذکر کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

8- بعض اوقات وہ مسئلہ یا حدیث اس کتاب میں نہیں ملتی جس کا ذکر کیا جاتا ہے، ایسی صورتوں میں نیچے حاشیے میں تنبیہ کی گئی ہے۔

9- کتاب کے حاشیہ میں حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ کے اضافات ہیں، ان اضافات کی بھی مکمل تخریج کردی گئی ہے۔

10- ''احکام میت'' کے بعض مطبوعہ نسخوں میں اصل متن کی کمی بیشی کی بناء پر دورانِ تحقیق کئی نسخے سامنے رکھے گئے، چنانچہ اُس نسخے کی عبارت کو ترجیح دی گئی، جس میں متن میں نقص نہ ہو، ایسا کئی مقامات پر ہوا ہے۔

11- عربی حوالوں میں کوشش کی گئی ہے کہ عربی رسم الخط ہو۔

12- جدید علامات الترقیم کا بھرپور التزام کیا گیا ہے۔

13- کتاب میں مذکور ہر مسئلہ کو ''مسئلہ نمبر'' کے عنوان سے واضح کیا گیا ہے اور کتاب کے شروع سے آخر تک کے تمام مسائل نمبروار ذکر کئے گئے ہیں، جس سے کتاب میں مذکورہ مسائل کی تعداد اور اس کتاب سے حوالہ دینے میں سہولت ہوگی۔

14- کتاب کے کل نو ۹ ابواب میں سے ہر باب کے حوالوں کے لئے حاشیہ میں مسلسل نمبر ذکر کئے

گئے ہیں، تا کہ مسئلہ کا حوالہ ڈھونڈنے میں سہولت ہو۔

15- قاری کی سہولت کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ کے اضافوں کے لئے بڑی بریکٹ [ ] اور عام حوالوں کے لئے چھوٹی بریکٹ ( ) لگانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

یقیناً کسی کتاب کی تخریج وتحقیق کا کام سالوں میں ہوتا ہے، اس کتاب کی تحقیق، نظر ثانی اور حوالہ جات کا کام صرف چند مہینوں میں ہوا، یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم اور حضرت والد گرامی شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہ کی دعاؤں اور جامعہ فاروقیہ کراچی کے ان نوجوان اساتذہ کرام کی شبانہ روز محنتوں کا ثمر ہے کہ اتنی مختصر مدت میں یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، حضرت ڈاکٹر عبدالحئیؒ صاحب نوراللہ مرقدہ اور ان تمام علمائے کرام کے لئے جنہوں نے اس کتاب کی کسی بھی انداز میں خدمت کی، ذخیرۂ آخرت فرمائے۔ آمین۔

نظر ثانی اور پروف ریڈنگ میں کوشش کی گئی ہے کہ کوئی غلطی نہ رہے، تاہم سہو انسان سے ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ قارئین سے گذارش ہے کہ اس سعی میں اگر کسی بھی قسم کی کوتاہی ہوئی ہو تو نشاندہی فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں۔ تا کہ آئندہ اشاعت میں اصلاح کی جا سکے۔

موجودہ صورت میں اس کتاب کی اشاعت کا اعزاز جامعہ فاروقیہ کراچی کے شعبہ "ادارہ الفاروق" کو حاصل ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ ادارہ الفاروق کی اس کاوش کو امت کے لئے مفید سے مفید تر بنائے۔ آمین۔

واللہ الموفق والمعین

ترتیب کتاب

احکامِ میت

فہرست مضامین

	عنوانات	صفحہ نمبر

باب اول

مرض، علاج اور عیادت کے متعلق احادیث اور دعائیں

باب دوم

نزع کی حالت، موت کے وقت میت کے ساتھ معاملہ اور تجہیز و تکفین کا سامان

باب سوم
غسل اور کفن کے مسائل

باب چہارم

نمازِ جنازہ، دفن، قبر، زیارتِ قبور، سوگ، تعزیت

باب پنجم

شہید کے احکام اور مختلف قسم کے حادثات میں ہلاک شدگان اور متفرق اعضائے بدن کے غسل و کفن اور نمازِ جنازہ کے مسائل

بابِ ششم

بابِ ہفتم

بابِ ہشتم

بابِ نہم

موت کے بعد مؤمن کے حالات اعزاز و اکرام، قبر، منکر نکیر، ایصالِ ثواب اور صدقہ جاریہ کے فوائد، روحوں کے رہنے کی جگہ، روحوں کی قسمیں

بابِ اوّل

مرض، علاج اور عیادت کے متعلق احادیث اور دعائیں

احکامِ میت

❁ -علاج کا اہتمام اور اس میں احتیاط

❁ -موت کی یاد اور اس کا شوق

❁ -بیماری میں زمانۂ تندرستی کے اعمال کا ثواب

❁ -تکلیف وجہِ رفع درجات

❁ -مریضوں کی عیادت اور اس کے فضائل

❁ -مریض کی تسلی اور اس کے لئے دعائے صحت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

بابِ اول

مرض، علاج اور عیادت کے متعلق احادیث اور دعائیں

ہر مرض کی دوا ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر بیماری کی دوا ہے، جب دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ مسلم (۱)، مشکوۃ (۲)۔

سنن ابی داؤد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ شانہ نے مرض بھی نازل کیا اور دوا بھی اتاری اور ہر مرض کے لئے دوا بھی پیدا کی، اس لئے دوا کرو، البتہ حرام چیز سے دوامت کرو۔ زاد المعاد (۳)۔

---

(۱) عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: لكل داءٍ دواء فإذا أصيب دواءُ الدّاء برأ بإذن الله، أخرجه مسلم في صحيحه في كتاب السلام، باب لكل داءٍ دواء واستحباب التداوي، الحديث رقم: ٢٢٠٤، والحاكم في المستدرك، كتاب الطب، الحديث رقم: ٨٢١٩: ٤/٤٤٥، دار الكتب العلمية بيروت، والبيهقي في السنن الكبرىٰ في جماع أبواب كسب الحجام، باب ماجاء في إباحة التداوي، الحديث رقم: ١٩٣٤٢: ٩/٣٤٣، مكتبه دار الباز مكة المكرمة.

(۲) عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: لكل داءٍ دواء فإذا أصيب دواءٌ الدّاء برأ بإذن الله. مشكوة المصابيح، كتاب الطب والرقى، الفصل الأول، رقم الحديث: ٤٥١٥: ٢/١٢٧٨، المكتب الإسلامي بيروت.

(۳) زاد المعاد، في: فصل: وكان من هديه صلى الله عليه وسلم، فعل التداوي في نفسه الخ: ٢/١٠، مؤسسة الرسالة =

علاج کا اہتمام اور اس میں احتیاط

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالتِ مرض میں خود بھی دوا کا استعمال فرمایا کرتے اور لوگوں کو علاج کروانے کی تلقین بھی فرماتے، ارشاد فرمایا کہ اے بندگانِ خدا! دوا کیا کرو، کیونکہ خدا نے ہر مرض کی شفاء مقرر کی ہے، بجز ایک مرض کے، لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بہت زیادہ بڑھاپا۔ ترمذی (۴)، زاد المعاد (۵)۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے کا حکم فرماتے اور پرہیز کرنے کا حکم دیتے۔ زاد المعاد (۶)۔

حرام اشیاء کو بطور دوا بھی استعمال کرنے سے منع فرماتے، ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں میں تمہارے لئے شفاء نہیں رکھی۔ زاد المعاد (۷)۔

=بيروت، وابن حبان في صحيحه، ذكر الإخبار عن إنزال الله لكل داءٍ دواء يتداوى به، الحديث رقم: ٦٠٦٢: ٤٢٧/١٣، مؤسسة الرسالة بيروت، وأخرجه أبو داود في الطب، باب في الأدوية المكروهة، الحديث رقم: ٣٨٧٤،

(٤) عن أسامة بن شريك، قال: قالت الأعراب: يارسول الله! ألا نتدوى؟ قال: نعم! ياعباد الله! تَدَاوَوْا؛ فإن الله لم يضع داءً إلا وضع له شفاء، أو قال: دواء إلا داءً واحداً. قالوا: يارسول الله! وما هو؟ قال: الهرم . جامع الترمذي، أبواب الطب، باب ماجاء: في الدواء والحث عليه الحديث، الحديث رقم:٢٠٣٨، والحاكم في المستدرك، كتاب الطب، الحديث رقم: ٨٢٠٦: ٤٤٢/٤، دار الكتب العلمية بيروت، وأبو داود في الطب، باب: في الرجل يتداوي، الحديث رقم: ٣٨٥٥، وابن ماجه في الطب، باب: ما أنزل الله داءً إلا أنزل له شفاءً، الحديث رقم: ٣٤٣٦.

(٥) زاد المعاد، فصل في هديه صلى الله عليه وسلم في التداوي والأمر به: ١٣/٤، مؤسسة الرسالة بيروت.

(٦) عن هلال بن يساف، قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم على مريض يعوده، فقال: أرسلوا إلى طبيب، فقال قائل: وأنت تقول ذلك يا رسول الله! قال: نعم! ...... الحديث. زاد المعاد، فصل: في هديه في الإرشاد إلى معالجة أحذق الطبيبين: ١٣٣/٤، مؤسسة الرسالة بيروت.

(٧) عن ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه، قال: إن الله لم يجعل شفاء كم فيما حرم عليكم ......، المعالجة بالمحرمات قبيحة عقلاً وشرعاً. زاد المعاد، في هديه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في المنع من التداوي بالمحرمات: ١٥٤/٤، مؤسسة الرسالة بيروت، وذكره البخاري تعليقاً، في الأشربة، باب شراب الحلوى العسل ......، وقال ابن مسعود في السكر: إن الله لم يجعل شفاء كم فيما حرم عليكم، عند رقم الحديث: ٥٢٩١، والحاكم في المستدرك، كتاب الطب، الحديث رقم: ٧٥٠٩: ٢٤٢/٤، دار الكتب العلمية بيروت، والبيهقي في السنن الكبرىٰ، جماع أبواب كسب الحجام، باب النهي عن التداوي بالمسكر، الحديث رقم: ١٩٤٦٣: ٥/١٠، مكتبة دار الباز مكة المكرمة.

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بیماری آنے سے پہلے تندرسی سے کچھ فائدے لے لو اور مرنے سے پہلے اپنی زندگی کے پھل اٹھا لو (۸)۔

فائدہ: مطلب یہ کہ تندرسی اور زندگی کو غنیمت سمجھو اور نیک کام میں اس کو لگائے رکھو، ورنہ بیماری اور موت میں پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

موت کی یاد اور اس کا شوق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! موت کو یاد کرو اور اس کو یاد رکھو، جو دنیا کی لذتوں کو ختم کر دینے والی ہے۔ جامع ترمذی (۹)، سنن ابن ماجہ (۱۰)، معارف الحدیث (۱۱)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضي اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت مؤمن کا تحفہ ہے۔ شعب الایمان للبیہقی (۱۲) معارف الحدیث (۱۳)۔

---

(۸) أخرج الحاكم في كتاب الرقاق، عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل وهو يعظه: اغتنم خمساً قبل خمسٍ: شبابك قبل هرمك، وصحتك قبل سقمك ...... وقال: هذا حديث صحيح على شرط الصحيحين ولم يخرجاه، الحديث رقم: ٧٨٤٦: ٢٤١/٤، دار الكتب العلمية بيروت، والترمذي في كتاب الزهد، باب ما جاء في قصر الأمل، الحديث رقم: ٢٣٣٣، وابن أبي شيبة في كتاب الزهد، ما ذكر عن نبينا صلى الله عليه وسلم، الحديث رقم: ٣٤٣٠٤: ٧٥/٧، مكتبة الرشد الرياض، والمشكوة في كتاب الرقاق، الفصل الثاني، الحديث رقم: ٥١٧٤: ١٤٣٠/٣، المكتب الإسلامي بيروت.

(۹) عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: أكثروا ذكر هاذم اللذات يعني: الموت . جامع الترمذي، أبواب الزهد، باب ماجاء في ذكر الموت، الحديث رقم: ٢٣٠٧، وأحمد في مسند أبي هريرة، الحديث رقم: ٧٩١٢: ٢٩٢/٢، دار إحياء التراث العربي بيروت، والنسائي في المجتبىٰ، كتاب الجنائز، باب كثرة ذكر الموت، الحديث رقم: ١٨٢٤.

(١٠) رواه ابن ماجه في أبواب الزهد، باب ذكر الموت والاستعداد له، الحديث رقم: ٢٢٥٨.

(۱۱) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، موت کی یاد اور اس کا شوق: ۳/ ۲۶۱، ۲۶۰، حصہ سوم، دارالاشاعت کراچی۔

(١٢) عن عبدالله بن عمرو، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: تحفة المؤمن الموت. شعب الإيمان للبيهقي، التاسع والتسعون من شعب الإيمان، فصل في: أي الناس أشدّ بلاءً. الحديث رقم: ٩٨٨٤: ١٧١/٧، دارالكتب العلمية بيروت. والحاكم في المستدرك، كتاب الرقاق، الحديث رقم: ٧٩٠٠، بلفظ: تحفة المؤمن الموت: ٣٥٥/٤. =

موت کی تمنا اور دعا کرنے کی ممانعت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی تکلیف اور دکھ کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور نہ دعا کرے۔ اگر اندر کے داعیہ سے بالکل ہی مجبور ہو تو یوں دعا کرے: "اَللّٰھُمَّ أَحْیِنِيْ مَاکَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْراً لِي وَتَوَفَّنِيْ إذا کانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْراً لِّي".

ترجمہ: ''اے اللہ! جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو، اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو، اس وقت مجھے دنیا سے اٹھالے''۔ صحیح بخاری (۱۴)، مسلم (۱۵)، معارف الحدیث (۱۶)، حصن حصین (۱۷)۔

بیماری میں زمانۂ تندرستی کے اعمال کا ثواب

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب بندہ بیمار ہو یا سفر میں جائے اور اس بیماری یا سفر کی وجہ سے اپنی عبادت وغیرہ کے معمولات پورا کرنے سے مجبور ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے اعمال اسی طرح لکھے جاتے ہیں جس طرح وہ صحت وتندرستی کی حالت

= دار الکتب العلمیة بیروت، والمشکوة، کتاب الجنائز، باب تمني الموت وذکره، الفصل الثاني، الحدیث رقم: ۱۶۰۹: ۱/۵۰۵، المکتب الإسلامي بیروت.

(۱۳) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، موت کی یاد اور اس کا شوق، حصہ سوم: ۳/۲۶۲، دارالاشاعت کراچی۔

(۱٤) عن أنس بن مالك رضي الله تعالیٰ عنه، قال: قال النبي صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: لایتمنین أحدکم الموت من ضرٍّ أصابه، فإن کان لابد فاعلاً، فلیقل: اللهم أحیني ما کانت الحیوة خیراً لي، وتوفني إذا کانت الوفاة خیراً لي. رواه البخاري في صحیحه في کتاب المرضی، باب نهي تمني المریض الموت، الحدیث رقم: ٥٣٤٧، وأبو داود في الجنائز، باب في کراهیة تمني الموت، الحدیث رقم: ٣١٠٨، والترمذي في الجنائز، باب ماجاء في النهي عن التمني للموت، الحدیث رقم: ٩٧٠، وابن ماجه في کتاب الزهد، باب ذکر الموت والاستعداد له، الحدیث رقم: ٤٢٦٥.

(١٥) أخرجه مسلم في صحیحه في کتاب الذکر والدعاء، باب کراهة تمني الموت لضرٍ نزل به، الحدیث رقم: ٢٦٨٠.

(۲۰) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، موت کی تمنا اور دعا کرنے کی ممانعت: ۳/۲۶۳، حصہ سوم، دارالاشاعت کراچی۔

(١٧) ، إن أصابه ضرٌّ وسئم الحیوة، فلا یتمنّی الموت، ولیقل: اللهم أحیني ما کانت الحیوة خیراً لي، وتوفني إذا کانت الوفاة خیراً لي. حصن حصین، باب: ما یقول من اشتکی ألماً أو شیئاً في جسده: ٣٢٨، دار القلم بیروت، وأحمد في مسند أبي موسیٰ الأشعري، الحدیث رقم: ١٩٦٩٤: ٤/٤١٠، دار إحیاء التراث العربي بیروت.

میں اور زمانۂ اقامت میں کیا کرتا تھا۔ صحیح بخاری (۱۸)، معارف الحدیث (۱۹)۔

تکلیف وجہِ رفعِ درجات

محمد بن خالد سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ ان کے دادا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندۂ مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا بلند مقام طے ہو جاتا ہے جس کو وہ اپنے عمل سے نہیں پا سکتا، تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مالی تکلیف میں، یا اولاد کی طرف سے کسی صدمہ یا پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے، پھر اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے، یہاں تک کہ ان مصائب و تکالیف (اور ان پر صبر) کی وجہ سے اس بلند مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے، جو اس کے لئے پہلے سے طے ہو چکا تھا۔ معارف الحدیث (۲۰)، مسند احمد (۲۱)، سنن ابی داؤد (۲۲)۔

---

(۱۸) عن أبي موسىٰ، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: إذا مرض العبد أو سافر كتب له مثل ما كان يعمل مقيماً صحيحاً. صحيح البخاري، باب: يكتب للمسافر مثل ما كان يعمل في الإقامة، الحديث رقم: ٢٨٣٤، والبيهقي في السنن الكبرىٰ كتاب الجنائز، باب ما ينبغي لكل مسلم أن يستشعره من الصبر على جميع ما يصيبه من الأمراض والأوجاع، الحديث رقم: ٦٣٣٩: ٣/٣٧٤، مكتبة دار الباز مكة المكرمة، وابن حبان في الجنائز، ذكر كتبة اللّٰه للمريض وللمسافر ما كانا يعملان في صحتهما وحضرهما من الطاعات، الحديث رقم: ٢٩٢٩: ٧/١٩٢، مؤسسة الرسالة بيروت.

(۱۹) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، بیماری میں تندرستی کے اعمال کا ثواب: ۳/۲۶۶، حصہ سوئم، دارالاشاعت کراچی۔

(۲۰) معارف الحدیث، حصہ سوم، کتاب الصلوۃ، بیماری بھی مؤمن کے لئے رحمت اور گناہوں کا کفارہ: ۳/۲۶۵، دارالاشاعت کراچی۔

وأخرج الطبراني في المعجم الكبير، في: من يكنى أبا خالد: أبو خالد السلمي كان ينزل الحرم، الحديث رقم: ٨٠١-٨٠٢: ٢٢/٣١٨، مكتبة الزهراء الموصل، وأبو يعلىٰ في مسند جدّ خالدٍ عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، الحديث رقم: ٩٢٣: ٢/٢٢٤، دار المأمون التراث بيروت، وابن أبي حاتم في الجرح والتعديل، رسالة الثوري إلى عباد بن عباد: ١/١٠٠، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(٢١) أخرجه أحمد في مسنده، في حديث رجلٍ، الحديث رقم: ٢٢٣٩٢، دار إحياء التراث العربي بيروت، ولفظه: عن محمد بن خالد عن أبيه عن جده، وكان لجده صحبة: أنه خرج زائراً الرحل من إخوانه، فبلغه شكاته، قال: فدخل عليه، فقال: أتيتك زائراً عائداً ومبشراً، قال: كيف جمعت هذا كله؟ قال: خرجت وأنا أريد زيارتك، فبلغتني شكاتك، فكانت عيادةً، وأبشرك بشيءٍ سمعته من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، قال: إذا سبقت للعبد من اللّٰه بمنزلةٍ لم يبلغها بعمله ابتلاه اللّٰه في جسده، أو في ماله، أو في ولده، ثم صبره حتى يبلغه المنزلة التي سبقت له منه، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(٢٢) أخرجه أبوداود، في الجنائز، باب الأمراض المكفرة للذنوب، الحديث رقم: ٣٠٩٠، وكذا الشيباني في الآحاد=

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مومن کو جو بھی بیماری، جو بھی پریشانی، جو بھی رنج وغم اور جو بھی اذیت پہنچتی ہے، یہاں تک کہ کانٹا بھی اس کے چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعہ اس کے گناہوں کی صفائی فرمادیتا ہے۔ صحیح بخاری (۲۳)، مسلم (۲۴)، معارف الحدیث (۲۵)۔

حالتِ مرض کی دعا:

جو شخص حالت مرض میں یہ دعا چالیس ۴۰/ مرتبہ پڑھے، اگر مرا تو شہید کے برابر ثواب ملے گا اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ بخشے جائیں گے۔

"لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ" (٢٦).

= والمثاني، جد محمد بن خالد السلمي، الحديث رقم: ١٤١٦: ٣/٩٩، دار الرياة الرياض، والطبراني في الأوسط، باب: في من اسمه: إبراهيم، الحديث رقم: ١٠٨٥: ٢/١٧، دار الحرمين القاهرة.

(٢٣) عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: ما يصيب المسلم من نصبٍ، ولا وصبٍ، ولا همٍّ، ولاحزنٍ، ولا أذىً، ولا غمٍ، حتى الشوكة يشاكها إلا كفر الله بها من خطاياه. صحيح البخاري، كتاب المرضى، باب: ماجاء في كفارة المرض، الحديث رقم: ٥٣١٨، وأحمد في مسند أبي هريرة، الحديث رقم: ٨٠١٤: ٢/٣٠٣، دار إحياء التراث العربي بيروت، وكذا في مسند أبي سعيد الخدري، الحديث رقم: ١١٤٦٨: ٣/٤٨، دار إحياء التراث العربي بيروت، وأبو يعلىٰ في مسند أبي سعيد الخدري، الحديث رقم: ١٢٥٦: ٢/٤٤٨، دار المأمون للتراث بيروت، وعبد بن حميد في مسند أبي سعيد الخدري، الحديث رقم: ٩٦١، ص: ٢٩٨، مكتبة السنة القاهرة.

(٢٤) أخرجه مسلم في كتاب الجنائز، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن أو نحو ذلك حتى الشوكة يشاكها، الحديث رقم: ٢٥٧٣، وأحمد في مسند أبي هريرة، الحديث رقم: ٨٠١٤: ٢/٣٠٣، دار إحياء التراث العربي بيروت، والبغوي في شرح السنة، كتاب الجنائز، باب كفارة المريض وما يصيب المؤمن من الأذى، الحديث رقم: ١٤٢١: ٥/٢٣٣، المكتب الإسلامي بيروت.

(۲۵) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، بیماری بھی مومن کے لئے رحمت اور گناہوں کا کفارہ: ۳/۲۶۴، حصہ سوم، دارالاشاعت کراچی۔

(٢٦) آية رقم: ٨٧، من سورة النساء. وفي كنز العمال في الإكمال: هل أدلكم على اسم الله الأعظم؟ دعاء يونس، فقال رجل: يا رسول الله! هل كانت ليونس خاصة؟ قال: ألا تسمع قوله عزوجل: ﴿ونجيناه من الغم وكذلك ننجي المؤمنين﴾ فأيما مسلمٍ دَعَا بها في مرضه أربعين مرةً فمات في مرضه ذلك، أعطي أجر شهيد، وإن برئ برئ مغفوراً له، لك عن سعد، الحديث رقم: ١٩٤٧: ١/٢٣٠، دار الكتب العلمية بيروت، والحاكم في المستدرك، كتاب الدعاء =

اور اگر مرض میں یہ دعا پڑھے اور مرجائے تو اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی، "لَا إِلٰـــهَ إِلَّا اللّٰهُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْـدَهُ لَاشَـرِيْكَ لَـهُ، لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ". ترمذی (۲۷)، نسائی (۲۸)، ابن ماجہ (۲۹)۔

زمانۂ بیماری میں صدق دل اور سچے شوق سے یہ دعا پڑھا کریں:

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِيْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ".

ترجمہ: "اے اللہ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت عطا فرما اور مجھے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر میں موت نصیب فرما"۔ حصن حصین (۳۰)۔

والتكبير والتهليل والتسبيح، الحديث رقم: ١٨٦٥: ٦٨٥/١، دارالكتب العلمية بيروت، وفيه في آخره: وقد غفرله جميع ذنوبه. كذا في الترغيب والترهيب، في كتاب الجنائز ومايتقدمها، الحديث رقم: ٥٢٨٤: ١٦٨/٤، دارالكتب العلمية بيروت.

(٢٧) أخرجه الترمذي في كتاب الدعوات، باب ما يقول العبد إذا مرض، ولفظه: عن الأغر أبي مسلم، قال: أشهد على أبي سعيد وأبي هريرة، أنهما شهدا على النبي صلى الله عليه وسلم، قال: من قال: لا إله إلا الله، الله أكبر، صدّقه ربه، فقال: لا إله إلا أنا، وأنا أكبر، وإذا قال: لا إله إلا الله وحده، قال: يقول: لا إله إلا أنا وحدي، وإذا قال: لا إله إلا الله وحده لاشريك له، قال الله: لا إله إلا أنا وحدي لا شريك لي، وإذا قال: لا إله إلا الله، له الملك وله الحمد، قال: لا إله إلا أنا، لي الملك ولي الحمد، وإذا قال: لا إله إلا الله ولاحول ولا قوة إلا بالله، قال: لا إله إلا أنا، ولا حول ولا قوة إلا بي، وكان يقول: من قالها في مرضه، ثم مات لم تطعمه النار. قال هذا حديث حسن غريب، الحديث رقم: ٣٤٣٠، والحاكم في المستدرك في كتاب الإيمان، الحديث رقم: ٨: ٤٦/١، دار الكتب العلمية بيروت، وابن حبان في الأذكار، ذكر الكلمات التي إذا قالها المرء المسلم صدقه ربه عليها، الحديث رقم: ٨٥١: ١٣١/٣، مؤسسة الرسالة بيروت.

(٢٨) أخرجه النسائي في الكبرى، كتاب عمل اليوم والليلة، باب ثواب من قال: لا إله إلا الله، والله أكبر، وفيه: في آخره: قال أبو إسحاق: ثم قال الأغر شيئاً لم أفهمه، فقلت لأبي جعفر: أي شيء قال؟ قال: من رزقهن عند الموت لم تمسه النار، الحديث رقم: ٩٨٥٨، وأخرجه أبو يعلى في مسند أبي سعيد الخدري، الحديث رقم: ١٢٥٨: ٤٤٩/٢، دار المامون للتراث بيروت، وعبد بن حميد في مسند أبي سعيد الخدري، الحديث رقم: ٩٤٤، ص: ٢٩٤، مكتبة السنة القاهرة.

(٢٩) أخرجه ابن ماجه، في الأدب، باب فضل لا إله إلا الله، الحديث رقم: ٣٧٩٤، والهيثمي في موارد الظمآن، كتاب الأذكار، باب فضل التسبيح والتهليل والتحميد، الحديث رقم: ٢٣٢٥، ص: ٥٧٨، دار الكتب العلمية بيروت.

(٣٠) من سأل الله الشهادة بصدق بلغه الله منازل الشهداء، وإن مات على فراشه. حصن حصين، فصل فيما يقول المحتضر، ص: ٣٢٥، دارالقلم بيروت، ومسلم في كتاب الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله، الحديث =

مریضوں کی عیادت اور اس کے فضائل

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی عیادت اگر صبح کے وقت کرے تو شام تک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو عیادت کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں (۳۱)۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے جو بیمار ہو جاتا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ زاد المعاد (۳۲)۔

= رقم: ۱۹۰۹، والنسائي في الكبرى، كتاب الجهاد، مسألة الشهادة، الحديث رقم: ۴۳۷۰، أخرجه البخاري في الفضائل، فضائل مدينة، باب كراهية النبي صلى الله عليه وسلم أن تعرى المدينة، الحديث رقم: ۱۷۹۱، وفيه: عن زيد بن أسلم، عن أبيه، عن عمر رضي الله تعالىٰ عنه، قال: اللهم ارزقني شهادةً في سبيلك، واجعل موتي في بلد رسولك، وأخرجه مالك في موطئه بهذا اللفظ، وفيه: اللهم إني أسئلك شهادةً في سبيلك، ووفاةً ببلد رسولك. الحديث رقم: ۹۸۹، باب: ما تكون فيه الشهادة، من كتاب الجهاد: ۴۶۲/۲، دارإحياء التراث العربي بيروت، وأيضاً في شرح منتهى الإرادات، في فصل: في دفن الميت: ۳۷۶/۱، عالم الكتب بيروت.

(۳۱) أخرج أبوداود في الجنائز، باب: في فضل العيادة على وضوءٍ، الحديث رقم: ۳۰۹۸، عن عبدالله بن نافع، عن علي، قال: ما من رجلٍ يعود مريضاً ممسياً إلا خرج معه سبعون ألف ملك، يستغفرون له حتى يصبح، وكان له خريف في الجنة، ومن أتاه مصبحاً خرج معه سبعون ألف ملك، يستغفرون له حتى يمسي، وكان له خريف في الجنة. وابن ماجه في الجنائز، باب ماجاء في ثواب من عاد مريضاً، الحديث رقم: ۱۴۴۲، والبيهقي في الجنائز، باب فضل العيادة، الحديث رقم: ۶۳۷۶: ۳۸۰/۳، دارالكتب العلمية بيروت، والترمذي في الجنائز، باب ما جاء في عيادة المريض، الحديث رقم: ۹۶۹.

(۳۲) قال في زاد المعاد: كان يعود من مرض من أصحابه ......، وفي المسند عنه: إذا عاد الرجل أخاه المسلم مشى في خرفة الجنة، حتى يجلس، فإذا جلس غمرته الرحمة، فإن كان غدوة، صلى عليه سبعون ألف ملك، حتى يمسي، وإن كان مساءً، صلى عليه سبعون ألف ملك، حتى يصبح. زادالمعاد، فصل: في هديه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في عيادة المرضى: ۱۳۸/۱، مؤسسة الرسالة بيروت، ومختصر زاد المعاد في: فصل في هديه في زيارة المرضىٰ، ص: ۶۲، مطابع الرياض. وموسوعة الدفاع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فصل: ۲۹، في هديه صلى الله عليه وسلم في الطب والتداوي وعيادة المرضىٰ، رقم: ۴: ۳۸۲/۳، وفي "حوارات ولقاءات" مع الشيخ محمد حسن الشنقيطي، ما نصه: فإن النبي صلى الله عليه وسلم كان يسكن فيه من مرض من أصحابه ليعوده، فقد ثبت أن سعد بن معاذ لما أصابه سهم يوم الأحزاب، بنى له رسول الله صلى الله عليه وسلم خيمة في المسجد، فكان يعوده فيها: ۷۹/۱، دارالكتب العلمية بيروت.

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندۂ مومن جب اپنے صاحبِ ایمان بھائی کی عیادت کرتا ہے، تو واپس آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ صحیح مسلم (۳۳)۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مریض کے پاس جاؤ یا کسی قریب المرگ شخص کے پاس جاؤ، تو اس کے سامنے بھلائی کا کلمہ زبان سے نکالو، کیونکہ تم جو کچھ کہتے ہو، فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ مسلم (۳۴)، مشکوۃ (۳۵)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے، اس لئے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کے مانند ہوتی ہے۔ ابن ماجہ (۳۶)، مشکوۃ (۳۷)۔

---

(۳۳) عن ثوبان رضي الله عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: إن المسلم إذا عاد أخاه المسلم لم يزل في خرفة الجنة، حتى يرجع. صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل عيادة المريض، الحديث رقم: ٢٥٦٨، والترمذي في الجنائز، باب ماجاء في عبادة المريض، الحديث رقم: ٩٦٧، والطبراني في المعجم الكبير، في حديث ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم، الحديث رقم: ١٤٤٥: ٢/١٠١، مكتبة الزهراء الموصل، وأحمد في مسنده، في حديث ثوبان رضى الله عنه، الحديث رقم: ٢٢٤٤٣: ٥/٢٧٧، دار إحياء التراث العربي بيروت، والبيهقي في الجنائز، باب فضل العيادة، الحديث رقم: ٦٣٧٣: ٣/٣٨٠، مكتبه دار الباز مكة المكرمة.

(٣٤) أخرجه مسلم، عن أم سلمة رضي الله تعالىٰ عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: إذا حضرتم المريض أو الميت، فقولوا خيراً؛ فإن الملائكة يؤمنون على ماتقولون. أخرجه مسلم في صحيحه، في كتاب الجنائز، باب ما يقال عند المريض والميت، الحديث رقم: ٩١٩، والحاكم في المستدرك في كتاب معرفة الصحابة، ذكر أم المرضين أم سلمة بنت أبي أمية، الحديث رقم: ٦٧٥٨: ٤/١٧، دار الكتب العلمية بيروت، وأبو داود في الجنائز، باب ما يستحب أن يقال عند الميت من الكلام، الحديث رقم: ٣١١٥.

(٣٥) مشكوة المصابيح، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند من حضره الموت، الحديث رقم: ١٦١٧: ١/٥٠٨، المكتب الإسلامي بيروت، وأحمد في مسنده، في حديث أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث رقم: ٢٦٥٤٠: ٦/٢٩١، دار إحياء التراث العربي بيروت، والطبراني في المعجم الكبير، قبيصة بن ذؤيب، عن أبي سلمة، الحديث رقم: ٧١٢: ٢٣/٣١٤، مكتبة الزهراء الموصل.

(٣٦) أخرج ابن ماجه، عن عمر بن الخطاب، قال: قال لي النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: إذا دخلت على مريض، =

تسلی اور ہمدردی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو، (یعنی اس کی عمر اور اس کی زندگی کے بارے میں امید پیدا کرنے والی باتیں کرو)، اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو رد تو نہ کرسکیں گی، لیکن اس سے اس کا دل خوش ہوگا اور یہی عیادت کا مقصد ہے۔ جامع ترمذی (۳۸)، سنن ابن ماجہ (۳۹)، معارف الحدیث (۴۰)۔

= فمُرْه أن يدعو لك؛ فإن دعاءه كدعاء الملائكة. رواه ابن ماجه في أبواب الجنائز، باب ماجاء في عيادة المريض، الحديث رقم: ١٤٤١، وذكره النووي في الأذكار، باب ما يقول المريض ويقرأ عليه، الحديث رقم: ٤١٣، ص: ١١١، دار الكتب العربي بيروت، والترمذي في الترغيب والترهيب، كتاب الجنائز وما يتقدمها، الحديث رقم: ٥٢٧٨: ١٦٦/٤، دار الكتب العلمية بيروت، وابن السني في عمل اليوم والليلة، باب دعاء المريض الحداد، الحديث رقم: ٥٥٧، ص: ٥٠٨، مؤسسة علوم القرآن بيروت، وكنز العمال، كتاب الجنائز، حق عيادة المريض، الحديث رقم: ٢٥١٣٦: ٤٠/٩، دار الكتب العلمية بيروت.

(٣٧) مشكوة المصابيح، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المرض، الحديث رقم: ١٥٨٨، الفصل الثالث: ٤٩٩/١، المكتب الإسلامي بيروت، والبيهقي في شعب الإيمان، الثالث والستون من شعب الإيمان، فصل: في آداب العيادة، الحديث رقم: ٩٢١٤: ٥٤١/٦، دار الكتب العلمية بيروت، وكذا في فتح الباري، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض راكباً وما شياً، تحت الحديث رقم: ٤٣٣٨: ١٢٢/١٠، دار المعرفة بيروت.

(٣٨) أخرجه الترمذي في الطب، بعد: باب: التداوي بالرماد، وفيه: إذا دخلتم على المريض فنفّسوا له في أجله؟ فإن ذلك لايرد شيئاً، ويطيب بنفسه، الحديث رقم: ٢٠٨٧، وابن أبي شيبة في الجنائز، ما يقال عند المريض إذا حضر، الحديث رقم: ١٠٨٥١: ٤٤٥/٢، مكتبة الرشد الرياض، والبيهقي في شعب الإيمان، الثالث والستون من شعب الإيمان، فصل: في آداب العيادة، الحديث رقم: ٩٢١٣: ٥٤١/٦، دار الكتب العلمية بيروت.

(٣٩) عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: إذا دخلتم على المريض فنفسوا له في الأجل؛ فإن ذلك لايرد شيئاً، وهو يطيب بنفس المريض. ابن ماجه، أبواب الجنائز، باب ماجاء في عيادة المريض، الحديث رقم: ١٤٣٨، وكنز العمال في الجنائز، حق عيادة المريض، الحديث رقم: ٢٥١٢٤: ٣٩/٩، دار الكتب العلمية بيروت، وابن السني في عمل اليوم والليلة، باب تطيب نفس المريض، الحديث رقم: ٥٣٧، ص: ٤٨٦، مؤسسة علوم القرآن بيروت.

(۴۰) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، مریض کی عیادت اور تسلی وہمدردی: ۲۶۷/۲، حصہ سوم، دار الاشاعت کراچی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مریضوں کے پاس عیادت کرنے میں شور و شغب نہ کرنا اور کم بیٹھنا بھی سنت ہے۔ مشکوۃ (۴۱)۔

مریض کی عیادت کے لئے کوئی دن یا وقت مقرر کرنا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتِ طیبہ میں سے نہیں تھا، بلکہ آپ دن رات تمام اوقات میں (حسبِ ضرورت) مریضوں کی عیادت فرماتے۔ زادالمعاد (۴۲)۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مریض کے قریب تشریف لے جاتے اور اس کے سرہانے بیٹھتے، اس کا حال دریافت کرتے اور پوچھتے طبیعت کیسی ہے۔ زادالمعاد (۴۳)۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو بیمار کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے اور اگر وہ کچھ مانگتا تو اس کے لئے وہ چیز منگواتے اور فرماتے مریض جو مانگے وہ اس کو دو بشرطیکہ مضر نہ ہو۔ حصن حصین (۴۴)۔

---

(٤١) وعن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: من السنة تخفيف الجلوس وقلة الصخب في العيادة عند المريض، قال: وقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، لما كثر لغطهم واختلافهم: قوموا عني. رواه رزين. مشكوة المصابيح، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المرض، الفصل الثالث الحديث رقم: ١٥٨٩: ٤٩٩/١، المكتب الإسلامي بيروت، وهكذا في المستطرف في كل فن مستظرف، لشهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي، الفصل الرابع ما جاء في العيادة وفضلها: ٥٧٠/٢، دارالكتب العلمية بيروت. وهكذا في جامع الأصول لابن الأثير، الحديث رقم: ٤٩٠٤، دارالريان القاهرة.

(٤٢) ولم يكن من هديه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أن يخص يوماً من الأيام بعيادة المريض ولا وقتاً من الأوقات، بل شرع لأمته عيادة المرضى ليلاً ونهاراً وفي سائر الأوقات. زاد المعاد، فصل في هديه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في عيادة المرضى: ١٣٨/١، مؤسسة الرسالة بيروت.

(٤٣) وكان يدنو من المريض ويجلس عند رأسه، ويسأله عن حاله، فيقول: كيف تجدك؟ زاد المعاد، فصل: في هديه صلى الله عليه وسلم في عيادة المرضى: ٤٩٧/١، مؤسسة الرسالة، بيروت.

(٤٤) حصن حصين، باب مايقول من اشتكى ألماً أو شيئاً في جسده: ٣٢٨، دار القلم دمشق، وأحمد في مسند أبي موسىٰ الأشعري، الحديث رقم: ١٩٦٩٤: ٤١٠/٤، دار إحياء التراث العربي بيروت، وذكر أنه كان يسأل المريض عما يشتهيه! فيقول: هل تشتهي شيئاً؟ فإن اشتهى شيئاً وعلم أنه لايضره، أمر له به، وكان أحياناً يضع يده على جبهة المريض، ثم يمسح صدره وبطنه، ويقول: اللهم اشفه وكان يمسح وجهه أيضاً. زاد المعاد، فصل: في هديه صلى الله عليه وسلم في عيادة المرضى: ٤٩٧/١، مؤسسة الرسالة بيروت، وأيضاً ذكره أبويعلىٰ في مسنده، الأعمش عن أنس، =

اور کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مریض کی پیشانی پر دستِ مبارک رکھتے، پھر اس کے سینہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اور دعا کرتے اے اللہ! اسے شفاء دے (۴۵) اور جب آپ مریض کے پاس تشریف لے جاتے تو فرماتے، کوئی فکر کی بات نہیں، انشاء اللہ تعالیٰ سب ٹھیک ہو جائے گا، بسا اوقات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے یہ بیماری گناہوں کا کفارہ اور طہور بن جائے گی۔ زاد المعاد (۴۶)۔

مریض پر دم اور اس کے لئے دعائے صحت

آپ مریض کے لئے تین بار دعا فرماتے، جیسا کہ آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی، اے اللہ! سعد کو شفا دے، اے اللہ! سعد کو شفاء دے، اے اللہ! سعد کو شفا دے۔ زاد المعاد (۴۷)۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مریض کی پیشانی یا دکھی ہوئی جگہ پر داہنا ہاتھ رکھ کر فرماتے:

"اللهم أذهب البأس، رب الناس، اشف أنت الشافي، لاشفاء

= ولفظه: عن أنس، قال: دخل النبي صلى الله عليه وسلم على رجل يعوده، فقال. هل تشتهي شيئاً؟ هل تشتهي كعكاً؟ فقال: نعم! فطلبوا له. الحديث رقم: ٤٠١٦: ٨٣/٧، دارالمأمون للتراث دمشق. وابن السني في عمل اليوم والليلة، نوع آخر، باب اشتهاء المريض، الحديث رقم: ٥٤٠، ص: ٤٨٩، مؤسسة الرسالة القرآن بيروت. وابن ماجه، في الطب، باب المريض يشتهي الشيء، وفيه: عن ابن عباس، أن النبي صلى الله عليه وسلم، عاد رجلاً، فقال له: ماتشتهي؟ فقال: أشتهي خُبْزَ بُرٍّ. فقال النبي صلى الله عليه وسلم: من كان عنده خبز بُرٍّ فَلْيَبْعَثْ إلى أخيه، ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا اشتهر مريض أحدكم شيئاً فليطعمه. الحديث رقم: ٣٤٤٠.

(٤٥) وكان أحياناً يضع يده على جبهة المريض، ثم يمسح صدره وبطنه، ويقول: اللهم اشفه، وكان يمسح وجهه أيضاً. زاد السعاد، فصل في هديه صلى الله عليه وسلم في عيادة المرضى: ١/٣٩٧، مؤسسة الرسالة، بيروت.

(٤٦) كان صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، إذا دخل على المريض، يقول له: لابأس، طهور إن شاء الله، وربما كان يقول: كفارة وطهور. زادالمعاد، فصل في عيادة المرضى: ١٣٨/١، مؤسسة الرسالة بيروت، أخرجه البخاري في صحيحه، في المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، الحديث رقم: ٣٤٢٠. وفي كتاب المرضىٰ، باب عيادة الأعراب، الحديث رقم: ٥٣٣٢.

(٤٧) وكان صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يدعو للمريض ثلاثاً، كما قاله لسعد: اللهم اشف سعداً، اللهم اشف سعداً، اللهم اشف سعداً. زادالمعاد، فصل في عيادة المرضى: ١/٤٩٤، مؤسسة الرسالة بيروت، أخرجه مسلم في كتاب الوصية، باب الوصية بالثلث، الحديث رقم: ١٦٢٨. والبخاري في المرضىٰ، باب وضع اليد على المريض، الحديث رقم: ٥٣٣٥. وأبو داود في الجنائز، باب الدعاء للمريض، بالشفاء عند العيادة، الحديث رقم: ٣١٠٤.

إلا شفاؤك شفاءً لايغادر سقما". یعنی: ''اے اللہ! اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفاء نہیں ہے، ایسی شفاء دے جو ذرا مرض نہ چھوڑے'' (۴۸)۔

یہ دعا بھی منقول ہے: "اللهم اشفه، اللهم عافه" (۴۹). ''اے اللہ! اس کو شفاء دے، اے اللہ! اس کو عافیت دے''۔

یا سات مرتبہ یہ دعا پڑھے: "أسأل الله العظيم رب العرش العظيم، أن يشفيك". یعنی: ''میں سوال کرتا ہوں اللہ سے جو بڑا ہے اور عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفاء بخشے''۔

جس شخص نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی، جس کی موت کا وقت نہ آیا ہو اور یہ دعا پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو اس مرض سے ضرور شفاء دے گا۔ ابوداؤد، کتاب الجنائز (۵۰) و ترمذی ابواب الطب (۵۱)۔

---

(٤٨) روى مسلم، عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها، قالت: كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، إذا اشتكى منا إنسان: مسحه بيمينه، ثم قال: أذهب البأس، رب الناس، واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاؤك شفاء لايغادر سقماً. صحيح مسلم، كتاب الأداب، باب استحباب رقية المريض، الحديث رقم: ٢١٩١، وكذا في زادالمعاد، فصل في عيادة المرضى: ١/١٣٨، مؤسسة الرسالة بيروت، وأخرجه البخاري في الطب، باب رقية النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث رقم: ٥٤١٠، وأيضاً في: باب مسح الراقي الوجع بيده اليمنىٰ، الحديث رقم: ٥٤١٨، وأبو داود في الطب، باب في تعليق التمائم، الحديث رقم: ٣٨٨٣.

(٤٩) أخرجه الحاكم في المستدرك، ذكر أخبار سيد المرسلين وخاتم النبيين، الحديث رقم: ٤٢٣٩: ٢/٦٧٧، دارا الكتب العلمية بيروت، والترمذي في باب في دعاء المريض، الحديث رقم: ٣٥٦٤، وأحمد في مسند علي بن أبي طالب، الحديث رقم: ٨٤١: ١/١٠٧، دار إحياء التراث العربي بيروت، وفي عمل اليوم والليلة للنسائي، باب مايقول عند ضر نزل به، الحديث رقم: ١٠٥٨: ١/٥٧٤، مؤسسة الرسالة بيروت، وابن أبي شيبة في كتاب الدعاء، ما يدعى به للمريض إذا دخل عليه، الحديث رقم: ٢٩٤٩٩: ٦/٦٣، مكتبة الرشد الرياض.

(٥٠) أخرج أبوداود، عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: من عاد مريضاً لم يحضر أجله، فقال عنده سبع مرار: أسأل الله العظيم، رب العرش العظيم أن يشفيك إلا عافاه الله من ذلك المرض. سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب الدعاء للمريض بالشفاء عند العيادة، الحديث رقم: ٣١٠٦، والحاكم في المستدرك، كتاب الجنائز، الحديث رقم: ١٢٦٨: ١/٤٩٣، دار الكتب العلمية بيروت، والنسائي في الجنائز، موضع مجلس الإنسان من المريض الدعاء له، الحديث رقم: ١٠٨٨٣.

(٥١) عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، أنه قال: ما من عبد مسلم يعود مريضاً =

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درد کی شکایت کی، جوان کے جسم کے کسی حصہ میں تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس جگہ پر اپنا ہاتھ رکھو، جہاں تکلیف ہے اور تین دفعہ کہو "بسم اللہ" اور سات مرتبہ کہو "أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وأُحَاذِرُ". یعنی: "میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کی، اس تکلیف کے شر سے جو میں پا رہا ہوں اور جس کا مجھے خطرہ ہے"۔

کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری وہ تکلیف دور فرمادی۔ صحیح مسلم (۵۲)، معارف الحدیث (۵۳)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا پڑھ کر حضرات حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتے تھے:

"أعوذ بكلمات الله التامة من شرِ كل شيطانٍ وهامَّةٍ، ومن كل عين

= لم يحضر أجله، فيقول سبع مرات: أسأل الله العظيم، رب العرش العظيم، أن يشفيك إلا عوفي. جامع الترمذي، أبواب الطب، باب بلا ترجمة، الحديث رقم: ٢٠٨٣، وأخرجه الحاكم في المستدرك في كتاب الجنائز، وفيه: من عاد أخاه المسلم، فقد عند رأسه، ثم قال سبع مرات: أسأل الله العظيم، رب العرش العظيم أن يشفيك، عوفي إن لم يكن أجله يحضر، الحديث رقم: ١٢٦٩: ١/٤٩٣، دارالكتب العلمية بيروت، و كنز العمال، كتاب الجنائز، حق عيادة المريض، الحديث رقم: ٢٥١٣٢: ٩/٤٠، دار الكتب العلمية بيروت.

(٥٢) عن عثمان بن أبي العاص الثقفي رضي الله تعالىٰ عنه، أنه شكى إلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وجعاً يجده في جسده منذ أسلم، فقال له رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ضع يدك على الذي تألم من جسدك، وقل: باسم الله ثلاثاً، وقل سبع مرات: أعوذ بالله وقدرته من شرما أجد وأحاذر. رواه مسلم في صحيحه في كتاب السلام، باب استحباب وضع يده على موضع الألم مع الدعاء، الحديث رقم: ٢٢٠٢: والحاكم في المستدرك في كتاب الجنائز، الحديث رقم: ١٢٧١: ١/٤٩٤، وأيضاً في الطب، الحديث رقم: ٧٥١٥: ٤/٢٤٤، دار الكتب العلمية بيروت، وأبوداود في سننه، في الطب، باب: كيف الرقى، الحديث رقم: ٣٨٩١، وفيه: عن عثمان بن أبي العاص، أنه أتى النبي صلى الله عليه وسلم، قال عثمان: وبي وجعٌ قد كاد يهلكني، قال: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: امسحه بيمينك سبع مرات، وقل: أعوذ بعزة الله وقدرته من شرما أجد، قال: ففعلت ذلك، فأذهب الله عزوجل ما كان بي، فلم أزل آمر به أهلي وغيرهم.

(۵۳) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، مریض پر دم اور اس کے لئے دعا صحت: ۲/۲۶۸، حصہ سوم، دارالاشاعت کراچی۔

لامّة". یعنی: ''میں تمہیں پناہ دیتا ہوں اللہ کے کلمات تامہ کی ہر شیطان کے شر سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر اثر ڈالنے والی آنکھ سے''۔

اور فرماتے تھے کہ تمہارے جدامجد ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں صاحبزادوں اسمٰعیل واسحٰق علیہما السلام پران کلمات سے دم کرتے تھے۔ معارف الحدیث (۵۴)، رواہ البخاری (۵۵)۔

اور جس کے زخم یا پھوڑا یا کوئی تکلیف ہوتی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر دَم کرتے، چنانچہ شہادت کی انگلی زمین پر رکھ دیتے، پھر یہ دعا پڑھتے:

"بـاسـم اللّٰه تـربـة أرضنا بريقة بعضنا يشفي سقيمنا بإذن ربنا". یعنی:

''میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں، یہ ہماری زمین کی مٹی ہے، جو ہم میں سے کسی کے تھوک میں ملی ہوئی ہے، تاکہ ہمارے بیمار کو ہمارے رب کے حکم سے شفا دے''

اور اس جگہ انگلی پھیرتے۔ زاد المعاد (۵۶)۔

---

(۵۴) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، مریض پر دم اور اس کے لئے دعا صحت: ۲/۲۶۸، حصہ سوم، دار الاشاعت کراچی۔

(٥٥) أخرج البخاري في صحيحه، في كتاب الأنبياء، باب: يزفون: النسلان في المشي، الحديث رقم: ٣١٩١، عن ابن عباس، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يعوذ الحسن والحسين، ويقول: إن أباكما كان يعوذ بها إسماعيل وإسحاق: أعوذ بكلمات الله التامة من كل شيطان وهامة ومن كل عين لامة. وأخرجه أبو داود، في الديات، باب في القرآن، وفيه: كان النبي صلى الله عليه وسلم، يعوذ الحسن والحسين: أعيذكما بكلمات الله التامة من كل شيطان وهامة ومن كل عين لامة، ثم يقول: كان أبوكم يعوذ بهما إسماعيل وإسحاق، الحديث رقم: ٤٧٣٧، والحاكم في المستدرك، كتاب المناقب، ومن مناقب الحسن والحسين، الحديث رقم: ٤٧٨١: ٣/١٨٣، دار الكتب العلمية بيروت، والترمذي في الطب، باب، الحديث رقم: ٢٠٦٠، وابن ماجه، في الطب، باب ما عوذ به النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث رقم: ٣٥٢٥.

(٥٦) وكان إذا دخل على المريض، يقول له: لا بأس، طهور إن شاء الله، وربما كان يقول: كفارة وطهور وكان يرقي من به قرحة، أو جرح، أو شكوى فيضع سبابته بالأرض، ثم يرفعها، ويقول: بسم الله تربة أرضنا بريقة بعضنا يشفي سقيمنا بإذن ربنا . زاد المعاد، فصل: في هديه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في عيادة المرضى: ١/١٣٨، مؤسسة الرسالة بيروت. وأخرجه البخاري في الطب، باب رقية النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث رقم: ٥٤١٣، وفيه: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول للمريض: بسم الله تربة أرضنا بريقة بعضنا يشفي سقيمنا بإذن ربنا، وابن حبان، كتاب الجنائز، ذكر ما يستحب للعواد أن يطيبوا قلوب الأعلاء عند عيادتهم إياهم، الحديث رقم: ٢٩٥٩: ٧/٢٢٥، مؤسسة الرسالة بيروت، والطبراني في الكبير، في حديث عكرمة عن ابن عباس، الحديث رقم: ١١٩٥١: ١١/٣٤٢، مكتبة الزهراء الموصل.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب خود بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم فرمایا کرتے اور خود اپنا دستِ مبارک اپنے جسم پر پھیرتے، پھر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ بیماری لاحق ہوئی، جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں وہی معوذات پڑھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دم کرتی، جن کو پڑھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دم کیا کرتے تھے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ مبارک آپ کے جسم پر پھیرتی۔ صحیح بخاری (۵۷)، صحیح مسلم (۵۸)، معارف الحدیث (۵۹)۔

نوٹ: معوذات سے سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۃ الناس مراد ہے (۶۰)، ان کو پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کیا جائے، پھر ان کو سر سے لے کر پاؤں تک تمام جسم پر پھیر لیا جائے، تین مرتبہ ایسا کیا جائے۔

---

(۵۷) أخرجه البخاري في الطب، باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم ووفاته ...... وفيه، عن ابن شهاب، قال: أخبرني عروة، أن عائشة أخبرته أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان إذا اشتكى نفث على نفسه بالمعوذات، ومسح عنه بيده، فلما اشتكى وجعه الذي توفي فيه، طفقت أنفث على نفسه بالمعوذات التي كان ينفث، وأمسح بيد النبي صلى الله عليه وسلم عنه، الحديث رقم: ٤١٧٥، وأيضاً في كتاب الفضائل، باب فضل المعوذات، الحديث رقم: ٤٧٢٩، وأبو داود في كتاب الطب، باب: كيف الرقى، الحديث رقم: ٣٩٠٢، وابن ماجه في الطب، باب النفث في الرقية، الحديث رقم: ٣٥٢٩.

(۵۸) أخرجه مسلم في صحيحه في كتاب السلام، باب رقية المريض بالمعوذات والنفث، الحديث رقم: ٢١٨٢، وأحمد في مسند السيدة عائشة، الحديث رقم: ٢٤٨٧٥: ٦/١١٤، دار إحياء التراث العربي بيروت، وعبد بن حميد في مسند عائشة، الحديث رقم: ١٤٧٤، ص: ٤٢٩، مكتبة السنة القاهرة، والنسائي في الطب في المرأة ترقي الرحل، الحديث رقم: ٧٥٣٠.

(۵۹) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، مریض پر دم اور اس کے لئے دعا صحت: ۲/۲۶۹، حصہ سوم، دارالاشاعت کراچی۔

وأحمد في مسند السيدة عائشة، الحديث رقم: ٢٤٨٧٥: ٦/١١٤، دار إحياء التراث العربي بيروت، وعبد بن حميد في مسند عائشة، الحديث رقم: ١٤٧٤، ص: ٤٢٩، مكتبة السنة القاهرة، والنسائي في الطب في المرأة ترقي الرحل، الحديث رقم: ٧٥٣٠.

(٦٠) قال الملا علي القاري: قوله: بالمعوذات: أي: بسورة: ﴿قل أعوذ برب الفلق﴾ و ﴿قل أعوذ برب الناس﴾ وجمع باعتبار أن أقل الجمع اثنان، أو أراد هما مع سورة الإخلاص، فهو من باب التغليب. عمدة القاري، كتاب المغازي، باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم ووفاته، تحت الحديث رقم: ٤١٧٥ (١٨/٦٦)، دار إحياء التراث العربي بيروت.

بابِ دوم

نزع کی حالت، موت کے وقت میت کے ساتھ معاملہ اور تجہیز و تکفین کا سامان

احکامِ میت

❁ ۔موت کے وقت میت کے ساتھ معاملہ

❁ ۔تجہیز و تکفین کا سامان

❁ ۔غسل و کفن میں کفار کے ساتھ معاملہ

❁ ۔میت پر نوحہ اور ماتم کرنا

❁ ۔تجہیز و تکفین کی ذمہ داری کس کے ذمہ ہیں

❁ ۔غسل و کفن اور جنازہ کا سامان

باب دوم

نزع کی حالت، موت کے وقت میت کے ساتھ معاملہ اور تجہیز و تکفین کا سامان

ب موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے
وں کو کلمہ "لا إله إلا الله" کی تلقین کریں۔ صحیح مسلم (۱)، معارف الحدیث (۲)۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے مرنے
وں (قریب المرگ مریضوں) پر سورۂ یٰس پڑھا کرو۔ معارف الحدیث (۳)، مسند احمد (۴)، سنن ابی

أخرجه مسلم في الجنائز، باب تلقين الموتىٰ: بـ لا إله إلا الله، الحديث رقم: ۹۱٦، وفيه: حدثنا يحيى بن عمارة، قال: سمعت سعيد الخدري رضي الله تعالىٰ عنه، يقول: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: لقنوا موتاكم لا إله إلا الله. صحيح لم، كتاب الجنائز، فصل في تلقين المحتضر بلا إله إلا الله، الحديث رقم: ۹۱٦، وأخرجه ابن حبان في صحيحه، في: فصل: المحتضر، الحديث رقم: ۳۰۰۲: ۲٦۹/۷، مؤسسة الرسالة بيروت، وأبوداود في الجنائز، باب: في التلقين، الحديث رقم: ۳۱، والترمذي في الجنائز، باب ما جاء في تلقين المريض عند الموت والدعاء له عنده، الحديث رقم: ۹۷٦.

معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، نماز جنازہ اور اس کے قبل و بعد، جب موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو کیا کریں: ۲/۲۷۰، حصہ دارالاشاعت کراچی۔

) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، نماز جنازہ اور اس کے قبل و بعد، جب موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں، تو کیا کریں؟: ۲/۲۷۰، حصہ دارالاشاعت کراچی۔

أخرجه أحمد في مسند معقل بن يسار، الحديث رقم: ۲۰۳۱٦، وفيه: عن معقل بن يسار، قال: قال رسول الله الله عليه وسلم: اقرؤوها على موتاكم، يعني: يس: ۲٦/۵، دار إحياء التراث العربي بيروت.

داود(۵)، ابن ماجہ(٦)۔

سکرات الموت

مرنے والے کا منہ، مرتے وقت قبلہ کی طرف کردیں اور خود وہ (قریب المرگ) یہ دعا مانگے: ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى(۷) اور لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ(۸) پڑھے اور اَللّٰھُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ پڑھے۔

ترجمہ: ''اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما، اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ! موت کی سختیوں (کے اس موقع) میں میری مدد فرما''۔ ترمذی(۹)۔

---

(٥) أخرجه أبو داود في سننه في كتاب الجنائز، باب القراءة عند الميت، الحديث رقم: ٣١٢١.

(٦) وابن ماجه في سننه في الجنائز، باب ما جاء في ما يقال عند المريض إذا حضر، الحديث رقم: ١٤٤٨. وفي الدر: (ويلقن) ندباً، وقيل: وجوباً (بذكر الشهادتين ......) (عنده) ......، (من غير أمره بها) ......، ويندب قراءة يس والرعد. الدر المختار. وفي الرد: تحت قوله: ويندب قراءة يس؛ لقوله عليه السلام: اقرؤوا على موتاكم يس، صححه ابن حبان. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: مطلب: في التلقين بعد الموت: ١٩١/٢، رشيدية، وفي البحر: ويقرأ عنده سورة يس، ويحضر عنده من الطيب، و يلقن: لا إله إلا الله. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٣٠٠/٢، رشيدية.

(٧) أخرجه البخاري في: باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث رقم: ٤١٧٦، وابن حبان، ذكر البيان بأن دعاء المصطفىٰ باللحوق بالرفيق الأعلىٰ كان في علته تلك، الحديث رقم: ٦٦١٨، ٥٨٥/١٤، مؤسسة الرسالة بيروت، والترمذي في الدعوات، باب، الحديث رقم: ٣٤٩٦، وابن ماجه، في الجنائز، باب ماجاء في ذكر مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم، الحديث رقم: ١٦١٩.

(٨) أخرجه البخاري في الجنائز، باب: إذا قال المشرك عند الموت: لا إله إلا الله، الحديث رقم: ١٢٩٤. وابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في تلقين الميت: لا إله إلا الله، الحديث رقم: ١٤٤٤ - ١٤٤٥، والترمذي في الجنائز، باب ما جاء في تلقين المريض عند الموت، الحديث رقم: ٩٧٧.

(٩) روى الترمذي، عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها، أنها قالت: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو بالموت، وعنده قدحٌ فيه ماءٌ، وهو يُدخِل يده في القدح، يمسح وجهه بالماء، ثم يقول: اللهم أعِني على غمرات الموت، أو سكرات الموت. جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في تشديد عند الموت، الحديث رقم: ٩٧٨، والنسائي في الكبرىٰ، كتاب الجنائز، باب: ذكر ما كان يقوله النبي صلى الله عليه وسلم، في مرضه، الحديث رقم: ٧١٠١، وابن ماجه، في باب ما جاء في ذكر مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم، الحديث رقم: ١٦٢٣، وأبو يعلىٰ في مسنده، =

مسئلہ [1] جب کسی پر موت کا اثر ظاہر ہو، تو اس کو چت لٹادو، اس طرح کہ قبلہ اس کے داہنی طرف ہو اور سر کو ذرا قبلہ کی طرف گھمادو، یا اس کے پاؤں قبلہ کی طرف کردو اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر ذرا اُونچا کردو، اس طرح بھی قبلہ رخ ہو جائے گا۔ مسافر آخرت (۱۰)۔

لیکن اگر مریض کو قبلہ رخ کرنے سے تکلیف ہو تو اس کے حال پر چھوڑ دو، پھر اس کے پاس بیٹھ کر کلمۂ شہادت کی تلقین اس طرح کریں کہ کوئی اس کے پاس بلند آواز سے کہے: "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ" اور اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کرو، کیونکہ وہ وقت بڑا مشکل ہے، نہ معلوم اس کے منہ سے کیا نکل جائے۔ بہشتی زیور (۱۱)۔

مسئلہ [2] جب وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو چپ ہو رہو، یہ کوشش نہ کرو کہ برابر کلمہ جاری رہے اور پڑھتے پڑھتے دَم نکلے، کیونکہ مطلب تو فقط اتنا ہے کہ سب سے آخری بات، جو اس کے منہ سے نکلے، کلمہ

= في تابع مسند عائشة رضي الله تعالىٰ عنها، الحديث رقم: ۴۵۱۰، ۸/۹، دار المأمون للتراث دمشق.

(۱۰) مسافر آخرت، مولانا سید اصغر حسین دیوبندی، ص:۲، دار الاشاعت کراچی۔

وفي الهداية شرح البداية: إذا احتضر الرجل وُجِّهَ إلى القبلة على شقه الأيمن؛ اعتباراً بحال الوضع في القبر؛ لأنه أشرف عليه ......، ولُقِّنَ الشهادتين؛ لقوله عليه السلام: لقنوا موتاكم شهادة: أن لا إله إلا الله، والمراد: الذي قرب من الموت. الهداية، باب الجنائز: ۱/۹۰، المكتبة الإسلامية بيروت، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱/۱۵۸، رشيدية، وكذا في البحر، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۲۹۹، رشيدية.

(۱۱) اصلی اشرفی بہشتی زیور، گھر میں موت ہو جانے کا بیان، ص:۱۶۰، حصہ دوم، دار الاشاعت کراچی۔

في الهندية: إذا احتضر الرجل وُجِّهَ إلى القبلة، على شقه الأيمن، وهو السنة، وهذا إذا لم يشق عليه، فإذا شق ترك على حاله ......، ولقن الشهادتين، وصورة التلقين: أن يقال عنده في حالة النزع قبل الغرغرة جهراً، وهو يسمع: أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً رسول الله. ولايقال له: قُلْ ولا يُلَحُّ عليه في قولها؛ مخافة أن يضجر، فإذا قالها مرّةً، لايعيدها عليه الملقن إلا أن يتكلم بكلامٍ غيرها. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول في المحتضر: ۱/۱۵۷، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۲/۲۹۸، ۲۹۹، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: فيلقنهما من غير إلحاح؛ كأن الحال صعب عليه، فلا يقال له: قل. حاشية الطحطاوي، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز، ۱/۳۶۶، المطبعة الكبرى مصر، وكذا في الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۹۱، ۹۲، ۹۴، رشيدية، وفي شرح فتح القدير: ثم ينبغي في التلقين في الاحتضار أن يقال بحضرته، وهو يسمع، ولا يقال له: قُلْ. فتح القدير، كتاب الجنائز، فصل: في الغسل: ۲/۱۰۵، دار الفكر بيروت.

ہونا چاہیے، اس کی ضرورت نہیں کہ دم ٹوٹنے تک کلمہ برابر جاری رہے، ہاں! اگر کلمہ پڑھ لینے کے بعد پھر کوئی دنیا کی بات چیت کرے، تو پھر کلمہ پڑھنے لگو، جب وہ پڑھ لے تو پھر چپ ہو رہو۔ بہشتی زیور (۱۲)۔

مسئلہ [3] جب سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے اور ٹانگیں ڈھیلی پڑ جائیں کہ کھڑی نہ ہو سکیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں بیٹھ جائیں، تو سمجھو کہ اس کی موت کا وقت آ گیا، اس وقت کلمہ زور زور سے پڑھنا شروع کردو۔ بہشتی زیور (۱۳)۔

مسئلہ [4] سورۂ یسین پڑھنے سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے۔ اس کے سرہانے یا اور کہیں اس کے پاس بیٹھ کر پڑھ دو، یا کسی سے پڑھوا دو (۱۴)۔

---

(۱۲) بہشتی زیور، حصہ دوم، گھر میں موت ہو جانے کا بیان، ص:۱۶۱، دارالاشاعت کراچی۔

وفي الهندية: ولايقال له: قُلْ ولا يُلِحُّ عليه في قولها؛ مخافة أن يضجر، فإذا قالها مرّةً، لايعيدها عليه الملقن إلا أن يتكلم بكلام غيرها. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول في المحتضر: ۱۵۷/۱، رشيدية، وهكذا في شرح فتح القدير: ثم ينبغي في التلقين في الاحتضار أن يقال بحضرته، وهو يسمع، ولا يقال له: قُلْ. فتح القدير، كتاب الجنائز، فصل: في الغسل: ۱۰۵/۲، دار الفكر بيروت، وكذا في الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۹۴/۳، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز، ۳۶۶/۱، المطبعة الكبرى مصر.

(۱۳) اصلی اشرفی بہشتی زیور، گھر میں موت ہونے کا بیان، ص:۱۶۱، حصہ دوم، دارالاشاعت کراچی۔

في الدر: وعلامته: استرخاء قدميه، واعوجاج منخره، وانخساف صدغيه. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۹۱/۳، رشيدية، وفي الهندية: وعلامات الاحتضار: أن تسترخي قدماه، فلا تنتصبان، ويتعوّج أنفه، وينخسف صدغاه، وتمتد جلدة الخصية ......، وتمتدّ جلدة وجهه، فلا يرى فيها تعطف. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول في المحتضر: ۱۵۷/۱، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز: ۳۶۵/۱، المطبعة الكبرى مصر، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۲۹۸/۲، رشيدية، وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز: ۲۶۳/۱، دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۴) روى أبو داود، عن معقل بن يسار رضي الله تعالىٰ عنه، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: اقرؤوا يس على موتاكم. أخرجه أبو داود، في الجنائز، باب القراء ة عند الميت، الحديث رقم: ۳۱۲۱، والنسائي، في الجنائز، ما يقرأ على الميت، الحديث رقم: ۱۰۹۱۳، وأحمد في مسنده، في حديث معقل بن يسار، الحديث رقم: ۲۰۳۱۶، ۲۶/۵، دار إحياء التراث العربي بيروت، قال في الدر: ويندب قراء ة يس. الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۹۴/۳، رشيدية، وفي البحر: ويقرأ عنده سورة يس. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۰۰/۲، رشيدية.

مسئلہ [5] اس وقت کوئی بات ایسی نہ کرو کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جائے، کیونکہ یہ وقت دنیا سے جدائی اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضری کا وقت ہے، ایسے کام کرو، ایسی باتیں کرو کہ دنیا سے دل پھر کر اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جائے کہ مردہ کی خیر خواہی اسی میں ہے، ایسے وقت میں بال بچوں کو سامنے لانا یا کوئی اَور جس سے اس کو زیادہ محبت تھی، اسے سامنے لانا ایسی باتیں کرنا کہ دل اس کا ان کی طرف مائل ہو جائے اور ان کی محبت اس کے دل میں سما جائے، بڑی بُری بات ہے کہ دنیا کی محبت کیلئے رخصت ہو۔ بہشتی زیور (۱۵)۔

مسئلہ [6] مرتے وقت اگر اس کے منہ سے خدانخواستہ کفر کی کوئی بات نکلے، تو اس کا خیال نہ کرو، نہ اس کا چرچا کرو، بلکہ یہ سمجھ کر موت کی سختی کی وجہ سے عقل ٹھکانے نہیں رہی، اس وجہ سے ایسا ہوا اور عقل جاتے رہنے کے وقت جو کچھ ہو، سب معاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کی دعا کرتے رہو۔ بہشتی زیور (۱۶)۔

جب موت واقع ہو جائے تو اہل تعلق یہ دعا پڑھیں:

﴿إنـا لله وإنـا إليه راجعون﴾ (۱۷). ”بے شک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ ہی کی

---

(۱۵) اصلی اشرفی بہشتی زیور، گھر میں موت ہونے کا بیان، ص:۱۶۱، حصہ دوم، دار الاشاعت کراچی۔

روى مسلم، عن أم سلمة رضي الله تعالىٰ عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا حضرتم المريض، أو الميت، فقولوا خيراً؛ فإن الملائكة يؤمنون على ما تقولون. قالت: فلما مات أبو سلمة، أتيت النبي صلى الله عليه وسلم، فقلت: يا رسول الله! إن أبا سلمة قد مات! قال: قولي: اللهم اغفرلي وله وأعقبني منه عقبى حسنة. قال: فقلت: فأعقبني الله مَن هو خيرٌ لي منه: محمداً صلى الله عليه وسلم. صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند المريض، والميت، الحديث رقم: ۹۱۹، والترمذي في الجنائز، باب ما جاء في تلقين المريض عند الموت، الحديث رقم: ۹۷۷، والنسائي في المجتبى، كتاب الجنائز، كثرة ذكر الموت، الحديث رقم: ۱۸۲۵، وأحمد في مسنده، في حديث أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث رقم: ۲۶۵٤۰، ۲۹۱/٦، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۱٦) اصلی اشرفی بہشتی زیور، گھر میں موت ہونے کا بیان، ص:۱۶۱، حصہ دوم، دار الاشاعت کراچی۔

قال في الدر: وما ظهر منه من كلمات كفرية، يغتفر في حقه، ويعامل معاملة موتى المسلمين؛ حملاً على أنه في حال زوال عقله، ولذا اختار بعضهم زوال عقله قبل موته. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۹٦/۳، ۹۷، رشيدية، وفي الهندية: قالوا: وإذا ظهرت من المحتضر كلمات توجب الكفر لا يحكم بكفره، ويعامل معاملة موتى المسلمين. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول في المحتضر: ۱۵۷/۱، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۲۹۹/۲، رشيدية.

(۱۷) الآية رقم: ۱۵٦، من سورة البقرة.

طرف لوٹنے والے ہیں"۔

"اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْراً مِنْهَا"۔ ترمذی (۱۸)، ترجمہ: "اے اللہ! میری مصیبت میں اجر دے اور اس کے عوض مجھے اچھا بدلہ عنایت فرما"۔

مسئلہ [7] جب موت واقع ہو جائے، تو کپڑے کی ایک چوڑی پٹی لے کر میت کی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر، سر پر لا کر گرہ لگا دیں اور نرمی سے آنکھیں بند کر دیں اور اس وقت یہ دعا پڑھیں:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ أَمْرَهُ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهُ وَأَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَاخَرَجَ إِلَيْهِ خَيْراً مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ" (۱۹).

ترجمہ: "شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر، اے اللہ! اس میت پر اس کا کام آسان فرما اور اس پر وہ حالات آسان فرما، جو اَب اس کے بعد آئیں گے اور اس کو اپنے دیدار مبارک سے مشرف فرما اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اس کو بہتر کر دے، اس جگہ سے، جہاں سے گیا ہے (یعنی دنیا سے)۔ درمختار (۲۰)۔

---

(۱۸) یہ حدیث ترمذی کی نہیں، شاید حضرت عارفی رحمہ اللہ تعالی سے ترمذی کی طرف نسبت کرنے میں تسامح ہوا ہے۔ بلکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اسے ذکر فرمایا ہے۔ أخرجه مسلم في صحيحه، في الجنائز، باب ما يقال عند المصيبة، الحديث رقم: ۹۱۸، ومالك في موطئه، باب جامع الحسبة في المصيبة، الحديث رقم: ۵٦۰، ۲۳٦/۱، دار إحياء التراث العربي ببيروت، ومشكوة، في الجنائز، باب ما يقال عند من حضره الموت، الفصل الأول، الحديث رقم: ۱٦۱۸، ۵۰۸/۱، المكتب الإسلامي بيروت.

(۱۹) یہ دعا مذکورہ الفاظ کے ساتھ حدیث کی کسی کتاب میں بھی مذکور نہیں۔ البتہ فقہاء نے اس دعا کا تذکرہ کیا ہے۔ امام ابن حبیب رحمہ اللہ تعالی سے یہ دعا علامہ شہاب الدین القرافی مالکی نے اپنی کتاب "الذخیرۃ" میں نقل فرمائی ہے۔ دیکھیے: "الذخيرة" للقرافي، كتاب الصلوة، الفصل الحادي والعشرون في صلوة الجنازة، الفصل الأول في الاحتضار: ۴۴٦/۲، دار المعرفة ببيروت، وهكذا في المنتقى شرح الموطأ، كتاب الجنائز، باب النهي عن البكاء على الميت، تحت رقم: ۴۹۳، ۵۳/۲، مؤسسة الرسالة ببيروت، هكذا في فتح القدير، باب أحكام الجنائز، فصل: في الغسل: ۱۰۵/۲، دار الفكر بيروت، و الفتاوىٰ العالمگيرية، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول في المحتضر: ۱۵۷/۱، رشيدية.

(۲۰) روى ابن ماجه، عن شداد بن أوس رضي الله تعالىٰ عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا حضرتم موتاكم فأغمضوا البصر؛ فإن البصر يتبع الروح، وقولوا خيراً؛ فإن الملائكة تؤمن على ما قال أهل الميت. ابن ماجه، أبواب الجنائز، باب ما جاء في تغميض الميت، الحديث رقم: ۱۴۵۵، وأحمد في حديث شداد بن أوس، الحديث رقم: ۱۷۱۷٦، ۱۲۵/۴، دار إحياء التراث العربي ببيروت، والطبراني في المعجم الكبير، محمود بن لبيد، عن شداد بن =

مسئلہ [8] پھر اس کے ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیں اور پیروں کے انگوٹھے ملا کے کپڑے کی کتر
وغیرہ سے باندھ دیں، پھر اسے ایک چادر اڑھا کر چار پائی یا چوکی پر رکھیں، زمین پر نہ چھوڑیں اور پیٹ پر کوئی لمبا
لوہا یا بھاری چیز رکھ دیں، تا کہ پیٹ نہ پُھولے، غسل کی حاجت والے آدمی اور حیض یا نفاس والی عورت کو اس کے
پاس نہ آنے دو۔ مسافر آخرت (۲۱)، درمختار (۲۲)، بہشتی زیور (۲۳)، پھر اس کے دوست احباب کو خبر دو تا کہ
اس کی نماز میں زیادہ سے زیادہ شریک ہوں اور اس کے لئے دعا کریں۔

مسئلہ [9] اگر میسر ہو، تو خوشبو (اگر بتی وغیرہ) جلا کر میت کے قریب رکھ دو۔ مسافر
آخرت (۲۴)۔

= أوس، الحديث رقم: ۷۱٦۸، ۲۹۱/۷، مكتبة الزهراء الموصل. وفي الدر: وإذا مات تشد لحياه وتغمض عيناه؛ تحسيناً
، ويقول مغمضه: بسم الله وعلى ملة رسول الله إلى آخر الدعا. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۹۷/۳،
رشيدية، وفي الهندية: فإذا مات شدُّوْا لحييه، وغمضوا عينيه ويتولى أرفق أهله به إغماضه بأسهل مما يقدر عليه، ويشد
لحياه بعصابةٍ عريضةٍ يشدها في لحيه الأسفل، ويربطها فوق رأسه، ويقول مغمّضه: بسم الله وعلى ملة رسول الله صلى
الله عليه وسلم ......، ويليّن مفاصله، ويردّ ذراعيه إلى عضديه، ثم يمدّهما، ويردّ أصابع يديه إلى كفيه، ثم يمدها ويرد فخذيه
إلى بطنه، وساقيه إلى فخذيه، ثم يمدّها. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل
الأول في المحتضر: ۱۵۷/۱، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۲۹۹/۲، ۳۰۰، رشيدية.

(۲۰) مسافر آخرت، از مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی، ص:٦، دار الاشاعت کراچی۔

(۲۱) قال في الدر: ثم تمدُّ أعضاؤه ويوضع على بطنه سيف أو حديد؛ لئلا ينتفخ، ويحضر من عنده الطيب، ويخرج
من عنده الحائض والنفساء والجنب، (ويوضع) كما مات (كما تيسر)، في الأصح (على سريرٍ مجمرٍ وتراً). الدر
المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۹۷/۳، رشيدية، وفي الهندية: ويلين مفاصله، ويرد ذراعيه إلى عضديه، ثم
يمدّهما، ويردّ أصابع يديه إلى كفيه، ثم يمدها، ويرد فخذيه إلى بطنه، وساقيه إلى فخذيه، ثم يمدها ......، ويترك على
شيءٍ مرتفعٍ من لوحٍ أو سريرٍ؛ لئلا يصيبه نداوة الأرض فيتغير ريحه، ويجعل على بطنه حديدةٌ أو طينٌ رطبٌ؛ لئلا ينتفخ.
الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول في المحتضر: ۱۵۷/۱،
رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۲۹۹/۲، ۳۰۰، رشيدية.

(۲۲) اصلی اشرفی بہشتی زیور، گھر میں موت ہونے کا بیان، ص:۱٦۱، حصہ دوم، دار الاشاعت کراچی۔

(۲۳) مسافر آخرت، از مولانا سید اصغر حسین دیوبندی، ص:۳، دار الاشاعت کراچی۔

وفي الدر: ويحضر عنده الطيب. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۹۷/۳، رشيدية، وفي
البحر: ويصنع بالمحتضر عشرة أشياء: ......، ويحضر عنده من الطيب. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۰۰/۲، رشيدية. =

مسئلہ [10] غسل سے پہلے میت کے پاس قرآن پڑھنا درست نہیں۔ بہشتی زیور (۲۵)۔

مسئلہ [11] تجہیز و تکفین میں بہت جلدی کی جائے، سب سے پہلے قبر کا بندوبست کرو اور غسل، کفن، جنازہ اور دفن کا سامان فراہم کرلو، جسے اپنے اپنے موقع پر استعمال کیا جائے گا۔ بہشتی زیور (۲۶)۔

نوٹ: اس پورے سامان کی فہرست آگے آرہی ہے۔

مسئلہ [12] اگر جمعہ کے دن کسی کا انتقال ہوا، تو اگر جمعہ کی نماز سے پہلے کفن دفن ہو سکے تو ضرور کرلیں، صرف اس خیال سے جنازہ روک رکھنا کہ جمعہ کے بعد مجمع زیادہ ہوگا، مکروہ ہے۔ بہشتی گوہر (۲۷) وشامی (۲۸)۔

=وفي حاشية الطحطاوي: ويكفيه من الطيب ما عمل له، وهو في البيت، فنحن متبعون، لامبتدعون، فحيث وقف سلفنا وقفنا. اه. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الجنائز: ۱/۴۰۳، المطبعة الكبرى مصر.

(۲۵) اصلی اشرفی بہشتی زیور، گھر میں موت ہوجانے کا بیان، ص:۱۶۱، حصہ دوم، دارالاشاعت کراچی۔

تكره القراءة عنده حتى يغسل. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۹۸، رشيدية، وفي البحر: وتكره قراءة القرآن عنده إلى أن يغسل. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۲/۳۰۱، رشيدية، و كذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول في المحتضر: ۱/۱۵۷، رشيدية.

(۲۶) ضمیمہ اولیٰ اصلی اشرفی بہشتی زیور اضافہ جدیدہ، زندگی اور موت کا شرعی دستور العمل، ص:۱۸۴، دارالاشاعت کراچی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: أسرعوا بالجنازة؛ فإن تك صالحةً، فخير تقدمونها، وإن تك سوى ذلك، فشرٌّ تضعونه عن رقابكم. رواه البخاري في صحيحه في كتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة، الحديث رقم: ۱۲۵۲، وأخرجه أبوداود في الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، الحديث رقم: ۳۱۸۱، وابن ماجه، في الجنائز، باب ما جاء في شهود الجنائز، الحديث رقم: ۱۴۷۷، والبيهقي في جماع أبواب الجنائز، باب الإسراع في المشي بالجنازة، الحديث رقم: ۶۶۳۵: ۴/۲۱، دار الكتب العلمية بيروت. وأحمد في مسند أبي هريرة رضي الله عنه، الحديث رقم: ۷۲۶۵: ۲/۲۴۰، دار إحياء التراث العربي بيروت، وفي الدر: ويسرع في جهازه. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۹۷، رشيدية، وفي البدائع: وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُسْرَعَ فِي جِهَازِهِ ......، ندب النبي صلى الله عليه وسلم إلى التعجيل، ونبَّهَ على المَعْنَى، فيبدأ بغسله. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما صلوة الجنازة: ۲/۲۳، رشيدية، و كذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول في المحتضر: ۱/۱۵۷، رشيدية.

(۲۷) اصلی اشرفی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۸۰۹، حصہ یازدہم، اصلی بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(۲۸) قال في الدر: وكره تأخير صلاته، ودفنه؛ ليصلي عليه جمعٌ عظيمٌ بعد صلوة الجمعة. الدر المختار، كتاب الصلوة، =

جو شخص حالت احرام میں فوت ہو جائے، اس کی تجہیز و تکفین

مسئلہ [13] جو شخص حج یا عمرہ کے لئے گیا ہو اور احرام کی حالت میں فوت ہو جائے، تو اس کی تجہیز و تکفین اور غسل وغیرہ، سب اسی طرح کئے جائیں گے، جس طرح دوسرے لوگوں کے لئے کئے جاتے ہیں، کیونکہ موت سے اس کا احرام ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس کا سر ڈھکنا اور خوشبو وغیرہ لگانا سب اسی طرح ہوگا، جس طرح عام مسلمانوں کا ہوتا ہے۔ فتح الملہم: ۳/۴۴۱ (۲۹)، شامی: ۱/۸۰۳ (۳۰)۔

جو شخص بحری جہاز میں فوت ہو جائے

مسئلہ [14] اگر کوئی شخص پانی کے جہاز یا کشتی وغیرہ میں فوت ہو جائے اور خشکی وہاں سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس وقت چاہیے کہ غسل، کفن اور نمازِ جنازہ سے فارغ ہو کر اس کے کفن کو اس پر اچھی طرح باندھ کر دریا میں ڈال دیں اور اس کے ساتھ کوئی وزنی پتھر یا لوہا وغیرہ بھی باندھ دیں، تا کہ نیچے بیٹھ جائے۔ اور اگر کنارہ اتنی دور نہ ہو اور نعش کے خراب ہونے کا خطرہ نہ ہو، تو نمازِ جنازہ پڑھ کر نعش کو رکھ چھوڑیں اور پہنچ کر زمین میں دفن کر دیں۔ بہشتی گوہر (۳۱)، وعالمگیری (۳۲)۔

= باب صلوة الجنازة: ٣/١٦٠، رشيدية، وفي البحر: ولو جهز الميت صبيحة يوم الجمعة يكره تأخير الصلوة ودفنه؛ ليصلى عليه الجمع العظيم بعد صلوة الجمعة. البحر الرائق، كتاب الجنازة، فصل: السلطان أحق بصلوته: ٢/٣٣٥، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الجنائز، فصل: في حملها ودفنها: ١/٤٠٠، المطبعة الكبرى مصر.

(٢٩) فتح الملهم، كتاب الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات: ٥/٤٢٢-٤٢٣، دار القلم دمشق.

(٣٠) والمحرم كالحلال. الدر المختار. قوله: والمحرم كالحلال: أي: فيغطي رأسه وتطيب أكفانه. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/١١٧، رشيدية، وفي البدائع: ثم المحرم يكفن كما يكفن الحلال عندنا، أي: تغطي رأسه ووجهه، ويطيب ......، عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه قال في المحرم يموت: خمّروهم ولا تشبهوهم باليهود. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما كيفية التكفين: ٢/٤١، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٢/٣١١، رشيدية.

(۳۱) اصلی اشرفی بہشتی زیور، جنازے کے متفرق مسائل، ص: ۸۱۶، حصہ یازدہم، اصلی بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

(٣٢) قال في الهندية: ولو مات الرجل في السفينة يغسل، ويكفن، ويصلى عليه، ويثقل، ويرمي في البحر. الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ١/١٥٩، رشيدية، وفي الدر: مات في سفينة غسل وكفن، وصلي عليه، وألقي في البحر، إن لم يكن قريباً من البر. الدر المختار. قوله: إن لم يكن =

غسل وکفن وغیرہ میں کافر کے ساتھ معاملہ

یہاں تک تمام مسائل مسلمان میت کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ میت اگر کافر ہو اور اس کی لاش ٹھکانے لگانی پڑے، یا مسلمان میت کے رشتہ داروں میں کوئی شخص کافر ہو، تو اس کے مسائل یہاں لکھے جاتے ہیں(۳۳)۔

مسئلہ [15] مرنے والا اگر مرتد ہو یعنی پہلے مسلمان تھا، پھر کافر ہو گیا اور کافر ہی مرا، تو اس کا غسل وکفن اور نمازِ جنازہ کچھ نہ ہوگی، نہ مسلمانوں کے طریقہ سے اس کا جنازہ اٹھایا جائے، نہ اس کے ہم مذہب کافروں تک اس کی لاش پہنچانے کی کوشش کی جائے، بلکہ کسی گڑھے میں کتے کی لاش کی طرح ڈال دیا جائے۔ درمختار وشامی ۱/۸۳۳(۳۴)۔

= قريباً من البر: الظاهر: تقديره بأن يكون بينهم وبين البر مدة يتغير الميت فيها. الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۶۵، ۱۶۶، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۲/۳۳۸، رشيدية.

(۳۳) في الهندية: وإن مات الكافر وله ولي مسلم يغسله، ويكفنه، ويدفنه، ولكن يغسل غسل الثوب النجس، ويلف في خرقةٍ، ويحفر حفيرةٍ من غير مراعاة سنة التكفين واللحد، ولايوضع فيه، بل يلقى. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني في الغسل: ۱/۱۶۰، رشيدية، وكذا في البحرالرائق، كتاب الجنائز: ۲/۳۳۵، رشيدية. وقال في الدر: (ويغسل المسلم، ويكفن، ويدفن قريبه) الكافر الأصلي ......، (عند الاحتياج)، فلو له قريب، فالأولىٰ تركه لهم، (من غير مراعاة السنة)، فيغسله غسل الثوب النجس، ويلفه في خرقةٍ، ويلقيه في حفرةٍ. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۵۸، رشيدية. وفي البحر: وأمّا المرتد فلا يغسل، ولايكفن، وإنما يلقى في حفرة كالكلب، ولا يدفع إلى من انتقل إلى دينهم. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۲/۳۳۴، رشيدية، وكذا في فتح القدير، كتاب الجنائز، فصل: في الصلاة على الميت: ۲/۱۳۲، دار الفكر ببروت، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۱/۴۰۳، المطبعة الكبرى مصر.

(۳۴) أما المرتد: فيلقى في حفرة كالكلب. الدر المختار. قوله: فيلقى في حفرة: أي: ولايغسل، ولايكفن، ولايدفع إلى من انتقل إلى دينهم. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۲/۱۵۸، رشيدية، وفي البحر: وأمّا المرتد فلا يغسل، ولايكفن، وإنما يلقى في حفرة كالكلب، ولا يدفع إلى من انتقل إلى دينهم. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۲/۳۳۴، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۱/۴۰۳، المطبعة الكبرى مصر، وكذا في فتح القدير، كتاب الجنائز، فصل: في الصلاة على الميت: ۲/۱۳۲، دار الفكر ببروت.

مسئلہ [16] جو کافر مرتد نہیں، بلکہ شروع ہی سے کافر تھا اور اسی حالت میں مر گیا تو اگر اس کا کوئی رشتہ دار اس کا ہم مذہب موجود ہو، تو بہتر یہ ہے کہ اس کی لاش اسی کے لئے چھوڑ دی جائے، تاکہ وہ جس طرح چاہے اسے دفن وغیرہ کرے اور اگر اس کا کوئی رشتہ دار اس کے مذہب کا نہ ہو، تو اس کے مسلمان رشتہ داروں پر اس کا غسل وکفن ودفن واجب تو نہیں، البتہ ان کے لئے اتنا جائز ہے کہ غسل وکفن اور دفن کا جو مسنون طریقہ آگے مسلمانوں کے لئے آ رہا ہے، اس کی رعایت کئے بغیر اسے ناپاک کپڑے کی طرح دھو کر کسی کپڑے میں لپیٹ کر کسی گڑھے میں دبا دیں۔ درمختار وشامی (۳۵)۔

مسئلہ [17] اگر کسی مسلمان میت کے سب رشتہ دار کافر ہوں، تو اس کی تجہیز وتکفین، نمازِ جنازہ اور دفن کرنا مسلمانوں کے ذمہ فرض کفایہ ہے، اس کی لاش کافر رشتہ داروں کے حوالہ نہ کی جائے، کافر رشتہ داروں کو اسے غسل دینے کا حق بھی نہیں۔ درمختار وشامی (۳۶)۔

مسئلہ [18] کسی مسلمان کو دفن کرنے کے لئے اس کے کافر رشتہ دار کو قبر میں داخل نہ کیا

---

(۳۵) قال في الدر: (ويغسل المسلم، ويكفن، ويدفن قريبه) الكافر الأصلي ......، (عند الاحتياج)، فلو له قريب، فالأولىٰ تركه لهم، (من غير مراعاة السنة)، فيغسله غسل الثوب النجس، ويلفه في خرقةٍ، ويلقيه في حفرةٍ. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۵۸/۳، رشيدية، وفي الهندية: وإن مات الكافر وله ولي مسلم يغسله، ويكفنه، ويدفنه، ولكن يغسل غسل الثوب النجس، ويلف في خرقةٍ، ويحفر حفيرةٍ من غير مراعاة سنة التكفين واللحد، ولايوضع فيه، بل يلقى. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني في الغسل: ۱۶۰/۱، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۳۵/۲، رشيدية.

(۳۶) وليس للكافر غسل قريبه المسلم. الدر المختار. قوله: وليس للكافر: أي: إذا لم يكن للمسلم قريب مسلم، فيتولى تجهيزه المسلمون، ويكره أن يدخل الكافر في قبر قريبه المسلم؛ ليدفنه، وقدمنا أنه لو مات مسلم بين نساءٍ معهن كافر، يعلمنه الغسل، ثم يصلين عليه. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۵۸/۳، رشيدية، وفي البحر: وقيد المصنف بالولي المسلم؛ لأن المسلم إذا مات وله قريب كافر، فإن الكافر لايتولى تجهيزه، وإنما يفعل المسلمون، ويكره أن يدخل الكافر في قبر قريبه المسلم، ليدفنه. إذا مات مسلم ولم يوجد رجل يغسله، يعلم النساء الكافر. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳۳۵/۳، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: وإلى أنّ الكافر لايمكن من قريبه المسلم؛ لأنه فرض على المسلمين كفاية، ولايدخل قبره؛ لأن الكافر تنزل عليه اللعنة، والمسلم محتاج إلى الرحمة خصوصاً في هذه الساعة. حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب أحكام الجنائز: ۳۹۸/۱، المطبعة الكبرى مصر.

جائے۔ درمختار وشامی (۳۷)۔

مسئلہ [19] اگر کسی مسلمان مرد کا انتقال ایسی جگہ ہو جائے کہ کوئی مسلمان مرد وہاں موجود نہ ہو، نہ اس کی بیوی ہو جو اسے غسل دے سکے، بلکہ صرف مسلمان عورتیں اور کافر مرد ہوں، تو ایسی مجبوری میں مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ وہ کسی کافر مرد کو غسل دینے کا طریقہ بتلا دیں، کیونکہ کسی مرد کو غسل دینا بیوی کے سوا کسی عورت کو جائز نہیں، وہ کافر اسے غسل دے دے، پھر مسلمان عورتیں اس پر نماز جنازہ پڑھ لیں۔ شامی: ۸۳۳/۱ (۳۸)۔

میت پر نوحہ وماتم نہیں کرنا چاہیے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مریض

---

(۳۷) وليس للكافر غسل قريبه المسلم. الدر المختار. قوله: وليس للكافر: أي: إذا لم يكن للمسلم قريب مسلم، فيتولى تجهيزه المسلمون، ويكره أن يدخل الكافر في قبر قريبه المسلم؛ ليدفنه، وقدمنا أنه لو مات مسلم بين نساءٍ معهن كافر، يعلمنه الغسل، ثم يصلين عليه. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۵۸/۳، رشيدية، وفي البحر: وقيد المصنف بالولي المسلم؛ لأن المسلم إذا مات وله قريب كافر، فإن الكافر لايتولى تجهيزه، وإنما يفعل المسلمون، ويكره أن يدخل الكافر في قبر قريبه المسلم، ليدفنه. إذا مات مسلم ولم يوجد رجل يغسله، يعلم النساء الكافر. البحرالرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳۳۵/۳، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: وإلى أنّ الكافر لايمكن من قريبه المسلم؛ لأنه فرض على المسلمين كفاية، ولايدخل قبره؛ لأن الكافر تنزل عليه اللعنة، والمسلم محتاج إلى الرحمة خصوصاً في هذه الساعة. حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب أحكام الجنائز: ۳۹۸/۱، المطبعة الكبرى مصر.

(۳۸) في البحر: وقيد المصنف بالولي المسلم؛ لأن المسلم إذا مات وله قريب كافر، فإن الكافر لايتولى تجهيزه، وإنما يفعل المسلمون، ويكره أن يدخل الكافر في قبر قريبه المسلم، ليدفنه. إذا مات مسلم ولم يوجد رجل يغسله، يعلم النساء الكافر. البحرالرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳۳۵/۳، رشيدية، وليس للكافر غسل قريبه المسلم. الدر المختار. قوله: وليس للكافر: أي: إذا لم يكن للمسلم قريب مسلم، فيتولى تجهيزه المسلمون، ويكره أن يدخل الكافر في قبر قريبه المسلم؛ ليدفنه، وقدمنا أنه لو مات مسلم بين نساءٍ معهن كافر، يعلمنه الغسل، ثم يصلين عليه. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۵۸/۳، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: وإلى أنّ الكافر لايمكن من قريبه المسلم؛ لأنه فرض على المسلمين كفاية، ولايدخل قبره؛ لأن الكافر تنزل عليه اللعنة، والمسلم محتاج إلى الرحمة خصوصاً في هذه الساعة. حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب أحكام الجنائز: ۳۹۸/۱، المطبعة الكبرى مصر.

ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لئے ہوئے ان کی عیادت کے لئے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اندر تشریف لائے، تو ان کو بڑی سخت حالت میں پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے گرد آدمیوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ختم ہو چکے؟ (بطور مایوسی یا حاضرین سے استفسار کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی) تو لوگوں نے عرض کیا، نہیں، ابھی ختم نہیں ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ حالت دیکھ کر رونا آ گیا، جب اور لوگوں نے آپ پر گریہ کے آثار دیکھے تو وہ بھی رونے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لوگو! اچھی طرح سن لو اور سمجھ لو، کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر سزا نہیں دیتا، کیونکہ اس پر بندہ کا اختیار اور قابو نہیں ہے''۔ پھر زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ''لیکن اس کی غلطی پر یعنی زبان سے نوحہ و ماتم کرنے پر سزا دیتا ہے اور إنا لله وإنا إليه راجعون پڑھنے اور دعا و استغفار کرنے پر رحمت فرماتا ہے''۔ صحیح البخاری (۳۹)، وصحیح مسلم (۴۰)، معارف الحدیث (۴۱)۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بند

---

(۳۹) روى البخاري، عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالىٰ عنه، قال: اشتكى سعد بن عبادة رضي الله تعالىٰ عنه، شكوى، فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم، يعوده مع عبد الرحمن بن عوف، وسعد بن أبي وقاص، وعبد الله بن مسعود رضي الله تعالىٰ عنهم، فلمّا دخل عليه، فوجده في غاشية أهله، فقال: قد قضى؟ فقالوا: لا يا رسول الله! فبكى النبي صلى الله عليه وسلم، فلمّا رأى القوم بكاء النبي صلى الله عليه وسلم، بكوا، فقال: ألا تسمعون إن الله لا يعذب بدمع العين، ولا بحزن القلب، ولكن يعذب بهذا، وأشار إلى لسانه أو يرحم، وإن الميت يعذب ببكاء أهله عليه. أخرجه البخاري في صحيحه في كتاب الجنائز، باب البكاء عند المريض: الحديث رقم: ١٢٤٢، وابن حبان، في فصل: في النياحة وغيرها، ذكر الإخبار بأن المرء مؤاخذ عند ما امتحن به من المصيبة، مما يقوله بلسانه دون حزن القلب ودمع العين، الحديث رقم: ٣١٥٩، ٧/٤٣١، مؤسسة الرسالة بيروت.

(٤٠) ومسلم في صحيحه في كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، الحديث رقم: ٩٢٤، وابن حبان، في فصل: في النياحة وغيرها، ذكر الإخبار بأن المرء مؤاخذ عند ما امتحن به من المصيبة، مما يقوله بلسانه دون حزن القلب ودمع العين، الحديث رقم: ٣١٥٩، ٧/٤٣١، مؤسسة الرسالة بيروت.

(۴۱) معارف الحدیث، کتاب الصلوٰۃ، میت پر گریہ و بکا اور نوحہ و ماتم: ۲/۲۷۲، حصہ سوم، دار الاشاعت کراچی۔

کیا اور فرمایا کہ جب روح جسم سے نکل جاتی ہے، تو بینائی بھی اس کے ساتھ چلی جاتی ہے، اس لئے موت کے بعد آنکھوں کو بند ہی کر دینا چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر ان کے گھر کے آدمی چلا چلا کر رونے لگے اور اس رنج اور صدمہ کی حالت میں ان کی زبان سے ایسی باتیں نکلنے لگیں، جو خود ان لوگوں کے حق میں بددعا تھیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! اپنے حق میں خیر اور بھلائی کی دعا کرو، اس لئے کہ تم جو کہہ رہے ہو، ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی:

''اے اللہ! ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مغفرت فرما اور اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں ان کا درجہ بلند فرما اور اس کے بجائے تو ہی نگرانی فرما، ان کے پسماندگان کی۔ اور رب العالمین! بخش دیں ہم کو اور اس کو اور اس کی قبر کو وسیع اور منور فرما''۔ صحیح مسلم (۴۲)، معارف الحدیث (۴۳)۔

میت کے لئے آنسو بہانا جائز ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے إنا لله وإنا إليه راجعون کہنا اور اللہ کی قضاء پر راضی ہونا مسنون قرار دیا ہے اور یہ باتیں گریۂ چشم اور غمِ دل کے منافی نہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے زیادہ راضی بقضائے الٰہی اور سب سے زیادہ حمد کرنے والے تھے اور اس کے باوجود اپنے صاحبزادے ابراہیم پر وفورِ محبت وشفقت سے رقت کے باعث رو دیئے، مگر اس حالت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب، اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضاء وشکر سے بھرا ہوا اور زبان اس کے ذکر وحمد میں مشغول تھی۔ زاد المعاد (۴۴)۔

---

(٤٢) روى مسلم، عن أم سلمة، قالت: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم، على أبي سلمة، وقد شق بصره، فأغمضه، ثم قال: إن الروح إذا قبض تبعه البصر، فضجَّ ناسٌ من أهله، فقال: لا تدعوا على أنفسكم إلا بخير؛ فإن الملائكة يؤمنون على ما تقولون، ثم قال: اللهم اغفر لأبي سلمة، وارفع درجته في المهديِّين، واخلفه في عقبه في الغابرين، واغفرلنا وله يا رب العالمين!، وافسح له في قبره، ونوِّر له فيه. صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب: في إغماض الميت والدعاء له إذا حضر، الحديث رقم: ٩٢٠، وابن حبان، في الجنائز، فصل: في النياحة ونحوها، ذكر أبي سلمة بن عبد الأسد المخزومي رضي الله عنه، الحديث رقم: ٧٠٤١، ١٥/٥١٥، مؤسسة الرسالة بيروت، وأبو داود، في الجنائز، باب في تغميض الميت، الحديث رقم: ٣١١٨، وأحمد في حديث أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث رقم: ٢٦٥٨٥، ٦/٢٩٧، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۴۳) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، مرنے کے بعد کیا کیا جائے: ۲/۲۷۱، حصہ سوئم، دارالاشاعت کراچی۔

(٤٤) في زاد المعاد: وسن لأمته الحمد، والاسترجاع، والرضى عن الله، ولم يكن ذلك منافياً لدمع العين، وحزن =

میت کا بوسہ لینا

غسل دینے کے بعد میت کو وفورِ محبت یا عقیدت سے بوسہ دینا جائز ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بوسہ لیا اور روئے، اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ زاد المعاد (۴۵)۔

تجہیز و تکفین میں جلدی

حصین بن وحوح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طلحہ بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے، ان کی حالت نازک دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے آدمیوں سے فرمایا، میں محسوس کرتا ہوں کہ ان کی موت کا وقت آ ہی گیا ہے، اگر ایسا ہو جائے، تو مجھے خبر کی جائے اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے، کیونکہ کسی مسلمان کی میت کے لئے مناسب نہیں کہ وہ دیر تک اپنے گھر والوں کے بیچ میں رہے۔ سنن ابی داود (۴۶)، ومعارف الحدیث (۴۷)۔

= القلب، ولذلك كان أرضى الخلق عن الله في قضائه، وأعظمهم له حمداً، وبكى مع ذلك يوم موت ابنه إبراهيم؛ رأفةً منه ورحمةً للولد، ورقةً عليه، والقلب ممتلئ بالرضى عن الله عزوجل وشكره، واللسان مشتغل بذكره، وحمده. زاد المعاد، فصل في هديه صلى الله عليه وسلم في الجنائز والصلاة عليها، واتباعها ودفنها: ۴۹۹/۱، مؤسسة الرسالة بيروت، وهكذا في تسلية أهل المصائب للمنبجي الحنبلي، الباب العشرون في الرضا بالمصيبة، فصل: قد تقدم ما سنه رسول الله صلى الله عليه وسلم: ص: ۱۵۷، دار الكتب العلمية بيروت.

(۴۵) وكان صلى الله عليه وسلم ربما يقبل الميت، كما قبل عثمان بن مظعون، وبكى، وكذلك الصديق أكبَّ عليه، فقبله بعد موته صلى الله عليه وسلم. زاد المعاد، فصل: وكان من هديه صلى الله عليه وسلم، تسجية الميت: ۵۰۲/۱، مؤسسة الرسالة بيروت، وهكذا في دلائل النبوة للبيهقي، جماع أبواب مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم: ۲۱۵/۷، دار الكتب العلمية بيروت.

(۴۶) روى أبو داود، عن الحصين بن وحوح، أنَّ طلحة بن البراء مَرِضَ، فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم يعوده، فقال: إني لا أرى طلحةَ إلا قد حدث فيه الموت، فآذِنُوْنِيْ به، وعَجِّلُوْا؛ فإنه لاينبغي لجيفة مسلمٍ أن تُحْبَسَ بين ظَهْرَانَيْ أهلِهِ. أخرجه أبوداود، في كتاب الجنائز، باب تعجيل الجنازة وكراهية حبسها، الحديث رقم: ۳۱۵۹، والبيهقي في السنن الكبرى، كتاب الجنائز، باب مايستحب من التعجيل بتجهيزه إذا بان موته، الحديث رقم: ۶۴۱۲، ۳۸۶/۳، مكتبة دار الباز مكة المكرمة.

(۴۷) معارف الحدیث، کتاب الصلوٰۃ، مرنے کے بعد کیا کیا جائے: ۲۷۲/۲، حصہ سوم، دار الاشاعت کراچی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تمہارا کوئی آدمی انتقال کر جائے تو اس کو دیر تک گھر میں مت رکھو اور قبر تک پہنچانے اور دفن کرنے میں سرعت سے کام لو۔ بیہقی شعب الایمان (۴۸) ومعارف الحدیث (۴۹)۔

تجہیز وتکفین کے مصارف کن کے ذمہ ہیں؟

غسل، خوشبو، کفن، جنازہ اور دفن کے مصارف کس کے ذمہ ہیں؟ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱- اگر میت نے اپنی ملکیت میں اتنا مال (ترکہ) چھوڑا ہو کہ ان مصارف کے لئے کافی ہو، تو یہ خرچ میت کے ترکہ میں سے کیا جائے گا۔ شامی (۵۰)۔

لیکن اگر کوئی اور شخص بخوشی یہ مصارف اپنے پاس سے ادا کردے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، خواہ یہ شخص میت کا وارث ہو یا اجنبی، البتہ عاقل، بالغ ہونا ضروری ہے۔

۲- جس میت نے مال بالکل نہیں چھوڑا اس کی تجہیز وتکفین کے مصارف اس شخص کے ذمہ ہیں جس پر میت کی زندگی میں اس کا خرچ (نفقہ) واجب تھا، اگر میت کا خرچ اس کی زندگی میں شرعاً ایک سے زیادہ افراد (وارثوں وغیرہ) پر مشترک طور پر واجب تھا تو تجہیز وتکفین کے مصارف بھی ان پر مشترک طور پر واجب ہوں گے، یعنی ان وارثوں سے ان کے حصۂ میراث کے مطابق چندہ جمع کیا جائے یعنی اگر یہ میت کچھ مال چھوڑ کر مرتا تو

---

(٤٨) أخرج البيهقي في شعب الإيمان، وفيه: إذا مات أحدكم فلا تحبسوه، وأسرعوا به إلى قبره، وليقرأ عند رأسه فاتحة الكتاب، وعند رجليه بخاتمة البقرة. أخرجه البيهقي في شعب الإيمان في فصل: في زيارة القبور، الحديث رقم: ٩٢٩٤، ١٦٠/٧، دار الكتب العلمية بيروت، والطبراني في المعجم الكبير، في حديث عطاء بن أبي رباح، عن ابن عمر، الحديث رقم: ١٣٦١٣، ٤٤٤/١٢، مكتبة الزهراء الموصل، ومشكوة المصابيح، في الجنائز، باب دفن الميت، الفصل الثالث، الحديث رقم: ١٦١٧، ٥٠٨/١، المكتب الإسلامي بيروت.

(۴۹) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، دفن کا طریقہ اور اس کے آداب: ۲۸۸/۲، حصہ سوم، دارالاشاعت کراچی۔

(٥٠) قال الشامي: أمّا من له مال فكفنه في ماله، يقدم على الدين والوصية والإرث إلى قدر السنة، ما لم يتعلق به حق الغير، كالرهن، والمبيع قبل القبض، والعبد الجاني. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١١٨/٣، رشيدية، وفي الهندية: والكفن من ماله إن كان له مال، ويقدم على الدين والوصية والارث إلى قدر السنة، ما لم يتعلق بعين ماله حق الغير، كالرهن والمبيع قبل القبض، والعبد الجاني. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين: ١٦١/١، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٣١١/٢، ٣١٢، رشيدية.

جس شخص کو زیادہ میراث ملتی اس سے اسی حساب سے کفن دفن کا خرچ زیادہ لیا جائے گا۔ اور جس شخص کو کم میراث ملتی اس سے اسی حساب سے کفن دفن کا خرچ زیادہ لیا جائے گا اور جس شخص کو کم میراث ملتی اس سے اسی حساب سے کفن دفن کا خرچ کم لیا جائے گا۔ شامی: ۱/۸۱۰ (51)، ومفید الوارثین، ص: ۳۶ (۵۲)۔

۳- میت اگر شادی شدہ عورت ہو تو اس کی تجہیز و تکفین کے مصارف اس کے شوہر کے ذمہ ہیں، خواہ عورت نے مال چھوڑا ہو، یا نہ چھوڑا ہو۔ درمختار (۵۳)، شامی، امداد الفتاویٰ (۵۴)۔

۴- اگر میت نے مال نہیں چھوڑا اور ایسا بھی کوئی شخص زندہ نہیں، جس پر اس کا نفقہ واجب ہوتا، تو اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ تجہیز و تکفین کے مصارف بیت المال (سرکاری خزانہ) سے ادا کرے۔

اگر حکومت بھی یہ فریضہ ادا نہیں کرتی تو جن جن مسلمانوں کو ایسی میت کی اطلاع ہو ان سب پر فرض کفایہ کے طور پر لازم ہے کہ مل کر یہ خرچ برداشت کریں، اگر اطلاع پانے والوں میں سے کسی نے بھی یہ کام نہ کیا تو وہ سب گنہگار ہوں گے۔ درمختار، شامی (۵۵)۔

---

(۵۱) وكفن من لامال له على من تجب عليه نفقته) فان تعددوا فعلى قدر ميراثهم. الدر المختار۔ قوله: (فعلى قدر ميراثهم) كما كانت النفقة واجبة عليهم أى فإنها على قدر الميراث. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۱۸/۳، رشيدية، وفي الهندية: ومن لم يكن له مال فالكفن له مال فالكفن على من تجب عليه النفقة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثالث في التكفين: ۱۶۱/۱، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۱۲/۲، رشيدية.

(۵۲) مفید الوارثین، دوسرا باب، فصل اول تجہیز و تکفین کا بیان، ص: ۳۶، ادارہ اسلامیات لاہور

(۵۳) واختلف في الزوج والفتوىٰ على وجوب كفنها عليه) عند الثاني (وإن تركت مالاً). الدر المختار. قوله: (وإن تركت مالاً) ......، أنه يلزمه كفنها وإن تركت مالاً وعليه الفتوىٰ. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۱۹/۳، رشيدية، وفي الهندية: يجب الكفن على الزوج وإن تركت مالاً وعليه الفتوىٰ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين: ۱۶۱/۱، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۱۱/۲، رشيدية.

(۵۴) امداد الفتاویٰ، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، عنوان: ترتیب در وجوب صرفۂ کفن: ۱/۵۸۸، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

وإن لم يكن ثمة من تجب عليه نفقته ففى بيت المال فإن لم يكن بيت المال معموراً أو منتظماً (فعلى المسلمين تكفينه. الدر المختار. قوله: (فعلى المسلمين): أي العالمين به وهو فرض كفاية يأثم بتركه جميع من علم به. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۲۰/۳، رشيدية

(۵۵) في الدر المختار: وإن لم يكن ثمة من تجب عليه نفقته ففى بيت المال فإن لم يكن بيت المال معموراً أو منتظماً =

۵-اگر کسی نے میت کے وارثوں کی عدم موجودگی میں ان کی یا حکومت کی اجازت کے بغیر اپنے پاس سے یہ خیال کر کے خرچ کر دیا کہ بعد میں وارثوں سے لے لوں گا، تو اگر بعد میں وارث بخوشی دے دیں تو ٹھیک ورنہ وہ ان سے جبراً وصول نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ اس کا احسان تھا جو اس نے از خود کیا ہے، وارث اس کے ذمہ دار نہیں۔ شامی (۵۶)۔

۶- یہاں تجہیز و تکفین کے جن مصارف کا حکم لکھا گیا ہے ان سے مراد غسل، خوشبو، کفن اور حمل و دفن کے وہ اخراجات ہیں جو شرعی طریقہ کے مطابق ہوں، جن کی تفصیل آگے آرہی ہے، بہت سی رسمیں جو ناواقف لوگوں نے اپنی طرف سے ایجاد کر رکھی ہیں، ان کے اخراجات کا یہ حکم نہیں، ان زائد اخراجات کا ذمہ دار وہی شخص ہوگا جو یہ زائد خرچ کرے گا۔ شامی (۵۷)۔

مسئلہ [20] یاد رہے کہ زکوۃ کی رقم کسی کی تجہیز و تکفین میں خرچ کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی، اگرچہ میت فقیر ہی ہو، کیونکہ زکوۃ کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی فقیر کے قبضہ میں مالکانہ طور پر دے دی جائے اور میت کسی چیز کا نہ مالک ہو سکتا ہے، نہ اس پر قبضہ کر سکتا ہے۔

البتہ اگر کسی فقیر کو زکوۃ مالکانہ طور پر کسی شرط کے بغیر قبضہ میں دے دی جائے، پھر وہ فقیر اپنی خوشی سے کسی کی تجہیز و تکفین میں خرچ کر دے تو فقیر کو تجہیز و تکفین کا ثواب ہوگا اور زکوۃ دینے والے کی زکوۃ ادا ہو جائے گی (۵۸)۔

= (فعلى المسلمين تكفينه. الدر المختار. قوله: (فعلى المسلمين): أي العالمين به وهو فرض كفاية يأثم بتركه جميع من علم به. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۲۰، رشيدية

(۵۶) تنبيه: لو كفنه الحاضر من ماله ليرجع على الغائب منهم بحصته فلا رجوع له إن أنفق بلا إذن القاضي واستنبط منه الخير الرملي أنه لو كفن الزوجة غير زوجها بلا إذنه ولا إذن القاضي فهو متبرع. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۱۸، رشيدية، ولو مات ولا شيء له وجب كفنه على ورثته فكفنه الحاضر من مال نفسه ليرجع على الغائب منهم بحصتهم ليس له الرجوع إذا انفق عليه بغير إذن القاضي قال محمد رحمه الله كالعبد أو الزرع أو النخل بين شريكين انفق أحدهما عليه ليرجع على الغائب لايرجع إذا فعله بغير إذن القاضي. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۲/۳۱۲، رشيدية.

(۵۷) ثم أعلم أن الواجب عليه تكفينها وتجهيزها الشرعيان من كفن السنة أو الكفاية وحنوط وأجرة غسل وحمل ودفن دون ماابتدع في زماننا من مهللين وقراء ومغنين وطعام ثلاثة أيام ونحو ذلك ومن فعل ذلك بدون رضا بقية الورثة البالغين يضمنه في ماله. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۱۹، رشيدية

(۵۸) ويشترط أن يكون الصرف (تمليكاً) لا إباحة كما مر (لا) يصرف (إلى بناء) نحو (مسجد و) لا إلى (كفن =

تجہیز و تکفین کے سامان کی مکمل فہرست

میت کے غسل، کفن، جنازہ اور دفن کا مفصل طریقہ اور ضروری مسائل آگے اپنے اپنے موقع پر تفصیل
سے بیان ہوں گے، مگر ان کاموں کے لئے جس جس سامان کی ضرورت ہوتی ہے، سہولت کے لئے اس کی مفصل
فہرست یہاں درج کی جارہی ہے، تاکہ سب سامان ایک ساتھ جمع کرلیا جائے، ہر چیز کے لئے الگ الگ نہ جانا
پڑے، ان میں سے جو چیزیں گھر میں موجود ہوں اور پاک صاف ہوں وہ بھی استعمال کی جاسکتی ہیں، بازار سے
ہی منگانا ضروری نہیں، اکثر اشیاء ان رفاہی انجمنوں سے بھی تیار مل جاتی ہیں جو کفن، دفن اور میت گاڑی کا انتظام
کرتی ہیں، ان اشیاء کے استعمال کا طریقہ آگے اپنے اپنے موقع پر تفصیل سے بیان ہوگا۔

غسل کا سامان	
۔نہلانے کے لئے پانی کے برتن	حسب ضرورت، (اگرچہ مستعمل ہوں)
۔لوٹا	ایک، (اگرچہ مستعمل ہو)
۳۔غسل کا تختہ	ایک، اکثر مدارس میں رہتا ہے، یا کوئی اور تختہ جس پر میت کو لٹا کر غسل دیا جاسکے، فراہم کرلیا جائے۔
۔استنجے کے ڈھیلے	۳ یا ۵ عدد
۔بیری کے پتے	۲ مٹھی، (اگر نہ ملیں تو مضائقہ نہیں)

ـت وقضاء دينه) ……، وقد منا أن الحيلة أن يتصدق على الفقير ثم يأمره بفعل هذه الأشياء. الدر المختار، كتاب
ـلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/٣٤٢، ٣٤٣، رشيدية، لا إلى ذمي ……، وبناء مسجد وتكفين ميت وقضاء دينه ……،
ـم الجواز لانعدام التمليك الذى هو الركن في الأربعة ……، والحيلة في الجواز في هذه الأربعة أن يتصدق بمقدار
ـته على فقير ثم يأمره بعد ذلك بالصرف إلى هذه الوجوه فيكون لصاحب المال ثواب الزكوة وللفقير ثواب هذه
ـ. البحر الرائق، كتاب الزكوة، باب المصرف: ٢/٤٢٤، رشيدية.

۶-لوبان	ایک تولہ
۷-عطر	۳ ماشہ
۸-رُوئی	نصف چھٹانک
۹-گلِ خیرو	ایک چھٹانک، یہ نہ ہوتو نہانے کا صابن بھی کافی ہے۔
۱۰-کافور	۶ ماشہ
۱۱-تہبند	۲ عدد، گھر میں موجود نہ ہوں تو بالغ (مردوعورت کے لئے) سوا گز لمبا کپڑا جس کا عرض ۱۴ گرہ سے کم نہ ہو، ایک تہبند کے لئے کافی ہے، دو تہبند کے لئے ۱۴ گرہ عرض کا ڈھائی گز کپڑا منگالیں۔
۱۲-دستانے	۲ عدد، کسی پاک صاف موٹے کپڑے کی دوتھیلیاں سی کر اتنی بڑی بنالیں کہ نہلانے والے کا ہاتھ اس میں پہنچنے سے کچھ اوپر کلائی تک آسانی سے آجائے، یہی تھیلیاں دستانوں کے طور پر استعمال ہوں گی، ایک تھیلی کے لئے کپڑا ۱۶ گرہ لمبا اور ۳ گرہ چوڑا کافی ہے۔
کفن کا سامان	
۱۳-کفن کا کپڑا	مرد کے پورے کفن کے لئے ایک گز عرض کا تقریباً دس گز کپڑا سفید، عورت کے لئے (مع چادر گہوارہ) ۲/۱......۲۱، ......، ساڑھے اکیس گز کپڑا سفید، بچوں کے کفن کے کپڑے بھی بڑوں کی طرح ہوتے ہیں، لیکن ان میں کپڑا کم خرچ ہوگا، ان کے حسب حال کمی کرلی جائے۔
جنازہ کا سامان	
۱۴-جنازہ کی چارپائی: (ایک)	اکثر مسجدوں میں یا میت گاڑی والوں سے مل جاتی ہے، ورنہ گھر کی چارپائی بھی جو پاک صاف ہو کافی ہے۔

۱۵- گہوارہ (صرف عورتوں کے لئے): ایک	عورت کے جنازہ پر ایک چیز قبر کی طرح ابھری ہوئی رکھی جاتی ہے جس پر چادر ڈالی جاتی ہے تا کہ پردہ رہے، اسے گہوارہ کہتے ہیں، یہ بھی عموماً مسجدوں یا میت گاڑی والوں سے مل جاتا ہے، اگر یہ نہ ہو تو بانس کی تیلیاں یا درخت کی شاخ جنازہ پر رکھ کر اس پر چادر ڈال دی جائے۔ مسافر آخرت (۵۹)۔
۱۶- جنازہ کی چادر: ایک	جو چادر جنازہ کے اوپر اڑھا دیتے ہیں، یہ بھی عام طور سے مسجدوں یا میت گاڑی والوں سے مل جاتی ہے، مرد کے جنازہ پر اگر یہ نہ ہو تو کچھ حرج نہیں اور مرد کے ترکہ سے اسے خریدنا جائز نہیں۔
	البتہ عورت کے جنازہ کے لئے چادر ضروری ہے، تا کہ پردہ رہے، اگر گھر میں کوئی چادر ایسی موجود نہ ہو جو عورت کے جنازہ پر ڈالی جا سکے تو اس کے ترکہ سے خرید لی جائے، قبر پر جا کر اتار لیں اور واپس لا کر ترکہ میں رکھ دیں۔ اصلاح الرسوم، ص: ۱۷۰، بزیادۃ ایضاح (۶۰)۔
	اسی لئے اس سے پہلے مرد کے کفن کے لئے جو کپڑا لکھا گیا ہے اس میں یہ چادر شمار نہیں کی گئی اور عورت کے کفن کے لئے جو ساڑھے اکیس گز کپڑا لکھا گیا ہے اس میں ۲/۱......۳، ساڑھے تین گز لمبی ۲ گز چوڑی چادر آسانی کے لئے شمار کر لی گئی ہے، ورنہ یہ بھی کفن کا جزء نہیں، لہٰذا اس کا کفن کے ہم رنگ ہونا ضروری نہیں، پردے کے لئے کوئی سا کپڑا ہو کافی ہے، بلکہ کوئی شخص اپنی چادر جناز پر ڈال دے اور قبر پر جا کر اتار لے تو یہ بھی کافی ہے۔ بہشتی زیور (۶۱)، مسافرِ آخرت (۶۲)۔

(۵۹) مسافر آخرت، از سید اصغر حسین دیوبندی، ص: ۵، دارالاشاعت کراچی۔

(۶۰) اصلاح الرسوم، تیسرا باب، چوتھی فصل، عنوان: مرنے کے بعد کی رسمیں، ص: ۱۴۴-۱۴۵، مکتبہ حقانیہ ملتان۔

(۶۱) اصلی بہشتی زیور، حصہ دوم، ص: ۱۶۵، کفنانے کا بیان، دارالاشاعت کراچی۔

(۶۲) مسافر آخرت، از سید اصغر حسین دیوبندی، ص: ۵، دارالاشاعت کراچی۔

۱۷- تختے، یا لمبے چوڑے پتھر، یا سیمنٹ کے بنے ہوئے سلیب:	قبر کی پیمائش کے مطابق یہ قبر کو پاٹنے کے لئے استعمال ہوں گے، عام طور پر قبرستان والے فراہم کردیتے ہیں، ورنہ ان سے تعداد اور سائز پوچھ کو خود منگالیں۔

بابِ سوم

غسل اور کفن کے مسائل

❋ - میت کو نہلانے اور کفنانے کا ثواب

❋ - نہلانے والوں کے لئے چند ہدایات

❋ - میت کو غسل دینے کا مفصل طریقہ

❋ - بچوں اور مستورات کا کفن

❋ - میت کو کفنانے کا طریقہ

❋ - جنازہ اٹھانے اور لے جانے کا مسنون طریقہ

بابِ سوم

غسل اور کفن کے مسائل

میت کو نہلانے اور کفنانے کا ثواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص میت کو غسل دے، وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے، جیسے اب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور جو میت پر کفن ڈالے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا جوڑا پہنائیں گے۔ الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، جلد:۴ (۱)۔

میت کو کون نہلائے؟

❁ — میت کو نہلانے کا حق سب سے پہلے تو اس کے قریب ترین رشتہ داروں کو ہے، بہتر یہ ہے کہ وہ خود نہلائیں اور عورت کی میت کو قریبی رشتہ دار عورت نہلائے، کیونکہ یہ اپنے عزیز کی آخری خدمت ہے۔ در مختار (۲)۔

---

(۱) الترغيب والترهيب، كتاب الجنائز، وما يتقدمها، وفيه: من حفر قبراً بنى الله له بيتاً في الجنة، ومن غسل ميتاً خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه، ومن كفن ميتاً كساه الله من حلل الجنة ...... إلى آخر الحديث. الحديث رقم: ٥٣٠٥) ١٧٤/٤، دار الكتب العلمية بيروت، والطبراني في "الأوسط" ذكر من اسمه: هاشم، الحديث رقم: ٩٢٩٢: ١١٧/٩، دار الحرمين القاهرة، ومجمع الزوائد، في الجنائز، باب تجهيز الميت وغسله: ٢٠/٣، دار الكتاب بيروت.

(۲) وَالأولى كونه أقرب الناس، فإن لم يحسن الغسل، فأهل الأمانة والورع. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز: ٢٠٢/٢، رشيدية، وفي البحر: وأما ما يستحب للغاسل: فَالأولىٰ أن يكون أقرب الناس إلى الميت، فإن لم يعلم الغسل، فأهل الأمانة والورع؛ للحديث. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٣٠٦/٢، رشيدية، وهكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ١٥٩/١، رشيدية.

❋ - کوئی دوسرا شخص بھی نہلا سکتا ہے، لیکن مرد کو مرد اور عورت کو عورت غسل دے، جو ضروری مسائل سے واقف اور دیندار ہو۔ شامی (۳)۔

❋ - کسی کو اجرت دے کر بھی میت کو غسل دلایا جا سکتا ہے، لیکن اجرت لے کر غسل دینے والا ثواب کا مستحق نہیں ہوتا، اگرچہ اجرت لینا جائز ہے۔ بہشتی جوہر (۴)۔

❋ - اگر کوئی مرد مر گیا اور مردوں میں سے کوئی نہلانے والا نہیں، تو بیوی کے علاوہ کسی عورت کو اس کو غسل دینا جائز نہیں، اگرچہ محرم ہی ہو، اگر بیوی بھی نہ ہو، تو عورتیں اسے تیمم کرا دیں، غسل نہ دیں، لیکن تیمم کرانے والی عورتیں اگر میت کے لئے غیر محرم ہوں تو اس کے بدن کو ہاتھ نہ لگائیں، بلکہ اپنے ہاتھ میں دستانے پہن کر تیمم کرائیں۔ بہشتی زیور (۵)۔

---

(۳) وفي الدر: الأولى كونه أقرب الناس، فإن لم يحسن الغسل، فأهل الأمانة والورع. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز: ۲۰۲/۲، رشيدية، وفي البحر: وأما مايستحب للغاسل: فالأولىٰ أن يكون أقرب الناس إلى الميت، فإن لم يعلم الغسل، فأهل الأمانة والورع؛ للحديث. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۰۶/۲، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱۵۹/۱، رشيدية.

(۴) اصلی اشرفی بہشتی زیور، مدلل ومکمل، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، موت اور اس کے متعلقات اور زیارتِ قبور کا بیان، ص ۸۴۸، دارالاشاعت کراچی۔

"میت کو غسل دینے پر اجرت لینا جائز ہے، بشرطیکہ غسل دینے والے کے علاوہ اور لوگ بھی موجود ہوں، ورنہ جائز نہیں"۔ جیسا کہ "فتاویٰ محمودیہ" میں ہے: کہ بوقتِ ضرورت اجرت دے کر غسل دلوانا بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز: ۵۰۳/۸، ادارہ الفاروق کراچی)

"وفي الدر: (والأفضل أن يغسل) الميت (مجّاناً، فإن ابتغى الغاسل الأجر جاز، إن كان ثمة غيره، وإلا لا)؛ لتعينه عليه. الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب الصلوة الجنازة: ۲۰۲/۲، رشيدية، وفي البحر: الأفضل أن يغسله الميت مجّاناً، فإن ابتغى الغاسل الأجر فهو على وجهين: إن كان هناك غيره يجوز أخذ الأجر وإلّا فلا. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۰۴/۲، رشيدية، وهكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱۵۹/۱، رشيدية.

(۵) اصلی اشرفی بہشتی زیور، نہلانے کا بیان ص: ۱۶۳، حصہ دوئم، دارالاشاعت کراچی۔

وإن لم يكن معهن ذلك فإنهن لايغسلنه، سواء كن ذوات رحم محرم منه، أو لا ...... أن المُيَمِّمَة إذا كانت ذات رحم محرمٍ منه تُيَمِّمُه بغير خرقةٍ، وإن تكن ذات رحم محرمٍ منه تُيَمِّمُه بخرقةٍ تلفُّها على كفها. بدائع الصنائع، =

❊- کسی کا خاوند مر گیا تو بیوی کو اس کا چہرہ دیکھنا، نہلانا اور کفنانا درست ہے اور اگر بیوی مر جائے تو شوہر کو اسے نہلانا، اس کا بدن چھونا اور ہاتھ لگانا درست نہیں، البتہ دیکھنا درست ہے۔ اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا اور جنازہ اٹھانا بھی جائز ہے۔ بہشتی زیور(٦)، مسافرِ آخرت(٧)۔

❊- اگر کسی نابالغ لڑکے کا انتقال ہو جائے اور وہ ابھی اتنا چھوٹا تھا کہ اسے دیکھنے سے شہوت نہیں ہوتی تو مردوں کی طرح عورتیں بھی ایسے لڑکے کو غسل دے سکتی ہیں اور اگر نابالغ لڑکی کا انتقال ہو جائے اور وہ اتنی کم عمر ہو کہ اسے دیکھنے سے شہوت نہیں ہوتی، تو ایسی کم عمر لڑکی کو عورتوں کی طرح مرد بھی غسل دے سکتے ہیں۔

البتہ نابالغ لڑکا اور لڑکی اتنے بڑے ہوں کہ انہیں دیکھنے سے شہوت ہوتی ہو تو لڑکے کو مرد اور لڑکی کو عورتیں ہی غسل دیں۔ عالمگیری(٨)۔

❊- غسل دینے والا باوضو ہو تو بہتر ہے(٩)۔

= كتاب الصلوة، فصل في: بيان من يغسل: ٣٤/٢، رشيدية، وفي الهندية: ولو مات رجل بين النساء، تيممه ذات رحم محرم منه، أو زوجته، أو أمته بغير ثوب وغيرها بثوب. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ١٦٠/١، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٣٠٥/٢، رشيدية.

(٦) اصلی اشرفی بہشتی زیور، نہلانے کا بیان، ص:١٦٣، حصہ دوئم، دارالاشاعت کراچی۔

(٧) مسافرِ آخرت، از سید اصغر حسین دیوبندی، ص:٧، دارالاشاعت کراچی۔

قال في الهندية: ويجوز للمرأة أن تُغَسِّل زوجها، إذا لم يحدُث بعد موته ما يوجب البينونة ...... وأما هو فلا يغسلها عندنا. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون، الفصل الثاني في الغسل: ١٦٠/١، رشيدية، وفي الدر: ويمنع زوجها من غسلها ومسها، لا من النظر إليها على الأصح ...... وهي لاتمنع من ذلك. الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٩٨/٢، رشيدية، وراجع للتفصيل: بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الكلام فيمن يغسَّل: ٣٣/٢، رشيدية.

(٨) ويغسل الرجال الرجال، والنساء النساء، لايغسل أحدهما الآخر، فإن كان الميت صغيراً لايشتهي جاز أن يغسله النساء، وكذا إذا كانت صغيرةً لاتشتهي جاز للرجال غسلها. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، باب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ١٦٠/١، رشيدية، وفي الدر: الصغير والصغيرة إذا لم يبلغها حد الشهوة يغسلهما الرجال والنساء، وقدره في الأصل: بأن يكون قبل أن يتكلم. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة، مطلب: في حديث كل سبب ونسب منقطع إلا سببي ونسبي، ٢٠١/٢، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٣٠٦/٢، رشيدية.

(٩) قال في الهندية: وينبغي أن يكون غاسل الميت على الطهارة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني =

✽- جو شخص حالتِ جنابت میں ہو یا عورت حیض یا نفاس میں ہو، وہ میت کو غسل نہ دے، کیونکہ اس کا غسل دینا مکروہ ہے۔ شامی (۱۰)، بہشتی زیور (۱۱)۔

غسل دینے والوں کے لئے چند ہدایات

۱- اس کتاب میں آگے جو طریقہ لکھا ہے، اس کے مطابق غسل دیا جائے۔

۲- غسل کے لئے جس سامان کی فہرست پیچھے لکھی گئی ہے، وہ سب سامان اپنے پاس جمع کرلیں۔

۳- غسل دینے کے لئے بیری کے پتے ڈال کر گرم پانی تیار کرلیں، جب نیم گرم رہ جائے اس سے غسل کریں، اگر بیری کے پتے میسر نہ ہوں تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ بہشتی زیور (۱۲)۔

= في الغسل: ۱/۱۵۹، رشيدية. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الجنائز: ۱/۳٦٥، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۱۰) ويكره أن يغسله جنب أو حائض. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة، مطلب: في حديث كل سبب ونسب منقطع إلا سببي ونسبي، ۲/۲۰۱، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: ويغسله أقرب الناس إليه ...... ويكره أن يكون جنباً أو بها حيض. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز: ۱/۳۷٥، المطبعة الكبرى مصر.

(۱۱) بہشتی زیور، نہلانے کا بیان، ص: ۱٦۳، حصہ دوئم، دارالاشاعت کراچی۔

(۱۲) بہشتی زیور، نہلانے کا بیان، ص: ۱٦۳، حصہ دوئم، دارالاشاعت کراچی۔

أخرج النسائي عن أمّ عطية الأنصاريّة، قالت: دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم، حين تُوُفِّيَتْ ابنته، فقال: اغسلنها ثلاثاً أو خمساً أو أكثر من ذلك، إن رأيتُنّ ذلك بماءٍ وسدرٍ الحديث. سنن النسائي، كتاب الجنائز، غسل الميت بالماء والسدر، الحديث رقم: ۲۰۰۸. وعن أم قيس رضي الله تعالىٰ عنها، قالت: توفي ابني، فَجَزِعْتُ عليه، فقلت للذي يغسله: لاتغسل ابني بالماء البارد، فانطلق عكاشة بن محصن إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأخبره بقولها، فتبسم، ثم قال: ما قالت ـ طال عمرها ـ فلا تعلم امرأة، عَمِرَتْ ما عِمَرَتْ. سنن النسائي، كتاب الجنائز، غسل الميت بالماء الحميم: الحديث رقم: ۲۰۰۹. وفي الدر:(ويصب عليه ماء مغلي بسدر) ورق النبق (أو حرض) بضم، فسكون: الأشنان (إن تيسّر، وإلا فماء خالص) مغلي. الدرالمختار. قوله:وإلا فماء خالص مغلي: أي: إغلاء وسطاً؛ لأن الميت يتأذى بما يتأذى به الحي. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في:القراءة عند الميت: ۲/۱۹٦، رشيدية، وفي الهندية:والغسل بالماء والحار أفضل عندنا، ويُغْلى الماء بالسدر أو بالحرض، فإن لم يكن فالماء القَرَاحُ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱/۱٥٨، رشيدية.

۴- بہت تیز گرم پانی سے غسل نہ دیں۔ بہشتی زیور (۱۳)۔

۵- غسل دینے کے لئے گھر کے برتن استعمال کیے جاسکتے ہیں، اگر چہ وہ مستعمل ہوں، نئے برتن منگانا ضروری نہیں۔ بہشتی زیور (۱۴)۔

۶- جس جگہ غسل دیا جائے وہ ایسی ہو کہ پانی بہہ کر پھیل نہ جائے، ورنہ لوگوں کو چلنے پھرنے میں تکلیف ہوگی۔ بہشتی زیور (۱۵)۔

۷- جس جگہ غسل دیا جائے، وہاں پردہ ہونا چاہیے (۱۶)۔

۸- میت کے بالوں میں کنگھی نہ کرو، نہ ناخن کاٹو، نہ کہیں کے بال کاٹو، سب اسی طرح رہنے دو۔ مسافرِ آخرت (۱۷)۔

---

(۱۳) بہشتی زیور، نہلانے کا بیان، ص: ۱۶۳، حصہ دوئم، دارالاشاعت کراچی۔

وفي الهندية: والغسل بالماء والحار أفضل عندنا، ويُغلى الماء بالسدر أو بالحرض، فإن لم يكن فالماء القَرَاحُ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱۵۸/۱، رشيدية، وفي الدر: (ويصب عليه ماء مغلي بسدر) ورق النبق (أو حرض) بضم، فسكون: الأشنان (إن تيسَّر، وإلا فماء خالص) مغلي. الدرالمختار. قوله: وإلا فماء خالص مغلي: أي: إغلاء وسطاً؛ لأن الميت يتأذى بما يتأذى به الحي. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في: القراءة عند الميت: ۱۹۶/۲، رشيدية.

(۱۴) ضمیمہ اولیٰ اصلی اشرفی بہشتی زیور، غسل اور کفنانے کا طریقہ، ص: ۱۸۶، حصہ دوئم، دارالاشاعت کراچی۔

(۱۵) اصلی اشرفی بہشتی زیور، نہلانے کا بیان، ص: ۱۶۴، حصہ دوئم، دارالاشاعت کراچی۔

(۱۶) ويستحب أن يستر الموضع الذي يغسل فيه الميت، فلا يراه إلا غاسله أو من يعينه. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱۵۸/۱، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز: ۳۶۵/۱، المطبعة الكبرىٰ مصر، وكذا في الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۷۲/۳، رشيدية.

(۱۷) مسافرِ آخرت، از سید اصغر حسین دیوبندی، ص: ۸، دارالاشاعت کراچی۔

(ولا يسرح شعره): أي: يكره تحريماً، (ولا يقص ظفره) إلا المسكور، (ولا شعره)، ولا يختن. الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۹۷/۲، رشيدية، وفي الهندية: ولا يسرّح شعر الميت ولا لحيته، ولا يقص ظفره، ولا شعره .... ولا يقص شاربه، ولا يُنتَفُ إبطُه، ولا يُحلق شعرعانته، ويدفن بجميع ما كان عليه. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱۵۸/۱، رشيدية، وهكذا في ملتقى الأبحر، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز: ۲۶۶/۱، دار الكتب العلمية بيروت.

۹-اگر نہلانے میں میت کا کوئی عیب دیکھیں، تو کسی سے نہ کہیں، اگر خدانخواستہ مرنے سے اس کا چہرہ بگڑ گیا، یا کالا ہو گیا، تو یہ بھی نہ کہیں اور بالکل اس کا چرچا نہ کریں، کہ یہ سب ناجائز ہے۔ بہشتی زیور (۱۸)۔

۱۰-اور اگر کوئی اچھی علامت دیکھیں، مثلاً چہرہ کی نورانیت اور تبسم وغیرہ تو اسے ظاہر کر دینا مستحب ہے۔ شامی (۱۹)۔

۱۱-جو شخص پانی میں ڈوب کر یا آگ میں جل کر ہلاک ہوا، یا کافروں سے جنگ میں شہید ہوا، یا ناحق قتل کر دیا گیا ہو، یا کسی حادثہ میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہوں، یا حمل کا اسقاط ہوا ہو، یا بچہ مردہ پیدا ہو تو اس کے غسل اور کفن دفن وغیرہ کے مسائل اسی کتاب کے باب پنجم میں دیکھ لئے جائیں۔

۱۲-اگر پانی نہ ہونے کے سبب کسی میت کو تیمّم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جائے، تو اس کو غسل دے دینا چاہیے۔ بہشتی گوہر (۲۰)۔

---

(۱۸) اصلی اشرفی بہشتی زیور، نہلانے کا بیان، ص:۱۶۳، حصہ دوئم، دار الاشاعت کراچی۔

(۱۹) عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: اذكروا محاسن موتاكم وكفّوا عن مساويهم. جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب بلاترجمه، الحديث رقم:۱۰۱۹، وأخرجه أبو داود في كتاب الأدب، باب في النهي عن سب الموتى، الحديث رقم: ۴۹۰۰. وينبغي للغاسل ولمن حضر إذا رأى ما يحب الميت ستره أن يستره، ولا يحدّث به؛ لأنه غيبة، وكذا إذا كان عيباً حادثاً بالموت كسواد وجه ونحوه ما لم يكن مشهوراً ببدعة، فلا بأس بذكره؛ تحذيراً من بدعته، وإن رأى من أمارات الخير كوضاءة الوجه والتبسم ونحوه استحب إظهاره؛ لكثرة الترحم عليه، والحث على مثل عمله الحسن. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۲/۲۰۲، رشيدية، وفي الهندية: يستحب أن يكون الغاسل ثقة يستوفي الغسل ويكتم مايرى من قبيح، ويُظهر ما يرى من جميل، فإن رأى ما يعجبه من تهلل وجهه وطيب رائحته وأشباه ذلك، يستحب له أن يحدث به الناس، وإن رأى ما يكره من سواد وجهه ونتن رائحته وانقلاب صورته وتغير أعضائه وغير ذلك لم يجزله أن يحدث به أحداً الخ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني: ۱/۱۵۹، رشيدية، وهكذا في السراج الوهاج، فصل: في تكفين الميت وحمله:۱/۱۱۳، دار المعرفة بيروت، وكذا قال المناوي في فيض القدير، حرف الهمزة، نقلاً عن النووي:۱/۴۵۷، المطبعة الكبرى مصر.

(۲۰) اصلی اشرفی بہشتی زیور، میت کے غسل کے مسائل، ص:۸۰۵، حصہ یازدہم، دار الاشاعت کراچی۔

يمم لفقد ماء، وصلي عليه، ثم وجدوه: غسلوه وصلوا ثانياً. الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۲۰۱، رشيدية، وفي الهندية: رجل مات ولم يجدوا ماءً فيمموه وصلوا عليه، ثم وجدوا ماءً غسل وصلي

میت کو غسل دینے کا مفصل طریقہ

جس تختہ پر غسل دیا جائے، اس کو تین دفعہ یا پانچ یا سات دفعہ لو بان کی دھونی دے دو اور میت کو اس پر اس طرح لٹاؤ کہ قبلہ اس کے دائیں طرف ہو، اگر موقع نہ ہو اور کچھ مشکل ہو، تو جس طرف چاہو لٹا دو۔ فتح القدیر: ۱/۴۴۹ (۲۱)، وشامی: ۱/۸۰۰ (۲۲)، مسافرِ آخرت (۲۳)۔

پھر میت کے بدن کے کپڑے (کرتہ، شیروانی، بنیان وغیرہ) چاک کرلو اور ایک تہبند اس کے ستر پر ڈال کر اندر ہی اندر وہ کپڑے اتارلو، یہ تہبند موٹے کپڑے کا ناف سے پنڈلی تک ہونا چاہیے، تاکہ بھیگنے کے بعد اندر کا بدن نظر نہ آئے (۲۴)۔

مسئلہ [21] ناف سے لے کر زانو تک دیکھنا جائز نہیں، ایسی جگہ ہاتھ لگانا بھی ناجائز ہے، میت کو استنجاء

= عليه ثانياً . الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ١٦٠/١، رشيدية.

(٢١) فتح القدير، كتاب الصلوة، باب الجنائز، فصل: في الغسل، وفيه: وهو أن يدور مَن بيده المجمرة حول سريره ثلاثاً أو سبعاً، وإنما يوتر؛ لأن الله تعالىٰ وتر ...... إلى قوله: ثم يضجع على شقه الأيسر: ١٠٨/٢، دار الفكر بيروت، وهكذا في فيض القدير، باب الهمة: ٣٢٧/١، المطبعة الكبرى مصر.

(٢٢) (ويوضع) كما مات (كما تيسر)، في الأصح. (على سرير مجمر وتراً) إلى سبع فقط. الدرالمختار. قوله:(في الأصح) وقيل: يوضع إلى القبلة طولاً، وقيل: عرضاً، كما في القبر ...... قوله: (إلى سبع فقط): أي: بأن تدار المجمرة حول السرير مرة أو ثلاثاً أو خمساً أو سبعاً. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٩٥/٢، رشيدية، و كذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ١٨٧/٢، رشيدية، وهكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الجنائز: ٢٣٥/١، دار الكتب الإسلامي بيروت.

(۲۳) مسافرِ آخرت، از سید اصغر حسین دیوبندی، ص:۳، دار الاشاعت کراچی۔

(٢٤) (ويجرد) من ثيابه، (كما مات) الدرالمختار. قوله:(ويجرد من ثيابه)؛ ليمكنهم التنظيف؛ لأن المقصود من الغسل هو: التطهير، والتطهير لا يحصل مع ثيابه، الخ. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٠١/٣، رشيدية، وفي الهندية: ويجرّد الميت إذا أريد غسله، وهذا مذهبنا . الفتاوىٰ العالمگيرية كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ١٥٨/١، رشيدية، و كذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٣٠١/٣، رشيدية، وفي البدائع: يجرد الميت إذا أريد غسله عندنا .... وتستر عورته بخرقة؛ لأن حرمة النظر إلى العورة باقية بعد الموت. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما بيان كيفية الغسل: ٢٤/٢، ٢٥، رشيدية

کرانے اور غسل دینے میں اس جگہ کے لئے دستانہ پہننا چاہیے، یا کپڑا ہاتھ پر لپیٹ لیں، کیونکہ جس جگہ زندگی میں ہاتھ لگانا جائز نہیں، وہاں مرنے کے بعد بھی بلا دستانوں کے ہاتھ لگانا جائز نہیں اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو۔ بہشتی زیور (۲۵)۔

مسئلہ [22] غسل شروع کرنے سے پہلے بائیں ہاتھ میں دستانہ پہن کر مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجاء کراؤ، پھر پانی سے پاک کرو، پھر وضو اس طرح کراؤ کہ نہ کلی کراؤ، نہ ناک میں پانی ڈالو، نہ گٹے (پہنچے) تک ہاتھ دھلاؤ، بلکہ روئی کا پھایا تر کر کے ہونٹوں، دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر کر پھینک دو، اس طرح تین دفعہ کرو، پھر اسی طرح ناک کے دونوں سوراخوں کو روئی کے پھائے سے صاف کرو، لیکن اگر غسل کی ضرورت (جنابت) کی حالت میں موت ہوئی ہو، یا عورت کا انتقال حیض یا نفاس کی حالت میں ہوا ہو، تو منہ اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے (۲۶)، پانی ڈال کر کپڑے سے نکال لو۔ پھر ناک، منہ اور کانوں میں روئی رکھ دو، تاکہ وضوء اور غسل کراتے وقت

---

(۲۵) اصلی اشرفی بہشتی زیور، نہلانے کا بیان، ص: ۱۶۲، حصہ دوئم، دار الاشاعت کراچی۔

عن علي رضي الله تعالیٰ عنه، قال: قال لي النبي صلى الله عليه وسلم: لا تبرز فخذك، ولا تنظر إلى فخذ حيّ ولا ميتٍ. سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت، الحديث رقم: ١٤٦٠، وأبو داود، في كتاب الجنائز، باب في ستر الميت عند غسله، الحديث رقم: ٣١٤٠. وفي البدائع: وتستر عورته بخرقة؛ لأن حرمة النظر إلى العورة باقية بعد الموت ...... ثم الخرقة ينبغي أن تكون ساترة مابين السرة إلى الركبة؛ لأن كل ذلك عورة ...... ثم تغسل عورته تحت الخرقة النظر، الخ. بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل: وأما بيان كيفية الغسل، ٢/٢٤، رشيدية، وهكذا في الهندية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ١/١٥٨، رشيدية، وكذا في الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/١٠٠، ١٠١، رشيدية.

(۲۶) **تنبیہ**: اگر کسی کی حالتِ جنابت یا کسی خاتون کی حالتِ حیض ونفاس میں موت واقع ہوجائے تو غسل دیتے وقت اس کے منہ اور ناک میں پانی ڈالنے کو حضرت ڈاکٹر عارفی صاحب رحمہ اللہ نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے ضروری قرار دیا ہے، جب کہ امہات کتبِ فقہیہ کی مراجعت سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے منہ اور ناک میں پانی ڈالنا لازم نہیں، بلکہ پانی پہنچانا بہتر ہے، چنانچہ ایسی صورت میں دانتوں اور ناک میں تر کپڑا پھیر دیا جائے۔

احسن الفتاویٰ میں بھی یہی مذکور ہے (۴/۲۴۸)۔

قال في الدر: (ويوضأ) من يؤمر بالصلاة (بلامضمضة، واستنشاق)؛ للحرج، وقيل: يفعلان بخرقة، وعليه عمل اليوم. ولو كان جنباً أو حائضاً أو نفساء، فُعِلا اتفاقاً؛ تتميماً للطهارة، كما في إمداد الفتاح، مستمداً من شرح المقدسي: ٢/١٩٥-١٩٦. قال الشامي: قوله: بخرقة، أي: يجعلها الغاسل في أصبعه يمسح بها أسنانه ولهاته، ولثته، ويدخلها منخره أيضاً. [illegible] قوله: وعليه العمل اليوم: قائله: شمس الأئمة الحلواني، كما في الإمداد، عن التاترخانية. قوله: ولو كان جنباً: نقل أبو السعود عن شرح الكنز للشبلي: أن ما ذكره الخلخالي، أي: في شرح القدوري من: أن الجنب يمضمض ويستنشق: غريب مخالف لعامة الكتب. آهـ. قلت: وقال الرملي أيضاً في حاشية البحر: إطلاق المتون والشروح والفتاوى يشمل من مات جنباً، ولم أر من صرح=

پانی اندر نہ جائے، پھر منہ دھلاؤ، پھر ہاتھ کہنیوں سمیت دھلاؤ، پھر سر کا مسح کراؤ، پھر تین دفعہ دونوں پیر دھوؤ۔

جب وضو کرا چکو، تو سر کو (اور اگر مرد ہے، تو ڈاڑھی کو بھی) گلِ خیرو سے، یا خطمی، یا کھلی، یا بیسن، یا صابن وغیرہ سے کہ جس سے صاف ہو جائے، مَل کر دھو دو۔ پھر اسے بائیں کروٹ پر لٹاؤ اور بیری کے پتوں میں پکایا ہوا نیم گرم پانی دائیں کروٹ پر تین دفعہ سر سے پیر تک اتنا ڈالو کہ نیچے کی جانب بائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔ پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالو کہ نیچے کی جانب دائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔

اس کے بعد میت کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلانے کے قریب کر دو اور اس کے پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملو اور دباؤ، اگر کچھ فضلہ (پیشاب یا پاخانہ وغیرہ) خارج ہو، تو صرف اسی کو پونچھ کر دھو دو، وضو اور غسل دہرانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس ناپاکی کے نکلنے سے میت کے وضو اور غسل میں کوئی نقصان نہیں آتا۔

پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹا کر دائیں کروٹ پر کافور ملا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ خوب بہا دو، کہ نیچے بائیں کروٹ بھی خوب تر ہو جائے، پھر دوسرا دستانہ پہن کر سارا بدن کسی کپڑے سے خشک کر کے تہہ بند دوسرا بدل دو۔

پھر چارپائی پر کفن کے کپڑے اس طریقہ سے اوپر نیچے بچھاؤ، جو آگے "کفن پہنانے کے مسنون طریقہ" میں لکھا ہے، پھر میت کو آہستگی سے غسل کے تختے سے اٹھا کر کفن کے اوپر لٹا دو اور ناک، کان اور منہ سے روئی نکال ڈالو۔ فتاویٰ ہندیہ (۲۶)، درمختار (۲۷)، مسافرِ آخرت (۲۸)، بہشتی زیور (۲۹)۔

مسئلہ [23] نہلانے کا جو طریقہ اوپر بیان ہوا، سنت ہے، لیکن اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ

= به، لكن الإطلاق يدخله، والعلة تقتضيه، وما نقله أبو السعود، عن الزيلعي: من قوله: "بلا مضمضة واستنشاق ولو جنبا" صريح في ذلك، لكني لم أره في الزيلعي. رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: في القراءة عند الميت: ٢/١٩٦، رشيدية.

قلت: وجدت في الزيلعي، ما نصه: قال – رحمه الله: ووُضِّئَ بلا مضمضةٍ واستنشاقٍ؛ لأن الوضوء سنة الاغتسال، إلا أنه لا يمكن إخراج الماء منه، فيترك، ويخالف الجنب فيهما، وفي غسل اليد؛ فإن الجنب يبدأ بغسل يديه، والميت يبدأ بغسل وجهه؛ لأن الجنب هو الغاسل لنفسه، فيبدأ بتنظيف اليد، ولا كذلك الميت. تبيين الحقائق، باب الجنائز: ١/٢٣٦، المكتب الإسلامي القاهرة. (سنزرخیل)

یہی مبسوط (۲/۹۵)، بدائع (۱/۳۰۰-۳۰۱)، بحر (۲/۱۸۵)، فتح القدیر (۲/۱۰۷)، محیط برہانی (۲/۲۹۴)، مجمع الانہر (۱/۲۶۵)، حاشیہ طحطاوی (۱/۳۷۳) اور فتاویٰ ہندیہ (۱/۱۵۸) میں مذکور ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ "پانی ڈالنے" سے مراد یہ ہو کہ "پانی پہنچایا جائے"۔ واللہ اعلم۔

(۲) وصورة استنجائه: أن يلف الغاسل على يديه خرقة، ويغسل السوأة؛ لأن مس العورة حرام، كالنظر إليها ...... ثم وضأ وضوئه للصلوة ...... ويبدأ بغسل وجهه، لا بغسل اليدين، ويبدأ بالميامن؛ اعتباراً بما لو اغتسل في حياته، ولا يمضمض ولا يستنشق. ومن العلماء من قال: يجعل الغاسل على أصبعه خرقة رقيقة، ويدخل الأصبع في فمه ويمسح =

نہلائے، بلکہ صرف ایک دفعہ سارے بدن کو دھوڈالے، تب بھی فرض ادا ہو گیا۔ بہشتی زیور (۳۰)۔

مسئلہ [24] اگر میت کے اوپر پانی برس جائے، یا اَور کسی طرح سے پورا بدن بھیگ جائے، تو یہ بھیگ جانا غسل کے قائم مقام نہیں ہو سکتا، اسے غسل دینا بہر حال فرض ہے۔ اسی طرح جو شخص پانی میں ڈوب کر مر گیا ہو، تو وہ جس وقت نکالا جائے، اس کو غسل دینا فرض ہے، اس لئے کہ میت کو غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور مذکورہ صورتوں میں ان کا کوئی عمل نہیں ہوا، ہاں! اگر پانی سے نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دے دی جائے، تو غسل کا فرض ادا ہو جائے گا۔ بہشتی زیور (۳۱)۔

= بها أسنانه وشفتيه ولهاته ولثته، وينقيها، ويدخل في منخريه أيضاً ...... قال شمس الأئمة الحلواني: وعليه عمل الناس اليوم، واختلفوا في مسح رأسه، والصحيح: أنه يمسح رأسه ولايؤخر غسل رجليه ...... ويغسل رأسه ولحيته بالخطمي وإن لم يكن فبالصابون ونحوه؛ لأنه يعمل عمله هذا إذا كان في رأسه شعر؛ اعتباراً بحالة الحياة، ثم يضجع على شقه الأيسر، فيغسل بالماء والسدر حتى يرى أن الماء قد وصل إلى ما يلي التحت منه، ثم يضجع على شقه الأيمن، فيغسل بالماء والسدر، حتى يرى أن الماء قد وصل إلى ما يلي التحت منه؛ لأن السنة هي البداءة بالميامن، ثم يجلسه ويسنده ويمسح بطنه مسحاً رقيقاً؛ تحرّزاً عن تلويث الكفن، فإن خرج منه شيء غسله ولا يعيد غسله، ولا وضوءه، ثم ينشفه بثوب؛ كيلا تبتلّ كفانه ...... ولا بأس بأن يجعل القطن على وجهه، وإن به مخارقه كالدبر والقبل والأذنين والفم. الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ١/١٥٨، رشيدية، وهكذا في ملتقى الأبحر، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز: ١/٢٦٥، دار الكتب العلمية بيروت، وهكذا في تبيين الحقائق، باب الجنائز: ١/٢٣٧، دار الكتب الإسلامي بيروت.

(٢٧) الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/١٠٠، ٢٠١، رشيدية.

(۲۸) مسافرِ آخرت، از سید اصغر حسین دیوبندی، ص:۴، دارالاشاعت کراچی۔

(۲۹) اصلی اشرفی بہشتی زیور، نہلانے کا بیان، ص:۱۹۳، حصۂ دوم، دارالاشاعت کراچی۔

(۳۰) اصلی اشرفی بہشتی زیور، نہلانے کا بیان، ص:۱۹۳، حصۂ دوم، دارالاشاعت کراچی۔

(ويغسله)، وهذه غسلة (ثالثة)؛ ليحصل المسنون (ويصب عليه الماء عند كل اضطجاع، ثلاث مرات)؛ لما مر. (وإن زاد عليها أو نقص جاز)؛ إذ الواجب مرة. الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/١٠٤، رشيدية، وفي الهندية: والواجب هو الغسل مرة واحدةً، والتكرار سنة، حتى لو اكتفي بغسلةٍ واحدةٍ أو غمسةٍ واحدةٍ في ماءٍ جارٍ جاز. الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلوة، باب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ١/١٥٨، رشيدية، وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما بيان كيفية الغسل: ٢/٢٧، ٢٤، رشيدية.

(۳۱) اصلی اشرفی بہشتی زیور، میت کے غسل کے مسائل، ص:۸۰۴، حصۂ یازدہم، دارالاشاعت کراچی۔

الميت إذا وجد في الماء لابد من غسله؛ لأن الخطاب بالغسل توجه على بني آدم، ولم يوجد من بني آدم فعل إلا أن يحركه في الماء بنية الغسل عند الإخراج. الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني في الغسل: =

میت کو نہلانے کے بعد خود غسل کرنا

میت کو غسل دینے والے کو بعد میں خود بھی غسل کر لینا مستحب ہے۔ شامی (۳۲)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میت کو غسل دے، تو اس کو چاہیے کہ غسل کرے۔ ابن ماجہ (۳۳)۔

اور دوسری حدیثوں میں اضافہ ہے، کہ جو شخص میت کا جنازہ اٹھائے، اس کو چاہیے کہ وضو کرے۔ معارف الحدیث (۳۴)۔

میت کو غسل اور کفن دینے کی فضیلت

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو شخص میت کو غسل دے، وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے، جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور جو میت پر کفن ڈالے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا جوڑا پہنائیں گے (۳۵)۔

= ۱/۱۵۸، رشیدیة، وفي الدر: إذا جرى الماء على الميت أو أصابه المطر: عن أبي يوسف: أنه لاينوب عن الغسل؛ لأنا أمرنا بالغسل، وذلك ليس بغسل ...... أنه لا بد منه إلا أن يحركه بنية الغسل ...... لو وجد الميت في الماء لابد من غسله؛ لأن الخطاب يتوجه إلى بني آدم، ولم يوجد منهم فعل. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۰۸، ۱۰۹، رشيدية.

(۳۲) يندب الغسل من غسل الميت. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۱۱، رشيدية، وهكذا في فتح القدير، كتاب الصلاة، فصل: في الغسل، ۲/۱۱۲، دار الفكر بيروت، وفي حاشية الطحطاوي: ويندب الغسل من تغسيله وتقدم. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الجنائز، ۱/۳۶۶، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۳۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من غسّل ميتاً فليغتسل" سنن ابن ماجه، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في غسل الميت، الحديث رقم: ۱۴۶۳.

(۳۴) معارف الحدیث، کتاب الطہارۃ، میت کو نہلانے کے بعد غسل: ۲/۲۶، حصہ سوئم، دارالاشاعت کراچی۔

وعن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: "مِنْ غُسْلِهِ الْغُسْلُ، وَمِنْ حَمْلِهِ الْوُضُوْءُ يعني: الميتَ". جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ماجاء في الغسل من غسل الميت، الحديث رقم: ۹۹۳. وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفة، في الجنائز، باب من كان إذا حمل جنازةً توضأ، الحديث رقم: ۱۱۹۹۹، وفيه: من غسل ميتاً فليغتسل، ومن حمل جنازةً فليتوضأ: ۳/۴۷، مكتبة الرشد الرياض، وهكذا في شرح السنة، باب الغسل من غسل الميت، الحديث رقم: ۳۳۹، ۲/۱۶۸، المكتب الإسلامي بيروت.

(۳۵) روى الحاكم، عن أبي رافع، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غسل ميتاً فكتم عليه غفر له أربعين مرةً، ومن كفن ميتاً كساه الله من السندس وإستبرق الجنة، ومن حفر لميت قبراً، فأجنه فيه، أجري له من الأجر، كأجر مسكنٍ أسكنه إلى يوم القيامة. المستدرك للحاكم، كتاب الجنائز، الحديث رقم: ۱۳۰۷، (۱/۵۰۵) دار الكتب العلمية بيروت: =

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین یمنی کپڑوں میں کفنائے گئے، ان تین کپڑوں میں نہ تو (سلا ہوا) کرتہ تھا، نہ عمامہ۔ صحیح بخاری (۳۶)، صحیح مسلم (۳۷)، معارف الحدیث (۳۸)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو، وہ تمہارے لئے اچھے کپڑے ہیں اور انہی میں اپنے مُردوں کو کفنایا کرو۔ سنن ابی داؤد (۳۹)، جامع ترمذی (۴۰)، سنن ابن ماجہ (۴۱)، معارف الحدیث (۴۲)۔

کفن کا بیان

مسئلہ [25] جیسا کہ میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے، کفن دینا، اس پر نمازِ جنازہ پڑھنا اور دفن کرنا بھی فرضِ کفایہ ہے (۴۳)۔

= وهكذا في الترغيب و الترهيب، كتاب الجنائز، الترغيب في حفر القبور وتغسيل الموتى وتكفينهم، الحديث رقم: ٥٣٠٥: ٤/١٧٤، دار الكتب العلمية بيروت. وعن علي رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غسّل ميتاً، وكفّنه، وحنّطه، وحمّله و صلّى عليه ولَمْ يُفْشِ عليه مَا رَأى، خَرَجَ من خطيئتِهِ مثْلَ يومٍ ولدَتْهُ أمُّهُ. سنن ابن ماجه، أبواب الجنائز، باب ماجاء في غسل الميت، الحديث رقم: ١٤٦٢. والطبراني في الأوسط، في من اسمه: محمد، الحديث رقم: ٧٥٤٥، ٧/٢٩٧، دار الحرمين القاهرة.

(٣٦) عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كفن في ثلثة أثوابٍ بيضٍ سحوليةٍ، ليس فيها قميصٌ ولا عمامةٌ. صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الكفن بلاعمامة، الحديث رقم: ١٢١٤.

(٣٧) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: كفن رسول الله صلى الله عليه وسلم، في ثلاثة أثوابٍ بيضٍ سحوليةٍ من كرسفٍ، ليس فيها قميصٌ ولا عمامةٌ. أخرجه مسلم، في صحيحه في كتاب الجنائز، باب في كفن الميت، الحديث رقم: ٩٤١.

(۳۸) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، کفن میں کیا کیا اور کیسے کپڑے ہونے چاہیں: ۲/۲۸۰، حصہ سوئم، دار الاشاعت کراچی۔

(٣٩) أخرجه أبو داود في كتاب اللباس، باب في البياض، الحديث رقم: ٤٠٦١، وفيه: البسوا من ثيابكم البياض؛ فإنها خير ثيابكم، وكفنوا فيها موتاكم، وإن خير أكحالكم الإثمد، يجلو البصر وينبت الشعر، وأيضاً برقم. ٣٨٧٨.

(٤٠) عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البسوا من ثيابكم البياض؛ فإنها من خير ثيابكم، وكفنوا فيها موتاكم. سنن الترمذي أبواب الجنائز، باب ما جاء ما يستحب من الأكفان، الحديث رقم: ٩٩٤.

(٤١) أخرجه ابن ماجه في سننه في أبواب الجنائز، باب ما جاء في ما يستحب من الكفن، الحديث رقم: ١٤٧٢.

(۴۲) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، کفن میں کیا کیا اور کیسے کپڑے ہونے چاہیں: ۲/۲۸۱، حصہ سوئم، دار الاشاعت کراچی۔

(٤٣) وفي الدر: فعلى المسلمين تكفينه ...... (والصلوة عليه)، صفتها: (فرض كفاية) ...... (كدفنه) وغسله وتجهيزه؛ فإنها =

مسئلہ [26] کفن کا کپڑا ابھی اگر گھر میں موجود ہو اور پاک صاف ہو، تو اس کے استعمال میں حرج نہیں۔ بہشتی زیور(۴۴)۔

مسئلہ [27] کفن کا کپڑا اسی حیثیت کا ہونا چاہیے، جیسا مردہ اکثر اپنی زندگی میں استعمال کرتا تھا، تکلفات فضول ہیں۔ بہشتی زیور(۴۵)۔

مسئلہ [28] مرد وعورت دونوں کے لئے سب سے اچھا کفن سفید کپڑے کا ہے اور نیا اور پرانا یکساں ہے۔ درمختار(۴۶)، امداد الفتاویٰ(۴۷)۔

مسئلہ [29] مرد کے لئے خالص ریشمی یا زعفران یا عصفر سے رنگے ہوئے کپڑے کا کفن مکروہ

= فرض كفاية. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٢/٢٠٧، ١٢١، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي:الصلوة عليه كتكفنه ودفنه وتجهيزه (فرض كفاية)، مع عدم الانفراد بالخطاب بها ولو امرأة. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الجنائز، فصل الصلوة عليه، ١/٣٦٥، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۴۴)ضمیمہ اولی اصلی اشرفی بہشتی زیور، غسل اور کفنانے کا طریقہ،ص:۱۸۶،دارالاشاعت کراچی۔

(وأحبه البياض) والجديد والغسيل فيه سواء. ردالمحتار، كتاب الصلوة: ٢/٢٠٥، رشيدية، وفي الهندية:والخلق والجديد في التكفين سواء. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين: ١/١٦١، رشيدية، وفي البحر:والجديد والخلق فيه سواء، بعد أن يكون نظيفاً من الوسخ والحدث. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٢/٣٠٨، رشيدية.

(۴۵)ضمیمہ اولی اصلی بہشتی زیور، غسل اور کفنانے کا طریقہ،ص:۱۸۶،حصہ دوم،دارالاشاعت کراچی۔

وكل ما يباح للرجل لبسه في حال الحياة يباح تكفينه بعد الوفاة، وما لا يباح له لبسه حال الحياة لايباح تكفينه بعد الوفاة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين: ١/١٦١، رشيدية، وفي الدر: لجوازه بكل ما يجوز لبسه حال الحياة، وأحبه البياض أو ماكان يصلي فيه. الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب الجنائز: ٢/٢٠٦، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٢/٣٠٨، رشيدية.

(٤٦) وأحبه البياض والجديد والغسيل فيه سواء. الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/١١٨، رشيدية، وأخرج أبوداود في كتاب اللباس، باب في البياض، الحديث رقم: ٤٠٦١، وفيه: البسوا من ثيابكم البياض؛ فإنها خير ثيابكم، وكفنوا فيها موتاكم، وإن خير أكحالكم الإثمد، يجلو البصر ويثبت الشعر، وأيضاً برقم: ٣٨٧٨. وفي الهندية: وأحب الأكفان الثياب البيض، والخلق والجديد في التكفين سواء. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثالث في التكفين: ١/١٦١، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الجنائز: ٢/٣٠٨، رشيدية.

(۴۷)امداد الفتاویٰ، باب الجنائز، عنوان: جوازِ کفنِ رنگین برائے زنان، سوال نمبر:۶۴۵، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

ہے، عورت کے لئے جائز ہے۔ درمختار (۴۸)۔

مسئلہ [30] اپنے لئے پہلے سے کفن تیار رکھنا مکروہ نہیں، قبر کا تیار رکھنا مکروہ ہے۔ بہشتی زیور (۴۹)۔

مسئلہ [31] تبرک کے طور پر آبِ زمزم میں تر کیا ہوا کفن دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ باعثِ برکت ہے۔ امداد الفتاویٰ مع حاشیہ (۵۰)۔

مسئلہ [32] کفن میں یا قبر کے اندر عہد نامہ یا کسی بزرگ کا شجرہ، یا قرآنی آیات، یا کوئی دعا رکھنا درست نہیں، اسی طرح کفن پر یا سینہ پر کافور سے، یا روشنائی سے کلمہ وغیرہ، یا کوئی دعا لکھنا بھی درست نہیں۔ بہشتی زیور (۵۱)۔

---

(٤٨) في الدر: (ولابأس في الكفن ببرودٍ، وكتانٍ، وفي النساء بحريرٍ ومزعفرٍ ومعصفرٍ)؛ لجوازه الخ. الدرالمختار. قوله:وفي النساء، على تقدير مضاف: أي: وفي كفن النساء، واحترز عن الرجال؛ لأنه يكره لهم ذلك. ردالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١١٨/٣، رشيدية، وفي الهندية: ولابأس ...... وفي حق النساء بالحرير والإبريسم والمعصفر والمزعفر. ويكره للرجال ذلك. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثالث في التكفين: ١٦١/١، رشيدية.

(۴۹) بہشتی زیور، جنازے کے متفرق مسائل، ص: ۸۱۷، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

والذي ينبغي أن لايكره تهيئة نحو الكفن بخلاف القبر. الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٨٣/٣، رشيدية، وروى البخاري، عن سهلٍ: أن امرأة جاء ت النبي صلى الله عليه وسلم، ببردةٍ منسوجةٍ فيها حاشيتها، أتدرون ما البردة؟ قالوا: الشملة، قال: نعم! قالت: نسجتها بيدي فجئت لأكسوكها، فأخذها النبي صلى الله عليه وسلم، محتاجاً إليها، فخرج إلينا، وإنها إزاره، فحسنها فلان، فقال: اكسنيها ما أحسنها؟ فقال القوم: ما أحسنت! لبسها النبي صلى الله عليه وسلم، محتاجاً إليها، ثم سألته وعلمت أنه لايرد، قال: إني والله ما سألته لألبسها، وإنما سألته؛ لتكون كفني. قال سهل: فكانت كفنه. صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب من استعد الكفن في زمن النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث رقم: ١٢١٨.

(۵۰) امداد الفتاویٰ، باب الجنائز، عنوان: عدمِ جوازِ کفن از جامہائے احرام وتر کردۂ آبِ زمزم، سوال نمبر: ۶۴۷، ۵۶۴/۱، مکتبہ دار العلوم کراچی۔ البتہ حاشیہ میں ہے کہ: ''اس جواب پر بھی علماء نے کلام کیا ہے، جو ملحقاتِ اولیٰ امداد الفتاویٰ میں درج ہے اور کلام صحیح ہے، یعنی کفن کو آبِ زمزم میں تر کرنے میں کوئی خرابی نہیں۔ مزید تفصیل اصلاحات ملحقات میں دیکھو'' ۔ ایضاً امداد الفتاویٰ، ۵۶۴/۱، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۵۱) بہشتی زیور، کفنانے کا بیان، ص: ۱۶۴، حصہ دوم، دار الاشاعت کراچی۔

وقد أفتى ابن الصلاح: لايجوز أن يكتب على الكفن يس والكهف ونحوهما؛ خوفاً من صديد الميت، وقدمنا قبيل باب المياه عن الفتح: أنه تكره كتابة القرآن وأسماء الله تعالىٰ على الدراهم، والمحاريب، والجدران، ومايفرش، وما ذاك إلا لاحترامه وخشية وطئه ونحوه مما فيه إهانة، فالمنع هنا بالأولىٰ ما لم يثبت عن المجتهد أو ينقل =

مسئلہ [33] کسی بزرگ کا استعمال کیا ہوا کپڑا، یا غلافِ کعبہ کے نیچے کا کپڑا ہو، تو یہ کفن کے لئے بغیر دھلے...... نئے کپڑے سے بھی بہتر ہے، اس کپڑے کا اگر کرتہ (جو میت کو کفن میں پہنایا جاتا ہے) ہو سکے تو کرتہ دو اور اگر چھوٹا ہو، تو کرتہ میں سی دو۔ امداد الفتاویٰ (۵۲)۔

مسئلہ [34] کعبہ شریف کے غلاف کا اوپر کا کپڑا جس پر کلمہ یا قرآنی آیات لکھی ہوں، وہ کفن یا قبر میں رکھنا درست نہیں۔ امداد الفتاویٰ (۵۳)، وشامی (۵۴)۔

غلافِ کعبہ اگر خالص ریشم کا ہو تو مرد کو اس میں کفنانا بہرحال ناجائز ہے، خواہ اس پر کچھ لکھا ہوا نہ ہو، کیونکہ میت کو ایسے کپڑے میں کفن دینا جائز نہیں، جسے پہننا اسے زندگی میں جائز نہ تھا اور خالص ریشم کا کپڑا

= فيه حديث ثابت. ردالمحتار، كتاب الصلوة الجنازة، باب الشهيد، مطلب: فيما يكتب على كفن الميت: ١٨٦/٣، رشيدية، وهكذا في فتح القدير، فصل في الآسار وغيرها: فروع: تكره كتابة القرآن وأسماء الله تعالىٰ على الدارهم، والمحاريب، والجدران، ومايفرش، ١٦٩/١، دار الفكر بيروت، وفي فتاوى اللكنوي: الاستفسار: قد تعارف في بلادنا أنهم يلقون على قبر الصلحاء ثوباً مكتوباً فيه سورة الإخلاص، هل فيه بأس؟. **الاستبشار:** هو استهانة بالقرآن؛ لأن هذا الثوب إنما يلقي تعظيماً للميت، ويصير هذا الثوب مستعملاً مبتذلاً، وابتذال كتاب الله من أسباب عذاب القبر. فتاوىٰ اللكنوي المسماة نفع المفتي والسائل، ما يتعلق بتعظيم اسم الله الخ، ص: ٤٠٣، دارابن حزم بيروت.

(۵۲) امداد الفتاویٰ، باب الجنائز، عنوان: عدمِ جوازِ کفن از جامہائے احرام وتر کردۂ آبِ زمزم، سوال نمبر: ۶۴۷، ۵۶۴/۱، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

عن عمرو: سمع جابراً رضي الله تعالىٰ عنه، قال: أتى النبي صلى الله عليه وسلم، عبد الله بن أبي بعد ما دفن، فأخرجه فنفث فيه من ريقه وألبسه قميصه. صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الكفن في القميص، الحديث رقم: ١٢١١.

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے "فتاویٰ محمودیہ، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، کفن میں متبرک کپڑا: ۸/ ۵۰، ۵۱، ادارہ الفاروق کراچی۔

(۵۳) امداد الفتاویٰ، باب الجنائز، عنوان: تحقیقِ روایتِ کتابت علی الکفن، سوال نمبر: ۷۳۴، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(٥٤) (ولابأس في الكفن ببرودٍ وكتّانٍ وفي النساء بحريرٍ ومزعفرٍ ومعصفرٍ)؛ لجوازه بكل ما يجوز لبسه حال الحياة. قوله: وفي النساء، على تقدير مضافٍ، أي: وفي كفن النساء، واحترز عن الرجال؛ لأنه يكره لهم ذلك. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١١٨/٣، رشيدية، وفي الهندية: وكل ما يباح للرجال لبسه في حال الحياة يباح تكفينه بعد الوفاة، وما لايباح له لبسه حال الحياة لايباح تكفينه بعد الوفاة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين: ١٦١/١، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل في تكفين الميت: ٣٠٨/٢، رشيدية.

مردوں کو پہننا جائز نہیں، عورتوں کو جائز ہے۔ درمختار (۵۵)۔

مسئلہ [35] بعض جگہ رواج ہے کہ نوجوان لڑکی یا نئی دولہن مرجاتی ہے، تو اس کے جنازہ پر سرخ چادر یا زری گوٹہ کا دوپٹہ وغیرہ ڈالتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔ درمختار (۵۶) وامداد الفتاویٰ (۵۷)۔

مسئلہ [36] کسی انسان کی قبر کھل جائے، یا اور کسی وجہ سے اس کی لاش قبر سے باہر نکل آئے اور اس پر کفن نہ ہو تو اس کو بھی مسنون کفن دینا چاہیے، بشرطیکہ وہ لاش پھٹی نہ ہو اور اگر پھٹ گئی ہو تو صرف کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے، مسنون کفن کی حاجت نہیں (۵۸)۔

نوٹ: جو میت پانی میں ڈوب کر، یا آگ میں جل کر ہلاک ہوا، یا کافروں سے جنگ میں شہید ہوا، یا ناحق قتل کر دیا گیا، یا کسی حادثہ میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہوں، یا حمل کا اسقاط ہوا ہو، یا بچہ مردہ پیدا ہوا ہو، اس کے غسل، کفن، نماز جنازہ اور دفن وغیرہ کے مسائل باب پنجم میں دیکھ لئے جائیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

---

(۵۵) (ولابأس في الكفن ببرودٍ و كتّانٍ وفي النساء بحريرٍ ومزعفرٍ ومعصفرٍ)؛ لجوازه بكل ما يجوز لبسه حال الحياة قوله: وفي النساء، على تقدير مضافٍ، أي: وفي كفن النساء، واحترز عن الرجال؛ لأنه يكره لهم ذلك. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۱۸/۳، رشيدية، وفي الهندية: وكل ما يباح للرجال لبسه في حال الحياة يباح تكفينه بعد الوفاة، وما لايباح له لبسه حال الحياة لايباح تكفينه بعد الوفاة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين: ۱۶۱/۱، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل في تكفين الميت: ۳۰۸/۲، رشيدية.

(۵۶) قال الشامي تحت قوله: ولا يجوز الخ، أي: يكره ذلك. قال في الحلية: ويكره أن يوضع تحت الميت في القبر مضربة، أو مخدة، أو حصير، أو نحو ذلك آه. ولعل وجهه أنه إتلاف مالٍ بلا ضرورة، فالكراهة تحريمية، ولذا عبر بلايجوز. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز، مطلب في دفن الميت: ۱۶٤/۳، رشيدية.

(۵۷) امداد الفتاویٰ، باب الجنائز، عنوان: حکمِ نہادنِ بوریا در قبرِ زنان، سوال نمبر: ۶۸۰: ۵۸۳/۱، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

(۵۸) بہشتی زیور، میت کے کفن کے بعض مسائل، ص: ۸۰۵، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(و) آدمي (منبوش طري) لم يتفسخ (يكفن كالذي لم يدفن مرّةً بعد أخرى (وإن تفسخ كفن في ثوب واحد. الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۱۷/۳، رشيدية، وفي البحر: المكفّنون اثنا عشر ...... والحادي عشر: المنبوش الطري، فيكفن كالذي لم يدفن والثاني عشر: المنبوش المتفسخ، فيكفن في ثوب واحد. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۱۱/۲، رشيدية، وهكذا في البدائع، كتاب الصلاة، فصل: وأما بيان من يجب عليه الكفن، ۳۰۹/۱، رشيدية.

کہ تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو، وہ تمہارے لئے اچھے کپڑے ہیں اور انہی (سفید کپڑوں) میں اپنے مُردوں کو کفنایا کرو۔ سنن ابی داود (۵۹)۔ جامع ترمذی (۶۰)، وسنن ابن ماجہ (۶۱)۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیش قیمت کفن نہ استعمال کرو، کیونکہ وہ (کفن بہر حال) جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ (پھر بیش قیمت کفن کا میت کو کیا فائدہ؟) سنن ابی داوٗد (۶۲)، معارف الحدیث (۶۳)۔

مرد کا کفن

مرد کے کفن کے مسنون کپڑے تین ہیں:

۱- ازار	سر سے پاؤں تک۔
۲- لفافہ (اسے چادر بھی کہتے ہیں)	ازار سے لمبائی میں ۴ گرہ زیادہ۔
۳- کرتہ، بغیر آستین اور بغیر کلی کا (اسے قمیص یا کفنی بھی کہتے ہیں)	گردن سے پاؤں تک۔

عورت کا کفن

عورت کے کفن کے لئے مسنون کپڑے پانچ ہیں:

---

(۵۹) أخرج أبو داود، عن ابن عباسٍ، في كتاب اللباس، باب في البياض، الحديث رقم: ٤٠٦١، وفيه: البسوا من ثيابكم البياض؛ فإنها خير ثيابكم، وكفنوا فيها موتاكم، وإن خير أكحالكم الإثمد، يجلو البصر وينبت الشعر، وأيضاً برقم: ٣٨٧٨.

(٦٠) عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البسوا من ثيابكم البياض؛ فإنها من خير ثيابكم، وكفنوا فيها موتاكم. سنن الترمذي أبواب الجنائز، باب ما جاء ما يستحب من الأكفان، الحديث رقم: ٩٩٤.

(٦١) أخرجه ابن ماجه في سننه في أبواب الجنائز، باب ما جاء في ما يستحب من الكفن، الحديث رقم: ١٤٧٢.

(٦٢) عن علي رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاتغالوا في الكفن؛ فإنه يسلبه سلباً سريعاً. أخرجه أبو داود في سننه في كتاب الجنائز، باب كراهية المغالاة في الكفن، رقم الحديث: ٣١٥٤، والبيهقي في السنن الصغرى، باب التكفين والتحنيط، الحديث رقم: ١٠٨٦، ٩٦/٣، مكتبة الرشد الرياض.

(۶۳) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، ص: ۲۸۱، حصہ سوم، دار الاشاعت کراچی۔

۱- ازار:	سر سے پاؤں تک (مرد کی طرح)۔
۲-لفافہ:	ازار سے لمبائی میں ۴ گرہ زیادہ (مرد کی طرح)۔
۳-کرتہ:	بغیر آستین اور بغیر کلی کا گردن سے پاؤں تک (مرد کی طرح)۔
۴-سینہ بند:	بغل سے رانوں تک ہو تو زیادہ اچھا ہے، ورنہ ناف تک بھی درست ہے اور چوڑائی میں اتنا ہو کہ بندھ جائے۔
۵-سر بند:	اسے اوڑھنی یا خمار بھی کہتے ہیں۔تین ہاتھ لمبا۔

خلاصہ یہ ہے کہ عورت کے کفن میں تین کپڑے تو بعینہ وہ ہیں، جو مرد کے لئے ہوتے ہیں، البتہ دو کپڑے زائد ہیں، یعنی سینہ بند اور سر بند۔ بہشتی زیور (۶۴)۔

مسئلہ [37] مرد کو تین اور عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا مسنون ہے، لیکن اگر مرد کو دو کپڑوں (ازار اور لفافہ) میں اور عورت کو تین کپڑوں (ازار، لفافہ و سر بند) میں کفنا دیا، تو یہ بھی درست ہے اور اتنا کفن بھی کافی ہے۔ اس سے کم کفن دینا مکروہ اور برا ہے، ہاں! اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو کم بھی درست ہے۔ بہشتی زیور (۶۵)۔

---

(۶۴) ضمیمہ اولی اصلی بہشتی زیور، ص: ۱۸۵، حصہ دوم، دار الاشاعت کراچی۔

عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كفن في ثلثة أثوابٍ بيضٍ سحولية، ليس فيها قميصٌ ولا عمامةٌ. صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الكفن بلاعمامة، الحديث رقم: ١٢١٤. وفي الهندية: كفن الرجل سنة: إزار وقميص ولفافة، وكفاية: إزار ولفافة، وضرورة: ما وجد. هكذا في الكنز، والإزار من القرن إلى القدم، واللفافة كذلك، والقميص من أصل العنق إلى القدم، كذا في الهداية. وكفن المرأة سنة: درع وإزار وخمار ولفافة وخرقة يربط بها ثدياها، وكفاية: إزار ولفافة وخمار. هكذا في الكنز، وعرض الخرقة ما بين الثدي إلى السرة. هكذا في العيني شرح الكنز، التبيين. والأولى أن تكون الخرقة من الثديين إلى الفخذ. كذا في الجوهرة النيره. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين: ١/١٦٠، رشيدية، وهكذا في الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب الصلوة الجنازة: ٣/١١٢، ١١٣، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٢/٣٠٧، ٣٠٩، رشيدية.

(۶۵) اصلی بہشتی زیور، کفنانے کا بیان، ص: ۱۶۳، حصہ دوم، دار الاشاعت کراچی۔

أكثرما يكفن فيه الرجل ثلاثة أثواب: إزارٌ ورداء وقميص ...... فكذا يجوز أن يكفن فيهما أيضاً، ويكره أن =

نوٹ: کفن کے کپڑوں کی مفصل پیمائش اور کفن تیار کرنے اور میت کو اس میں کفنانے کا طریقہ آگے ذرا تفصیل سے بیان ہوگا۔

بچوں کا کفن

مسئلہ [38] اگر نابالغ لڑکا یا نابالغ لڑکی مرجائے، جو اَبھی جوان نہیں ہوئے، لیکن جوانی کے قریب پہنچ گئے تھے، تو لڑکے کے کفن میں تین کپڑے دینا اور لڑکی کے کفن میں پانچ کپڑے دینا سنت ہے، اگر لڑکی کو پانچ کی بجائے تین اور لڑکے کو تین کے بجائے دو ہی کپڑے دیئے جائیں، تب بھی کافی ہے، غرض یہ کہ جو حکم بالغ مرد وعورت کا ہے، وہی حکم نابالغ لڑکے اور لڑکی کا ہے، بالغ مرد وعورت کے لئے وہ حکم تاکیدی ہے اور نابالغ کے لئے بہتر ہے۔ بہشتی زیور (٦٦)، وشامی (٦٧)۔

مسئلہ [39] جو لڑکا یا لڑکی بہت کم عمری میں فوت ہو جائیں کہ جوانی کے قریب بھی نہ ہوئے

= يكفن في ثوب واحد؛ لأن في حالة الحياة تجوز صلاته في ثوبٍ واحدٍ مع الكراهة، فكذا بعد الموت يُكره أن يكفن فيه إلا لضرورة، بأن كان لايوجد غيره ...... وأما المرأة فأكثرما تكفن فيه خمسة أثوابٍ: درع وخمار وإزار ولفافة وخرقة هو السنة في كفن المرأة ...... وأدنى ما تكفن فيه المرأة ثلاثة أثوابٍ: إزار ورداء وخمار؛ لأن معنى الستر في حالة الحياة يحصل بثلاثة أثواب، حتى يجوز لها أن تصلي فيها وتخرج، فكذلك بعد الموت. ويكره أن تكفن المرأة في ثوبين. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما كيفية وجوبه: ٢/٣٦، ٣٨، ٣٩، رشيدية، وهكذا في الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/١١٢، ١١٣، ١١٥، رشيدية، وهكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين: ١/١٦٠، رشيدية

(٦٦) اصلی بہشتی زیور، کفنانے کا بیان، ص: ١٦٤، ١٦٥، دارالاشاعت کراچی۔

(٦٧) اصلی بہشتی زیور، کفنانے کا بیان، ص: ١٦٤، ١٦٥، دارالاشاعت کراچی۔

وفي حاشية ابن عابدين: قوله: والمراهق كالبالغ، الذكر كالذكر، والأنثى كالأنثىٰ، قال في البدائع: لأن المراهق في حياته يخرج فيما يخرج فيه البالغ عادةً، فكذا يكفن فيما يكفن فيه. وفيه بعد أسطرٍ تحت قوله: ومن لم يراهق الخ: هذا لو ذكراً، قال في الزيلعي: وأوفي مايكفن به الصبي الصغير ثوب واحد، والصبية ثوبان آه، الخ. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: تحت مطلب: في حديث كل سبب ونسب منقطع إلا سببي ونسبي. ٢/٢٠٤، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب أحكام الجنائز: ١/٣٨١، المطبعة الكبرى مصر. وهكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلوة، فصل: ١/٢٣٨، دار الكتب الإسلامي بيروت، وهكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثالث في التكفين: ١/١٦٠. رشيدية.

ہوں، تو بہتر یہ ہے کہ لڑکے کو مردوں کی طرح تین کپڑے اور لڑکی کو عورتوں کی طرح پانچ کپڑے کفن میں دیئے جائیں اور اگر لڑکے کو صرف ایک اور لڑکی کو صرف دو کپڑے کفن میں دے دیئے جائیں تو بھی درست ہے اور نماز جنازہ اور تدفین حسب دستور کی جائے۔ بہشتی زیور (٦٨)، عالمگیری (٦٩)۔

مسئلہ [40] جو بچہ زندہ پیدا ہوا پھر تھوڑی ہی دیر میں مر گیا، یا فوراً پیدا ہونے کے بعد ہی مر گیا، تو وہ بھی اسی قاعدہ سے نہلا دیا جائے اور کفنا کر نماز پڑھی جائے، پھر دفن کر دیا جائے اور اس کا نام بھی کچھ رکھا جائے۔ بہشتی زیور (٧٠)۔

---

(٦٨) المراهق كالبالغ، ومن لم يراهق إن كفن في واحد جاز. قوله: والمراهق كالبالغ: الذكر كالذكر، والأنثى......؛لأن المراهق في حياته يخرج فيما يخرج فيه البالغ عادةً، فكذا يكفن فيما يكفن فيه. قوله: ومن لم يراهق الخ: هذا لو ذكراً ...... وأدنى ما يكفن به الصبي الصغير ثوب واحد، والصبية ثوبان. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١١٧/٣، رشيدية، وفي الهندية: والصبي المراهق في التكفين كالبالغ، والمراهقة كالبالغة، وأدنى مايكفن به الصبي الصغير ثوب واحد، والصبية ثوبان. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثالث في التكيفن: ١٦٠/١، رشيدية، وراجع للتفصيل: بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل وأما كيفية وجوبه: ٣٨/٢، ٣٩، رشيدية.

(٦٩) المراهق كالبالغ، ومن لم يراهق إن كفن في واحد جاز. قوله: والمراهق كالبالغ: الذكر كالذكر، والأنثى......؛لأن المراهق في حياته يخرج فيما يخرج فيه البالغ عادةً، فكذا يكفن فيما يكفن فيه. قوله: ومن لم يراهق الخ: هذا لو ذكراً ...... وأدنى ما يكفن به الصبي الصغير ثوب واحد، والصبية ثوبان. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١١٧/٣، رشيدية، وفي الهندية: والصبي المراهق في التكفين كالبالغ، والمراهقة كالبالغة، وأدنى مايكفن به الصبي الصغير ثوب واحد، والصبية ثوبان. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثالث في التكيفن: ١٦٠/١، رشيدية، وراجع للتفصيل: بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل وأما كيفية وجوبه: ٣٨/٢، ٣٩، رشيدية.

(٧٠) اصلی بہشتی زیور، کفنانے کا بیان، ص: ۱۶۴،۱۶۵، دارالاشاعت کراچی۔

وفي حاشية ابن عابدين: قوله: والمراهق كالبالغ، الذكر كالذكر، والأنثى كالأنثىٰ، قال في البدائع: لأن المراهق في حياته يخرج فيما يخرج فيه البالغ عادةً، فكذا يكفن فيما يكفن فيه. وفيه بعد أسطرٍ تحت قوله: ومن لم يراهق الخ: هذا لو ذكراً، قال في الزيلعي: وأوفي مايكفن به الصبي الصغير ثوب واحد، والصبية ثوبان آه، الخ. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: تحت مطلب: في حديث كل سبب ونسب منقطع إلا سببي ونسبي. ٢٠٤/٢، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب أحكام الجنائز: ٣٨١/١، المطبعة الكبرى مصر. وهكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلوة، فصل: ٢٣٨/١، دار الكتب الإسلامي بيروت، والفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثالث في التكفين: ١٦٠/١. رشيدية.

مسئلہ [41] جو بچہ ماں کے پیٹ سے مرا ہی پیدا ہوا اور پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی، اس کو بھی اسی طرح نہلاؤ، لیکن قاعدہ کے موافق کفن نہ دو، بلکہ کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردو، اس پر نمازِ جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی، البتہ نام اس کا بھی کچھ نہ کچھ رکھ دینا چاہیے۔ بہشتی زیور(۷۱)۔

مسئلہ [42] اگر حمل گر جائے، تو بچہ کے ہاتھ، پاؤں، منہ، ناک وغیرہ عضو کچھ نہ بنے ہوں، تو نہ نہلائے اور نہ کفنائے، کچھ بھی نہ کرے، بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر گاڑ دو اور اگر اس بچہ کے کچھ عضو بن گئے تو اس کا وہی حکم ہے، جو مردہ بچہ پیدا ہونے کا ہے، یعنی نام رکھا جائے اور نہلا دیا جائے، لیکن قاعدہ کے موافق کفن نہ دیا جائے، نہ نماز پڑھی جائے، بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ بہشتی زیور(۷۲)۔

---

(۷۱) اصلی بہشتی زیور، کفنانے کا بیان، ص:۱۶۴، ۱۶۵، ۱۷۳،۳، دارالاشاعت کراچی۔

ومن ولد فمات يغسل ويصلي عليه، ويرث ويورث، ويسمي (إن استهل) ...... وجد منه مايدل على حياته بعد خروج أكثره، حتى لو خرج رأسه فقط، وهو يصيح ...... (وإلا) يستهل (غسل وسمي) ...... وإذا استبان بعض خلقه، غسل وحشر. هو المختار (وأدرج في خرقة ولم يصل عليه)، وكذا لايرث إن انفصل بنفسه. الدرالمختار. قوله: بعد خروج أكثره: فلو خرج رأسه وهو يصيح، ثم مات لم يرث ولم يصل عليه ما لم يخرج أكثر بدنه حياً، وحدّ الأكثر من قبل الرجل: سرته، ومن قبل الرأس: صدره ...... وقوله: وإلّا يستهل غسل وسمي: شمل ما تم خلقه، ولا خلاف في غسله وما لم يتم ففيه خلاف: والمختار: أنه يغسل ويلف في خرقة ولا يصلي عليه. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۵۲/۳، ۱۵۳، ۱۵٤، رشيدية، وفي الهندية: ومن استهل بعد الولادة سمي وغسل و صلي عليه، وإن لم يستهل أدرج في خرقة ولم يصل عليه، ويغسل في غير الظاهر من الرواية ...... السقط الذي لم تتم أعضاؤه لايصلى عليه باتفاق الروايات، والمختار: أن يغسل ويدفن ملفوفاً في خرقة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني في الغسل: ۱۵۹/۱، رشيدية، وراجع للتفصيل: بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل وأما شرائط وجوبه: ۲۸/۲، رشيدية.

(۷۲) اصلی بہشتی زیور، کفنانے کا بیان، ص:۱۷۳، دارالاشاعت کراچی۔

ومن ولد فمات يغسل ويصلى عليه ويرث ويورث، ويسمي (إن استهل) ...... وجد منه مايدل على حياته بعد خروج أكثره، حتى لو خرج رأسه فقط، وهو يصيح ...... (وإلا) يستهل (غسل وسمي) ...... وإذا استبان بعض خلقه، غسل وحشر، هو المختار. (وأدرج في خرقة ولم يصل عليه)، وكذا لايرث إن انفصل بنفسه. الدرالمختار. قوله: بعد خروج أكثره: فلو خرج رأسه وهو يصيح، ثم مات لم يرث ولم يصل عليه ما لم يخرج أكثر بدنه حياً، وحدّ الأكثر من قبل الرجل: سرته، ومن قبل الرأس: صدره ...... وقوله: وإلّا يستهل غسل وسمي: شمل ما تم خلقه، ولا خلاف في غسله، وما لم يتم ففيه خلاف: والمختار أنه يغسل ويلف في خرقة ولا يصلي عليه. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۵۲/۳، ۱۵۳، ۱۵٤، رشيدية، وفي الهندية: ومن استهل بعد الولادة سمي وغسل و صلي عليه، وإن=

مسئلہ [43] ولادت کے وقت بچہ کا فقط سر نکلا، اس وقت وہ زندہ تھا، پھر مر گیا، تو اس کا وہی حکم ہے، جو مردہ بچہ پیدا ہونے کا حکم ہے، البتہ اگر زیادہ حصہ نکل آیا اس کے بعد مرا، تو ایسا سمجھیں گے کہ وہ زندہ پیدا ہوا اور اگر سر کی طرف سے پیدا ہوا تو سینہ تک نکلنے سے سمجھیں گے کہ زیادہ حصہ نکل آیا اور اگر الٹا پیدا ہوا تو ناف تک نکلنا چاہیے۔ بہشتی زیور (۷۳)۔

کفن کی پیمائش اور تیاری کا طریقہ

کفن کی پیمائش اور اس کی تیاری کا طریقہ مرد کے لئے یہ ہے کہ میت کے قد کے برابر ایک لکڑی لو[۷۴] اور اس میں ایک نشان کندھے کے مقابل لگالو اور ایک دھاگا سینہ کے مقابل رکھ کر جسم کی گولائی میں نکالو، کہ دونوں سرے اس دھاگے کے دونوں طرف کی پسلیوں پر پہنچ جائیں[۷۵] اور اس کو توڑ کر اپنے پاس رکھ

[۷۴] مقصود پیمائش کرنا ہے، "فیتہ" جس سے درزی ناپتے ہیں، اگر موجود ہو تو پیمائش اس سے کر لی جائے۔۱۲۔ رفیع۔

[۷۵] یعنی بایاں سرا دائیں پسلی اور دایاں سرا بائیں پسلی پر۔ رفیع۔

= لم يستهل أدرج في خرقة ولم يصل عليه، ويغسل في غير الظاهر من الرواية ...... السقط الذي لم تتم أعضاؤه لايصلى عليه باتفاق الروايات، والمختار: أن يغسل ويدفن ملفوفاً في خرقة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني في الغسل: ١٥٩/١، رشيدية، وراجع للمزيد من التفصيل: بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما شرائط وجوبه: ٢٨/٢، رشيدية.

(۷۳) اصلی بہشتی زیور، کفنانے کا بیان، ص: ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۷۳، دار الاشاعت کراچی۔

وفي الدر: ومن ولد فمات يغسل ويصلي عليه، ويرث ويورث، ويسمى (إن استهل) ...... وحد منه مايدل على حياته بعد خروج أكثره، حتى لو خرج رأسه فقط، وهو يصيح ...... (وإلا) يستهل (غسل وسمي) ...... وإذا استبان بعض خلقه، غسل وحشر. هو المختار (وأدرج في خرقة ولم يصل عليه)، وكذا لايرث إن انفصل بنفسه. الدرالمختار. قوله: بعد خروج أكثره: فلو خرج رأسه وهو يصيح، ثم مات لم يرث ولم يصل عليه ما لم يخرج أكثر بدنه حيّاً، وحدّ الأكثر من قبل الرجل: سرته، ومن قبل الرأس: صدره ...... وقوله: وإلّا يستهل غسل وسمي: شمل ما تم خلقه، ولا خلاف في غسله وما لم يتم ففيه خلاف: والمختار: أنه يغسل ويلف في خرقة ولا يصلي عليه. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٥٢/٣، ١٥٣، ١٥٤، رشيدية، وفي الهندية: ومن استهل بعد الولادة سمي وغسل و صلي عليه، وإن لم يستهل أدرج في خرقة ولم يصل عليه، ويغسل في غير الظاهر من الرواية ...... السقط الذي لم تتم أعضاؤه لايصلى عليه باتفاق الروايات، والمختار: أن يغسل ويدفن ملفوفاً في خرقة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني في الغسل: ١٥٩/١، رشيدية، وراجع للتفصيل: بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل وأما شرائط وجوبه: ٢٨/٢، رشيدية.

لو، پھر ایک کپڑا لو، جس کا عرض اس دھاگے کے برابر یا قریب برابر کے ہو، اگر عرض اس قدر نہ ہوتو اس میں جوڑ لگا کر پورا کرلو اور اس پوری لکڑی کے برابر لمبی ایک چادر پھاڑ لو، اس کو ازار کہتے ہیں۔

اسی طرح دوسری چادر پھاڑو، جو عرض میں تو اسی قدر رہو البتہ طول میں ازار سے چار گرہ زیادہ ہو، اس کو لفافہ کہتے ہیں۔

پھر ایک کپڑا لو، جس کا عرض بقدر چوڑائی جسم مردے کے ہو اور لکڑی کے نشان سے آخر تک جس قدر طول ہے، اس کا دگنا پھاڑ لو اور دونوں سرے کپڑے کے ملا کر بیچ میں سے اتنا چاک کھول لو کہ سر کی طرف سے گلے میں آجائے، اس کو قمیص یا کفنی کہتے ہیں (۷۶)۔

مستورات کا کفن

عورت کے لئے مردوں کے سب کپڑے تو وہی ہیں اور انہیں تیار کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے، جو اوپر بیان ہوا، اس کے علاوہ عورتوں کے لئے دو کپڑے اور ہیں: ۱-سینہ بند، ۲-سر بند، جسے اوڑھنی کہتے ہیں۔ سینہ بند زیر بغل سے رانوں تک اور دھاگہ مذکور کے بقدر چوڑا، سر بند نصف ازار سے تین گرہ زیادہ لمبا اور بارہ گرہ چوڑا (۷۷)۔

کفن کے متعلقات

اوپر تو کفن کا بیان ہوا اور کفن اسی قدر مسنون ہے اور بعض کپڑے کفن کے متعلقات سے ہیں۔ یعنی غسل کے لئے تہبند دو عدد دستانے دو عدد اور عورت کے جنازہ کے لئے گہوارہ کی چادر ان کپڑوں کی تفصیل تجہیز و تکفین کے سامان کی فہرست میں بیان ہوچکی ہے (۷۸)۔

اب بڑے شخص کے کفن کو یکجائی طور پر لکھ دیا جاتا ہے، تاکہ اَور آسانی ہو۔

نمبر شمار	نام پارچہ	طول	عرض	اندازۂ پیمائش	کیفیت
۱	ازار	اڑھائی گز	سوا گز سے ڈیڑھ گز تک	سر سے پاؤں تک	چودہ یا پندرہ یا سولہ گرہ، عرض کا کپڑا ہوتو ڈیڑھ پاٹ کا ہوگا۔

(۷۶) ضمیمہ اولیٰ اصلی بہشتی زیور، زندگی اور موت کا شرعی دستور العمل، ص:۱۸۴، حصہ دوم، دار الاشاعت کراچی۔

(۷۷) ضمیمہ اولیٰ اصلی بہشتی زیور، زندگی اور موت کا شرعی دستور العمل، ص:۱۸۴، حصہ دوم، دار الاشاعت کراچی۔

(۷۸) ضمیمہ اولیٰ اصلی بہشتی زیور، زندگی اور موت کا شرعی دستور العمل، ص:۱۸۵، حصہ دوم، دار الاشاعت کراچی۔

نمبر شمار	نام پارچہ	طول	عرض	اندازۂ پیائش	کیفیت
۲	لفافہ	پونے تین گز	سوا گز سے ڈیڑھ گز تک	ازار سے چار گرہ زیادہ	چودہ یا پندرہ یا سولہ گرہ، عرض کا کپڑا ہو تو ڈیڑھ پاٹ کا ہوگا۔
۳	کرتہ قمیص یا کفنی	اڑھائی گز تا پونے تین گز	ایک گز	گردن سے پاؤں تک	چودہ گرہ یا ایک گز کے عرض کی تیار ہوتی ہے، دوہرا کر کے اور بیچ میں اتنا چاک کھول کر کہ اس میں سر آجائے گلے میں ڈالتے ہیں۔
۴	سینہ بند	دو گز	سوا گز	زیر بغل سے رانوں تک	بغل سے رانوں تک باندھا جاتا ہے۔
۵	سربند	ڈیڑھ گز	بارہ گرہ	جہاں تک آجائے	سر پر اور بالوں پر ڈالتے ہیں، لپیٹتے نہیں۔

ہدایات

مرد کے کفن مسنون میں ایک گز عرض کا کپڑا تخمیناً دس گز صرف ہوتا ہے اور عورت کے لئے مع چادر گہوارہ ساڑھے اکیس گز اور غسل کے تہبند اور دستانے اس سے جدا ہیں اور بچہ کا کفن اس کے مناسب حال مثلِ سابق ہوتا ہے۔

زائد کپڑے

بعض کپڑے لوگوں نے کفن کے ساتھ ضروری سمجھ رکھے ہیں، حالانکہ وہ کفن مسنون سے خارج ہیں، اس لئے میت کے ترکہ میں سے جو کہ سب وارثوں میں مشترک ہے اور ممکن ہے کہ ان میں بعض نابالغ بھی ہوں، یا بعض یہاں حاضر نہ ہوں ان کپڑوں کا خریدنا ان کے مال میں ناجائز تصرف کرنا ہے۔ اول تو ان چیزوں کی حاجت نہیں، بلکہ اس کی پابندی التزام مالا یلزم کی بناء پر بدعت ہے اور اگر بلا پابندی کسی مصلحت سے اس کو رکھا جائے تو کوئی شخص بالغ خاص اپنے مال سے خریدے، تو مضائقہ نہیں۔ البتہ عورتوں کے جنازہ پر (گہوارے کی) چادر پردہ کے لئے ضروری ہے، جس کی تفصیل تجہیز و تکفین کے سامان کی فہرست میں بیان ہو چکی ہے۔

وہ زائد کپڑے یہ ہیں:

جائے نماز: طول سوا گز، عرض چودہ گرہ، یہ محض رسم ہے، جیسے نمازِ جنازہ میں مقتدیوں کے لئے چٹائی یا فرش کی ضرورت نہیں، اسی طرح امام کو جائے نماز کی حاجت نہیں۔

پٹکا: طول ڈیڑھ گز، عرض چودہ گرہ، یہ مردہ کو قبر میں اتارنے کے لئے ہوتا ہے۔

بچھونا: طول اڑھائی گز، عرض سوا گز، یہ چارپائی پر بچھانے کے لئے ہوتا ہے۔

دامنی: طول دو گز، عرض سوا گز، بقدر استطاعت چار سے سات تک محتاجوں کو دیتے ہیں، جو محض عورت کے لئے مخصوص ہے (۷۹)۔

چادر کلاں: مرد کے جنازہ پر طول تین گز، عرض پونے دو گز، جو چارپائی کو ڈھانک لیتی ہے، البتہ عورت کے لئے ضروری ہے، جو گہوارہ پر ڈالی جاتی ہے، مگر یہ کفن سے خارج اس لئے اس کا ہم رنگ کفن ہونا ضروری نہیں، پردہ کے لئے کوئی سا کپڑا ہو کافی ہے، اس کی تفصیل تجہیز و تکفین کے سامان کی فہرست میں آچکی ہے۔
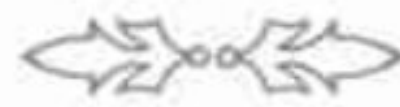
کفنانے کا بیان

جب میت کو غسل دے چکو، تو چارپائی بچھا کر کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دو، پھر کفن کو چارپائی پر بچھا کر میت کو اس پر لٹادو اور ناک، کان اور منہ سے روئی، جو غسل کے وقت رکھی گئی تھی، نکال ڈالو، لیکن کفن بچھانے اور میت کو اس میں کفنانے کا طریقہ مرد و عورت کے لئے کچھ مختلف ہے، اس لئے یہاں اس کی تفصیل مرد و عورت کے لئے الگ الگ لکھی جاتی ہے (۸۰)۔

مرد کو کفنانے کا طریقہ

مرد کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ چارپائی پر پہلے لفافہ بچھا کر اس پر ازار بچھا دو، پھر کرتہ (قمیص) کا نچلا نصف حصہ بچھاؤ اور اوپر کا باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دو، پھر میت کو غسل کے تختہ سے آہستگی سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹادو اور قمیص کا جو نصف حصہ سرہانے کی طرف رکھا تھا، اس کو سر کی طرف الٹ دو کہ

---

(۷۹) ضمیمہ اولیٰ اصلی بہشتی زیور، زندگی اور موت کا شرعی دستور العمل، ص: ۱۸۶، حصہ دوم، دار الاشاعت کراچی۔

(۸۰) وتجمر الأكفان قبل أن يدرج الميت فيها وتراً، واحدةً أو ثلاثاً أو خمساً، ولا يزاد على ذلك. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثالث في التكفين: ۱/۱٦۱، رشيدية، وفي البدائع: فينبغي أن تجمر الأكفان أولاً وتراً، أي: مرةً أو ثلاثاً أو خمساً، ولا يزيد عليه؛ لما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، أنه قال: إذا أجمرتم الميت فأجمروه وتراً. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما كيفية التكفين: ۲/۳۹، رشيدية.

قمیص کا سوراخ (گریبان) گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف بڑھادو، جب اس طرح قمیص (کرتہ) پہنا چکو تو غسل کے بعد جو تہبند میت کے بدن پر ڈالا گیا تھا، وہ نکال دو اور اس کے سر اور داڑھی پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگادو۔ یاد رہے کہ مرد کو زعفران نہیں لگانی چاہیے، پھر پیشانی، ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر (کہ جن اعضاء پر آدمی سجدہ کرتا ہے) کافور مل دو۔

اس کے بعد ازار کا بایاں پلہ (کنارہ) میت کے اوپر لپیٹ دو، پھر دایاں لپیٹو، یعنی بایاں پلہ نیچے رہے اور دایاں اوپر، پھر لفافہ اسی طرح لپیٹو کہ بایاں پلہ نیچے اور دایاں اوپر رہے، پھر کپڑے کی دھجی (کتر) لے کر کفن کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دو اور بیچ میں سے کمر کے نیچے کو بھی ایک دھجی نکال کر باندھ دو، تاکہ ہوا سے یا ہلنے جلنے سے کھل نہ جائے۔ شامی (۸۱)، بہشتی زیور (۸۲)، مسافرِ آخرت (۸۳)۔

---

(۸۱) ويُنشف في ثوب ويجعل الحنوط) وهو بفتح الحاء (العطر المركب من الأشياء الطيبة غير زعفران و ورس)؛ لكراهتهما للرجال ...... (على رأسه ولحيته) ندباً، (والكافور على مساجده) ؛كرامةً لها. الدرالمختار. قوله: على مساجده: أي: مواضع سجوده، جمع مسجد بالفتح لاغير، وهو الجبهة والأنف واليدان والركبتان والقدمان ...... فيطيب ويغطي رأسه. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز: ۱۰٤/۳، رشيدية، وفيه أيضاً:(تبسط اللفافة) أولاً (ثم يبسط الإزار عليها ويقمص ويوضع على الإزار ويلفّ يساره، ثم يمينه، ثم اللفافة كذلك)؛ ليكون الأيمن على الأيسر (وهي تلبس الدرع ويجعل شعرها ضفيرتين على صدرها فوقه) أي: الدرع (والخمارفوقه) أي: الشعر (تحت اللفافة، ثم يفعل كما مر (ويعقد الكفن إن خيف انتشاره). الدرالمختار. قوله: ثم يفعل كما مرّ: أي: بأن توضع بعد اللباس الدرع والخمار على الإزار ويلفّ يساره ...... فوق الأكفان؛ كيلاتنتشر، وعرضها ما بين ثدي المرأة إلى السرة......الخ. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۱٦/۳، ۱۱۷، رشيدية، وفي الهندية: وكيفية التكفين أن يبسط للرجل اللفافة، ثم يبسط عليها إزار، ثم يوضع الميت على الإزار، ويقمص ويوضع الحنوط في رأسه ولحيته وسائر جسده، ويوضع الكافور على جبهته وأنفه ويديه وركبتيه وقدميه، ثم يعطف الإزار عليه من قبل اليسار، ثم من قبل اليمين، ثم اللفافة كذلك، وإن خيف انتشار الكفن يعقد بشيء، وأما المرأة فتبسط لها اللفافة والإزار على نحو مابينا للرجل، ثم توضع على الإزار وتلبس الدرع ويجعل شعرها ضفيرتين على صدرها فوق الدرع، ثم يجعل الخمار فوق ذلك، ثم يعطف الإزار واللفافة كما بينا في الرجل، ثم الخرقة بعد ذلك تربط فوق الأكفان فوق الثديين ......الخ . الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثالث في التكفين: ۱٦۱/۱ رشيدية، وراجع للمزيد من التفصيل: بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما كيفية التكفين: ۴۰/۲، رشيدية.

(۸۲) ضمیمہ اولیٰ اصلی بہشتی زیور، غسل اور کفنانے کا بیان، ص:۱۸٦، حصہ دوم، دارالاشاعت کراچی۔

(۸۳) مسافرِ آخرت، از سید اصغر حسین دیوبندی، ص:۳ تا ۴، دارالاشاعت کراچی۔

عورت کو کفنانے کا طریقہ

عورت کے لئے پہلے لفافہ بچھا کر اس پر سینہ بند اور اس پر ازار بچھاؤ، پھر قمیص کا نچلا نصف حصہ بچھاؤ، پھر قمیص کا نچلا نصف حصہ بچھاؤ اور اوپر کا باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دو، پھر میت کو غسل کے تختے سے آہستگی سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹا دو اور قمیص کا جو نصف حصہ سرہانے کی طرف رکھا تھا، اس کو سر کی طرف الٹ دو، کہ قمیص کا سوراخ (گریبان) گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف بڑھا دو، جب اس طرح قمیص پہنا چکو تو جو تہبند غسل کے بعد عورت کے بدن پر ڈالا گیا تھا، وہ نکال دو اور اس کے سر پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگا دو، عورت کو زعفران بھی لگا سکتے ہیں، پھر پیشانی، ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو، پھر سر کے بالوں کو دو حصے کر کے قمیص کے اوپر سینہ پر ڈال دو، ایک حصہ داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف، پھر سر بند یعنی اوڑھنی سر پر اور بالوں پر ڈال دو، ان کو باندھنا یا لپیٹنا نہیں چاہیے۔

اس کے بعد میت کے اوپر ازار اس طرح لپیٹو کہ بایاں پلہ (کنارہ) نیچے اور دایاں اوپر رہے، سر بند اس کے اندر آجائے گا، اس کے بعد سینہ بند، سینہ کے اوپر بغلوں سے نکال کر گھٹنوں تک دائیں بائیں سے باندھو، پھر لفافہ اسی طرح لپیٹو کہ بایاں پلہ نیچے اور دایاں اوپر رہے، اس کے بعد دھجی (کتر) سے کفن کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دو، تاکہ ہلنے جلنے سے کھل نہ جائے۔ بہشتی زیور (۸۴)، مسافر آخرت (۸۵)۔

---

(۸۴) اصلی بہشتی زیور، کفنانے کا بیان، ص: ۱۶۴، دار الاشاعت کراچی۔

وينشف في ثوب ويجعل الحنوط) وهو بفتح الحاء (العطر المركب من الأشياء الطيبة غير زعفران و ورس)؛ لكراهتهما للرجال ...... (على رأسه ولحيته) ندباً، (والكافور على مساجده) ؛ كرامةً لها. الدرالمختار. قوله: على مساجده: أي: مواضع سجوده، جمع مسجد بالفتح لاغير، وهو الجبهة والأنف واليدان والركبتان والقدمان ...... فيطيب ويغطي رأسه. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز: ۳/۱۰٤، رشيدية، وفيه أيضاً: (تبسط اللفافة) أولاً (ثم يبسط الإزار عليها ويقمص ويوضع على الإزار ويلفّ يساره، ثم يمينه، ثم اللفافة كذلك)؛ ليكون الأيمن على الأيسر (وهي تلبس الدرع ويجعل شعرها ضفيرتين على صدرها فوقه) أي: الدرع (والخمارفوقه) أي: الشعر (تحت اللفافة، ثم يفعل كما مر (ويعقد الكفن إن خيف انتشاره). الدرالمختار. قوله: ثم يفعل كما مرّ: أي: بأن توضع بعد اللباس الدرع والخمار على الإزار ويلفّ يساره ...... فوق الأكفان؛ كيلاتنتشر، وعرضها ما بين ثدي المرأة إلى السرة......الخ. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۱٦، ۱۱۷، رشيدية، وفي الهندية: و كيفية التكفين أن يبسط للرجل اللفافة، ثم يبسط عليها إزار، ثم يوضع الميت على الإزار، ويقمص ويوضع الحنوط في رأسه ولحيته =

مذکورہ بالا ترکیب سے سینہ بند ازار کے اوپر اور لفافہ کے اندر ہوگا، لیکن اگر اس کو قمیص کے اوپر ازار سے پہلے باندھ دیا جائے، تب بھی جائز ہے اور اگر تمام کپڑوں کے اوپر یعنی لفافہ سے بھی باہر اور اوپر باندھ دیں تو بھی درست ہے۔ بہشتی زیور (۸۶)، مسافر آخرت (۸۷)۔

اس مسئلہ کی کچھ تفصیل پیچھے "جنازہ کا سامان" کے عنوان سے آچکی ہے، وہاں بھی دیکھ لی جائے۔

مسئلہ [44] بعض لوگ کفن پر بھی عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھریری میت کے کان میں رکھ دیتے ہیں، یہ سب جہالت ہے، جتنا شریعت میں آیا ہے، اس سے زیادہ مت کرو۔ بہشتی زیور (۸۸)۔

مسئلہ [45] جنازہ کے اوپر جو چادر اوڑھا دیتے ہیں، یہ کفن میں داخل نہیں اور مرد کے لئے ضروری بھی نہیں، لیکن اگر کوئی شخص اپنی چادر اس پر ڈال دے اور قبر پر جا کر اپنی چادر اتار لے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ مسافر آخرت (۸۹)۔

البتہ عورت کے جنازہ پر چادر ڈالنا پردے کے لئے ضروری ہے، مگر کفن میں یہ بھی داخل نہیں۔ چنانچہ اس کا ہم رنگِ کفن ہونا ضروری نہیں، پردے کے لئے کوئی سا کپڑا ہو کافی ہے، بلکہ کوئی شخص اپنی چادر اس پر ڈال دے اور قبر پر جا کر اپنی چادر اتار لے تو یہ بھی کافی ہے۔ مسافر آخرت (۹۰)، و بہشتی زیور (۹۱)۔

= وسائر جسده، ويوضع الكافور على جبهته وأنفه ويديه وركبتيه وقدميه، ثم يعطف الإزار عليه من قبل اليسار، ثم من قبل اليمين، ثم اللفافة كذلك، وإن خيف انتشار الكفن يعقد بشيء، وأما المرأة فتبسط لها اللفافة والإزار على نحو مابينا للرجل، ثم توضع على الإزار وتلبس الدرع ويجعل شعرها ضفيرتين على صدرها فوق الدرع، ثم يجعل الخمار فوق ذلك، ثم يعطف الإزار واللفافة كما بينا في الرجل، ثم الخرقة بعد ذلك تربط فوق الأكفان فوق الثديين ......الخ . الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثالث في التكفين: ١٦١/١، رشيدية، وراجع للمزيد من التفصيل: بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما كيفية التكفين: ٤٠/٢، رشيدية.

(۸۵) مسافرت آخرت، از مولانا اصغر حسین دیوبندی، ص:۴، دار الاشاعت کراچی۔

(۸۶) اصلی بہشتی زیور، کفنانے کا بیان، ص:۱۶۴، حصہ دوم، دار الاشاعت کراچی۔

(۸۷) مسافرت آخرت، از مولانا اصغر حسین دیوبندی، ص:۵، دار الاشاعت کراچی۔

(۸۸) اصلی بہشتی زیور، نہلانے کا بیان، ص:۱۶۳، ۱۶۴، حصہ دوم، دار الاشاعت کراچی۔

وجعلهما في الكفن جهل. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة: ١٠٤/٣، رشيدية.

(۸۹) مسافرت آخرت، از مولانا اصغر حسین دیوبندی، ص:۴، دار الاشاعت کراچی۔

(۹۰) مسافرت آخرت، از مولانا اصغر حسین دیوبندی، ص:۴، دار الاشاعت کراچی۔

(۹۱) ضمیمہ اولیٰ اصلی بہشتی زیور، غسل اور کفنانے کا بیان، ص:۱۸۷، حصہ دوم، دار الاشاعت کراچی۔

مسئلہ [46] اگر گہوارہ موجود ہو تو عورت کے جنازہ پر وہ رکھ کر اس پر چادر ڈال دی جائے، ورنہ بانس کی تیلیاں یا درخت کی ہری شاخ رکھ کر اس پر چادر ڈال دیں، تا کہ پردہ رہے۔ مسافرِ آخرت (۹۲)۔

مسئلہ [47] مذکورہ بالا طریقہ سے جنازہ تیار کر کے اس آخرت کے مسافر کو نمازِ جنازہ کے لئے صبر وتحمل کے ساتھ رخصت کرو، کسی کو منہ دکھلانا ہو تو دکھلا دو، اس موقع پر بعض عورتیں بلند آواز سے رونے اور بین کرنے لگتی ہیں، یا جنازہ کے ساتھ گھر سے باہر نکل آتی ہیں اور پردہ سے بھی غافل ہو جاتی ہیں، ان سب باتوں سے خود بچنا اور دوسروں کو بچانا ضروری ہے، ورنہ صبر کا عظیم الشان ثواب بھی جاتا رہے گا اور آخرت کا وبال بھی سر پڑے گا۔

تجہیز وتکفین سے بچا ہوا سامان

مسئلہ [48] غسل اور کفن دفن کے سامان میں سے اگر کچھ کپڑا وغیرہ بچ جائے، تو وہ یونہی کسی کو دے دینا یا ضائع کر دینا جائز نہیں، بلکہ اس میں یہ تفصیل ہے، کہ اگر وہ میت کے ترکہ سے لیا گیا تھا، تب تو اسے ترکہ ہی میں رکھنا واجب ہے، تا کہ شریعت کے مطابق ترکہ کی تقسیم میں وہ بچا ہوا سامان بھی شامل ہو جائے اور اگر کسی اور شخص نے اپنی طرف سے دیا تھا، تو بچا ہوا سامان اسی کو واپس کر دیا جائے۔ عالمگیری (۹۳)۔

مسئلہ [49] اگر کسی لاوارث فقیر کی تجہیز وتکفین کے لئے لوگوں سے چندہ لیا گیا تھا، تو جو سامان، یا رقم بچے وہ چندہ دینے والوں کو واپس کیا جائے، اگر چندہ دینے والے یا ان کا پتہ معلوم نہ ہو سکے، تو کسی اور لاوارث فقیر کی تجہیز وتکفین میں خرچ کر دیا جائے، ورنہ فقراء ومساکین کو صدقہ میں دیدیا جائے۔ درمختار (۹۴)، شامی (۹۵)۔

---

(۹۲) مسافرتِ آخرت، از مولانا اصغر حسین دیوبندی، ص:۴۰، دار الاشاعت کراچی۔

(۹۳) وبَقِيَ الكفنُ عاد إلى التركة، ولو كفَّنَه أجنبيٌ أو قريبه من مال نفسه يعود إلى المكفِّن. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثالث في التكفين: ۱/۱۶۲، رشيدية.

(۹٤) وفي رد المحتار: فإن لم يقدروا سألوا الناس له ثوباً، فإن فضل شيءٌ ردَّ للمتصدق إن علم، وإلا كفن به مثله، وإلا تصدق به. قلت: وفي مختارات النوازل لصاحب الهداية: فقير مات فجمع من الناس الدراهم، و كفنوه وفضل شيء، إن عرف صاحبه يردّ عليه، وإلا يصرف إلى كفن فقير آخر، أو يتصدق به. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۲۰، رشيدية، وفي البحر: فإن سألوا له وفضل من الكفن شيء يرد إلى المتصدق، وإن لم يعلم يتصدق به على =

جنازہ اٹھانے کا بیان

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ایمان کی صفت کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جائے اور اس وقت تک جنازہ کے ساتھ رہے، جب تک کہ اس پر نماز پڑھی جائے اور اس کے دفن سے فراغت ہوتو وہ ثواب کے دو قیراط لے کر واپس ہوگا، جن میں سے ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا اور جو آدمی صرف نمازِ جنازہ پڑھ کر واپس آجائے، دفن ہونے تک ساتھ نہ دے تو وہ ثواب کا (ایسا ہی) ایک قیراط لے کر واپس ہوگا۔ معارف الحدیث (۹۶)، صحیح بخاری (۹۷)، صحیح مسلم (۹۸)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

= الفقراء؛ إعتباراً بكسوته ...... إذا لم يعلم المتصدق، يكفن به مثله من أهل الحاجة، وإن لم يتيسر يصرف إلى الفقراء. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٢/٣١٢، رشيدية.

(٩٥) فإن لم يقدروا سألوا الناس له ثوباً، فإن فضل شيءٌ ردّ للمتصدق، إن علم، وإلا كفن به مثله، وإلا تصدق به. قلت: وفي مختارات النوازل لصاحب الهداية: فقير مات فجمع من الناس الدراهم، وكفنوه وفضل شيء، إن عرف صاحبه يردّ عليه، وإلا يصرف إلى كفن فقير آخر، أو يتصدق به. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/١٢٠، رشيدية، وفي البحر: فإن سألوا له وفضل من الكفن شيء يرد إلى المتصدق، وإن لم يعلم يتصدق به على الفقراء؛ اعتباراً بكسوته ...... إذا لم يعلم المتصدق يكفن به مثله من أهل الحاجة، وإن لم يتيسر يصرف إلى الفقراء. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٢/٣١٢، رشيدية.

(٩٦) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، جنازہ کے ساتھ چلنے اور نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب: ۲/۲۸۲، حصہ سوئم، دارالاشاعت کراچی۔

(٩٧) عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: من اتّبع جنازة مسلم إيماناً واحتساباً، وكان معه حتى يصلي عليها، ويفرغ من دفنها، فإنه يرجع من الأجر بقيراطين كل قيراط مثل أحد، ومن صلى عليها، ثم رجع قبل أن تدفن، فإنه يرجع من الأجر بقيراط. أخرجه البخاري في صحيحه في كتاب الإيمان، باب اتباع الجنائز من الإيمان، الحديث رقم: ٤٧.

(٩٨) أخرجه مسلم، في صحيحه، في كتاب الجنائز، باب فضل الصلوة على الجنازة واتباعها، وفيه: من شهد الجنازة حتى يصلي عليها، فله قيراط، ومن شهدها حتى تدفن، فله قيراطان، قيل: وما القيراطان؟ قال: مثل الجبلين العظيمين. وفي رواية: أصغرهما مثل أحد: الحديث رقم: ٩٤٥،

جنازہ کو تیز لے جایا کرو، اگر وہ نیک ہے، تو (قبر اس کے لئے) خیر ہے (یعنی اچھی منزل ہے) جہاں تم تیز چل کے اسے جلد پہنچا دو گے اور اگر اس کے سوا دوسری صورت ہے (یعنی جنازہ نیک کا نہیں ہے) تو ایک برا بوجھ (تمہارے کندھوں پر) ہے، (تم تیز چل کے جلدی) اس کو اپنے کندھوں سے اتار دو گے۔ صحیح بخاری (۹۹)، مسلم (۱۰۰)، معارف الحدیث (۱۰۱)۔

حدیث: حدیث میں ہے کہ جو شخص (جنازہ کی) چارپائی چاروں طرف سے اٹھائے، (یعنی چاروں طرف سے کندھا دے) تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ (یعنی صغائر میں جو بڑے صغائر ہیں) بخش دیئے جائیں گے۔ بہشتی زیور بحوالہ ابن عساکر (۱۰۲)۔

---

(۹۹) عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: أسرعوا بالجنازة؛ فإن تك صالحةً، فخير تقدمونها، وإن تك سِوى ذلك، فشرٌّ تضعونه عن رقابكم. رواه البخاري في صحيحه في كتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة، الحديث رقم: ١٢٥٢، وأخرجه أبو داود في الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، الحديث رقم: ٣١٨١، وابن ماجه، في الجنائز، باب ما جاء في شهود الجنائز، الحديث رقم: ١٤٧٧، والبيهقي في جماع أبواب الجنائز، باب الإسراع في المشي بالجنازة، الحديث رقم: ٦٦٣٥(٤/٢١) دار الكتب العلمية بيروت. وأحمد في مسند أبي هريرة رضي الله عنه، الحديث رقم: ٧٢٦٥، (٢/٢٤٠) دار إحياء التراث العربي بيروت

(١٠٠) أخرجه مسلم، في صحيحه في كتاب الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، الحديث رقم: ٩٤٤. وأحمد في مسند أبي هريرة رضي الله عنه، الحديث رقم: ٧٢٦٥، (٢/٢٤٠) دار إحياء التراث العربي بيروت، وأخرجه أبو داود في الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، الحديث رقم: ٣١٨١، وابن ماجه، في الجنائز، باب ما جاء في شهود الجنائز، الحديث رقم: ١٤٧٧، والبيهقي في جماع أبواب الجنائز، باب الإسراع في المشي بالجنازة، الحديث رقم: ٦٦٣٥(٤/٢١) دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۰۱) معارف الحدیث، کتاب الصلوۃ، جنازہ کے ساتھ تیز رفتاری اور جلدی کا حکم: ۲/۲۸۳، حصہ سوئم، دارالاشاعت کراچی۔

(۱۰۲) ضمیمہ اولی اصلی بہشتی زیور، موت اور اس کے متعلقات اور زیارتِ قبور کا بیان، ص: ۸۴۹، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

لم أجد هذا الحديث في "معجم ابن عساكر" للإمام الحافظ أبي القاسم، علي بن الحسن بن هبة الله الشافعي، المعروف بابن عساكر، المطبوع من دار البشائر دمشق. نعم! الحديث بهذا اللفظ: من حمل جوانب السرير الأربع كفر الله عنه أربعين كبيرة أخرجه الطبراني في "الأوسط" بهذا اللفظ، عن علي بن أبي سارة، قال: سمعت ثابتاً البناني، قال: سمعت أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الحديث.... قال الطبراني: لم يرو هذا الحديث عن أنس بن مالك إلا بهذا الإسناد، تفرد به علي بن أبي سارة، ولم يروه عن النبي صلى الله عليه وسلم، إلا أنس بن مالك. المعجم الأوسط للطبراني، في من اسمه: محمد، (الحديث رقم: ٥٩٢٠): ٦/٩٩، دار الحرمين =

مسئلہ [50] میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا کوئی نیک پرہیز گار شخص ہو، تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ عالمگیری (۱۰۳)۔

مسئلہ [51] ضرورت پیش آجائے تو جنازہ اجرت دے کر بھی اٹھوایا جا سکتا ہے۔ عالمگیری (۱۰۴)۔

مسئلہ [52] عورتوں کا جنازہ کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے۔ بہشتی گوہر (۱۰۵)۔

= القاهرة. وهكذا في مجمع الزوائد، باب ماجاء في القبلة: ۲٦/۳، دار الكتاب بيروت. وفي الكامل في ضعفاء الرجال، في مَن اسمه: علي: تحت الحديث رقم: ۱۳۵۵، ما نصه: من حمل بقوائم السرير الأربع إيماناً واحتساباً حط الله عنه أربعين كبيرة، قال ابن عدي: وهذه الأحاديث التي ذكرتها لعلي بن أبي سارة، عن ثابت كلها غير محفوظة، وله غير ذلك عن ثابت مناكير أيضاً: ۲۰۲/۵، دار الفكر بيروت. وهكذا في المغني في "الضعفاء" رقم: ٤۲٦٦، وفيه: س، عن علي بن أبي سارة، عن مكحول، قال أبوداود: تركوا حديثه، وضعفه أبو حاتم، من مناكيره: عن ثابت، عن أنس رفعه: من حمل أحد قوائم السرير حط الله عنه أربعين كبيرة: ٤٤۸/۲. دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۰۳) واتباع الجنائز أفضل من النوافل، إذا كان لجوارٍ أو قرابةٍ أو صلاحٍ مشهور. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع في حمل الجنازة: ۱٦۲/۱، رشيدية، وفي الدر: فروع: الاتباع أفضل من النوافل لو لقرابة أو جوار أو فيه صلاح معروف. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۷۲/۳، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ۳۳٦/۲، رشيدية، وذكره أبو عبد الله المقدسي الحنبلي في كتابه الفروع، باب حمل الجنائز، ۲۰۲/۲، دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۰٤) ويجوز الاستئجار على حمل الجنازة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الرابع في حمل الجنازة: ۱٦۲/۱، رشيدية، وفي قاضي خان: ويجوز الاستئجار على حمل الجنازة. فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، باب غسل الميت، الخ: ۱۹۰/۱، رشيدية، وفي البدائع: وكذا يجوز الاستئجار على بناء المساجد.... وأما على حمل الجنازة، فذكر في بعض الفتاوى أنه جائز على الإطلاق، وفي بعضها: أنه إن كان يوجد غيرهم يجوز، وإن كان لايوجد غيرهم لايجوز؛ لأن الحمل عليهم واجب. بدائع الصنائع، كتاب الإجارة، فصل: وأما شرائط الركن فأنواع، (۱۹۲/٤) رشيدية.

(۱۰۵) اصلی بہشتی زیور، جنازے کے متفرق مسائل، ص: ۸۱۵، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

عن علي، قال: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم، فإذا نسوة جلوس، فقال: ما يجلسكن؟ قلن: ننتظر الجنازة! قال: هل تغسلن؟ قلن: لا، قال: هل تحملن؟ قلن: لا، قال: هل تدلين فيمن يدلي؟ قلن: لا، قال: فارجعن مأزوراتٍ، غير مأجوراتٍ. أخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في اتباع النساء الجنائز، الحديث رقم: ۱۵۷۸، =

جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ

مسئلہ [53] اگر میت شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو، تو لوگوں کو چاہیے کہ اسے دست بدست لے جائیں، یعنی ایک آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھالے، پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے، اسی طرح بدلتے ہوئے لے جائیں۔ بہشتی گوہر (۱۰۶)۔

اور اگر میت بڑی (مرد یا عورت) ہو تو اس کو کسی چارپائی وغیرہ پر لٹا کر لے جائیں، سرہانا آگے رکھیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے، میت کی چارپائی ہاتھوں سے اٹھا کر کندھوں پر رکھنا چاہیے، ہاتھوں سے اٹھائے بغیر مال واسباب کی طرح گردن پر لادنا مکروہ ہے، پیٹھ پر لادنا بھی مکروہ ہے، اسی طرح بلا عذر اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھ کر لے جانا بھی مکروہ ہے اور عذر ہو تو بلا کراہت جائز ہے، مثلاً قبرستان بہت دور ہو۔ بہشتی گوہر مع حاشیہ (۱۰۷)۔

= وأخرجه البيهقي في الجنائز، باب ما ورد في نهي النساء عن اتباع الجنائز، (الحديث رقم: ٦٩٩٣): ٤/٧٧، دار الكتب العلمية بيروت، وفي الدر: ويكره خروجهن تحريماً. الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/١٦٢، رشيدية، وفي البدائع: ولاينبغي للنساء أن يخرجن في الجنازة؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم، نهاهن عن ذلك. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: الكلام في حمل الجنازة: ٢/٤٥، رشيدية، وكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الرابع في حمل الجنازة: ١/١٦٢، رشيدية، وهكذا في البحرالرائق، كتاب الطهارة، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/٢٠٧، رشيدية.

(۱۰۶) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص:۸۱۱، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

وفي البحر: وذكر الإسبيجابي: أن الصبي الرضيع أو الغطيم أو فوق ذلك قليلاً، إذا مات فلا بأس بأن يحمله رجلٌ واحدٌ على يديه ويتداوله الناس بالحمل على أيديهم، ولا بأس بأن يحملها على يديه وهو راكب، وإن كان كبيراً، يحمل على الجنازة. البحرالرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/٢٠٦، رشيدية، وهكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع في حمل الجنازة: ١/١٦٢، رشيدية.

(۱۰۷) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص:۸۱۱، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

وفي البحرالرائق: وذكر الإسبيجابي: أن الصبي الرضيع أو الغطيم أو فوق ذلك قليلاً، إذا مات فلا بأس بأن يحمله رجلٌ واحدٌ على يديه، ويتداوله الناس بالحمل على أيديهم، ولا بأس بأن يحملها على يديه وهو راكب، وإن كان كبيراً، يحمل على الجنازة. البحرالرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/٢٠٦، رشيدية، وهكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع في حمل الجنازة: ١/١٦٢، رشيدية، =

مسئلہ [54] جنازہ کو دو پٹیوں (لکڑیوں) کے درمیان اس طرح اٹھانا بھی مکروہ ہے، کہ دو آدمیوں نے اٹھا رکھا ہو، ایک نے آگے سے دوسرے نے پیچھے سے، جیسے بھاری سامان کھینچا جاتا ہے، ہاں! مجبوری میں مضائقہ نہیں، مثلاً راستہ اتنا تنگ ہو کہ چار آدمی سنت کے مطابق اٹھا کر نہ گزر سکیں۔ عالمگیری (۱۰۸)۔

مسئلہ [55] جنازہ کو اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے میت کے داہنی طرف کا اگلا پایا اپنے داہنے کندھے پر رکھ کر کم از کم دس قدم چلے، اس کے بعد اسی طرح پچھلا پایا اپنے داہنے کندھے پر رکھ کر کم از کم دس قدم چلے، اس کے بعد میت کے بائیں طرف کا اگلا پایا اپنے بائیں کندھے پر رکھ کر کم از کم دس قدم چلے، اس کے بعد میت کے بائیں طرف کا اگلا پایا اپنے بائیں کندھے چلے، اس کے بعد میت کے بائیں طرف کا اگلا پایا

= وهكذا في تبيين الحقائق، باب الجنائز، فصل: ۱/۲٤٤، دار الكتب الإسلامي بيروت، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، فصل في حملها ودفنها: ۱/۳۹۹، المطبعة الكبرى مصر، و كذا في شرح فتح القدير على الهداية، في: فصل في حمل الجنازة: ۲/۱۳٥، دار الفكر بيروت.

(۱۰۸) سن في حمل الجنازة أربعة من الرجال، إذا حملوه على سرير أخذوه بقوائمه الأربع، به وردت السنة ...... فيحمله على عاتقه الأيمن، ثم المؤخر على عاتقه الأيمن، ثم المقدم الأيسر على عاتقه الأيسر، ثم المؤخر الأيسر على عاتقه الأيسر، ويكره حملها بين العمودين؛ بأن يحملها رجلان أحدهما مقدّها والآخر مؤخرها إلا عند الضرورة، مثل ضيق المكان وما أشبه ذلك، ولابأس بأن يأخذ السرير بيده أو يضع على المنكب، ويكره له أن يضع نصفه على المنكب ونصفه على أصل العنق ...... أن الصبي الرضيع أو الفطيم أو فوق ذلك قليلاً إذا مات فلا بأس بأن يحمله رجل واحد على يديه، ويتداوله الناس بالحمل على أيديهم، ولابأس بأن يحمله على يديه، وهو راكب، وإن كان كبيراً يحمل على الجنازة ...... وفي حالة المشي بالجنازة يقدم الرأس. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع في حمل الجنازة: ۱/۱٦۲، رشيدية، وفي البحر: ويؤخذ سريره بقوائمة الأربع؛ بذلك وردت السنة، وفيه تكثير الجماعة وزيادة الإكرام والصيانة، ويرفعونه أخذاً باليد لا وضعاً على العنق، كما تحمل الأمتعة، ويكره أن يحمل بين عمودي السرير من مقدمه أو مؤخره؛ لأن فيه التربيع. ويكره حمله على الظهر والدابة ...... أن الصبي الرضيع أو الفطيم أو فوق ذلك قليلاً إذا مات فلا بأس بأن يحمله رجل واحد على يديه، ويتداوله الناس بالحمل على أيديهم، ولا بأس بأن يحملها على يديه، وهو راكب، وإن كان كبيراً يحمل على الجنازة. البحرالرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ۲/۳۳٥، رشيدية، و كذا في الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱٥۹، ۱٦۰، رشيدية.

اپنے بائیں کندھے پر رکھ کر، پھر پچھلا بایاں پایا اپنے بائیں کندھے پر رکھ کر کم سے کم دس دس قدم چلے، تاکہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس قدم ہو جائیں۔ حدیث شریف میں جنازہ کو کم از کم چالیس قدم تک کندھا دینے کی بڑی فضیلت آئی ہے(۱۰۹)۔ بہشتی گوہر(۱۱۰)، درمختار(۱۱۱)، شامی(۱۱۲)۔

مسئلہ [56] جنازہ کو تیز قدم لے جانا مسنون ہے، مگر نہ اتنی تیز کہ نعش کو حرکت واضطراب ہونے لگے۔ بہشتی گوہر(۱۱۳)۔

---

(۱۰۹) في شرح مسند أبي حنيفة، ذكر إسناده عن القاسم، باب في حمل الجنازة بجوانبها الأربعة: وبه، عن منصور، عن سالم بن أبي الجعد، عن عبدالله بن بسطاس، عن ابن مسعود، أنه قال: من السنة أن تحمل بجوانب السرير، فما زدته على ذلك فهو نافلة.

وفي الشرح تحته: وقد روى ابن عساكر، عن واثلة مرفوعاً: من حمل لجوانب السرير الأربع غفرله أربعين كبيرة: ٤٧٨/١، دار الكتاب العربي لبنان بيروت.

(۱۱۰) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص:۸۱۱، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(۱۱۱) وفي الدر: (وإذا حمل الجنازة وضع) ندباً (مقدمها) ...... وكذا المؤخر (على يمينه) عشر خطواتٍ؛ لحديث: من حمل الجنازة أربعين خطوةً كفرت عنه أربعين كبيرةً، (ثم) وضع (مؤخرها) على يمينه كذلك، ثم مقدمها على يساره، ثم مؤخرها كذلك. الدرالمختار. وقال الشامي: ويستحب أن يحملها من كل جانب أربعين خطوةً؛ للحديث المذكور. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٥٨/٣، ١٥٩، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع في حمل الرابع: ١٦٢/١، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣٣٨/٢، رشيدية.

(۱۱۲) قال ابن عابدين تحت قوله: ندباً: ويستحب أن يحملها من كل جانب أربعين خطوة؛ للحديث المذكور. ردالمحتار على الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٠٨/٣، ١٥٩، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع في حمل الرابع: ١٦٢/١، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣٣٨/٢، رشيدية.

(۱۱۳) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص:۸۱۱، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: أسرعوا بالجنازة؛ فإن تك صالحةً، فخير تقدمونها، وإن تك سوى ذلك، فشرٌّ تضعونه عن رقابكم. رواه البخاري في صحيحه في كتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة، الحديث رقم: ١٢٥٢، وأخرجه أبو داود في الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، الحديث رقم: ٣١٨١، وابن ماجه، في الجنائز، باب ما جاء في شهود الجنائز، الحديث رقم: ١٤٧٧، والترمذي في الجنائز، باب ما جاء في =

مسئلہ [57] جنازہ کے ہمراہ پیادہ پا (پیدل) چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازہ کے پیچھے چلے (۱۱۴)۔

= الإسراع بالجنازة، الحديث رقم: ١٠١٥ . والبيهقي في جماع أبواب الجنائز، باب الإسراع في المشي بالجنازة، الحديث رقم: ٦٦٣٥ (٢١/٤) دار الكتب العلمية بيروت، وأحمد في مسند أبي هريرة رضي الله عنه، الحديث رقم: ٧٢٦٥، (٢٤٠/٢) دار إحياء التراث العربي بيروت، وروى ابن ماجه، عن المغيرة بن شعبة، يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: الراكب خلف الجنازة والماشي منها حيث شاء. سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في شهود الجنائز، الحديث رقم: ١٤٨١، وفي الهندية: ويسرع بالميت وقت المشي بلاخبب، وحدّه: أن يسرع به بحيث لا يضطرب الميت على الجنازة. الأفضل للمشيع للجنازة المشي خلفها، ويجوز أمامها إلا أن يتباعد عنها، أو يتقدم الكل فيكره، ولا يمشي عن يمينها ولا عن شمالها...... ولا بأس بالركوب في الجنازة والمشي أفضل ويُكْرَه أن يَتَقَدَّمَ الجنازةَ راكباً. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة، الفصل الرابع في حمل الجنازة: ١٦٢/١، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ٣٣٦/٢، رشيدية، وفي الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: وإن كان كبيراً حمل على الجنازة، ويسرع بها بلا خبب، أي: عدوٍ سريعٍ: ٢٣١/٢ . قوله ويسرع بها بلا خبب: وحدّ التعجيل المسنون: أن يسرع به بحيث لايضطرب الميت على الجنازة؛ للحديث: أسرعوا بالجنازة ......الخ: ٢٣١/٢ . رشيدية، وهكذا في تبيين الحقائق، باب الجنائز، فصل: ٢٤٤/١ .دار الكتب الإسلامي بيروت، ومجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الصلوة، باب صلوة الخوف: ٢٧٤/١، دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۱۴) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص: ۸۱۱، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

أخرج الحاكم في المستدرك، في الجنائز، عن المغيرة بن شعبة، يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: الراكب خلف الجنازة، والماشي قريباً منها، والطفل يصلى عليه، (الحديث رقم: ١٣٤٣): ٥١٧/١، دار الكتب العلمية بيروت. والنسائي في الكبرىٰ، باب: مكان الراكب من الجنازة، الحديث رقم: ٢٠٦٩، والبيهقي، في جماع أبواب عدد الكفن، باب: السقط يغسل ويكفن ويصلى عليه، (الحديث رقم: ٦٥٧٢): ٨/٤، مكتبة دا، الباز مكة المكرمة. والترمذي في الجنائز، باب ما جاء في الصلوة على الأطفال، الحديث رقم: ١٠٣١، وأحمد في حديث المغيرة بن شعبة (الحديث رقم: ١٨١٨٧): ٢٤٧/٤، دار إحياء التراث العربي بيروت. وفي الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: وإن كان كبيراً حمل على الجنازة، ويسرع بها بلا خبب، أي: عدوٍ سريعٍ: ٢٣١/٢ . قوله ويسرع بها بلا خبب: وحدّ التعجيل المسنون: أن يسرع به بحيث لايضطرب الميت على الجنازة؛ للحديث: أسرعوا بالجنازة ......الخ: ٢٣١/٢ . رشيدية، وهكذا في تبيين الحقائق، باب الجنائز، فصل: ٢٤٤/١ .دار الكتب الإسلامي بيروت، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ٣٣٦/٢، رشيدية، وهكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة، الفصل الرابع في حمل الجنازة: ١٦٢/١، رشيدية.

مسئلہ [58] جولوگ جنازہ کے ہمراہ ہو،ان کو جنازہ کے پیچھے چلنا مستحب ہے،اگر چہ جنازہ کے آگے چلنا بھی جائز ہے،ہاں!اگر جنازہ سے آگے بہت دور چلا جائے،یا سب لوگ جنازہ کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے،اسی طرح جنازہ کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے۔بہشتی گوہر(۱۱۵)۔

مسئلہ [59] جولوگ جنازہ کے ساتھ ہوں انہیں جنازہ کے دائیں بائیں نہیں چلنا چاہیے۔

---

(۱۱۵)اصلی بہشتی زیور،دفن کے مسائل،ص:۸۱۱،حصہ یازدہم بہشتی گوہر،دارالاشاعت کراچی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: أسرعوا بالجنازة؛ فإن تك صالحةً فخير تقدمونها، وإن تك سِوى ذلك، فشرٌ تضعونه عن رقابكم. رواه البخاري في صحيحه في كتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة، الحديث رقم: ١٢٥٢، وأخرجه أبوداود في الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، الحديث رقم: ٣١٨١، والترمذي في الجنائز، باب ماجاء في الإسراع بالجنازة، الحديث رقم: ١٠١٥. والبيهقي في جماع أبواب الجنائز، باب الإسراع في المشي بالجنازة، الحديث رقم: ٦٦٣٥(٢١/٤) دار الكتب العلمية بيروت، وأحمد في مسند أبي هريرة رضي الله عنه، الحديث رقم: ٧٢٦٥، (٢٤٠/٢) دار إحياء التراث العربي بيروت. وفي الحديث قصة: أن عمرو بن حديث عاد الحسن بن علي، فقال له علي: أتعود الحسن، وفي نفسك ما فيها؟ فقال له عَمرو: إنك لست بربي، فتصرف قلبي حيث شئت! قال علي: أما إن ذلك لايمنعنا أن نؤدي إليك النصيحة، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: ما من مسلمٍ عاد أخاه إلا ابتعث الله له سبعين ألف ملك، يصلون عليه من أي ساعات النهار كان، حتى يمسي، ومن أي ساعات الليل كان، حتى يصبح، قال له عمرو: كيف تقول في المشي في الجنازة: بين يديها أو خلفها؟ فقال علي: إن فضل المشي خلفها على بين يديها كفضل صلوة المكتوبة في جماعة على الوحدة، قال عمرو: فإني رأيت أبابكرٍ وعمر يمشيان أمام الجنازة؟ قال علي: إنهما كرها أن يحرجا الناس، رواه إسحاق بن راهويه في مسنده، عن النضر بن شميل، عن حماد بن سلمة. انظر: الأحاديث المختارة، تحت: عمرو بن حريث بن عمرو بن عثمان بن عبدالله: ٣٢٠/٢، مكتبة النهضة مكة المكرمة. وقريباً منه ذكره الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في المشي خلف الجنازة، تحت الحديث رقم: ١٠١١، وذكر هذه القصة ابن أبي شيبة في مصنفه، في الجنائز، في المشي أمام الجنازة ومن رخص فيه، (الحديث رقم: ١١٢٣٩): ٤٧٧/٢، مكتبة الرشد الرياض. وفي الدرالمختار: (وندب المشي خلفها)؛ لأنها متبوعة، إلا أن يكون خلفها نساء، فالمشي أمامها أحسن، اختيار. الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٢٣٢/٢. رشيدية، وهكذا في ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٢٣٢/٢. رشيدية، وهكذا في الفتاوئ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في صلوة الجنازة، الفصل الرابع في حمل الجنازة: ١٦٢/١. رشيدية، وكذا في تحفة الفقهاء، كتاب الجنائز: ٢٤٤/١، دار الكتب العلمية بيروت.

عالمگیری (۱۱۶)۔

مسئلہ [60] جنازہ کے ہمراہ جولوگ ہوں، ان کا کوئی دعایاذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔ بہشتی گوہر (۱۱۷)، بحوالہ البحر الرائق (۱۱۸)۔

---

(۱۱۶) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص:۸۱۱، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: أسرعوا بالجنازة؛ فإن تك صالحةً، فخير تقدمونها، وإن تك سِوى ذلك، فشرٌّ تضعونه عن رقابكم. رواه البخاري في صحيحه في كتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة، الحديث رقم: ١٢٥٢، وأخرجه أبو داود في الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، الحديث رقم: ٣١٨١، والترمذي في الجنائز، باب ماجاء في الإسراع بالجنازة، الحديث رقم: ١٠١٥. والبيهقي في جماع أبواب الجنائز، باب الإسراع في المشي بالجنازة، الحديث رقم: ٦٦٣٥(٤/٢١) دار الكتب العلمية بيروت، وأحمد في مسند أبي هريرة رضي الله عنه، الحديث رقم: ٧٢٦٥، (٢/٢٤٠) دار إحياء التراث العربي بيروت. وفي الفتاوىٰ العالمگيرية: ولا يمشي عن يمينها ولا عن شمالها. كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة، الفصل الرابع في حمل الجنازة: ١/١٦٢، رشيدية، وفي فتح القدير: الأفضل للمشيع للجنازة المشي خلفها، ويجوز أمامها، إلا أن يتباعد عنها أو يتقدم الكل فيكره، ولا يمشي عن يمينها ولا عن شمالها. فتح القدير، كتاب الجنائز، فصل في حمل الجنازة: ٢/١٣٦، دار الفكر بيروت، وهكذا في البحرالرائق، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/٢٠٦، رشيدية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب الجنائز، باب المشي، الفصل الثاني، تحت الحديث رقم:١٦٦٨(٤/١٣٧) دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۱۷) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص:۸۱۲، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(١١٨) ويكره رفع الصوت بالذكر وقرأة القرآن، وغيرهما في الجنازة ......وعن إبراهيم: أنه كان يكره أن يقول الرجل وهو يمشي معها: إِسْتَغْفِرُوْاللّٰه، غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، ٢/٢٠٧، رشيدية. ويكره رفع الصوت بالذكر؛ لما روي عن قيس بن عبادة رضي الله تعالىٰ عنه، أنه قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، يكرهون الصوت عند ثلاثة: عند القتال، وعند الجنازة، والذكر؛ ولأنه تشبه بأهل الكتاب فكان مكروهاً. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: والكلام في صلاة الجنازة: ٢/٤٦، رشيدية، وكذا في الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/١٦٣، رشيدية، وكذا في فتح القدير، كتاب الجنائز، فصل: في حمل الجنازة، ٢/١٣٦، دار الفكر بيروت. أخرج الحاكم في المستدرك، عن قيس بن عبادة رضى الله تعالىٰ عنه، قال: كان أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، يكرهون الصوت عند القتال والجنائز. (الحديث رقم: ٢٥٤٣): ٢/١٢٦، دار الكتب العلمية بيروت، وفي الدرالمنثور: أخرج ابن أبي شيبة، عن قيس بن عبادة رضى الله تعالىٰ عنه، قال: كان أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم، يستحبون خفض الصوت عند ثلاث: عند القتال، وعند القرآن، وعند الجنائز، =

مسئلہ [61] جولوگ جنازہ کے ساتھ نہ ہوں، بلکہ کہیں بیٹھے ہوں اوران کا ارادہ جنازہ کے ساتھ جانے کا بھی نہ ہو، ان کو جنازہ دیکھ کر کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔ بہشتی گوہر (۱۱۹)، بحوالہ البحرائق (۱۲۰)۔

مسئلہ [62] جولوگ جنازہ کے ہمراہ جائیں، ان کو قبل اس کے کہ شانوں سے جنازہ اتارا جائے، بیٹھنا مکروہ ہے، ہاں! اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے مضائقہ نہیں۔ بہشتی گوہر (۱۲۱)۔

= تحت الآية، رقم: ٤٥ من سورة النور: ٧٦/٤، دار الفكر بيروت، وأخرجه عبد الرزاق في مصنفه، عن قتادة، عن الحسن، قال: أدركت أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، يستحبون خفض الصوت عند الجنائز وعند قراءة القرآن وعند القتال. مصنف عبدالرزاق، كتاب الجنائز، باب خفض الصوت عند الجنازة، (الحديث رقم: ٦٢٨١): ٤٥٣/٣، المكتب الإسلامي بيروت، وهكذا في المغني لابن قدامة، كتاب الجنائز، مسألة، قال: والمشي أمامها أفضل: ١٧٥/٢، دار الفكر بيروت، وهكذا في الزهد لابن المبارك، باب التفكير في اتباع الجنائز، الحديث رقم: ٢٤٧: ٨٣/١. دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۱۹) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص: ۸۱۱، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(١٢٠) وفي البحر: وقيدنا بمتبعها؛ لأن من لم يرد اتباعها، ومرت عليه، فالمختار أنه لا يقوم لها. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ٢٠٦/٢، رشيدية، وفي مراقي الفلاح: ولا يقوم من مرت به جنازة ولم يرد المشي معها، والأمر به منسوخ. مراقي الفلاح، باب أحكام الجنائز، فصل في حملها ودفنها: ٢٣٣/١، المطبعة الكبرى مصر، عن أبي معمر رضي الله تعالىٰ عنه، قال: كنا عند علي رضي الله تعالىٰ عنه، فمرت جنازة فقاموا لها، فقال عَلِيٌّ رضي الله تعالىٰ عنه: ما هذا؟ فقالوا: أمر أبي موسى، فقال: إنما قام رسول الله صلى الله عليه وسلم، لجنازة يهودية ولم يَعُدْ بعد ذلك. سنن النسائي، كتاب الجنائز، الرخصه في ترك القيام، الحديث رقم: ٢٠٥٠، وأخرج ابن أبي شيبة في مصنفه، عن علي، قال: كنا جلوساً، فمرت جنازة، فقمنا، فقال: ما هذا؟ فقلنا: أمر أبي موسىٰ، فقال: إنما قام رسول الله صلى الله عليه وسلم، مرةً، ثم لم يعد: مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الجنائز، باب: من كره القيام للجنازة، الحديث رقم: ١١٩١٩: ٤٠/٣. مكتبة الرشد الرياض. وفي الهندية: ولا يقوم للجنازة إلّا أن يريد أن يشهدها. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنازة، الفصل الرابع في حمل الجنازة: ١٦٢/١، رشيدية، وهكذا في الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٦١/٣، رشيدية. قال الشافعي وأصحابنا: وإذا مرت به جنازة ولم يرد الذهاب معها، لم يقم لها، بل نص أكثر أصحابنا على كراهة القيام، ونقل المحاملي إجماع الفقهاء عليه. روضة الطالبين للنووي، كتاب الجنائز، باب الصلوة على الميت: ١١٦/٢، المكتب الإسلامي بيروت، وهكذا في حاشية الجمل على شرح المنهج، في الطهارة، مبحث الجنازة، وفيه: ولو مرت عليه جنازة ولم يرد الذهاب معها، استحب القيام لها ...... وجزم ابن المقري هنا بكراهة القيام، ...... وأن الأمر بالقيام في الأحاديث منسوخ: حاشية الجمل على شرح المنهج، ١٦٥/٢، دار الفكر بيروت.

(۱۲۱) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص: ۸۱۱، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔ ...... =

مسئلہ [63] جو شخص جنازہ کے ساتھ ہوا سے بغیر نمازِ جنازہ پڑھے واپس نہیں آنا چاہیے، البتہ نماز پڑھ کر میت والوں سے اجازت لے کر آ سکتا ہے اور دفن کے بعد اجازت کی ضرورت نہیں۔ عالمگیری (۱۲۲)۔

حدیث: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کے ساتھ پیدل تشریف لے جاتے تھے۔ ترمذی (۱۲۳)۔ اور جب تک جنازہ کندھوں سے اتارا جاتا نہ بیٹھتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"إذَا أَتَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَلَا تَجْلِسُوْا حَتّٰى تُوْضَعَ". (۱۲٤). ترجمہ: "جب تم جنازہ میں

= عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالیٰ عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: إذا رأيتم الجنازة فقوموا لها، فمن تبعها فلايقعدنّ حتى توضع. جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ماجاء في القيام للجنازة، الحديث رقم: ١٠٤٣. والنسائي في الكبرىٰ، كتاب الجنائز، باب الأمر بالقيام للجنازة، الحديث رقم: ٢٠٤٣، وفي الدر: (كما كره) لمتبعها (جلوس قبل وضعها) وقيام بعده. الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٦٠/٣، رشيدية، وفي الهندية: وإذا وضعت الجنازة على الأرض عند القبر، فلا بأس بالجلوس، وإنما يكره قبل أن توضع عن مناكب الرجال. الفتاویٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الرابع في الجنازة: ١٦٢/١، رشيدية، وهكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل الكلام في صلاة الجنازة: ٤٦/٢، رشيدية، وهكذا في المبسوط للشيباني، في الجنائز، وفيه: ولابأس بالجلوس إذا وضعت بالأرض، وإنما أكره الجلوس قبل أن توضع عن مناكب الرجال بالأرض: ٤١٥/١، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية كراتشي، وهكذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الجنائز، باب حمل الجنازة: ٥٧/٢، دارالمعرفة بيروت.

(١٢٢) وفي الهندية: ولاينبغي أن يرجع من جنازة حتى يصلي عليه، وبعد ما صلي، لايرجع إلّا بإذن أهل الجنازة قبل الدفن، وبعد الدفن يسعه الرجوع بغير إذنهم. الفتاویٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الخامس في الصلوة على الميت: ١٦٥/١، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: والرجل يتبع الجنازة فيصلي عليها، فليس له أن يرجع حتى يستأمر أهلها ...... لو انصرف بدون إذن الولي: قيل: يكره. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الجنائز، باب أحكام الجنائز: ٣٩٠/١، وأيضاً في فصل: في حملها ودفنها: ٤٠٢/١، المطبعة الكبرى مصر، وفي البحر عن البدائع: ولا ينبغي أن يرجع من يتبع جنازة حتى يصلي؛ لأن الاتباع كان للصلوة عليها، فلا يرجع قبل حصول المقصود. البحرالرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢٠٧/٢، رشيدية، وهكذا في البدائع، فصل: والكلام في صلوة الجنازة: ولا ينبغي أن يرجع من يتبع الجنازة حتى يصلي عليه ...... الخ: ٣١٠/١، رشيدية.

(١٢٣) عن سالم، عن أبيه، قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم، وأبا بكر، وعمر رضي الله تعالیٰ عنهما، يمشون أمام الجنازة. جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في المشي أمام الجنازة: الحديث رقم:١٠٠٨-١٠١٠، وأبوداود، في كتاب الجنائز، باب المشي أمام الجنازة، الحديث رقم: ٣١٧٩، وابن ماجه في الجنائز، باب ماجاء في المشي أمام الجنازة، الحديث رقم: ١٤٨٢، ١٤٨٣.

(١٢٤) عن أبي سعيد الخدري، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا اتبعتم جنازة فلا تجلسوا حتى توضع، =

آؤ تو جب تک اسے نہ رکھ دیا جائے، مت بیٹھو"۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک لحد (قبر) میں نہ رکھ دیا جائے نہ بیٹھو۔ مدارج النبوۃ (۱۲۵)۔

حدیث: جب آپ جنازہ کے ساتھ جاتے تو پیدل چلتے اور فرماتے کہ میں سوار نہیں ہوتا، جبکہ فرشتے پیدل جا رہے ہوں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (دفن سے) فارغ ہو جاتے، تو کبھی پیدل واپس ہوتے، کبھی سوار ہو کر۔ زاد المعاد (۱۲۶)۔

= أخرجه مسلم، في الجنائز، باب القيام للجنازة، الحديث رقم: ٩٥٩، وأبوداود في الجنائز، باب القيام للجنازة، الحديث رقم: ٣١٧٣، والبيهقي في السنن الكبرى، أبواب الجنائز، باب القيام للجنازة، الحديث رقم: ٦٦٦٦، (٢٦/٤) مكتبة دار الباز مكة المكرمة، والحميدي في الجمع بين الصحيحين، المتفق عليه من مسند أبي سعيد، الحديث رقم: ١٧٣٨، دار ابن حزم بيروت، وأحمد في مسند أبي سعيد الخدري، الحديث رقم: ١١٣٤٦، ٣٧/٣، دار إحياء التراث العربي بيروت.

البتہ بعض روایات میں "إذا اتبعتم" کے بجائے "إذا شيعتم" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ انظر: التمهيد لابن عبدالبر، حديث: تاسع وعشرون ليحي بن سعيد...... : ٢٦٣/٢٣. وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية المغرب.

(۱۲۵) مدارج النبوۃ، نبوت کے حقوق، عنوان: جنازہ کے ساتھ چلنا: ۵۹۲/۱، خزینۂ علم وادب، اردو بازار لاہور۔

عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من شهد الجنازة حتى يصلي عليها، فله قيراط، ومن شهدها حتى تدفن، فله قيراطان، قيل: وما القيراطان؟ قال: مثل الجبلين العظيمين. الحديث رقم: ٩٤٥، وفيه: وفي حديث عبدالرزاق: حتى توضع في اللحد. أخرجه مسلم، في الجنائز، باب فضل الصلوة على الجنازة واتباعها، الحديث رقم: ٩٤٥، وابن أبي شيبة في مصنفه، في الجنائز، باب: من كره القيام على القبر حتى يدفن، الحديث رقم: ١١٧٦١، وفيه: عن ابن عون، قال: سألت الشعبي: عن القيام للجنازة حتى توضع في اللحد، فقال: ما رأيت أحداً يصنع ذلك إلا أبا مرحوم، ذاك الشامي، وكانوا يهزؤون به: ٢٥/٣، مكتبة الرشد الرياض، وأخرجه عبد الرزاق في مصنفه، في الجنائز، باب فضل اتباع الجنائز، الحديث رقم: ٦٢٦٨، وفيه: من صلى على جنازة فله قيراط من الأجر، ومن انتظرها حتى توضع في اللحد فله قيراطان، قيل: وما القيراطان؟ قال: مثل الجبلين العظيمين: ٤٤٩/٣، المكتب الإسلامي بيروت، وكذا رواه أحمد في مسند أبي هريرة، (الحديث رقم: ٧٧٦٢): ٢٨٠/٢، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(١٢٦) وفي زاد المعاد: قال ابن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه: سألنا نبينا صلى الله عليه وسلم، عن المشي مع الجنازة؟ فقال: ما دون الخبب، رواه أهل السنن، وكان يمشي إذا تبع الجنازة، ويقول: لم أكن لأركب والملائكة يمشون، فإذا انصرف عنها، فربما مشى، وربما مركب. زاد المعاد، فصل في هديه صلى الله عليه وسلم، في الجنائز، فصل: وكان إذا صلى على ميت تبعه إلى المقابر ماشياً أمامه: ٥١٨/١، مؤسسة الرسالة بيروت، وفي علل الحديث لابن أبي حاتم: عن ثوبان، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه كان في جنازة، فأتي بدابة، فأبى أن يركبها، فلما انصرف أتي بدابةٍ فركب، =

حدیث: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازہ کے ساتھ چلتے، تو خاموش رہتے اور اپنے دل میں موت کے متعلق گفتگو فرماتے۔ ابن سعد (۱۲۷)۔

= فقال له الذي أتاه بالدابة أولاً: أنزل فيَّ شيء؟ قال: لا، ولكن لم أكن لأركب والملائكة يمشون. قال: سألت أبي عن هذا الحديث: فقال أبي: هذا حديث خطأ. الحديث رقم: ١٠٧٨. علل الحديث، علل أخبار رويت في الجنائز: ٣٦٤/١، دار المعرفة بيروت، وسنن البيهقي في الكبرىٰ، في الجنائز، باب المشي أمام الجنازة، (الحديث رقم: ٦٦٤٥): ٢٣/٤، مكتبة دار الباز مكة المكرمة، وهكذا في تلخيص الحبير، تحت الحديث رقم: ٦٦٢: ٧١/٢، مكتبة المدينة المنورة، وهكذا في المرقاة، كتاب الجنائز، باب المشي، الفصل الثاني، (تحت الحديث رقم: ١٦٧٢): ١٤٠/٤، دار الكتب العلمية بيروت، والحاكم في المستدرك، في الجنائز، (الحديث رقم: ١٣١٤).٥٠٧/١، دار الكتب العلمية بيروت، وفي كنز العمال في الجنائز، القيام للجنازة، ذيل الصلوة على الميت؛ عن ثوبان، عن النبي صلى الله عليه وسلم: أنه رأي ناساً على دوابهم في جنازة، فقال: ألا تستحيون الملائكة، يمشون على أقدامهم وأنتم ركبان. (الحديث رقم: ٤٢٨٨٠): ٣٠٦/١٥، دار الكتب العلمية بيروت.

(١٢٧) أخرجه ابن سعد في "الطبقات الكبرىٰ" ذكر صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم، وفيه: أخبرنا عتاب بن زياد، أخبرنا عبدالله بن المبارك، أخبرنا عبد العزيز بن أبي رواد، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذا شهد جنازةً أكثر الصمات، وأكثر حديث نفسه، وكان يرون أنما يحدث نفسه بأمر الميت، وما يرد عليه ما هو مسؤول عنه: ٣٨٥/١، دار صادر بيروت، وكذا رواه في الشمائل الشريفة، (الحديث رقم: ٢٦٣):١٦٩/١، دار طائر العلم بيروت، وهكذا في الزهد لابن المبارك، الحديث رقم: ٢٤٤، باب التفكر في اتباع الجنائز: ٨٢/١، دار الكتب العلمية بيروت، وأخرجه عبد الرزاق في مصنفه، في الجنائز، باب خفض الصوت عند الجنازة، الحديث رقم: ٦٢٨٢، وفيه: عبد الرزاق، عن ابن جرير، قال: حدثت أن النبي صلى الله عليه وسلم، كان إذا تبع الجنازة، أكثر السكات، وأكثر حديث نفسه: ٤٥٣/٣، المكتب الإسلامي بيروت، وهكذا في تاريخ أصبهان، باب الألف، تحت رقم: ٢٨٤، وفيه: حدثنا سفيان الثوري وابن جريج، عن أبي الزبير، عن جابر، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم، إذا تبع جنازةً أكثر السكات والتفكر، حتى يعرف ذلك فيه: ٢٠٤/١، دار الكتب العلمية بيروت، وهكذا في "كتاب الزهد"، للوكيع، باب الحزن وفضله، الحديث رقم: ٦٠٠، وفيه: سفيان، عن ابن جريج، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذا كان في جنازة أكثر السكات وحدث نفسه، ص: ٢٣١، دار إحياء التراث العربي بيروت، وكنز العمال في الجنائز، في دفن الميت، تحت الحديث رقم: ١٨٥١٢، وفيه: كان إذا شهد جنازة رئيت عليه كآبة، وأكثر حديث نفسه: ٦٠/٧، وأيضاً برقم: ١٨٥١٣، كان إذا شيع جنازة علا كربه، وأقل الكلام، وأكثر حديث نفسه: ٦٠/٧، دار الكتب العلمية بيروت.

بابِ چہارم

نمازِ جنازہ، دفن اور قبر وغیرہ کے مفصل احکام

احکامِ میت

✽-نمازِ جنازہ کا بیان

✽-نمازِ جنازہ فرض ہونے کی شرطیں

✽-مقاماتِ مکروہہ کا بیان

✽-غائبانہ نمازِ جنازہ

✽-تدفین کے مسائل

✽-پسماندگان سے تعزیت

✽-زیارتِ قبور

✽-ایصالِ ثواب کا مسنون طریقہ

بابِ چہارم

نمازِ جنازہ، دفن، قبر، زیارتِ قبور، سوگ، تعزیت پسماندگان کو کھانا بھیجنے اور ایصالِ ثواب کے مفصل احکام

نمازِ جنازہ کا بیان

میت پر نمازِ جنازہ پڑھنا بھی فرض کفایہ ہے، یعنی اگر کسی نے بھی اس پر نماز نہ پڑھی، تو جن جن لوگوں کو معلوم تھا، وہ سب گنہگار رہوں گے اور اگر صرف ایک شخص نے بھی نماز پڑھ لی تو فرضِ کفایہ ادا ہوگیا، کیونکہ جماعت نمازِ جنازہ کے لئے شرط یا واجب نہیں۔ تفصیل آگے آئے گی۔ شامی (۱)۔

مسئلہ [64] اگر جمعہ کے دن کسی کا انتقال ہوگیا، تو اگر جمعہ کی نماز سے پہلے کفن، نماز اور دفن وغیرہ ہو سکے تو ضرور کرلیں، صرف اس خیال سے جنازہ روک رکھنا کہ جمعہ کی نماز میں مجمع زیادہ ہوگا، مکروہ ہے۔

---

(۱) (والصلوة عليه) صفتها: (فرض كفاية) ......، كما لو أمت امرأة، ولو أمة؛ لسقوط فرضها بواحد الخ۔ الدر المختار. قوله: لسقوط فرضها بواحد: أي: بشخص واحد رجلاً كان أو امرأة ......، وبهذا تبين أنه لاتجب صلاة الجماعة فيها. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟: ۳/۱۲۱، ۱۲۲، رشيدية، وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل: والكلام في صلاة الجنازة: ۲/۳٦، رشيدية، وهكذا في مغني المحتاج، كتاب الجنائز، فصل في الصلاة على الميت: ۱/۳٤٥، دار الفكر بيروت، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۱۹۳، رشيدية، وكذا في تحفة الفقهاء للسمرقندي، كتاب الجنائز، باب الصلاة، ص: ۲۵۳، دار الكتب العلمية بيروت.

شامی (۲)، بہشتی گوہر (۳)۔

مسئلہ [65] اگر جنازہ اس وقت آیا جب کہ فرض نماز کی جماعت (جمعہ یا غیر جمعہ) تیار ہو تو پہلے فرض اور سنتیں پڑھ لیں، پھر جنازہ کی نماز پڑھ لیں۔ درمختار و شامی (۴)۔

مسئلہ [66] اگر نمازِ عید کے وقت جنازہ آیا ہے، تو پہلے عید کی نماز پڑھ لیں، پھر عید کا خطبہ پڑھا جائے، اس کے بعد جنازہ کی نماز پڑھیں۔ امداد الفتاویٰ ۱/۵۰۵ (۵)۔

---

(۲) وكره تأخير صلوته ودفنه، ليصلي عليه جمع عظيم بعدصلاة الجمعة إلا إذا خيف فوتها، بسبب دفنه. الدر المختار، كتاب الصلاة ، باب الجنائز: ۱۲۲/۳ ، رشيدية، وهكذا في الشامية، كتاب الصلاة ، باب الجنائز: ۱۲۲/۳ ، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة ، باب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳۳۵/۲، رشيدية، وهكذا في شرح سنن ابن ماجه، في الطهارة، باب ما جاء في التقليس، (تحت الحديث رقم: ۱٤۸٦): ۱۰۷/۱. دار الحرمين بيروت، وفي حاشية الطحطاوي: ويكره تأخير الصلاة عليه، ليصلي عليه الجمع العظيم بعدصلاة الجمعة، ولو خافوا فوت الجمعة بسبب دفنه يؤخر الدفن. آه، من السيد. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الجنائز، فصل: في حملها و دفنها: ۱/۰۰ ٤، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۳) اصلی بہشتی زیور، جنازے کے نماز کے مسائل، ص: ۸۰۷، حصہ یازدہم، دارالاشاعت کراچی۔

(٤) (وتقدم) صلاتها (على صلاة الجنازة إذا اجتمعا)؛ لأنه واجب عيناً والجنازة كفاية، (و) تقدم صلاة الجنازة على الخطبة وعلى سنة المغرب وغيرها، ...... لكن في البحر قبيل الأذان، عن الحلبي: الفتوىٰ على تأخير الجنازة عن السنة. الدر المختار، كتاب الصلاة ، باب العيدين: ۵۲/۳ ، رشيدية، وفي الحلبي الكبير: ولو حضرت الجنازة في وقت المغرب، تقدم صلاة المغرب، ثم تصلي الجنازة، ثم سنة المغرب، وقيل: تقدم سنة أيضاً على الجنازة، الخ. الحلبي الكبير، كتاب الصلاة ، فصل: في صلاة الجنازة، الثامن في المتفرقات، ص: ۲۰۷ ، سهيل أكيدمي لاهور، وفي شرح المنية معزياً إلى حجة الدين البلخي: أن الفتوىٰ على تأخير صلاة الجنازة عن سنة الجمعة، وهي سنة، فعلى هذا تؤخر عن سنة المغرب؛ لأنها آكد. البحر الرائق، كتاب الصلاة ، باب الأنجاس: ۱/۰ ٤٤ ، رشيدية، وفي الهندية: حضرت وقت صلاة المغرب جنازةٌ، تقدم صلاة الجنازة على سنة المغرب، كذا في القنية. الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة ، باب الجنائز، الفصل الحادي والعشرون: ۱٦٤/۱ ، رشيدية، وهكذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الجنائز، باب غسل الميت: ٦۸/۲ ، دار المعرفة بيروت، وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة ، مطلب: يشترط العلم بدخول الوقت، وفيه: وفي الحلية: الفتوىٰ على تأخير صلاة الجنازة عن سنة الجمعة، فعلى هذا تؤخر عن سنة المغرب؛ لأنها آكد آه: ۳۷٦/۱، رشيدية.

(۵) امداد الفتاوی، باب الجنائز، عنوان: تقدیم صلاۃ عید وخطبہ بر نمازِ جنازہ، سوال نمبر: ٦۸۴، ۱/۵۸۴، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔...... =

مسئلہ [67] مرنے والے نے وصیت کی کہ میری نمازِ جنازہ فلاں شخص پڑھائے تو یہ وصیت معتبر نہیں اور شرعاً اس پر عمل کرنا ضروری نہیں (٦)، نمازِ جنازہ پڑھانے کا جن لوگوں کو شریعت نے حق دیا ہے، ان کی تفصیل آگے آئے گی، انہی کو امام بنانا چاہیے، البتہ اگر وہی کسی اَور کو امام بنانا چاہیں تو مضائقہ نہیں۔ مراقی الفلاح، ص۳۲۴ (٧)۔

= (وتقدم) صلاتها (على صلاة الجنازة إذا اجتمعا)؛ لأنه واجب عيناً والجنازة كفاية، (و) تقدم صلاة الجنازة على الخطبة وعلى سنة المغرب وغيرها، ......، لكن في البحر قبيل الأذان، عن الحلبي: الفتوىٰ على تأخير الجنازة عن السنة. الدر المختار، كتاب الصلاة ، باب العيدين: ٣/٥٢، رشيدية، وفي الحلبي الكبير: ولو حضرت الجنازة في وقت المغرب، تقدم صلاة المغرب، ثم تصلي الجنازة، ثم سنة المغرب، وقيل: تقدم سنة أيضاً على الجنازة، الخ. الحلبي الكبير، كتاب الصلاة ، فصل: في صلاة الجنازة، الثامن في المتفرقات، ص: ٢٠٧، سهيل أكيڈمي لاهور، وفي شرح المنية معزياً إلى حجة الدين البلخي: أن الفتوىٰ على تأخير صلاة الجنازة عن سنة الجمعة، وهي سنة، فعلى هذا تؤخر عن سنة المغرب؛ لأنها آكد. البحر الرائق، كتاب الصلاة ، باب الأنجاس: ١/٤٤٠، رشيدية، وفي الهندية: حضرت وقتَ صلاة المغرب جنازةٌ، تقدم صلاة الجنازة على سنة المغرب، كذا في القنية. الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة ، باب الجنائز، الفصل الحادي والعشرون: ١/١٦٤، رشيدية، وهكذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الجنائز، باب غسل الميت: ٢/٦٨، دار المعرفة بيروت.

(٦) والفتوىٰ على بطلان الوصية الدر المختار. قوله: والفتوىٰ على بطلان الوصية: عزاه في الهندية إلى المضمرات، أي: لو أوصى بأن يصلي عليه غير من له حق التقدم أو بأن يغسله فلان لايلزم تنفيذ وصيته ......، إلا أن المذكور في المنتقى: أن هذه الوصية باطلة. آه. رد المحتار، كتاب الجنائز، مطلب: تعظيم أولي الأمر واجب: ٢/٢٢٢، رشيدية، وفي نور الإيضاح، في الجنائز، فصل: بيان أحق الناس بالصلوة عليه: ومن له ولاية التقدم فيها أحق ممن أوصىٰ له الميت بالصلوة عليه، على المفتي به. ص: ٩٥، دار الحكمة دمشق، وهكذا في لسان الحكام في معرفة الأحكام لإبراهيم بن أبي اليمن محمد الحنفي، الفصل السابع والعشرون، فصل: فيما يكون كفراً من المسلم وما لا يكون: وفيه: ولو أوصىٰ بأن يصلي عليه فلان صلاة الجنازة فالوصية باطلة، هو الأصح: ١/٤٢٠، مصطفى البابي الحلبي مصر، وفي البحر: وأشار المصنف أن الموصىٰ له بالتقدم ليس بمقدم على الولي؛ لأن الوصية باطلة على المفتي به، صرح بذلك أصحاب الفتاوىٰ. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/١٩٥، رشيدية.

(٧) قال في مراقي الفلاح: ولمن له حق التقدم أن يأذن لغيره؛ لأن له إبطال حقه. مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ١/٢٢٩، دار الكتب العلمية بيروت، وفي حاشية الطحطاوي: قوله: ولمن له حق التقدم: والياً كان أو غيره، قوله: أن يأذن لغيره: وكذا له أن يأذن في الانصراف بعدها قبل الدفن. ١/٣٩٠، المطبعة =

نماز جنازہ کا وقت

جس طرح پنج وقتہ نمازوں کے لئے اوقات نماز مقرر ہیں، نمازِ جنازہ کے لئے اس طرح کا کوئی خاص وقت ضروری یا شرط نہیں، شامی (۸) بہشتی گوہر (۹)۔

مسئلہ [68] نمازِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب سے پہلے اور نمازِ عصر کے بعد آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے نفل اور سنتیں پڑھنا تو ممنوع ہے، مگر نمازِ جنازہ ان اوقات میں بھی بلا کراہت درست ہے۔ عالمگیری (۱۰)، شامی (۱۱)، امداد الفتاویٰ (۱۲)۔

= الكبرى مصر، وهكذا في البحر، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۱۹۵/۲، رشيدية، وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ۲۳۹/۱، دار الكتاب الإسلامي بيروت، وهكذا في نور الإيضاح، كتاب الجنائز، فصل: بيان أحق الناس بالصلاة عليه: ۹۵/۱، دار الحكمة بيروت.

(۸) وأما الشروط التي ترجع إلى المصلي، فهي شروط بقية الصلوات من الطهارة ......، والاستقبال والنية سوى الوقت. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱۲۱/۳، رشيدية، وفي البدائع: لأن صلاة الجنازة لا يتعين لأدائها وقت، ففي أي وقت صليت وقعت أداءً لاقضاءً. بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل: وأما بيان مايكره فيها: ۵۷/۲، رشيدية، وفي تحفة الفقهاء: باب مواقيت الصلاة، ومن هذا النوع وقت صلاة الجنازة، وهو وقت حضور الجنازة، حتى إذا حضرت الجنازة وقت الغروب فأداها فيه يجوز من غير كراهة؛ لأنها وجبت في هذا الوقت ناقصة، بمنزلة أداء العصر في الوقت المكروه. تحفة الفقهاء، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة: ۱۰۴/۱، دار الكتب العلمية بيروت، وفي الحاوي الكبير: وكره أبو حنيفة فعلها في الأوقات المنهي عن الصلاة فيها؛ بناءً على أصله في الصلوت التي لها أسباب، واستدلالاً برواية عقبة بن عامر، قال: نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نصلي ثلاث ساعات وأن نقبر فيها موتانا: حين تطلع الشمس بازغةً حتى ترتفع، وحين تقوم الظهيرة حتى تميل الشمس، وحين تصفر للغروب حتى تغرب: ۴۸/۳، دار الكتب العلمية بيروت.

(۹) اصلی بہشتی زیور، جنازے کے نماز کے مسائل، ص:۸۰۶، حصہ یازدہم، دارالاشاعت کراچی۔

(۱۰) في الهندية: تسعة أوقات يكره فيها النوافل وما في معناها، لاالفرائض، فيجوز فيها قضاء الفائتة وصلوة الجنازة وسجدة التلاوة. منها: ما بعد صلاة الفجر قبل طلوع الشمس ......، ومنها: ما بعد صلاة العصر قبل التغير. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لاتجوز فيها الصلاة وتكره فيها: ۵۲/۱، ۵۳، رشيدية.

(۱۱) وفي الدر: (وكره نفل) قصداً ولو تحية مسجد...... (بعد صلاة فجرو) صلاة (عصر) ......، (لا) يكره (قضاء فائتة، و) لو وتراً أو سجدة تلاوة وصلوة جنازة، الخ. الدر المختار، كتاب الصلاة: ۴۵/۲، رشيدية.

(۱۲) امداد الفتاوی، باب الجنائز، عنوان: ترتیب در نمازِ جنازہ و نماز وقتی، سوال نمبر: ۶۸۳، ۵۸۴/۱، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

مسئلہ [69] آفتاب کے طلوع، زوال (ٹھیک دوپہر) اور غروب کے وقت دوسری نمازوں کی طرح نمازِ جنازہ بھی جائز نہیں (۱۳)۔

طلوع کا وقت آفتاب کا اوپر کا کنارہ ظاہر ہونے سے شروع ہو کر اس وقت تک رہتا ہے، جب تک کہ آفتاب پورا نکل کر اونچا نہ ہو جائے، یعنی جب تک نظر اس پر جم سکتی ہو اور غروب کا وقت آفتاب کا رنگ زرد پڑ جانے سے شروع ہوتا ہے، یعنی جب سے کہ اس پر نظر جمنے لگے اور اس وقت تک رہتا ہے، جب تک کہ آفتاب پورا غائب نہ ہو جائے۔ شامی، ص۳۴۱، ۳۴۴ (۱۴)، وعالمگیری ۱/۵۲ (۱۵)، بہشتی زیور (۱۶)۔

---

(۱۳) أخرج مسلم عن عقبة بن عامر الجهني رضي الله عنه، يقول: ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن نصلي فيهن، أو أن نقبر فيهن موتانا: حين تطلع الشمس بازغة، حتى ترتفع، وحين يقوم قائم الظهيرة، حتى تميل الشمس، وحين تضيف الشمس للغروب حتى تغرب. صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، الحديث رقم: ۸۳۱، وكذا رواه البيهقي في السنن الكبرى، أبواب الجنائز، باب من كره الصلاة والقبر في الساعات الثلاث، (الحديث رقم: ٦٧٠٤): ٣٢/٤، دار الكتب العلمية بيروت.

(١٤) روى الترمذي، عن عقبة بن عامر الجهني رضي الله عنه، قال: ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن نصلي فيهن، أو نقبر فيهن موتانا: حين تطلع الشمس بازغة حتى ترفع، وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل، وحين تضيف الشمس للغروب حتى تغرب. جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في كراهية الصلاة على الميت: الحديث رقم: ١٠٣٠، وقال الكاساني: المراد من قوله: أن نقبر فيها موتانا: الصلاة على الجنازة، دون الدفن؛ إذ لا بأس بالدفن في هذه الأوقات. بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: وأما بيان ما يكره فيها: ٥٧/٢، رشيدية، وفي الدر: وكره تحريماً صلوة، ولو على جنازةٍ وسجدة تلاوة وسهوٍ مع شروق واستواء وغروب. الدر المختار، كتاب الصلاة: ١/٣٧٠، ٣٧١، رشيدية، وهكذا في البحر، كتاب الصلاة: ٤٣٢/١، رشيدية، وكذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة: ١٤٩/١، دار المعرفة بيروت، وهكذا في تحفة الفقهاء للسمرقندي، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة: ١٠٦/١، دار الكتب العلمية بيروت، وكذا في فتح القدير، فصل في الأوقات التي تكره فيها الصلاة: ٢٣١/١، دار ا، كتاب لفكر بيروت.

(١٥) وفي الهندية: ثلاث ساعات لاتجوز فيها المكتوبة، ولا صلاة جنازة، ولا سجدة تلاوة: إذا طلعت الشمس حتى ترتفع، وعند الانتصاف إلى أن تزول، وعند احمرارها إلى أن تغيب، الخ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لاتجوز فيها الصلاة وتكره فيها: ٥٦٢/١، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة: ٤٣٢/١، رشيدية.

(١٦) اصلی بہشتی زیور، نماز کے وقتوں کا بیان، باب چہارم، ص: ۱۲۷، حصہ دوم، دارالاشاعت کراچی۔

مسئلہ [70] نمازِ جنازہ مذکورہ بالا تین اوقات میں پڑھنا اس صورت میں ناجائز ہے، جب کہ جنازہ ان اوقات سے پہلے آچکا ہو اور اگر جنازہ خاص طلوع، زوال یا غروب ہی کے وقت آیا تو اس پر نمازِ جنازہ اس وقت بھی جائز ہے۔ عالمگیری (۱۷)، درمختار (۱۸)، شامی (۱۹)۔

خلاصہ: خلاصہ یہ کہ نمازِ جنازہ ان تین اوقات (طلوع، زوال، غروب) کے علاوہ، ہر وقت بلا کراہت جائز ہے اور ان تین اوقات میں بھی اس صورت میں جائز ہے، جب کہ جنازہ خاص انہی اوقات میں آیا ہو۔

نمازِ جنازہ فرض ہونے کی شرائط

نمازِ جنازہ کے فرض ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں، جو اَور نمازوں کے لئے ہیں، یعنی قدرت، بلوغ اور اسلام، البتہ اس میں ایک شرط اَور زیادہ ہے اور وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم بھی ہو، پس جس کو یہ خبر نہ ہوگی، وہ معذور ہے، نمازِ جنازہ اس پر فرض نہیں۔ بہشتی گوہر (۲۰)۔

درستگی کی شرطیں اور ان کی دو قسمیں

نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں۔ ایک قسم کی وہ شرطیں ہیں، جو نماز پڑھنے والوں

---

(۱۷) في الهندية: وهذا إذا وجبت صلاة الجنازة وسجدة التلاوة في وقتٍ مباحٍ وأخرتا إلى هذا الوقت لايجوز قطعاً، أما لو وجبتا في هذا الوقت وأديتا فيه جاز؛ لأنه أديت ناقصةً كما وجبت. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لاتجوز فيها الصلاة وتكره فيها: ۱/۵۲، رشيدية.

(۱۸) وكره تحريماً صلاة ولو على جنازةٍ وسجدة تلاوة وسهوٍ مع شروق واستواء وغروب ......، تليت الآية في كامل، وحضرت الجنازة قبل؛ لوجوبه كاملاً، فلا يتأدى ناقصاً، فلو وجبتا فيها لم يكره فعلهما. الدر المختار. قوله: وجبتا فيها: بأن تليت الآية في تلك الأوقات أو حضرت فيها الجنازة. رد المحتار، كتاب الصلاة: ۱/۳۷۰، ۳۷۱، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في الأوقات المكروهة، ۱/۱۲٤، المطبعة الكبرى مصر.

(۱۹) رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب: يشترط العلم بدخول الوقت: ۱/۳۷۰، ۳۷۱، رشيدية.

(۲۰) اصلی بہشتی زیور، جنازے کے نماز کے مسائل، ص:۸۰۶، حصہ یازدہم، دارالاشاعت کراچی۔

وفي الدر: وأما شروط وجوبها فهي شروط بقية الصلوات: من القدرة والعقل والبلوغ والإسلام مع زيادة العلم بموته. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۳/۱۲۱، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۱۹۳، رشيدية، وكذا في البدائع، كتاب الجنائز، فصل: وأما شرائط وجوبه، ومنها أن يكون الميت مسلماً، حتى لايجب غسل الكافر: ۱/۳۰۲، رشيدية.

میں پائی جانی ضروری ہیں، وہ وہی ہیں، جو اَور نمازوں کے لئے ہیں، یعنی طہارت، ستر عورت (بدن کے ضروری حصوں کا چھپا ہوا ہونا) قبلہ کی طرف منہ کرنا اور نیت۔

البتہ نمازِ جنازہ کے لئے تیمّم نماز نہ ملنے کے خوف سے جائز ہے۔ مثلاً نمازِ جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ اندیشہ ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی، تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لینا چاہیے، اگرچہ پانی موجود ہو، بخلاف اَور نمازوں کے کہ ان میں اگر وقت چلے جانے کا خوف ہو، تب بھی پانی پر قدرت کی صورت میں تیمّم جائز نہیں۔ بہشتی گوہر (۲۱)۔

جوتے پہن کر نماز پڑھنا

آج کل بعض لوگ جنازہ کی نماز جوتے پہنے ہوئے پڑھتے ہیں، ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جس جگہ کھڑے ہوں، وہ جگہ اور جوتے دونوں پاک ہوں، ورنہ ان کی نماز نہیں ہوگی۔ بہشتی گوہر (۲۲)۔

---

(۲۱) اصلی بہشتی گوہر، حصہ یازدہم، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۸۰۶، دارالاشاعت کراچی۔

وأما الشروط التي ترجع إلى المصلي: فهي شروط بقية الصلوات من الطهارة الحقيقية بدناً وثوباً ومكاناً، والحكمية وستر العورة والاستقبال والنية، سوى الوقت. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱۲۱/۳، رشيدية، وفي البحر: وأما شرائطها بالنظر إلى المصلي: فشرائط الصلاة الكاملة من: الطهارة الحقيقة والحكيمة واستقبال القبلة وستر العورة والنية الخ. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلوته: ۲۱۵/۲، رشيدية، وهكذا في البدائع، كتاب الجنائز، فصل: وأما بيان ما تصح به وما تفسد وما يكره، وفيه: وأما ما تصح به فكل ما يعتبر شرطاً لصحة سائر الصلوات من: الطهارة الحقيقية والحكيمة واستقبال القبلة وستر العورة والنية يعتبر شرطاً لصحتها: ۳۱۵/۱، رشيدية، وكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ۱۶٤/۱، رشيدية.

(۲۲) اصلی بہشتی گوہر، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۸۰۶، حصہ یازدہم، دارالاشاعت کراچی۔

قال في البحر: ولو افترش نعليه وقام عليهما جازت. وبهذا يعلم ما يفعل في زماننا من القيام على النعلين في صلاة الجنازة، لكن لابد من طهارة النعلين، كما لايخفى. البحرالرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۱۹۳/۲، رشيدية، وفيه أيضاً: في باب شروط الصلاة: ولو افترش نعليه وقام عليهما جازت الصلاة، بمنزلة ما لو بسط الثوب الطاهر على الأرض النجسة وصلى عليه جاز: ۲۸۲/۱، رشيدية، وكذا في البدائع، في الحج، فصل: وأما مكان الطواف، وفيه: ولأنه تجوز الصلاة مع الخفين والنعلين مع أن حكم الصلاة أضيق، فلأن يجوز الطواف أولىٰ: ۱۳۱/۲، رشيدية، وفي فتح القدير: ولو افترش نعليه أو جوربيه وقام عليهما جازت. فتح القدير، فصل: في الآسار وغيرها: ۱٦۹/۱، دار الفكر بيروت.

اور اگر جوتا پیر سے نکال دیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کے اوپر کا حصہ جو پیر سے متصل ہو، اس کا پاک ہونا ضروری ہے، اگر چہ تلا ناپاک ہو، نیز اس صورت میں اگر وہ زمین بھی ناپاک ہو تو کوئی حرج نہیں۔ بہشتی گوہر (۲۳)، امداد الاحکام (۲۴)۔

وہ شرطیں جن کا میت میں پایا جانا ضروری ہے

۲- دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کا میت سے تعلق ہے، وہ چھ ہیں:

پہلی شرط

میت کا مسلمان ہونا۔ پس کافر اور مرتد پر نماز صحیح نہیں، مسلمان اگر چہ فاسق اور بدعتی ہو، اس پر نماز صحیح ہے، سوائے ان لوگوں کے جو مسلمان حاکم برحق سے بغاوت کرتے ہوئے یا ڈاکہ زنی کرتے ہوئے، یا قبائلی،

---

(۲۳) اصلی بہشتی گوہر، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۰۶، حصہ یازدہم، دار الاشاعت کراچی۔

قال في البحر: ولو افترش نعليه وقام عليهما جازت. وبهذا يعلم ما يفعل في زماننا من القيام على النعلين في صلاة الجنازة، لكن لابد من طهارة النعلين، كما لايخفى. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته ۱۹۳/۲، رشيدية، وفيه أيضاً: في باب شروط الصلاة: ولو افترش نعليه وقام عليهما جازت الصلاة، بمنزلة ما لو بسط الثوب الطاهر على الأرض النجسة وصلى عليه جاز: ۲۸۲/۱، رشيدية.

(۲۴) امداد الاحکام، كتاب الجنائز، فصل: في الصلاة على الميت، عنوان: جوتوں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟۔ ۸۳۲/۱، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

قال في البحر: ولو افترش نعليه وقام عليهما جازت. وبهذا يعلم ما يفعل في زماننا من القيام على النعلين في صلاة الجنازة، لكن لابد من طهارة النعلين، كما لايخفى. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۱۹۳/۲، رشيدية، وفيه أيضاً. في باب شروط الصلاة: ولو افترش نعليه وقام عليهما جازت الصلاة، بمنزلة ما لو بسط الثوب الطاهر على الأرض النجسة وصلى عليه جاز: ۲۸۲/۱، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: ولو افترش نعليه وقام عليهما جاز، فلا يضر نجاسة ما تحتهما، لكن لابد من طهارة نعليه مما يلي الرِّجل، لا مما يلي الأرض. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بالصلاة عليه: ۳۸۳/۱، المطبعة الكبرى مصر.

مزید تفصیل کے لئے: مجموعة رسائل اللكنوي رحمه الله، رسالة: غاية المقال فيما يتعلق بالنعال، فصل: أحكام النعال المتعلقة بالصلوة: ۲۹/۱، ادارة القرآن کراچی۔

وطنی، صوبائی یا لسانی تعصب کے لئے لڑتے ہوئے مارے جائیں، ان لوگوں پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور اگر لڑائی کے بعد قتل کئے گئے یا لڑائی کے بعد اپنی موت سے مرجائیں تو پھر ان کی نماز پڑھی جائے گی۔ بہشتی گوہر (۲۵)، ودرمختار وشامی (۲۶)۔

اسی طرح جس شخص نے اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہو اور اس کی سزا میں وہ مارا جائے تو اس کی نماز بھی نہیں پڑھی جائے گی۔ بہشتی گوہر (۲۷)۔

جس شخص نے خودکشی کی ہو، صحیح یہ ہے کہ اس کو غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ بہشتی گوہر (۲۸)۔

---

(۲۵) اصلی اشرفی بہشتی گوہر، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۸۰۶، حصہ یازدہم، دارالاشاعت کراچی۔

(۲٦) (وهي فرض على كل مسلم مات، خلا) أربعة: (بغاة وقطاع طريق)، فلا يغسلوا، ولا يصلى عليهم (إذا قتلوا في الحرب) ولو بعده صلي عليهم؛ لأنه حد أو قصاص، وكذا) أهل عصبة و(مكابر في مصر ليلاً بسلاح وخناق) خنق غير مرة، فحكمهم كالبغاة. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۲/۲۰۹-۲۱۰، رشيدية، وفي البدائع. وأما بيان من يصلي عليه: فكل مسلم بعد الولادة يصلي عليه صغيراً أو كبيراً، ذكراً كان أو أنثى، حرّا كان أو عبداً إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم؛ لقول النبي صلى الله عليه وسلم: صلّوا على كل برٍّ وفاجرٍ. بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: وأما بيان من يصلي عليه: ۲/٤۷، رشيدية، وراجع للتفصيل: حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، أحكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ۱/۳۹۰، المطبعة الكبرى مصر، وهكذا في العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ۱/۱٦۳، رشيدية.

(۲۷) اصلی اشرفی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۸۰٦، حصہ یازدہم، دارالاشاعت کراچی۔

في الدر: (لا) يصلي (على قاتل أحد أبويه) إهانة له. الدر المختار. قوله: لايصلي على قاتل أحد أبويه: الظاهر أن المراد: أنه لايصلي عليه إذا قتله الإمام قصاصاً، أما لو مات حتف أنفه يصلي عليه، كما في البغاة ونحوهم. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۳/۱۲۸، رشيدية، وهكذا في نور الإيضاح، في الجنائز، المنتحر وقاتل أبويه، وقاتل نفسه يغسل ويصلي عليه، لا على قاتل أحد أبويه عمداً: ۱/۹٦، دار الحكمة دمشق، وكذا في التبيين، كتاب الصلاة، باب الشهيد: ۱/۲۵۰، دار الكتاب الإسلامي مصر، وهكذا في الهندية، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ۱/۱٦۳، رشيدية.

(۲۸) اصلی اشرفی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۸۰۷، حصہ یازدہم، دارالاشاعت کراچی۔

وفي الدارقطني: في كتاب العيدين، باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلوة عليه، الحديث رقم: ۱۱، عن=

مسئلہ [71] میت سے مراد وہ شخص ہے، جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو، یا بطنِ مادر سے اس کے جسم کا اکثر حصہ بحالتِ زندگی باہر آیا ہو اور اگر مرا ہوا پیدا ہو، یا اکثر حصہ نکلنے سے پہلے مر جائے تو اس کی نماز درست نہیں۔ بہشتی زیور و بہشتی گوہر (۲۹)۔

دوسری شرط

میت کے بدن اور کفن کا نجاستِ حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر ہونا، ہاں! اگر نجاستِ حقیقیہ اسی کے بدن

= علقمة والأسود، عن عبدالله، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: ثلاث من السنة. الصف خلف كل إمام، لك صلاتك وعليه إثمه؛ والجهاد مع كل أمير، لك جهادك وعليه شره؛ والصلوة على كل ميت من أهل التوحيد، وإن كان قاتل نفسه: ٥٧/٢، دار المعرفة بيروت، وهكذا رواه في كنز العمال، الباب الثاني في الاعتصام بالكتاب والسنة، (الحديث رقم: ١٠٨٢): ١٢٠/١، دار الكتب العلمية بيروت، وفي الدر: (من قتل نفسه) ولو (عمداً، يغسل ويصلي عليه) به يفتى. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٢٧/٣، رشيدية، وفي سكب الأنهر: (ويصلي على قاتل نفسه) عمداً، به يفتى. سكب الأنهر المعروف بالدر المنتقى في شرح الملتقى للعلامة الحصكفي رحمه الله، كتاب الصلاة، باب الجنائز: ٢٨١/١، غفارية كوئته، وكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ١٦٣/١، رشيدية، وفي البحر: ولم يذكر المصنف حكم قاتل نفسه عمداً؛ للاختلاف: فعندهما يصلي عليه، وهو الأصح؛ لأنه فاسق غير ساع في الأرض بالفساد. كذا في النهاية، وقال أبو يوسف: لا يصلى عليه، وهو الأصح؛ لأنه باغ على نفسه، كذا في غاية البيان. البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الشهيد: ٢١٥/٢، رشيدية، وهكذا في ملتقى الأبحر، في الجنائز، باب الشهيد: ويصلي على قاتل نفسه، خلافاً لأبي يوسف: ٢٨١/١، دار الكتب العلمية بيروت.

(۲۹) اصلی اشرفی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۴۰۶، حصہ یازدہم، دار الاشاعت کراچی۔

وفي الرد: والمراد بالميت: من مات بعد ولادته حيًّا. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٢١/٣، رشيدية، وقال في الدر: (ومن ولد فمات، يغسل ويصلي عليه) ويرث ويورث ويسمى (إن استهلّ) بالبناء للفاعل، أي: وجد منه ما يدل على حياته بعد خروج أكثره...... (وإلا ...... ولم يصل عليه). الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٥٢/٣، ١٥٣، رشيدية، وفي البدائع: فكل مسلم مات بعد الولادة يصلي عليه صغيراً كان أو كبيراً، ذكراً كان أو أنثى الخ. بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: وأما بيان من يصلي عليه: ٤٧/٢، رشيدية، وفي البدائع أيضاً: فمنها: أن يكون ميتاً مات بعد الولادة، حتى لو ولد ميتاً لم يغسل. بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، الجنائز، فصل: وأما شرائط وجوبه: ٣٠٢/١، رشيدية، وهكذا في البحر، كتاب الجنائز: ١٨٨/٢، رشيدية، وهكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ١٦٣/١، رشيدية.

سے کفنانے کے بعد خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن یا کفن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں، نماز درست ہے، دھونے کی ضرورت نہیں۔ بہشتی گوہر (۳۰)، وشامی (۳۱)۔

مسئلہ [72] اگر کوئی میت نجاستِ حکمیہ سے طاہر نہ ہو، یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو اور در صورت ناممکن ہونے غسل کے، تیمم بھی نہ کرایا گیا ہو، اس پر نماز درست نہیں، ہاں! اگر اس کا طاہر ہونا ممکن نہ ہو، مثلاً بے غسل یا تیمم کرائے ہوئے دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو، مگر نعش پھٹی نہ ہو، تو پھر اس کی نماز اس کی قبر پر اسی حالت میں پڑھی جائے گی۔

اگر کسی میت پر بے غسل یا تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور بعد دفن کے معلوم ہو کہ اس کو غسل نہ دیا گیا تھا، تو جب تک نعش پھٹی نہ ہو اس کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے، اس لئے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی، ہاں! اب چونکہ غسل ممکن نہیں ہے، لہذا نماز ہو جائے گی۔ بہشتی گوہر (۳۲)۔

---

(۳۰) اصلی اشرفی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۷۰۶، حصہ یازدہم، دارالاشاعت کراچی۔

(۳۱) الطهارة من النجاسة في ثوب وبدن ومكان، وستر العورة شرط في حق الميت والإمام جميعاً. الدر المختار. قال الشامي: إذا تنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر؛ دفعاً للحرج. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٢٢/٣، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: الطهارة من النجاسة في الثوب والبدن والمكان وستر العورة شرط في حق الإمام، يعني: المصلي والميت جميعاً. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز، فصل: الصلاة على الميت: ٣٨٣/١، المطبعة الكبرى مصر، وفي البحر الرائق: وفي القنية: الطهارة من النجاسة في الثوب والبدن والمكان وستر العورة شرط في حق الإمام والميت جميعاً البحر الرائق، كتاب الصلاة، فصل: السلطان أحق بصلاته: ١٩٣/٢، رشيدية.

(۳۲) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۸۰۷، حصہ یازدہم، دارالاشاعت کراچی۔

قال في الهندية: وشرطها إسلام الميت وطهارته ما دام الغسل ممكناً، وإن لم يمكن بأن دفن قبل الغسل ولم يمكن إخراجه إلا بالنبش تجوز الصلاة على قبره للضرورة، ولو صلي عليه قبل الغسل ثم دفن تعاد الصلاة؛ لفساد الأولىٰ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ١٦٣/١، رشيدية، وفي البحر: ولا تصح على مَنْ لم يغسل؛ لأنه له حكم الإمام من وجهٍ، لا من كل وجهٍ، وهذا الشرط عند الإمكان، فلو دفن بلا غسلٍ ولم يمكن إخراجه إلا بالنبش صلي على قبره بلا غسلٍ للضرورة، بخلاف ما إذا لم يُهَلْ عليه التراب بعدُ؛ فإنه يخرج ويغسل، ولو صلي عليه بلا غسلٍ جهلاً مثلاً ولا يخرج إلا بالنبش تعاد؛ لفساد الأولىٰ. وقيل: تنقلب الأولىٰ صحيحة عند تحقق العجز، فلا تعاد. البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣١٤/٢، =

مسئلہ [73] اگر کوئی مسلمان بے نمازِ جنازہ پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو، تو اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے گی، جب تک کہ اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو، جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہوگی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے اور نعش پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے اعتبار سے مختلف ہے، اس کی تعیین نہیں ہو سکتی، یہی زیادہ صحیح ہے اور بعض نے تین دن اور بعض نے دس دن اور بعض نے ایک ماہ کی مدت بیان کی ہے۔ بہشتی گوہر (۳۳)۔

مسئلہ [74] میت اگر کسی پاک پلنگ یا تخت یا کسی پاک گدے یا لحاف پر رکھی ہو، تو اس پلنگ وغیرہ کی جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں، ایسی صورت میں بلا شک وشبہ نمازِ جنازہ درست ہے اور اگر پلنگ یا تخت وغیرہ بھی ناپاک ہو، یا میت کو بغیر تخت اور پلنگ کے ناپاک زمین پر رکھ دیا ہے، تو ایسی صورت میں میت کی جگہ کے پاک ہونے کے شرط ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک شرط ہے، لہٰذا ناپاک تخت یا ناپاک

= رشيدية، وهكذا في تبيين الحقائق، باب الجنائز، فصل: ۲۳۹/۱، دار الكتاب الإسلامي بيروت، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب أحكام الجنائز: ۳۸۳/۱، المطبعة الكبرىٰ مصر، وكذا في فتح القدير، في الجنائز، فصل: في الصلاة على الميت: ۱۱۷/۲، دار الفكر بيروت.

(۳۳) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۰۷، حصہ یازدہم، دار الاشاعت کراچی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن أسود رجلاً أو امرأةً كان يَقُمُّ المسجد فمات ولم يعلم النبي صلى الله عليه وسلم بموته، فذكره ذات يومٍ، فقال: ما فعل ذلك الإنسان؟ قالوا: مات يا رسول الله! قال: أفلا آذنتموني؟ فقالوا: إنه كان كذا وكذا قصته، قال: فحَقَّرُوْا شأنه، قال: فدُلُّوني على قبره، فأتى قبره فصلى عليه. صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر بعد ما يدفن، الحديث رقم: ۱۲۷۲. وفي الدر: (وإن دفن) وأهيل عليه التراب (بغير صلاة) أو بها بلا غسلٍ أو ممن لا ولايةَ له (صلي على قبره)؛ استحساناً (ما لم يغلب على الظن تفسخه من غير تقديرٍ)، هو الأصح. الدر المختار. قوله: (هو الأصح)؛ لأنه يختلف باختلافِ الأوقاتِ حرًّا وبردًا، والميتِ سمناً وهزالاً، والأمكنةِ، وقيل: يقدر بثلاثة أيامٍ، وقيل: عشرة، وقيل: شهر. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الصلاة الجنازة: ۱٤٦/۳، ۱٤٧، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلوته: ۳۱۹/۲، رشيدية، وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلوته: ۵۷۵/۱، دار الكتب العلمية بيروت، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الطهارة، فصل: في مسائل الآبار، وفيه: وأدنىٰ حد التقادم في الانتفاخ ونحوه ثلاثة أيام؛ لحصول ذلك في مثلها غالباً، ألا ترى أن من دفن بغير صلاة يصلى على قبره إلى ثلاثة أيام، لا بعدها: ۲۷/۱، المطبعة الكبرى مصر.

زمین پر رکھنے کی صورت میں نمازِ جنازہ درست نہیں ہوگی اور بعض کے نزدیک شرط نہیں، لہٰذا نماز صحیح ہو جائے گی۔ بہشتی گوہر (۳۴)۔

تیسری شرط

میت کے جسم واجب الستر (یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا واجب اور ضروری ہے) کا پوشیدہ ہونا۔ اگر میت برہنہ ہو تو اس پر نمازِ جنازہ درست نہیں۔ بہشتی گوہر (۳۵)۔

---

(۳۴) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۸۰۷، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

سئل قاضي خان عن طهارة مكان الميت، هل تشترط لجواز الصلاة عليه؟ قال: إن كان الميت على الجنازة لاشك أنه يجوز، وإلا فلا رواية لهذا، وينبغي الجواز. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱۲۲/۳، رشيدية، وفي البحر: إن كان أي: الميت، على جنازةٍ لاشك أنه يجوز، وإن كان بغير جنازةٍ، لا رواية لهذا، وينبغي أن يجوز؛ لأن طهارة مكان الميت ليس بشرط؛ لأنه ليس بمؤدٍّ. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلوته: ۳۱۵/۲، رشيدية، وفي العالمگيرية: وطهارة مكان الميت ليست بشرطٍ، هكذا في المضمرات. الفتاوى العالمگيرية، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ۱۶۳/۱، رشيدية.

(۳۵) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۸۰۷، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

شرطها أيضاً: حضوره، (ووضعه)، وكونه هو أو أكثره (أمام المصلي)، وكونه للقبلة، فلا تصح على غائبٍ ومحمولٍ على نحو دابةٍ وموضوعٍ خلفه. قوله: (ستة) ثلاثة في المتن وثلاثة في الشرح، وهي: ستر العورة، وحضور الميت، وكونه هو أو أكثره أمام المصلي...... قوله: (على نحو دابة) أي: كمحمولٍ على أيدي الناس. رد المحتار، كتاب الصلوه، باب صلاة الجنازة: ۱۲۳/۳، ۱۲۱، رشيدية، وفي الهندية: وكل ما يعتبر شرطاً لصحة سائر الصلوات: من الطهارة الحقيقية والحكمية واستقبال القبلة وستر العورة والنية ......، ومن الشروط: حضور الميت ووضعه وكونه أمام المصلي، فلا تصح على غائبٍ ولا على محمولٍ على دابةٍ، ولا على موضوعٍ خلفه. الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ۱۶۴/۱، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز، فصل: الصلاة على الميت: ۳۸٤/۱، المطبعة الكبرى مصر، وهكذا في البحر، كتاب الجنائز: ۱۹۰/۲، رشيدية، وفي المبسوط للسرخسي: ويطرح على عورته خرقة؛ لأن ستر العورة واجب على كل حالٍ، والآدمي محترم حياً وميتاً. المبسوط للسرخسي كتاب الجنائز، باب غسل الميت: ۵۹/۲، دار المعرفة بيروت، وهكذا في تبيين الحقائق، كتاب الجنائز، السلطان أحق بصلاته: ۲۳۷/۱، دار الكتاب الإسلامي بيروت.

چوتھی شرط

میت کا نماز پڑھنے والوں سے آگے ہونا۔ اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز درست نہیں۔ بہشتی گوہر (۳۶)۔

پانچویں شرط

میت کا یا جس چیز پر میت ہو، اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا۔ اگر میت کو لوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں، یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اس حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے، تو عذر کے بغیر صحیح نہ ہوگی۔ بہشتی گوہر (۳۷)، وشامی ۱/۸۱۳ (۳۸)۔

چھٹی شرط

میت کا وہاں موجود ہونا۔ اگر میت وہاں موجود نہ ہو، تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ بہشتی گوہر (۳۹)۔

---

(۳۶) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۰۷، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

قال في البحر: ويزاد على الشرطين: كونه أمام المصلي، كما صرحوا به. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۲/۱۸۳، رشيدية، وفي رد المحتار، قوله: وكونه هو أو أكثره أمام المصلي: المناسب ذكر قوله: "هو أو أكثره" بعد قوله: حضوره؛ لأنه احترز عن كونه خلفه، مع أنه يوهم اشتراط محاذاته للميت أو أكثره، وليس كذلك: فقد ذكر القهستاني عن التحفة: أن ركنها القيام، ومحاذاته إلى جزء من أجزاء الميت. آه. رد المحتار، كتاب الجنائز، تحت: مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟: ۲/۲۰۸، رشيدية، وهكذا في فتح القدير، في الجنائز، فصل في الصلاة على الميت: ۲/۱۱۷، دار الفكر بيروت.

(۳۷) بہشتی گوہر، حصہ یازدہم، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۹۴۴، حصۂ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(۳۸) قال في الدر: شرطها أيضاً: حضوره، (ووضعه)، وكونه هو أو أكثره (أمام المصلي)، وكونه للقبلة، فلا تصح على غائب ومحمولٍ على نحو دابةٍ وموضوعٍ خلفه. قوله: (ستة) ثلاثة في المتن وثلاثة في الشرح، وهي: ستر العورة، وحضور الميت، وكونه هو أو أكثره أمام المصلي...... قوله: (على نحو دابة) أي: كمحمولٍ على أيدي الناس. رد المحتار، كتاب الصلوه، باب صلاة الجنازة: ۲/۲۰۹، رشيدية، وفي تبيين الحقائق، وكذا لاتجوز على ميت وهو على الدابة أو على أيدي الناس على المختار. تبيين الحقائق: باب الجنائز، فصل: ۱/۳٤۲، دار الكتاب الإسلامي بيروت، وهكذا في نور الإيضاح، فصل: في صلاة الجنازة، ص: ۹۳، دار الحكمة دمشق

نیز غائبانہ نماز جنازہ سے متعلق مزید تفصیل بدعات میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۹) بہشتی گوہر، حصہ یازدہم، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۰۷، حصۂ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔ .... =

نمازِ جنازہ کے فرائض

نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں:

۱- چار مرتبہ "اللّٰہ أکبر" کہنا۔ ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے سمجھی جاتی ہے، یعنی جیسے دوسری نمازوں میں رکعت ضروری ہے، ویسے ہی نماز جنازہ میں ہر تکبیر ضروری ہے۔ بہشتی گوہر (۴۰)۔

= قال في رد المحتار: قوله: وكونه هو أو أكثره أمام المصلي: المناسب ذكر قوله: "هو أو أكثره" بعد قوله: حضوره؛ لأنه احترز عن كونه خلفه، مع أنه يوهم اشتراط محاذاته للميت أو أكثره، وليس كذلك: فقد ذكر القهستاني، عن التحفة: أن ركنها القيام، ومحاذاته إلى جزءٍ من أجزاء الميت. اهـ. رد المحتار، كتاب الجنائز، تحت: مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟: ٢/٢٠٨، رشيدية، وفي البحر: ويزاد على الشرطين: كونه أمام المصلي، كما صرحوا به. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٢/١٨٣، رشيدية، وهكذا في فتح القدير، في الجنائز، فصل في الصلاة على الميت: ٢/١١٧، دار الفكر بيروت.

(۴۰) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

أخرج البخاري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، نعى النجاشي في اليوم الذي مات فيه، وخرج بهم إلى المصلى، فصف بهم وكبّر عليه أربع تكبيرات. صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب التكبير على الجنازة أربعاً، الحديث رقم: ١٢٦٨، وهكذا رواه مسلم في الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، الحديث رقم: ٩٥١، وابن حبان، في: ذكر وصف التكبيرات على الجنائز، الحديث رقم: ٣٠٦٨، مؤسسة الرسالة بيروت، والنسائي في الكبرىٰ، في الجنائز، عدد تكبيرات على الجنازة، الحديث رقم: ٢١٠٧، وأبوداود في الجنائز، باب في الصلاة على المسلم يموت في بلاد الشرك، الحديث رقم: ٣٢٠٤، والترمذي في الجنائز، باب ما جاء في التكبير على الجنازة، الحديث رقم: ١٠٢٢. قال في الدر: (وهي أربع تكبيرات)، كل تكبيرةٍ قائمةٌ مقامَ ركعةٍ. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلاة الجنازة: ٣/١٢٨، رشيدية، وفي الهندية: وصلوة الجنازة أربع تكبيرات، ولو ترك واحدة منها لم تجز صلوته. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ١/١٦٤، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/٣٢٠، رشيدية، وهكذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الجنائز، باب غسل الميت: ٢/٦٣، دار المعرفة بيروت، وكذا في البدائع، وفيه: فينبغي أن يكون بعدها أربع تكبيرات، كل تكبيرة قائمة مقام ركعة. بدائع الصنائع، كتاب الجنائز، فصل: وأما بيان كيفية الصلاة على الجنازة: ١/٣١٢، رشيدية، وهكذا في تبيين الحقائق، كتاب الجنائز، فصل: ١/٢٤٠، دار الكتاب الإسلامي بيروت، وكذا في فتح القدير، كتاب الجنائز، فصل: في الصلاة على الميت: ٢/١٢٠، دار الفكر بيروت.

اگر امام جنازہ کی نماز میں چار تکبیر سے زائد کہے تو حنفی مقتدیوں کو چاہیے، کہ ان زائد تکبیرات میں اس کا اتباع نہ کریں، بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑے رہیں، جب امام سلام پھیرے، تو خود بھی سلام پھیر دیں۔ ہاں! اگر زائد تکبیریں امام سے نہ سنی جائیں، بلکہ مکبّر سے، تو مقتدیوں کو چاہیے کہ اتباع کریں اور ہر تکبیر کو تکبیر تحریمہ سمجھیں، یہ خیال کر کے کہ شاید اس سے پہلے جو چار تکبیریں مکبّر نقل کر چکا ہے، وہ غلط ہوں، امام نے اب تکبیرِ تحریمہ کہی ہو۔ درمختار وشامی (۴۱)۔

۲- قیام، یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا، جس طرح فرض وواجب نمازوں میں قیام فرض ہے اور بے عذر اس کا ترک جائز نہیں، اسی طرح نمازِ جنازہ بھی بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے ادا نہیں ہوتی۔ بہشتی گوہر (۴۲)۔

---

(٤١) (ولو كبر إمامه خمساً لم يتبع)؛ لأنه منسوخ، (فيمكث المؤتم حتى يسلم معه إذا سلم) به يفتى. هذا إذا سمع من الإمام، ولو من المبلغ تابَعَهُ. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٣١/٣، ١٣٢، رشيدية، وفي البحر: (فلو كبر الإمام خمساً لم يتبع)؛ لأنه منسوخ، ولا متابعة فيه، فيمكث حتى يسلم معه إذا سلم؛ ليكون متابعاً فيما تجب فيه المتابعة. وبه يفتى...... إنما لا يتابعه في الزوائد على الأربعة إذا سمع من الإمام، أما إذا لم يسمع إلا من المبلغ فيتابعه، وهذا حسن. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣٢٣/٢، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ١٦٤/١، رشيدية، وهكذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الجنائز، باب غسل الميت: ٦٤/٢، دار المعرفة بيروت، وهكذا في الهداية، فصل: في الصلاة على الميت: ٩٢/١، المكتبة الإسلامية، والبدائع، كتاب الجنائز، فصل: وأما بيان كيفية الصلاة على الجنازة: ٣١٣/١، رشيدية، وبداية المبتدي، كتاب الجنائز، فصل: في الصلاة على الميت: ٣٠/١، مكتبة محمد علي القاهرة، وهكذا في التبيين، كتاب الجنائز، فصل: ٢٤١/١، دار الكتاب الإسلامي بيروت، ونور الإيضاح، فصل: الدعاء في صلاة الجنازة، ص: ٩٤، دار الحكمة دمشق.

(۴۲) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۰۷، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(وركنها) شيئان: (التكبيرات) الأربع ...... (والقيام)، فلم تجز قاعداً بلا عذر. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٢٤/٣، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: وأركانها التكبيرات والقيام) فلا تصح قاعداً أو راكباً من غير عذرٍ. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز، فصل الصلاة عليه، المطبعة الكبرى مصر، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣٢٧/٢، رشيدية، وهكذا في المبسوط للسرخسي، وفيه: لأن فيها شيئين: التكبير والقيام، فكما أن ترك التكبير يمنع الاعتداد فكذلك ترك القيام، والقيام ههنا كوضع الجبهة والأنف في سجدة التلاوة، فكما لا تتأدى السجدة إلا بهما، كذا هنا. المبسوط للسرخسي، كتاب الجنائز، باب غسل الميت: ٦٩/٢، دار المعرفة بيروت، وفي فتح القدير، في فصل: في الصلاة على =

مسئلہ [75] اذان واقامت اور قراءت، رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ اس نماز میں نہیں۔ بہشتی گوہر بزیادۃ(۴۳)۔

نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں

۱-اللہ کی حمد کرنا۔

۲- نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔

۳-میت کے لئے دعا کرنا۔ بہشتی گوہر(۴۴)۔

جماعت اس نماز میں شرط نہیں۔ پس اگر ایک شخص بھی جنازہ کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا، خواہ وہ نماز پڑھنے والا عورت ہو یا مرد، بالغ ہو یا نابالغ۔ اور اگر کسی نے بھی نہ پڑھی تو سب گنہگار رہوں گے۔

=الميت: وأما أركانها: فالذي يفهم من كلامهم أنها: الدعا والقيام والتكبير الخ: ۲/۱۱۸، دار الفكر بيروت.

(۴۳)اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل،ص:۸۰۷،حصہ یازدہم،بہشتی گوہر،دارالاشاعت کراچی۔

قال في الهندية: الأذان سنة لأداء المكتوبات بالجماعة......، والإقامة مثل الأذان في كونه سنة للفرائض فقط، وليس لغير الصلوات الخمس والجمعة نحو السنن ......، أذان ولا إقامة، وكذا للمنذورة وصلوة الجنازة الخ. الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان: ۱/۵۳، رشيدية، وفي المراقي: (سن الأذان) ......، (و) كذا (الإقامة سنة مؤكدة) ......، (للفرائض)، ومنها: الجمعة، فلا يؤذن لعيد، واستسقاء، وجنازة، ووتر. مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الأذان، ص: ۱۲۳، دار الكتب العلمية بيروت، وفي الدر المختار: (وإذا حاذته امرأة مشتهاة، ولا حائل بينهما في صلاةٍ مطلقةٍ)، خرج الجنازة (مشتركة ......، الخ). الدر المختار: في الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۷٤، رشيدية، وهكذا في رد المحتار، باب الإمامة، مطلب: في الكلام على الصف الأول: ۱/۵۷٤، رشيدية، وهكذا في المبسوط للسرخسي، باب الأذان: ۱/۱۳٤، دار المعرفة بيروت، وهكذا في تحفة الفقهاء، باب الأذان والإقامة المعتبرة: وكذا لا أذانَ ولا إقامةَ في صلاة العيدين ......، وكذا في صلاة الجنازة؛ لأنهما ليست بصلوةٍ حقيقةً: ۱/۱۱۳، دار الكتب العلمية بيروت.

(۴۴)اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل،ص:۸۰۸،حصہ یازدہم،بہشتی گوہر،دارالاشاعت کراچی۔

(وسننها) ثلاثة: (التحميد والثناء، والدعاء فيها). الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الجنازة: ۲/۱۲٤، رشيدية، وفي البحر: وأما سننها: فالتحميد والثناء والدعاء فيها. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۳۱۵، رشيدية، وهكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل في الجنائز، الرابع: في الصلاة عليه، ص: ۵۸۵، سهيل أكيڈمي لاهور.

بہشتی گوہروشامی (۴۵)۔

مسئلہ [76] لیکن نمازِ جنازہ کی جماعت میں جتنے زیادہ لوگ ہوں، اتنا ہی بہتر ہے (۴۶)، اس لئے کہ یہ دعا ہے میت کے لئے اور چند مسلمانوں کا جمع ہوکر بارگاہِ الٰہی میں کسی چیز کے لئے دعا کرنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے، نزولِ رحمت اور قبول کے لئے، لیکن نمازِ جنازہ میں اس غرض سے تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہوجائے، مکروہ ہے۔ بہشتی گوہر (۴۷)۔

نماز جنازہ کا طریقہ

نمازِ جنازہ کا مسنون اور مستحب طریقہ یہ ہے، کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے محاذی کھڑا

---

(۴۵) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۸۰۸، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

قال في الدر: وبهذا تبين أنه لاتجب صلاة الجماعة فيها ......، لكن نقل في الأحكام عن جامع الفتاوى: سقوطها بفعلها كرد السلام. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟: ١٢٢/٣، رشيدية، وفي البحر: وبهذا تبين أنه لاتجب صلاة الجماعة فيها. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣١٤/٢، رشيدية، وفي تحفة الفقهاء: فأما إذا كان الإمام على طهارة، والقوم على غير طهاة جازت صلاة الإمام، دون صلاة القوم، ولم يعيدوا صلاة الجنازة؛ لأن صلاة الإمام تنوب عن الكل، وبهذا تبين أنه لا تجب صلاة الجماعة فيها؛ فإن الإمام منفرد هنا. تحفة الفقهاء، كتاب الجنائز، باب الصلاة، ٢٥٣/١، دار الكتب العلمية بيروت

(٤٦) عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: ما من ميت تصلي عليه أمة من المسلمين يبلغون مائة كلهم يشفعون له، إلا شفعوا فيه. صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب مَنْ صلى عليه مائة شفعوا فيه، الحديث رقم: ٩٤٧، والترمذي في الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على الجنازة والشفاعة للميت، الحديث رقم: ١٠٢٩، وأبو داود في الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة وتشييعها، عن ابن عباس، قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم، يقول: ما من مسلم يموت، فيقوم على جنازته أربعون رجلاً، لايشركون بالله شيئاً إلا شفعوا فيه، الحديث رقم: ٣١٧٠، والنسائي في المجتبىٰ، كتاب الجنائز، فضل من صلى عليه مائة، الحديث رقم: ١٩٩١، والبيهقي في الكبرىٰ، أبواب الجنائز، باب صلاة الجنازة بإمام، وما يرجىٰ للميت في كثرة من يصلي عليه، الحديث رقم: ٦٦٩٤، ٦٦٩٥: ٣٠/٤، مكتبة دار الباز مكة المكرمة.

(۴۷) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۸۰۸، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

وفي حاشية الطحطاوي: ويكره تأخير الصلاة عليه ليصلي عليه الجمع العظيم بعد صلاة الجمعة، ولو خافوا فوت الجمعة بسبب دفنه يؤخر الدفن آه. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الجنائز، فصل: في حملها ودفنها: ٤٠، المطبعة الكبرىٰ القاهرة، وهكذا في البحر، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢٠٦/٢، رشيدية.

ہوجائے اور سب لوگ یہ نیت کریں:

"نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ صَلاةَ الْجَنَازَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَدُعَاءً لِّلْمَيِّتِ". یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ نماز جنازہ پڑھوں، جو خدا کی نماز ہے اور میت کے لئے دعا ہے۔

یہ نیت کرکے دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ "اللّٰہ أکبـــر" کہہ کر دونوں ہاتھ مثلِ نماز کے باندھ لیں، پھر سبحانك اللھم آخر تک پڑھیں، اس کے بعد پھر ایک بار "اللّٰہ أکبر" کہیں، مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں، بعد اس کے درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود شریف پڑھا جائے، جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، پھر ایک مرتبہ "اللّٰہ أکبـــر" کہیں، اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں، اس تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کریں۔ اگر وہ بالغ ہو، خواہ مرد ہو یا عورت، تو یہ دعا پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ" (٤٨).

اور بعض احادیث میں یہ دعا بھی آئی ہے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَاراً خَيْراً مِنْ دَارِهِ وَأَهْلاً خَيْراً مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجاً خَيْراً مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ

---

(٤٨) روى الترمذي، عن أبي إبراهيم الأشهلي، عن أبيه رضي الله عنه، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذا صلى على الجنازة، قال: اللهم اغفر لحيّنا وميّتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا وذكرنا وأنثانا قال: يحيي: وحدثني أبو سلمة بن عبد الرحمن، عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، مثل ذلك. وزاد فيه: اللهم من أحييته منّا فأحيه على الإسلام ومن توفيته منا فتوفه على الإيمان. جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما يقول في الصلاة على الميت، الحديث رقم: ١٠٢٤، وأبو داود، في الجنائز، باب الدعاء للميت، الحديث رقم: ٣٢٠١، والحاكم في المستدرك، كتاب الجنائز، الحديث رقم: ١٣٢٧، ١/٥١١، دار الكتب العلمية بيروت، والنسائي في السنن الكبرى، كتاب الجنائز، الدعاء في الصلاة على الجنازة، الحديث رقم: ١٠٩٢٣، وابن ماجه، في الجنائز، باب ما جاء في الدعاء في الصلاة على الجنازة، الحديث رقم: ١٤٩٨.

الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ"(۴۹).

اور دونوں دعاؤں کو پڑھ لے، تب بھی بہتر ہے، بلکہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے رد المحتار میں دونوں دعاؤں کو ایک ہی میں ملا کر لکھا ہے(۵۰)، ان دونوں دعاؤں کے سوا اور بھی دعائیں احادیث میں آئی ہیں(۵۱) اور ان کو ہمارے فقہاء نے بھی نقل کیا ہے(۵۲)، جس دعا کو چاہے اختیار کر لے۔

اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْراً وَذُخْراً وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَمُشَفَّعاً"(۵۳).

---

(۴۹) أخرجه مسلم في الجنائز، باب الدعاء للميت في الصلاة، الحديث رقم: ۹۶۳، وابن حبان في: ذكر ما يستحب للمرء أن يسأل الله عزوجل لمن يصلي عليه الإبدال له داراً خيراً من داره وأهلاً من أهله، الحديث رقم: ۳۰۷۵: ۷/۳۴۴، مؤسسة الرسالة بيروت، والنسائي في الكبرى، كتاب الجنائز، الدعاء، الحديث رقم: ۲۱۱۱، والبيهقي في الكبرى، كتاب الجنائز، باب الدعاء في صلاة الجنازة، الحديث رقم: ۶۷۵۶: ۴/۴۰، مكتبة دار الباز مكة المكرمة، وأحمد في مسنده في حديث عوف بن مالك الأشجعي الأنصاري، الحديث رقم: ۲۴۰۲۱: ۶/۲۳، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۵۰) قال ابن عابدين في رد المحتار: تحت قوله: والمأثور أولى: ومن المأثور: اللهم اغفر لحينا وميتنا ......، فتوفه على الإيمان، اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه وأكرم نزله ووسع مدخله...الخ. رد المحتار، كتاب الجنائز، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟: ۲/۲۱۳، رشيدية.

(۵۱) وفي زاد المعاد: فصل في هديه صلى الله عليه وسلم في الجنائز، فصل: ومقصود الصلاة على الجنازة هو الدعاء للميت، ......، فحفظ من دعائه: اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه ......، وحفظ من دعائه: اللهم اغفر لحينا وميتنا وصغيرنا وكبيرنا ......، وحفظ من دعائه: اللهم! إن فلان بن فلان في ذمتك وحبل جوارك، فقِهِ من فتنة القبر ومن عذاب النار، فأنت أهل الوفاء والحق، فاغفرله وارحمه إنك أنت الغفور الرحيم، وحفظ من دعائه أيضاً: اللهم أنت ربها وأنت خلقتها وأنت رزقتها وأنت هديتها للإسلام وأنت قبضت روحها وتعلم سرها وعلانيتها، جئنا شفعاءَ فاغفرلها: ۱/۵۰۵، ۵۰۶، مؤسسة الرسالة بيروت.

(۵۲) ذكر صاحب فتح القدير، في الجنائز، فصل: في الصلاة على الميت، وفيه: ولا توقيت في الدعاء، سوى أنه بأمور الآخرة، وإن دعا بالمأثور فما أحسنه! وأبلغه!، ومن المأثور: حديث عوف بن مالك ......، اللهم اغفرله وارحمه وعافه ......، رواه مسلم والترمذي والنسائي، وفي حديث إبراهيم الأشهل، عن أبيه ......، اللهم اغفر لحينا وميتنا ......، رواه الترمذي والنسائي وأبوداود، وفي موطأ مالك: اللهم إن كان محسناً فزد في إحسانه وإن كان مسيئاً فتجاوز عن سيئاته...الخ. فتح القدير، فصل في الصلاة على الميت: ۲/۱۲۲، دار الفكر بيروت.

(۵۳) أخرج البيهقي عن أبي هريرة، أنه كان يصلي على المنفوس الذي لم يعمل خطيئة قط، ويقول: اللهم اجعله لنا =

اور اگر میت نابالغ لڑکی ہو تو بھی یہی دعا ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ تینوں "اجْعَلْهُ" کی جگہ "اجْعَلْهَا" اور "شَافِعاً ومُشَفَّعاً" کی جگہ "شَافِعَةً ومُشَفَّعَةً" پڑھیں (۵۴)۔

جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ "اللّٰه أکبـــر" کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیر دیں، جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں، اس نماز میں التحیات اور قرآن مجید کی

= سلفاً وفرطاً وذخراً. السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الجنائز، باب السقط، يغسل ويكفن ويصلي عليه إن استهل، الحديث رقم: ٦٥٨٥ (٤/٩)، مكتبة دار الباز مكة المكرمة، والطبراني في المعجم الأوسط، في من اسمه: عبدالله، الحديث رقم: ٤٣٠٦: ٤/٣١٥، دارالحرمين القاهرة، وأخرج ابن أبي شيبة في مصنفه، عن سفيان بن الحسين، عن الحسن، أنه كان يقول: اللهم اجعله لنا فرطاً وذخراً وأجراً، مصنف ابن أبي شيبة، في السقط والمولود وما يدعى لهما به، الحديث رقم: ٢٩٨٣٨ (٦/١٠٥)، مكتبة الرشد الرياض. وهكذا في الفردوس بمأثور الخطاب للديلمي، في ذكر الأدعية التي دعا النبي صلى الله عليه وسلم في الصلاة على الجنائز، تحت الحديث رقم: ٢٠٢٩ (١/٤٩٧)، دار الكتب العلمية بيروت، وكذا رواه في نيل الأوطار، في الجنائز، باب الدعاء للميت وما ورد فيه: ٤/١٠٧، دارالجيل بيروت، وقريباً من هذا في تلخيص الحبير، كتاب الجنائز، تحت الحديث رقم: ٧٧١ (٢/١٢٣)، المدينة المنورة، وكذا رواه ابن حجر في تعليق التعليق، كتاب الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة، الحديث رقم: ١٣٤١ (٢/٤٨٤)، المكتب الإسلامي بيروت، وهكذا في عون المعبود، في الجنائز، باب الدعاء للميت: ٨/٣٤٦، دار الكتب العلمية بيروت، وكذا في عمدة القاري في الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة: ٨/١٣٨، دار إحياء التراث العربي بيروت. وهكذا في فتح الباري، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة: ٣/٢٠٣، دار المعرفة بيروت. وكذا في البحرالرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/١٩٨، رشيدية، والهداية شرح البداية، كتاب الجنائز، فصل في الصلاة على الميت: ١/٩٢، المكتبة الإسلامية، وهكذا في تبيين الحقائق، كتاب الجنائز، فصل: ١/٢٤١، دار الكتب الإسلامي بيروت، ومثله في مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، تحت باب صلاة الجائز: ١/٢٧١، دار الكتب العلمية بيروت.

(٥٤) وفي حاشية الطحطاوي على المراقي: وفي مجمع الأنهر: وإن كانت مؤنثاً أنث الضمائر الراجعة إليه آه، حاشية الطحطاوي، باب أحكام الجنائز: ١/٣٨٧، المطبعة الكبرى مصر، وفي تحفة الأحوذي، أبواب الجنائز، باب ما يقول في الصلاة على الميت، تحت الحديث رقم: ١٠٢٥: وروى مثله سفيان في جامعه، عن الحسن، قال: والظاهر أنه يدعو بهذه الألفاظ الواردة في هذه الأحاديث، سواء كان الميت ذكراً أو أنثى، ولايحول الضمائر المذكورة إلى صيغة التأنيث، إذا كانت الميت أنثى؛ لأن مرجعها الميت، وهو يقال على الذكر والأنثىٰ آه. تحفة الأحوذي: ٤/٩٣، دار الكتب العلمية بيروت.

قراءت وغیرہ نہیں ہے۔ بہشتی گوہر(۵۵)۔

مسئلہ [77] اگر کسی کو نمازِ جنازہ کی دعا یاد نہ ہو تو صرف اللھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات پڑھ لے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے، تو صرف چار تکبیریں کہہ دینے سے بھی نماز ہو جائے گی، اس لئے کہ دعا اور درود شریف فرض نہیں، مسنون ہے۔ بہشتی گوہر(۵۶)۔

---

(۵۵) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۰۸، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

وفي التنوير: وهي أربع تكبيرات، يرفع يديه في الأولىٰ فقط، ويثني بعدها، ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم بعد الثانية، ويدعو بعد الثالثة، ويسلم بعد الرابعة. تنوير الأبصار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ٢/٢١٢، رشيدية، وكذا في العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنازة: ١/١٦١، رشيدية، وهكذا في البحر، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/٢٠٣، رشيدية، وهكذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الجنائز، باب غسل الميت: ٢/٦٤، دار المعرفة بيروت، وهكذا في البدائع، كتاب الجنائز، فصل: وأما كيفية الصلاة على الجنازة: ١/٣١٣، رشيدية، وهكذا في الشامي، كتاب الجنائز، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟: ٢/٢١٢، رشيدية، وحاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الجنائز، باب أحكام الجنائز: ١/٣٨٦، المطبعة الكبرى مصر، وهكذا في فتح القدير، فصل: في الصلاة على الميت: ٢/١٢٢، دار الفكر بيروت، وكذا في العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ١/١٦٤، رشيدية، وهكذا في مجمع الأنهر، باب صلاة الجنازة: ١/٢٧٠، دار الكتب العلمية بيروت.

(۵۶) اصلی بہشتی زیور، جنازے کے متفرق مسائل، ص: ۱۶۷، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

قال في البحر: ومن لايحسن الدعاء، يقول: اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات ......، ثم يدعو للميت وللمؤمنين والمؤمنات؛ لأنه المقصد منها، وهو لايقتضي ركنية الدعاء؛ لأن نفس التكبير رحمة للميت، وإن لم يدع له. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/٣٢١، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ١/١٦٤، رشيدية، وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ٣/١٢٩، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي، باب أحكام الجنائز، وفيه: اللهم اغفرلنا وله وللمؤمنين والمؤمنات، أو يقول ما تيسّر عليه: ١/٣٨٧، المطبعة الكبرىٰ مصر، وقال في الشامية: ثم أفاد أن من لم يحسن الدعاء بالمأثور يقول: اللهم اغفرلنا ولوالدينا وله وللمؤمنين والمؤمنات. رد المحتار، كتاب الجنائز، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟ ٢/٢١٢، رشيدية، وهكذا في مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، باب صلاة الجنازة: ١/٢٧١، دار الكتب العلمية بيروت.

مسئلہ [78] نمازِ جنازہ کے بعد وہیں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ ہے، سنت سے ثابت نہیں، کیونکہ نمازِ جنازہ خود دعا ہے(۵۷)۔

مسئلہ [79] نمازِ جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے۔ باقی چیزیں ثناء اور دعا اور درود مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا۔ بہشتی گوہر(۵۸)۔

مسئلہ [80] جنازہ کی نماز میں مستحب ہے، کہ حاضرین کی تین صفیں کر دی جائیں، یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں، تو ایک آدمی ان میں سے امام بنا دیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں اور دوسری میں دو اور تیسری میں ایک۔ بہشتی گوہر(۵۹)۔

---

(۵۷) کیونکہ نماز جنازہ بذات خود دعا ہے۔

لأن صلاة الجنازة دعاء للميت. بدائع الصنائع، كتاب الصلوه، فصل كيفية الصلاة على الجنازة: ٥١/٢، رشيدية، وهكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة والحدث في الصلاة، وفيه: وصلاة الجنازة ليست بصلوة من كل وجه، وإنما هي دعاء للميت: ١٣٧/١، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي، باب ما يفسد الصلاة، تحت قوله: إذ لا سجود فيها، فهي ليست بصلوة، وإنما هي دعاءٌ للميت: ٢٢٣/١، المطبعة الكبرى مصر.

(۵۸) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۸۰۸، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

قال في الهندية: ويخافت في الكل إلا في التكبير، ولا يقرأ فيها القرآن......، ولا يرفع يديه إلا في التكبيرة الأولىٰ ......، الإمام والقوم فيه سواء. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ١٦٤/١، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل: الصلاة عليه، ٢٢٣/١، المطبعة الكبرى مصر، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣٢٢/٢، رشيدية.

(۵۹) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص:۸۰۸، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

أخرج أبو داود، عن مالك بن هبيرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من مسلم يموت فيصلي عليه ثلاثة صفوف من المسلمين إلا أوجب. قال: فكان مالك إذا استقلّ أهل الجنازة جزّأهم ثلاثة صفوف؛ للحديث. أبو داود، كتاب الجنائز، باب في الصفوف على الجنازة، الحديث رقم: ٣١٦٦، وكذا رواه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على الجنازة والشفاعة للميت، الحديث رقم: ١٠٢٨. قال في رد المحتار: ويستحب أن يصف ثلاثة صفوف، حتى لو كانوا سبعةً يتقدم أحدهم للإمامة، ويقف وراءه ثلاثة ثم اثنان ثم واحد. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٣١/٣، رشيدية، وفي الهندية: إذا كان القوم سبعة قاموا ثلاثة صفوف، يتقدم واحد وثلاثة بعده واثنان بعدهم، وواحد بعدهما. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ١٦٤/١، رشيدية،=

وہ چیزیں جن سے نمازِ جنازہ فاسد ہو جاتی ہے

مسئلہ [81] جنازہ کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے، جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد آتا ہے، صرف اتنا فرق ہے، کہ جنازہ کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا اور عورت کی محاذات سے بھی اس میں فساد نہیں آتا۔ بہشتی گوہر (۶۰)۔

مسجد اور وہ مقامات جن میں نمازِ جنازہ مکروہ ہے

جنازہ کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، جو پنج وقتہ نمازوں یا جمعہ یا عیدین کی نماز کے لئے بنائی گئی ہو، خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے باہر ہو اور نماز پڑھنے والے اندر ہوں [۶۱]، ہاں جو خاص جنازہ

---

[۶۱] اور اگر یہ صورت ہو کہ جنازہ اور امام مع کچھ مقتدیوں کے مسجد سے باہر ہوں اور باقی مقتدی اندر ہوں تو اس صورت کو بھی علامہ شامی اور صاحبِ درمختار نے مکروہ قرار دیا ہے (۶۲)، لیکن امداد المفتین میں فتاوی بزازیہ کے حوالہ سے اسے جائز لکھا ہے، لہٰذا احتیاط بہر حال اس میں ہے کہ بلا عذر اس صورت سے بھی اجتناب کیا جائے (۶۳)۔ رفیع۔

= وهكذا في حاشية الطحطاوي، على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة ، باب أحكام الجنائز: ۳۸۵/۱، المطبعة الكبرى مصر، وكذا في مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، باب صلاة الجنازة: ۲۷۰/۱، دار الكتب العلمية بيروت.

(۶۰) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۰۸، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

في الهندية: وتفسد صلاة الجنازة بما تفسد به سائر الصلوات إلا محاذاة المرأة. الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة ، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ۱۶۴/۱، رشيدية، وفي البدائع: فصل: وأما بيان ما تفسد به صلاة الجنازة: فنقول: إنها تفسد بما تفسد به سائر الصلوات، وهو ما ذكرنا من الحدث العمد والكلام والقهقهة وغيرها من نواقض الصلاة إلا المحاذاة؛ فإنها غير مفسدة في هذه الصلاة ......، وكذا القهقهة في هذه الصلاة لاتنقض الطهارة. الخ. بدائع الصنائع، كتاب الصلاة ، بيان ما تفسد وما يكره في الصلاة : ۳۱٦/۱، رشيدية، وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة ، باب صلاة الجنازة: ۱۲۱/۳، رشيدية.

(۶۲) قال في الدر: (واختلف في الخارجة) عن المسجد وحده أو مع بعض القوم: (والمختار الكراهة) مطلقاً؛ بناء على أن المسجد إنما بني للمكتوبة وتوابعها، كنافلةٍ وذكرٍ وتدريس علمٍ. الدر المختار. قوله: أو مع القوم، أي: كلًّا أو بعضاً؛ بناءً على أن (آلْ) في القوم جنسية. قوله: (مطلقاً) أي: في جميع الصور المتقدمة ......، سواء كان الميت فيه أو خارجه، هو ظاهر الرواية، وفي رواية: لا يكره، إذا كان الميت خارج المسجد. رد المحتار، كتاب الصلاة ، باب صلاة الجنازة: ۱٤۸/۳، رشيدية.

(۶۳) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (امداد المفتیین) ، کتاب الجنائز، فصل في الصلوة على الميت، ص: ۳۷٦، دارالاشاعت کراچی۔

کی نماز کے لئے بنائی گئی، اس میں مکروہ نہیں۔ بہشتی گوہر (٦٤)۔

اگر مسجد کے باہر کوئی جگہ نہ ہو، تو بمجبوری مسجد میں پڑھنا مکروہ نہیں۔ امداد الفتاویٰ، ۵۳۴/۱ (٦٥)۔

حرمین شریفین میں اسی عذر کی بناء پر مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھائی جاتی ہے۔

مسئلہ [82] عام راستہ پر نمازِ جنازہ پڑھنا کہ جس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو، مکروہ ہے۔ امداد الفتاویٰ، ۵۳۳/۱ (٦٤)۔

مسئلہ [83] کسی دوسرے کی زمین پر اس کی اجازت کے بغیر نمازِ جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔

---

(٦٤) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۰۹، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

(وكرهت تحريماً) وقيل: (تنزيهاً في مسجد جماعةٍ هو) أي: الميت (فيه) وحده أومع القوم، (واختلف في الخارجة) عن المسجد وحده أو مع بعض القوم: (والمختار الكراهة) مطلقاً؛ بناء على أن المسجد إنما بني للمكتوبة وتوابعها، كنافلةٍ وذكرٍ وتدريس علمٍ. الدر المختار. قوله: أو مع القوم، أي: كلًّا أو بعضاً؛ بناءً على أن (الْ) في القوم جنسية. قوله: (مطلقاً) أي: في جميع الصور المتقدمة ......، سواء كان الميت فيه أو خارجه، هو ظاهر الرواية. رد المحتار، كتاب الصلاة ، باب صلاة الجنازة: ١٤٨/٣، رشيدية، وهكذا في الهداية، فصل في الصلاة على الميت، وفيه: ولا يصلي على ميتٍ في مسجد جماعةٍ؛ لقول النبي صلى الله عليه وسلم: من صلى على جنازةٍ في المسجد فلا أجر له: ٩٢/١، المكتبة الإسلامية بيروت، وهكذا في تبيين الحقائق، في الجنائز، فصل: ٢٤٢/١، دار الكتب الإسلامي القاهرة، و كذا في مجمع الأنهر، باب صلاة الجنازة: ٢٧٢/١، دار الكتب العلمية بيروت.

(٦٥) امداد الفتاوی، باب الجنائز، عنوان: تحقیق کراہتِ نمازِ جنازہ در مسجد، سوال نمبر: ٧٢٠، ٦١٤/١، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على جنازة في المسجد فليس له شيء. أخرجه ابن ماجه، في الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على الجنائز في المسجد، الحديث رقم: ١٥١٧، وأحمد في مسند أبي هريرة، الحديث رقم: ٩٧٢٨، ٤٤٤/٢، دار إحياء التراث العربي بيروت، وعبد الرزاق في مصنفه، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الميت في المسجد، الحديث رقم: ٦٥٧٩، ٥٢٧/٣، المكتب الإسلامي بيروت. قال في الهندية، عن التبيين: أما المسجد الذي بني لأجل صلاة الجنازة فلا تكره فيه. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة ، الفصل الخامس في المسجد على الميت: ١٦٥/١، رشيدية، ولا تكره بعذر المطر ونحوه. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة ، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ١٦٥/١، رشيدية، وفي الرد: تتمه: إنما تكره في المسجد بلا عذر، فإن كان فلا، ومن الأعذار: المطر ......، والاعتكاف. رد المحتار، كتاب الصلوه، باب صلاة الجنازة: ١٥١/٣، رشيدية.

(٦٤) امداد الفتاوی، باب الجنائز، عنوان: تحقیق کراہتِ نمازِ جنازہ در مسجد، سوال نمبر: ٧٢٠، ٦١٤/١، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

شامی،۱/ ۷۲۷(۶۶)۔

مسئلہ [84] میت کو نماز کے بغیر بھی مسجد میں داخل کرنا مکروہ ہے۔شامی،۱/ ۷۲۷(۶۷)۔

مسئلہ [85] جنازہ کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں، جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔بہشتی گوہر(۶۸)۔

اگر بیک وقت کئی جنازے جمع ہو جائیں

مسئلہ [86] اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازہ کی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے، تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہیے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے، جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازہ کے آگے دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے، کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور یہ صورت اس لئے بہتر ہے، کہ اس میں سب کا سینہ امام کے مقابل ہو جائے گا، جو مسنون ہے۔بہشتی گوہر(۶۹)۔

مسئلہ [87] اگر جنازے مختلف اصناف (قسموں) کے ہوں تو اس ترتیب سے ان کی صف قائم کی جائے کہ امام کے قریب مَردوں کے جنازے، ان کے بعد لڑکوں کے اور ان کے بعد بالغہ عورتوں کے،

---

(٦٦) وتكره أيضاً في الشارع وأرض الناس. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٤٨/٣، رشيدية، وفي الهندية: تكره في الشارع وأراضي الناس. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ١٦٥/١، رشيدية.

(٦٧) يكره إدخاله فيه بالأولى؛ لأنه عبث محض، ولا سيما على كون علة كراهة الصلاة خشية تلويث المسجد. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٥٠/٣، رشيدية.

(۶۸) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل،ص:۸۰۹،حصہ یازدہم،بہشتی گوہر،دارالاشاعت کراچی۔

قال في الدر: ولم يجز الصلاة عليها راكباً ولا قاعداً بغير عذر. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٤٧/٣، رشيدية، وفي البحر: ولم يصلوا ركباناً؛ لإنها صلاة من وجه؛ لوجود التحريمة، فلا يجوز ترك القيام من غير عذر احتياطاً ......، وأشار إلى أنها لاتجوز قاعدًا مع القدرة على القيام. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣٢٧/٢، رشيدية، وفي البدائع: ولو صلى راكباً أو قاعداً من غير عذر لم تجزهم استحساناً. بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل: وأما بيان ما تصح به وما تفسد وما يكره: ٥٤/٢، رشيدية.

(۶۹) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل،ص:۸۰۹،حصہ یازدہم،بہشتی گوہر،دارالاشاعت کراچی۔ .... =

ان کے بعد نابالغ لڑکیوں کے۔ بہشتی گوہر (۷۰)۔

جنازہ کی نماز میں مسبوق اور لاحق کے احکام

مسئلہ [88] اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں ایسے وقت پہنچا، کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو جس قدر تکبیریں ہو چکی ہوں، ان کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائے گا[۱۷] اور اس کو

---

[۱۷] (کیونکہ پیچھے معلوم ہو چکا ہے کہ نمازِ جنازہ میں تکبیرِ تحریمہ سمیت ہر تکبیر پوری ایک رکعت کے حکم میں ہے، پس جتنی تکبیریں فوت ہوئیں، گویا کہ اتنی ہی رکعتیں فوت ہو گئیں)۔ شامی (۷۲)۔ (رفیع)۔

= قال في الدر: (وإذا اجتمعت الجنائز فإفراد الصلاة) على كل واحدة (أولى) من الجمع، وتقديم الأفضل أفضل. (وإن جمع) جاز، ثم إن شاء جعل الجنائز صفاً واحداً وقام عند أفضلهم، وإن شاء (جعلها صفًّا مما يلي القبلة) واحداً خلف واحدٍ، (بحيث يكون صدر كل) جنازة (مما يلي الإمام)؛ ليقوم بحذاء صدر الكل، وإن جعلها دَرَجاً فحسن؛ لحصول المقصود، (ورَاعَى الترتيب) المعهود خلفه حالة الحياة، فيقرب منه الأفضل فالأفضل، الرجل مما يليه، فالصبي، فالخنثى، فالبالغة، فالمراهقة، والصبي الحر يقدم على العبد، والعبد على المرأة. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱۳۸/۳، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ۱۶۵/۱، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳۲۸/۲، رشيدية.

(۷۰) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل ص: ۸۰۹، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

قال في الدر: (وإذا اجتمعت الجنائز فإفراد الصلاة) على كل واحدة (أولى) من الجمع، وتقديم الأفضل أفضل. (وإن جمع) جاز، ثم إن شاء جعل الجنائز صفاً واحداً وقام عند أفضلهم، وإن شاء (جعلها صفًّا مما يلي القبلة) واحداً خلف واحدٍ، (بحيث يكون صدر كل) جنازة (مما يلي الإمام)؛ ليقوم بحذاء صدر الكل، وإن جعلها دَرَجاً فحسن؛ لحصول المقصود، (ورَاعَى الترتيب) المعهود خلفه حالة الحياة، فيقرب منه الأفضل فالأفضل، الرجل مما يليه، فالصبي، فالخنثى، فالبالغة، فالمراهقة، والصبي الحر يقدم على العبد، والعبد على المرأة. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱۳۸/۳، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ۱۶۵/۱، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳۲۸/۲، رشيدية.

(۷۲) قال الشامي: لما مر أن كل تكبيرة كركعة. ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱۳٤/۳، رشيدية.

چاہیے کہ فوراً آتے ہی مثل اَور نمازوں کے تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک نہ ہوجائے [۷۳]، بلکہ امام کی اگلی تکبیر کا انتظار کرے، جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہوگی، پھر جب امام سلام پھیر دے، تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرلے [۷۴] اور اس میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں [۷۵]۔ بہشتی گوہر (۷۶)۔

---

[۷۳] (کیونکہ یہ تکبیر بھی فوت شدہ رکعت کی طرح ہے اور مسبوق اپنی فوت شدہ کوئی رکعت نماز میں داخل ہوتے ہی نہیں پڑھتا، بلکہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھتا ہے، اسی طرح یہ فوت شدہ سب تکبیریں بھی امام کے سلام کے بعد پڑھی جائیں گی)۔ شامی (۷۷)۔ (رفیع)۔

[۷۴] لیکن اگر وہ شخص امام کی اگلی تکبیر کا انتظار کئے بغیر فوراً آتے ہی اللہ اکبر کہہ کر نماز میں شریک ہوگیا تو پھر بھی نماز درست ہوجائے گی، البتہ شریک ہوتے وقت جو تکبیر اس نے کہی، وہ ان چار تکبیروں میں شمار نہ ہوگی، جو نمازِ جنازہ میں فرض ہیں، لہٰذا جب امام سلام پھیر دے تو اس شخص پر لازم ہے، کہ جو تکبیریں اس کے نماز میں شامل ہونے سے پہلے ہوچکی تھیں، وہ پڑھ کر پھر سلام پھیرے۔ شامی (۷۸)۔ رفیع۔

[۷۵] یعنی جنازہ کی نماز کا مسبوق جب اپنی فوت شدہ تکبیریں (امام کے سلام کے بعد) پڑھے اور یہ خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر ہوجائے گی، یعنی جنازہ اس کے سامنے سے اٹھالیا جائے گا تو دعا نہ پڑھے، بلکہ صرف فوت شدہ تکبیریں پے در پے پڑھ کر سلام پھیر دے۔ شامی (۷۹)۔ رفیع۔

---

(۷۷) قال الشامي: والمسبوق لايبدأ بما فاته. ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱۳۴/۳، رشيدية.

(۷۸) وقال أبو يوسف رحمه الله: يكبر حين يحضر، (كما لاينتظر الحاضر) في (حال التحريمة)، بل يكبر إتفاقاً للتحريمة؛ لأنه كالمدرك، ثم يكبرانِ ما فاتَهُمَا بعد الفراغ نسقاً (بلادعاء إن خشيا رفع الميت على الأعناق) وما في المجتبى: من أن المدرك يكبر الكل للحال شاذ. نهر. (فلو جاء) المسبوق (بعد تكبيرة الإمام لرابعة فاتته الصلاة)؛ لتعذر الدخول في تكبيرة الإمام، وعند أبي يوسف يدخل؛ لبقاء التحريمة، فإذا سلم الإمام كبر ثلاثاً كما في الحاضر وعليه الفتوى. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۳/۱۳۴-۱۳۶، رشيدية.

(۷۹) قال الشامي: بل يكبر إتفاقاً للتحريمة؛ لأنه كالمدرك، ثم يكبرانِ ما فاتَهُمَا بعد الفراغ نسقاً (بلادعاء إن خشيا رفع الميت على الأعناق) وما في المجتبى: من أن المدرك يكبر الكل للحال شاذ. نهر. (فلو جاء) المسبوق (بعد تكبيرة الإمام لرابعة فاتته الصلاة)؛ لتعذر الدخول في تكبيرة الإمام، وعند أبي يوسف يدخل؛ لبقاء التحريمة، فإذا سلم الإمام كبر ثلاثاً كما في الحاضر، وعليه الفتوى. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۳/۱۳۴-۱۳۶، رشيدية.

(۷۶) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۱۰، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

مسئلہ [89] اگر کوئی شخص ایسے وقت پہونچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو، تو وہ شخص اس چوتھی تکبیر کے حق میں مسبوق نہ سمجھا جائے گا، اس کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ کر امام کے سلام سے پہلے شریک ہوجائے اور ختم نماز کے بعد اپنی گئی ہوئی تین تکبیروں کا اعادہ کرلے۔ بہشتی گوہر (۸۰) وشامی (۸۱)۔

مسئلہ [90] اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا کسی اور تکبیر کے وقت موجود نہ تھا اور نماز میں شرکت کے لئے تیار تھا، مگر سستی یا کسی اور وجہ سے شریک نہ ہوا [۸۲] تو اس کو امام کی اگلی تکبیر کا انتظار نہ کرنا چاہیے،

[۸۲] یعنی تکبیر نہ کہی۔ کمافی الشامی (۸۳)۔ رفیع۔

(۸۰) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۱۰، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(۸۱) (والمسبوق) ببعض التكبيرات لايكبر في الحال، بل (ينتظر) تكبير (الإمام؛ ليكبر معه) للإفتتاح؛ لما مر أن كل تكبيرة كركعة، والمسبوق لايبدأ بما فاته. وقال أبو يوسف رحمه الله: يكبر حين يحضر، (كما لاينتظر الحاضر) في (حال التحريمة)، بل يكبر إتفاقاً للتحريمة؛ لأنه كالمدرك، ثم يكبران ما فَاتَهُمَا بعد الفراغ نسقاً (بلادعاء إن خشيا رفع الميت على الأعناق) وما في المجتبى: من أن المدرك يكبر الكل للحال شاذ. نهر. (فلو جاء) المسبوق (بعد تكبيرة الإمام لرابعة فاتته الصلاة)؛ لتعذر الدخول في تكبيرة الإمام، وعند أبي يوسف يدخل؛ لبقاء التحريمة، فإذا سلم الإمام كبر ثلاثاً كما في الحاضر، وعليه الفتوى. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۳/۱۳۴-۱۳۶، رشيدية، وكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في صلاة الجنازة، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ۱/۱٦٤، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۲/۳۲٤، رشيدية، وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل: في الجنائز، الرابع في الصلاة عليه، ص: ۵۸۷، سهيل أكيڈمي لاهور.

(۸۳) وفي الدر: بل (ينتظر) تكبير (الإمام؛ ليكبر معه) للإفتتاح؛ لما مر أن كل تكبيرة كركعة، والمسبوق لايبدأ بما فاته. وقال أبو يوسف رحمه الله: يكبر حين يحضر، (كما لاينتظر الحاضر) في (حال التحريمة)، بل يكبر إتفاقاً للتحريمة؛ لأنه كالمدرك، ثم يكبران ما فَاتَهُمَا بعد الفراغ نسقاً (بلادعاء إن خشيا رفع الميت على الأعناق) وما في المجتبى: من أن المدرك يكبر الكل للحال شاذ. نهر. (فلو جاء) المسبوق (بعد تكبيرة الإمام لرابعة فاتته الصلاة)؛ لتعذر الدخول في تكبيرة الإمام، وعند أبي يوسف يدخل؛ لبقاء التحريمة، فإذا سلم الإمام كبر ثلاثاً كما في الحاضر وعليه الفتوى. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۳/۱۳۴-۱۳۶، رشيدية، وكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في صلاة الجنازة، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ۱/۱٦٤، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۲/۳۲٤، رشيدية، وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل: في الجنائز، الرابع في الصلاة عليه، ص: ۵۸۷، سهيل أكيڈمي لاهور.

بلکہ فوراً تکبیر کہہ کر شریکِ نماز ہو جانا چاہیے اور اس تکبیر کا اعادہ اس کے ذمہ نہ ہوگا[۸۴]۔

بشرطیکہ قبل اس کے کہ امام اگلی تکبیر کہے، یہ اس تکبیر کو ادا کرلے، گو امام کی معیت نہ ہو، ہاں! اس تکبیر سے پہلے جو تکبیریں فوت ہو چکیں، ان تکبیروں میں یہ شخص مسبوق ہے، وہ تکبیریں یہ امام کے سلام کے بعد ادا کرے۔ شامی و بہشتی گوہر (۸۵)۔

مسئلہ [91] جنازہ کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے اور یہ خوف ہو کہ اگر

---

[۸۴] یعنی امام کے سلام کے بعد شامی (۸۶)۔ رفیع۔

---

(۸۵) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۱۰، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

وفي الدر: (والمسبوق) ببعض التكبيرات لايكبر في الحال، بل (ينتظر) تكبير (الإمام؛ ليكبر معه) للإفتتاح؛ لما مر أن كل تكبيرةٍ كركعةٍ، والمسبوق لايبدأ بما فاته. وقال أبو يوسف رحمه اللّٰه: يكبر حين يحضر، (كما لاينتظر الحاضر) في (حال التحريمة)، بل يكبر إتفاقاً للتحريمة؛ لأنه كالمدرك، ثم يكبرَانِ ما فَاتَهُمَا بعد الفراغ نسقاً (بلادعاء إن خشيا رفع الميت على الأعناق) وما في المجتبى: من أن المدرك يكبر الكل للحال شاذ. نهر. (فلو جاء) المسبوق (بعد تكبيرة الإمام لرابعة فاتته الصلاة)؛ لتعذر الدخول في تكبيرة الإمام، وعند أبي يوسف يدخل؛ لبقاء التحريمة، فإذا سلم الإمام كبر ثلاثاً كما في الحاضر، وعليه الفتوىٰ. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱۳٤/۳-۱۳٦، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في صلاة الجنازة، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ۱٦٤/۱، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۳۲٤/۲، رشيدية، وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل: في الجنائز، الرابع في الصلاة عليه، ص: ۵۸۷، سهيل أكيڈمي لاهور.

(۸٦) قال في الدر: (والمسبوق) ببعض التكبيرات لايكبر في الحال، بل (ينتظر) تكبير (الإمام؛ ليكبر معه) للإفتتاح؛ لما مر أن كل تكبيرةٍ كركعةٍ، والمسبوق لايبدأ بما فاته. وقال أبو يوسف رحمه اللّٰه: يكبر حين يحضر، (كما لاينتظر الحاضر) في (حال التحريمة)، بل يكبر إتفاقاً للتحريمة؛ لأنه كالمدرك، ثم يكبرَانِ ما فَاتَهُمَا بعد الفراغ نسقاً (بلادعاء إن خشيا رفع الميت على الأعناق) وما في المجتبى: من أن المدرك يكبر الكل للحال شاذ. نهر. (فلو جاء) المسبوق (بعد تكبيرة الإمام لرابعة فاتته الصلاة)؛ لتعذر الدخول في تكبيرة الإمام، وعند أبي يوسف يدخل؛ لبقاء التحريمة، فإذا سلم الإمام كبر ثلاثاً كما في الحاضر، وعليه الفتوىٰ. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱۳٤/۳-۱۳٦، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في صلاة الجنازة، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ۱٦٤/۱، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۳۲٤/۲، رشيدية، وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل: في الجنائز، الرابع في الصلاة عليه، ص: ۵۸۷، سهيل أكيڈمي لاهور.

عا پڑھے گا تو دیر ہوگی اور جنازہ اس کے سامنے سے اٹھالیا جائے گا، تو دعا نہ پڑھے۔ بہشتی گوہر، شامی (۸۷)۔

مسئلہ [92] جنازہ کی نماز میں اگر کوئی شخص لاحق ہوجائے، تو اس کا وہی حکم ہے، جو اَور نمازوں کے لاحق کا ہے [۸۸]۔ بہشتی گوہر (۸۹)۔

۸۸] تفصیل اس کی یہ ہے کہ مقتدی (یعنی امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے) کی دو قسمیں ہیں: ۱-مسبوق، ۲-لاحق۔ مسبوق وہ نتدی ہے، جس کی ایک یا زائد رکعتیں جماعت میں شامل ہونے سے پہلے فوت ہوگئی ہوں اور لاحق وہ مقتدی ہے، جس کی کوئی ب یا زائد یا سب رکعتیں جماعت میں شامل ہونے کے بعد فوت ہوئی ہوں، خواہ کسی عذر سے، مثلاً نماز میں سو جانے یا غافل جانے کے باعث، یا بلا عذر محض سستی وغیرہ کی وجہ سے۔

چونکہ نمازِ جنازہ میں تکبیروں کا وہی حکم ہے، جو دوسری نمازوں میں رکعتوں کا ہے، اس لئے نمازِ جنازہ میں اگر کسی کی چھ تکبیریں جماعت میں شامل ہونے سے پہلے فوت ہوگئیں تو وہ مسبوق ہے اور جس کی تکبیریں نماز میں شامل ہونے کے بعد ت ہوئیں، وہ لاحق ہے۔

مسبوق اور لاحق کے حکم میں یہ فرق ہے، کہ مسبوق اپنی فوت شدہ رکعتیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کرتا ہے لاحق پہلے اپنی فوت شدہ رکعتیں پڑھتا ہے، پھر اگر جماعت باقی ہو تو امام کی پیروی کرتا ہے، ورنہ باقی نماز بھی تنہا پوری کرکے =

---

۸۷) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۱۰، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔ وفي حاشية الطحطاوي: ه: قبل وضعها على الأكتاف: قال في الشرح: والحاصل: أنه ما دامت الجنازة على الأرض، فالمسبوق يأتي بالتكبيرات، ذا رفعت الجنازة على الأكتاف، لايأتي بالتكبيرات، وإذا رفعت بالأيدي ولم توضع على الأكتاف، ذكر في ظاهر الرواية: لايأتي بالتكبيرات. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز: ۱/۳۹۳، المطبعة كبرى مصر، وفي الدر: (والمسبوق) ببعض التكبيرات لايكبر في الحال، بل (ينتظر) تكبير (الإمام؛ ليكبر معه) للإفتتاح؛ ا مر أن كل تكبيرة كركعة، والمسبوق لايبدأ بما فاته. وقال أبو يوسف رحمه الله: يكبر حين يحضر، (كما لاينتظر حاضر) في (حال التحريمة)، بل يكبر إتفاقاً للتحريمة؛ لأنه كالمدرك، ثم يكبران ما فاتهما بعد الفراغ نسقاً (بلادعاء إن يا رفع الميت على الأعناق) وما في المجتبى: من أن المدرك يكبر الكل للحال شاذ. نهر. (فلو جاء) المسبوق (بعد يرة الإمام لرابعة فاتته الصلاة)؛ لتعذر الدخول في تكبيرة الإمام، وعند أبي يوسف يدخل؛ لبقاء التحريمة، فإذا سلم الإمام ر ثلاثاً كما في الحاضر، وعليه الفتوى. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۳/۱۳٤-۱۳٦، رشيدية.

ذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز: ۱/۳۸٤، المطبعة الكبرى مصر.

۸۹) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۱۰، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

وفي البحر: قيّد بالمسبوق؛ لأن اللاحق فيها كاللاحق في سائر الصلوات. البحر الرائق، كتاب الجنائز ۳۲٦، رشيدية.

جنازہ کی نماز میں امامت کا مستحق

مسئلہ [93] جنازہ کی نماز میں امامت کا استحقاق سب سے زیادہ حاکمِ وقت کو ہے، گو تقویٰ اور ورع میں اس سے بہتر لوگ بھی وہاں موجود ہوں، اگر حاکمِ وقت (بادشاہ وسربراہِ مملکت) وہاں نہ ہو تو اس کا نائب یعنی جو شخص اس کی طرف سے حاکمِ شہر ہو، وہ مستحق امامت کا ہے، گو ورع اور تقویٰ میں اس سے افضل لوگ وہاں موجود ہوں اور وہ بھی نہ ہو تو قاضیِ شہر، وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب، ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امام بنانا بلا ان کی اجازت کے جائز نہیں، انہی کا امام بنانا واجب ہے، اگر یہ لوگ وہاں موجود نہ ہوں تو اس محلّہ کا امام مستحق ہے، بشرطیکہ میت کے اعزہ میں سے کوئی شخص اس سے افضل نہ ہو، ورنہ میت کے وہ اعزہ جن کو حقِ ولایت حاصل ہے، امامت کے مستحق ہیں، یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں، اگر بے اجازت ولیِ میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی ہو، جس کو امامت کا استحقاق نہیں اور ولی اس نماز میں شریک نہ ہوا تو ولی کو اختیار ہے کہ اس میت پر بعد میں نماز پڑھ لے، حتیٰ کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو، تو تب بھی اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے،

=سلام پھیر دیتا ہے۔

نماز جنازہ میں مسبوق کا حکم دوسری نمازوں سے بعض امور میں مختلف ہے، جس کی تفصیل پیچھے کتاب میں بیان ہو چکی ہے، لیکن لاحق کا حکم نمازِ جنازہ اور دوسری نمازوں میں یکساں ہے۔ لہٰذا جو شخص نمازِ جنازہ میں لاحق ہو جائے، یعنی اللہ اکبر کہہ کر جماعت میں شامل ہو جانے کے بعد اس کی کوئی ایک یا زائد تکبیریں چھوٹ جائیں، تو اس پر لازم ہے کہ پہلے فوت شدہ تکبیریں پڑھے پھر امام کے ساتھ شریک ہو، لیکن اگر فوت شدہ تکبیریں پوری پڑھنے سے پہلے ہی امام نے اگلی تکبیر کہہ دی، تو اس تکبیر میں اس کے ساتھ شریک نہ ہو، بلکہ فوت شدہ تکبیریں پوری کر کے اس تکبیر کو بھی تنہا پڑھ لے، پھر اگر امام کی کوئی تکبیر باقی ہو تو اس میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور جب امام سلام پھیرے تو یہ بھی سلام پھیر دے اور اگر یہ شخص اپنی فوت شدہ تکبیریں پڑھ کر ایسے وقت فارغ ہوا جب کہ امام سلام بھی پھیر چکا تھا، تو سلام بھی تنہا پھیر دے۔ (یہ سب تفصیل البحر الرائق، اور بہشتی گوہر سے ماخوذ ہے)۔ رفیع۔ (۹۰)

---

(۹۰) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۱۰، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے البحر الرائق، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، تحت قوله: وينتظر المسبوق؛ ليكبر معه، لا من كان حاضرا في حالة التحريمة۔ (۲/۱۹۹-۲۰۱)، رشيدیه۔

تاوقتیکہ نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو۔ بہشتی گوہر (۹۱)، والبحر الرائق (۹۲)۔

مسئلہ [94] اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھائی ہو جس کو امامت کا استحقاق ہے تو پھر ولیِ میت نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا۔

اسی طرح اگر ولیِ میت نے بحالت نہ موجود ہونے، بادشاہِ وقت وغیرہ کے نماز پڑھائی ہو تو بادشاہِ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہیں ہے، بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر ولیِ میت بحالتِ موجود ہونے بادشاہِ وقت وغیرہ کے نماز پڑھا دے تب بھی بادشاہِ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہ ہوگا، گو ایسی حالت میں بادشاہِ وقت کو امام نہ بنانے سے ترکِ واجب کا گناہ اولیاءِ میت پر ہوگا۔ بہشتی گوہر (۹۳)۔

حاصل یہ ہے کہ ایک جنازہ کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں مگر ولیِ میت کو جب اس کی بے اجازت کسی غیر مستحق نے نماز پڑھا دی ہو تو دوبارہ پڑھنا درست ہے۔ بہشتی گوہر (۹۴)۔

---

(۹۱) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۱۰، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(۹۲) قال في البحر: السلطان، وأراد به من له سلطنة، أي: حكم وولاية على العامة، سواء كان الخليفة أو غيره، فيقدم الخليفة إن حضر، ثم نائب المصر، ثم القاضي، ثم صاحب الشرط، ثم خليفته، ثم خليفة القاضي..... الخ. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۱۹۵، رشيدية، وفي الدر: (ويقدم في الصلاة عليه السلطان) إن حضر (أو نائبه)، وهو أمير المصر، ثم خليفته، ثم خليفة القاضي (ثم إمام الحي) ......، (ثم الولي) ......، (وله) الإذن لغيره فيها) ......، (إلّا) أنه (إن كان هناك من يساويه فله) ......، (المنع) ......، (فإن صلى غيره) أي: الولي (ممن ليس له حق التقدم) على الولي (ولم يتابعه) الولي (أعاد الولي)... (وإن صلى هو) أي: الولي (بحق) بأن لم يحضر من يقدم عليه (لايصلي غيره بعده)، وإن حضر من له التقدم لكونها بحق الخ. الدر المختار. إذا صلى بحضرتهم؛ لأنه صاحب الحق وإن ترك واجب احترام السلطان الخ. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۳/۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۴، رشيدية، وكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ۱/۱۶۳، ۱۶۴، رشيدية.

(۹۳) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۱۰، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(۹۴) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۱۰، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

قال في الدر: (وإن صلى هو) أي: الولي (بحق) بأن لم يحضر من يقدم عليه (لايصلي غيرُه بعدَه)، وإن حضر من له التقدم لكونها بحق. وفيه: لأن تكرارها غير مشروع. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ۲/۲۲۳، رشيدية، وفي الهندية: ولايصلي على ميت إلّا مرةً واحدةً، والتنفل بصلاة الجنازة غير مشروع. الفتاوى العالمگيرية، =

نمازِ جنازہ غائبانہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے تھے، لیکن یہ صحیح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہِ حبشہ نجاشی کی نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی اور حضرت معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ پر بھی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی، لیکن ہوسکتا ہے کہ (میت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف کردی گئی ہو یا) یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہو [۹۵]۔ شامی (۹۶)۔

---

[۹۵] جس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ان دو حضرات کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابۂ کرام کی وفات ہوئی، قراء صحابہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز ترین صحابہ میں سے تھے، وہ سفر میں شہید ہوئے، حضرت جعفر طیار رضي اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنیٰ (منہ بولے بیٹے) تھے، ان سب کا انتقال سفر اور حالتِ جہاد میں ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ میں خبر ملی، تو آپ نے ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھی، حالانکہ مدینہ طیبہ میں وفات پانے والے حضرت پر نمازِ جنازہ پڑھنے کا آپ بہت اہتمام فرماتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمارکھی تھی کہ "تم میں سے کسی کا بھی انتقال ہو تو مجھے ضرور خبر کرو، کیونکہ اس پر میرا نماز پڑھنا اس کے لئے رحمت ہے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ جن دو حضرات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی، وہ یا تو ان دو حضرات کی خصوصیت تھی، یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی، کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی میت کو نماز کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کردیا تھا، فتح القدیر میں علامہ ابن الہمام رضي اللہ عنہ نے اس کے دلائل تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔ (رفیع)۔

= لفصل الخامس في الصلاة على الميت: ١٦٣/١، رشيدية، وفي البحر: قوله: ولم يصل غيره بعده: أي: بعد ما صلى الولي؛ لأن الفرض قد تأدى بالأولى، والتنفل بها غير مشروع. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣١٨/٢، رشيدية، وفي المبسوط للسرخسي: والمعنى: أن حق الميت قد تأدى بفعل الفريق الأول، فلو فعله الفريق الثاني كان تنفلاً بالصلاة على الجنازة، وذلك غير مشروع، ولو جاز هذا لكان الأولى أن يصلي على قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم، من يرزق زيارته الآن؛ لأنه في قبره كما وضع. المبسوط للسرخسي، باب غسل الميت: ٦٧/٢، دار المعرفة بيروت.

(٩٦) قال في الدر: (ووضعه) وكونه هو أو أكثره (أمام المصلي) وكونه للقبلة، فلا تصح على غائب ......، وصلاة النبي صلى الله عليه وسلم على النجاشي لغوية أو خصوصية. الدر المختار. قوله: (أو خصوصية): أو لأنه رفع سريره، حتى راه عليه الصلاة والسلام بحضرته، فتكون صلاة من خلفه على ميت يراه الإمام، وبحضرته دون المأمومين، وهذا غير مانع من الاقتداء ......، من جملة ذلك: أنه توفي خلق كثير من أصحابه صلى الله عليه وسلم، من أعزهم عليه القراء ولم=

غائبانہ نمازِ جنازہ کو امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ مطلقاً منع کرتے ہیں۔ مدارج النبوۃ (۹۷) اور ائمہ حنفیہ کا اس کے عدمِ جواز پر اتفاق ہے (۹۸)۔

جنازہ کا (۹۹) سامنے موجود ہونا، صحتِ نمازِ جنازہ کی شرط ہے۔ شامی (۱۰۰)، البحر (۱۰۱)، بہشتی گوہر (۱۰۲)، مدارج النبوۃ (۱۰۳)۔

= ینقل عنه أنه صلى عليهم، مع حرصه على ذلك، حتى قال: لا يموتن أحد منكم إلا آذنتموني به؛ فإن صلاتي عليه رحمة له. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱۲۳/۳، ۱۲٤، رشيدية.

(۹۷) مدارج النبوۃ، نبوت کے حقوق، عنوان: غائبانہ نمازِ جنازہ: ۵۹۷/۱، خزینۂ علم وادب، اردو بازار لاہور۔

(۹۸) فتح القدير، كتاب الصلاة، فصل في الصلاة على الميت: ۱۱۷/۲، دار الفكر بيروت، وهكذا في عمدة القاري، كتاب الجنائز، باب الرجل ينعى إلى أهل الميت بنفسه: ۲۲/۸، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۹۹) اگرچہ صرف امام ہی کے سامنے ہو۔ شامی: ۸۱۳/۱۔

(۱۰۰) قال في الدر: (ووضعه) وكونه هو أو أكثره (أمام المصلي) وكونه للقبلة، فلا تصح على غائب ......، وصلاة النبي صلى الله عليه وسلم على النجاشي لغوية أو خصوصية. الدر المختار. قوله: (أو خصوصية): أو لأنه رفع سريره، حتى رآه عليه الصلاة والسلام بحضرته، فتكون صلاة من خلفه على ميت يراه الإمام، وبحضرته دون المأمومين، وهذا غير مانع من الاقتداء ......، من جملة ذلك: أنه توفي خلق كثير من أصحابه صلى الله عليه وسلم، من أعزهم عليه القراء ولم ينقل عنه أنه صلى عليهم، مع حرصه على ذلك، حتى قال: لا يموتن أحد منكم إلا آذنتموني به؛ فإن صلاتي عليه رحمة له. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱۲۳/۳، ۱۲٤، رشيدية.

(۱۰۱) البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳۱٤/۳، ۳۱۵، رشيدية

(۱۰۲) اصلی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۰۷، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

(۱۰۳) مدارج النبوۃ، نبوت کے حقوق، عنوان: غائبانہ نماز جنازہ: ۵۹۷/۱، خزینۂ علم وادب، اردو بازار لاہور۔

وقال أبو حنيفة ومالك رحمهما الله تعالى: هذا خاص به، وليس ذلك لغيره، قال أصحابهما: ومن الجائز أن يكون رفع له سريره فصلى عليه، وهو يرى صلاته على الحاضر المشاهد، وإن كان على مسافة من البعد، والصحابة وإن لم يروه فهم تابعون للنبي صلى الله عليه وسلم، قالوا: ويدل على هذا أنه لم ينقل أنه صلى الله عليه وسلم كان يصلي على كل الغائبين غيره ......، ويؤيده ما ذكره الواحدي بلا إسناد عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: كشف النبي صلى الله عليه وسلم، عن سرير النجاشي، حتى رآه وصلى عليه، وابن حبان، عن عمران بن حصين رضي الله عنه، فصلينا خلفه ونحن لا نرى إلا أن الجنازة قدامنا، وأجيب أيضاً بأن ذلك خاص بالنجاشي؛ لإشاعة أنه مات واستئلاف قلوب الملوك الذين أسلموا في حياته؛ إذ لم يأت في حديث أنه صلى الله عليه وسلم، صلى على ميت غائب. أوجز المسالك، =

جنازہ میں کثرتِ تعداد کی برکت اور اہمیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نماز پڑھے، جن کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور وہ سب اللہ کے حضور میں اس میت کے لئے سفارش کریں، یعنی مغفرت اور رحمت کی دعا کریں، تو ان کی یہ سفارش اور دعا ضرور ہی قبول ہوگی۔ صحیح مسلم شریف (۱۰۴)، معارف الحدیث (۱۰۵)۔

حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا، کہ جس مسلمان بندہ کا انتقال ہو اور مسلمانوں کی تین صفیں اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں (اور اس کے لئے مغفرت و جنت کی دعا کریں) تو ضرور ہی اللہ تعالیٰ اس کے واسطے (مغفرت اور جنت) واجب کر دیتا ہے۔

مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کا یہ دستور تھا کہ جب وہ نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کم محسوس کرتے تو اسی حدیث کی وجہ سے ان لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ سنن ابی داود (۱۰۶)، معارف الحدیث (۱۰۷)۔

مسئلہ [95] جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے، تو فوراً اس کے دفن کرنے کے لئے جہاں قبر کھدی ہو لے جانا چاہیے، جنازہ اٹھانے اور لے جانے کا مفصل طریقہ پیچھے بیان ہو چکا ہے۔ بہشتی گوہر (۱۰۸)۔

= كتاب الجنائز، التكبير على الجنازة: ٤/٢١٨، ٢١٩، ادارہ تالیفات اشرفیہ. راجع للتفصيل: عمدة القاري، كتاب الجنائز، باب الرجل ينبغي إلى أهل الميت بنفسه، ذكر ما يستفاد منه، فرع: ٨/٢٢، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(١٠٤) عن عائشة رضي الله عنها، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: ما من ميتٍ تصلي عليه أمة من المسلمين يَبْلُغُوْنَ مائةً كلُّهُم يشفعون له إلا شُفِّعُوا فيه. أخرجه مسلم، في كتاب الجنائز، باب من صلى عليه مائة شفعوا فيه، الحديث رقم: ٩٤٧، وأبو داود، في الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنائز وتشييعها، الحديث رقم: ٣١٧٠.

(۱۰۵) معارف الحدیث، کتاب الصلاۃ، نمازِ جنازہ میں کثرتِ تعداد کی برکت اور اہمیت: ۲/۲۸۵، حصہ سوم، دار الاشاعت کراچی۔

(١٠٦) عن مالك بن هبيرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من مسلم يموتُ فيصلي عليه ثلثة صفوفٍ من المسلمين إلا أوجب، قال: فكان مالك إذا استقلَّ أهل الجنازة جَزَّأهم ثلثة صفوفٍ؛ للحديث. أبو داود، كتاب الجنائز، باب في الصف على الجنازة، الحديث رقم: ٣١٦٦، ومشكاة المصابيح، في الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، الفصل الثالث، الحديث رقم: ١٦٨٧، ١/٥٣٠، دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۰۷) معارف الحدیث، کتاب الصلاۃ، نمازِ جنازہ میں کثرتِ تعداد کی برکت و اہمیت: ۲/۲۸۶، حصہ سوم، دار الاشاعت کراچی۔

(۱۰۸) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص: ۸۱۱، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔ =

مسئلہ [96] نمازِ جنازہ کے بعد اہلِ جنازہ کی اجازت کے بغیر دفن سے پہلے واپس نہ ہونا چاہیے اور دفن کے بعد بغیر اجازت کے بھی واپس ہو سکتے ہیں۔ عالمگیری ۱/۱۶۵(۱۰۹)۔

دفن کا بیان

میت کے غسل، کفن اور نمازِ جنازہ کی طرح دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے، اگر کسی نے بھی یہ فرض ادا نہ کیا تو سب گنہگار ہوں گے۔ بہشتی گوہر (۱۱۰)، وعالمگیری (۱۱۱)۔

= عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: أسرعوا بالجنازة؛ فإن تك صالحةً، فخير تقدمونها، وإن تك سِوى ذلك، فشرٌّ تضعونه عن رقابكم. رواه البخاري في صحيحه في كتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة، الحديث رقم: ١٢٥٢، وأخرجه أبوداود في الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، الحديث رقم: ٣١٨١، وابن ماجه، في الجنائز، باب ما جاء في شهود الجنائز، الحديث رقم: ١٤٧٧، والبيهقي في جماع أبواب الجنائز، باب الإسراع في المشي بالجنازة، الحديث رقم: ٦٦٣٥(٤/٢١) دار الكتب العلمية بيروت. وأحمد في مسند أبي هريرة رضي الله عنه، الحديث رقم: ٧٢٦٥، (٢/٢٤٠) دار إحياء التراث العربي بيروت. وفي الدر: يندب دفنه في جهة موته وتعجيله الخ. قوله: وتعجيله: أي: تعجيل جهازه عقب تحقق موته. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ٢/٢٣٩، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/٣٣٥، رشيدية، وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلوه، باب صلاة الجنازة، فصل: السلطان أحق بصلاته: ١/٥٨٣، دار الكتب الإسلامي مصر.

(١٠٩) وفي الهندية: ولاينبغي أن يرجع من جنازة حتى يصلي عليه، وبعد ما صلي، لايرجع إلّا بإذن أهل الجنازة قبل الدفن، وبعد الدفن يسعه الرجوع بغير إذنهم. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الخامس في الصلوة على الميت: ١/١٦٥، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: والرجل يتبع الجنازة فيصلي عليها، فليس له أن يرجع حتى يستأمر أهلها ......، لو انصرف بدون إذن الولي: قيل: يكره. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الجنائز، باب أحكام الجنائز: ١/٣٩٠، وأيضاً في فصل: في حملها ودفنها: ١/٤٠٢، المطبعة الكبرى مصر، وفي البحر عن البدائع: ولا ينبغي أن يرجع من يتبع جنازة حتى يصلي؛ لأن الاتباع كان للصلوة عليها، فلا يرجع قبل حصول المقصود. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/٢٠٧، رشيدية، وهكذا في البدائع، فصل: والكلام في صلوة الجنازة: ولا ينبغي أن يرجع من يتبع الجنازة حتى يصلي عليه ......، الخ: ١/٣١٠، رشيدية.

(۱۱۰) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص:۸۱۱، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(١١١) دفن الميت فرض على الكفاية. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن الخ: ١/١٦٥، رشيدية، وفي الدر: فعلى المسلمين تكفينه......، (والصلوة عليه)، =

قبر کی نوعیت

قبر کم از کم میت کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور پوری قد کے برابر گہری ہو تو زیادہ بہتر ہے، قد سے زیادہ نہ ہونی چاہیے اور موافق اس کے قد کے لمبی ہو اور چوڑائی نصف قد کے برابر، بغلی قبر بہ نسبت صندوقی [۱۱۲] (شق) کے بہتر ہے، ہاں! اگر زمین بہت نرم ہو اور بغلی کھودنے سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو، تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔ شامی (۱۱۳)، مدارج النبوۃ (۱۱۴)۔

[۱۱۲] یعنی لحد اسکا طریقہ یہ ہے کہ قبر کھود کر اس کے اندر سے قبلہ کی جانب ایک گڑھا کھودا جائے، جس میں میت کو رکھا جا سکے، یہ ایک چھوٹی سی کوٹھڑی کی طرح ہوتا ہے۔ شامی (۱۱۵)۔ رفیع۔

= صفتها: (فرض كفاية) ...... (كدفنه) وغسله وتجهيزه؛ فإنها فرض كفاية. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۲/۲۰۷، ۱۲۱، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: الصلوة عليه ككفنه ودفنه وتجهيزه (فرض كفاية)، مع عدم الانفراد بالخطاب بها ولو امرأة. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الجنائز، فصل الصلوة عليه، ۱/۳٦٥، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۱۱۳) روى الترمذي، عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اللحد لنا والشق لغيرنا. جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في قول النبي صلى الله عليه وسلم: اللحد لنا، الحديث رقم: ۱۰٤٥، وأبو داود، في الجنائز، باب في اللحد، الحديث رقم: ۳۲۰۸، وابن ماجه، في الجنائز، باب ما جاء في استحباب اللحد، الحديث رقم: ۱٥٥٤، والنسائي في الكبرى، في الجنائز، اللحد والشق، الحديث رقم: ۲۱۳٦. وقال في الدر: (وحفر قبر) في غير دار، (مقدار نصف قامة)، فإن زاد فحسن، (ويلحد ولا يشق) إلا في أرض رخوة، الخ. الدر المختار. قوله: مقدار نصف قامة: وإلى حد الصدر، وإن زاد إلى مقدار قامة فهو أحسن......، فعلم أن الأولى نصف القامة والأعلى القامة......، وطوله: على قدر طول الميت، وعرضه: على قدر نصف طوله ......، قوله: ويلحد؛ لأنه السنة، وصفته: أن يحفر القبر، ثم يحفر في جانب القبلة منه حفيرة، فيوضع فيها الميت، ويجعل ذلك كالبيت المسقف. قوله: ولا يشق، وصفته: أن يحفر في وسط القبر حفيرة، فيوضع فيها الميت. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۳/۱٦٤، رشيدية. وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في الدفن: ۱/۱٦٥، ۱٦٦، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۳۳۸، رشيدية.

(۱۱۴) مدارج النبوۃ، نبوت کے حقوق، عنوان: قبر کیسی بنائی جائے؟: ۱/۵۹۹، خزینۂ علم وادب، اردو بازار لاہور۔

(۱۱٥) روى الترمذي، عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اللحد لنا والشق لغيرنا. جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في قول النبي صلى الله عليه وسلم: اللحد لنا، الحديث رقم: =

یہ بھی جائز ہے کہ اگر زمین نرم یا سیلاب زدہ ہو اور بغلی قبر نہ کھد سکے، تو میت کو کسی صندوق (تابوت) میں رکھ کر دفن کر دیں، صندوق خواہ لکڑی کا ہو یا پتھر یا لوہے کا، بہتر یہ ہے کہ صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔ شامی(۱۱۶)، و بحر(۱۱۷)، و بہشتی گوہر(۱۱۸)۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تقریباً ایک فٹ قبر کھود کر اس کے بیچوں بیچ ایک گڑھا میت کے نصف قد یا پورے قد کے برابر گہرا کھودا جائے، جس کا طول میت کے قد کے برابر ہو اور چوڑائی زیادہ سے زیادہ نصف قد کے برابر۔ شامی بزیادۃ ایضاح(۱۱۹)۔

= ۱۰٤٥، وأبو داود، في الجنائز، باب في اللحد، الحديث رقم: ۳۲۰۸، وابن ماجه، في الجنائز، باب ما جاء في استحباب اللحد، الحديث رقم: ۱۵۵٤، والنسائي في الكبرى، في الجنائز، اللحد والشق، الحديث رقم: ۲۱۳٦. قال في الدر: (وحفر قبر) في غير دار، (مقدار نصف قامة)، فإن زاد فحسن، (ويلحد ولا يشق) إلا في أرض رخوة، الخ. الدر المختار. قوله: مقدار نصف قامة: وإلى حد الصدر، وإن زاد إلى مقدار قامة فهو أحسن......، فعلم أن الأولى نصف القامة والأعلى القامة ......، وطوله: على قدر طول الميت، وعرضه: على قدر نصف طوله ......، قوله: ويلحد؛ لأنه السنة، وصفته: أن يحفر القبر، ثم يحفر في جانب القبلة منه حفيرة، فيوضع فيها الميت، ويجعل ذلك كالبيت المسقف. قوله: ولا يشق، وصفته: أن يحفر في وسط القبر حفيرة، فيوضع فيها الميت. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱٦٤/۳، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في الدفن: ۱٦۵/۱، ۱٦٦، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳۳۸/۲، رشيدية.

(۱۱٦) في الدر: (ولا بأس باتخاذ تابوتٍ)، ولو من حجرٍ أو حديدٍ، (له عند الحاجة) كرخاوة الأرض. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱٦۵/۳، رشيدية.

(۱۱۷) قال في البحر: وإن تعذر اللحد، فلا بأس بتابوتٍ يتخذ للميت، لكن السنة: أن يفرش فيه التراب. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳۳۸/۲، رشيدية.

(۱۱۸) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص: ۸۱۲، حصہ یازدہم، دار الاشاعت کراچی۔

وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن، الخ: ۱٦٦/۱، رشيدية.

(۱۱۹) قال الشامي: قوله: مقدار نصف قامة: وإلى حد الصدر، وإن زاد إلى مقدار قامة فهو أحسن......، فعلم أن الأولى نصف القامة والأعلى القامة ......، وطوله: على قدر طول الميت، وعرضه: على قدر نصف طوله ......، قوله: ويلحد؛ لأنه السنة، وصفته: أن يحفر القبر، ثم يحفر في جانب القبلة منه حفيرة، فيوضع فيها الميت، ويجعل ذلك كالبيت المسقف. قوله: ولا يشق، وصفته: أن يحفر في وسط القبر حفيرة، فيوضع فيها الميت. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة =

بغلی قبر کو کچی اینٹیں اور نرکل وغیرہ لگا کر بند کرنا چاہیے، پختہ اینٹیں یا لکڑی کے تختے لگا کر بند کرنا مکروہ ہے۔ البتہ جہاں زمین نرم یا سیلابی ہونے کی وجہ سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختوں سے بند کیا جا سکتا ہے اور ایسی صورت میں صندوق (تابوت) میں رکھنا بھی جائز ہے، البتہ صندوق کی قبر (شق) میں میت کے اوپر لکڑی کے تختے یا سیمنٹ کے سلیپر لگانا بلا کراہت درست ہے۔ درمختار (۱۲۰)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر کو اونچا نہ بناتے اور اسے اینٹ پتھر وغیرہ سے پختہ تعمیر نہ کرتے اور اسے قلعی اور سخت مٹی سے نہ لیپتے، قبر کے اوپر کوئی عمارت اور قبہ نہ بناتے اور یہ سب بدعت اور مکروہ ہے (۱۲۱)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں صحابہ کی قبریں بھی زمین کے

= الجنازة: ۳/۱٦٤، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في الدفن: ۱/۱٦٥، ۱٦٦، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۳۳۸، رشيدية.

(۱۲۰) (ويسوي اللبن عليه، والقصب، لا الآجر) المطبوخ، والخشب لوحوله. الدر المختار. قوله: والقصب: وتسد الفرج التي بين اللبن بالمدر والقصب؛ كيْ لاينزلَ التراب على الميت، قوله: لا الآجر......، قال في البدائع: لأنه يستعمل للزينة ولاحاجة للميت إليها، ولأنه مما مسته النار، فيكره أن يجعل على الميت تفاؤلاً، كما يكره أن يتبع قبره بنارٍ تفاؤلاً......، وقال مشايخ بخارىٰ: لايكره الآجر في بلدتنا؛ للحاجة إليه؛ لضعف الأراضي. رد المحتار، كتاب الصلوه، باب صلاة الجنازة: ۳/۱٦۷، رشيدية، وفي الهندية: وتحل العقدة، ويسوي اللبن والقصب، لا الآجُر والخشب. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب السادس في القبر والدفن: ۱/۱٦٦، رشيدية، وهكذا في البحر، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۲۰۹، رشيدية، وكذا في البدائع، كتاب الجنائز، فصل: والكلام في الدفن: ۱/۳۱۸، رشيدية.

(۱۲۱) أخرج مسلم في الجنائز، عن جابر، قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم، أن يجصص القبر وأن يقعد عليه وأن يبني عليه، الصحيح لمسلم، كتاب الجنائز، باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه، الحديث رقم: ۹۷۰، وهكذا رواه عبد بن حميد في مسنده، في مسند جابر بن عبدالله، تحت الحديث رقم: ۱۰۷٥، وفيه: وقال سليمان بن موسىٰ: وأن يكتب عليه. وهكذا في البحر، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۲۰۹، رشيدية، وهكذا في الشامي، كتاب الجنائز، مطلب: في دفن الميت، وفيه: وعن أبي حنيفة: يكره أن يبني عليه بناء من بيتٍ أو قبةٍ أونحو ذلك؛ لما روى جابر......، الخ. ۲/۲۳٦، رشيدية.

تقریباً برابر ہیں، سنگریزے سرخ ان پر چسپاں ہیں۔ مدارج النبوۃ (۱۲۲)، سفر السعادۃ (۱۲۳)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی ہیئت اور شکل اونٹ کے کوہان کے مشابہ ہے۔ شامی بحوالۂ بخاری شریف (۱۲۴)۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (میرے والد) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے مرضِ وفات میں وصیت فرمائی تھی، کہ میرے واسطے بغلی قبر بنائی جائے اور اس کو بند کرنے کے لئے کچی اینٹیں کھڑی کردی جائیں، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا گیا تھا۔ مسلم شریف (۱۲۵)، معارف الحدیث (۱۲۶)۔

---

(۱۲۲) مدارج النبوۃ، نبوت کے حقوق، عنوان: قبر کیسی بنائی جائے؟: ۱/۵۹۹، خزینۂ علم وادب، اردو بازار لاہور۔

أخرج الحاكم في المستدرك، عن القاسم بن محمد، قال: دخلت على عائشة، فقلت: يا أماه! اكشفي لي عن قبر النبي صلى الله عليه وسلم وصاحبيه! فكشفت لي عن ثلاثة قبورٍ، لا مشرفةٍ ولا لاطئةٍ، مبطوحةٍ ببطحاء العرصة الحمراء، فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم مقدماً وأبا بكرٍ رأسه بين كتفي النبي صلى الله عليه وسلم، وعمر رأسه عند رجلي النبي صلى الله عليه وسلم. هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه. المستدرك للحاكم، كتاب الجنائز، الحديث رقم: ۱۳۶۸، ۱/۵۲٤، دار الكتب العلمية بيروت، وهكذا رواه أبو داود في الجنائز، باب في تسوية القبر، الحديث رقم: ۳۲۲۰، وانظر للتفصيل: عمدة القاري، كتاب الجنائز، باب ما جاء في قبر النبي صلى الله عليه وسلم: ۸/۲۲۲-۲۲۸، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۱۲۳) سفر السعادۃ، بحوالۂ مدارج النبوۃ، نبوت کے حقوق، عنوان: قبر کیسی بنائی جائے؟: ۱/۵۹۹، خزینۂ علم وادب، اردو بازار لاہور۔

(۱۲٤) أخرج البخاري، عن سفيان التمار: أنه رأى قبر النبي صلى الله عليه وسلم، مسنّماً. الصحيح للبخاري، كتاب الجنائز، باب ما جاء في قبر النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث رقم: ۱۳۲۵. وقال في الدر: لما روى البخاري، عن سفيان التمار: أنه رأى قبر النبي صلى الله عليه وسلم، مسنماً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجنائز: ۳/۱٦۹، رشيدية.

(۱۲۵) روى مسلم، عن عامر بن سعد بن أبي وقاصٍ، أن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، قال في مرضه الذي هلك فيه: ألحدوا لي لحداً وانصبوا عليّ اللبن نصباً، كما صنع برسول الله صلى الله عليه وسلم، صحيح مسلم، كتاب الجنائز، فصل في استحباب اللحد، باب في اللحد ونصب اللبن على الميت، الحديث رقم: ۹٦٦، وأحمد في مسنده، مسند أبي إسحاق بن سعد بن أبي وقاص، الحديث رقم: ۱٤۵۰، ۱/۱٦۹، دار إحياء التراث العربي بيروت، والبيهقي في الكبرى، في الجنائز، باب: السنة في اللحد، الحديث رقم: ٦۵۰۷، ۳/٤۰۷، مكتبة دار الباز مكة المكرمة.

(۱۲٦) معارف الحدیث، کتاب الصلاۃ، نمازِ جنازہ میں کثرت تعداد کی برکت اور اہمیت: ۳/۲۸٦، حصہ سوم، دار الاشاعت کراچی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ طیبہ یہ تھی کہ لحد [۱۲۷] (بغلی قبر) بنواتے اور قبر گہری کرواتے اور میت کے سر اور پاؤں کی جگہ کو فراخ [۱۲۸] کرواتے ۔ زاد المعاد (۱۲۹)۔

مسئلہ [97] کسی میت کو، چھوٹا ہو یا بڑا، گھر کے اندر دفن نہ کرنا چاہیے، اس لئے کہ یہ بات انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ بہشتی گوہر (۱۳۰)، درمختار (۱۳۱)، بحر (۱۳۲)۔

مسئلہ [98] قبر کے لئے اگر عام مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ ملے، یا کسی خاص وجہ سے اجازت نہ ہو، تو قبر کے لئے زمین خرید لی جائے، اس کی قیمت بھی دیگر سامانِ تجہیز و تکفین کی طرح میت کے ترکہ میں سے ادا کی جائے گی۔ مفید الوارثین، ص:۳۲ (۱۳۳)۔

---

[۱۲۷] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بھی لحد یعنی بغلی ہی بنائی تھی گئی، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صندوقی قبر بھی، جس کو عربی میں ''شق'' کہتے ہیں، حسب موقع بنائی گئی ہے۔ لیکن افضل لحد یعنی بغلی قبر ہی کا طریقہ ہے۔ معارف الحدیث (۱۳۴)۔ رفیع۔

[۱۲۸] بظاہر اس کا یہ مطلب ہے، کہ قبر کی لمبائی میت کے قد سے کچھ زائد رکھی جاتی تھی، تا کہ سر اور پاؤں کی طرف جگہ کشادہ رہے۔ رفیع۔

---

(۱۲۹) قال في زاد المعاد: وكان من هديه صلى الله عليه وسلم: اللحد وتعميق القبر وتوسيعه من عند رأس الميت ورِجلَيهِ. زاد المعاد، فصل: في هديه صلى الله عليه وسلم: أن لايدفن الميت عند طلوع الشمس: ۵۲۲/۱، مؤسسة الرسالة بيروت.

(۱۳۰) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص:۸۱۳، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

(۱۳۱) قال في الدر: (ولاينبغي أن يدفن) الميت (في الدار، ولو) كان (صغيراً)؛ لاختصاص هذه السنة بالأنبياء. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۲۳۵/۳، رشيدية، وكذا في تحفة الفقهاء، كتاب الجنائز، باب الدفن وحكم الشهداء: ۲۵۶/۱، دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۳۲) وفي البحر: لاينبغي أن يدفن الميت في الدار، وإن كان صغيراً؛ لأن هذه السنة كانت للأنبياء. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته. ۳۳۹/۲، رشيدية، وكذا في تحفة الفقهاء، كتاب الجنائز، باب الدفن وحكم الشهداء: ۲۵۶/۱، دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۳۳) مفید الوارثین، باب دوم، فصل اول: تجہیز و تکفین کا بیان، ص:۴۰، مکتبۃ العلم، اردو بازار لاہور۔

(۱۳۴) معارف الحدیث، کتاب الصلاۃ، قبر کی نوعیت: ۲۸۷/۲، حصہ سوم، دار الاشاعت کراچی۔

نعش کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جانا

مسئلہ [99] نعش کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں دفن کے لئے لے جانا خلافِ اولیٰ ہے، جب کہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ مسافت ہو تو جائز نہیں اور دفن کے بعد نعش کھود کر لے جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے۔ بہشتی گوہر (۱۳۵)۔

قبر میں اتارنا

جنازہ کو پہلے قبلہ کی سمت قبر کے کنارے اس طرح رکھیں، کہ قبلہ میت کے دائیں طرف ہو، پھر اُتارنے والے قبلہ رُو کھڑے ہو کر میت کو احتیاط سے اٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔ بہشتی گوہر (۱۳۶)۔

مسئلہ [100] قبر میں رکھتے وقت "بسم اللّٰہ وباللّٰہ وعلیٰ ملة رسول اللّٰہ" کہنا مستحب

---

(۱۳۵) اصلی بہشتی زیور، جنازے کے متفرق مسائل، ص:۸۱۶، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

قال في الهندية: ويستحب في القتيل والميت دفنه في المكان الذي مات، في مقابر أولئك القوم، وإن نقل قبل الدفن إلى قدر ميلٍ أو ميلينِ فلا بأس به ......، ولاينبغي إخراج الميت من القبر بعد ما دُفِنَ الخ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في الدفن والقبر: ١٦٧/١، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣٤٢/٢، رشيدية، وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة ، باب صلاة الجنازة: ١٧٣/٣، رشيدية.

(۱۳۶) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص:۸۱۳، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

وفي الدر: (و) يستحب أن (يدخل من قِبَلِ القبلة)؛ بأن يوضع من جهتها، ثم يحمل، فيلحد، (و) أن (يقول واضعه: بسم الله وبالله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم. الدر المختار. قوله: بأن يوضع من جهتها الخ: أي: فيكون الآخذ له مستقبل القبلة حال الأخذ ......، ولا يضر عندنا كون الداخل في القبر وتراً أو شفعاً الخ. رد المحتار، كتاب الصلاة ، باب صلاة الجنازة: ١٦٦/٣، رشيدية، وقال في البحر: (ويدخل من قِبَلِ القبلة) وهو: أن توضع الجنازة في جانب القبلة من القبر، ويحمل الميت منه، فيوضع في اللحد، فيكون الآخذ له مستقبل القبلة حال الآخذ ......، قوله: ويقول واضعه: باسم الله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم ......، ولا يضر وترٌ دخل القبر أم شفعٌ ......، ولنا: أن النبي صلى الله عليه وسلم، لما دُفِنَ أدخله العباس والفضل بن العباس وعلي وصهيب رضي الله عنهم. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته : ٣٣٩/٢، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة ، الفصل السادس في الدفن والقبر: ١٦٦/١، رشيدية

ہے۔بہشتی گوہر(۱۳۷)وزاد المعاد(۱۳۸)۔

مسئلہ [101] قبر میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔بہشتی گوہر(۱۳۹)۔

مسئلہ [102] قبر میں میت کو اتارتے وقت یا دفن کے بعد اذان کہنا بدعت ہے۔بہشتی گوہر(۱۴۰)۔

---

(۱۳۷)اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل،ص:۸۱۲،حصہ یازدہم بہشتی گوہر،دار الاشاعت کراچی۔

وقال في البحر: (ويدخل من قِبَلِ القبلة) وهو: أن توضع الجنازة في جانب القبلة من القبر، ويحمل الميت منه، فيوضع في اللحد، فيكون الآخذ له مستقبل القبلة حال الآخذ ......، قوله: ويقول واضعه: باسم الله وعلى ملة رسول الله صلى الله علبه وسلم ......، ولا يضر وترٌ دخل القبر أم شفعٌ ......، ولنا: أن النبي صلى الله عليه وسلم، لما دُفِنَ أدخله العباس والفضل بن العباس وعلي وصهيب رضي الله عنهم. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣٣٩/٢، رشيدية، وفي الدر: (و) يستحب أن (يدخل من قِبَلِ القبلة)؛ بأن يوضع من جهتها، ثم يحمل، فيلحد، (و) أن (يقول واضعه: بسم الله وبالله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم. الدر المختار. قوله: بأن يوضع من جهتها الخ: أي: فيكون الآخذ له مستقبل القبلة حال الأخذ ......، ولا يضر عندنا كون الداخل في القبر وتراً أو شفعاً الخ. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٦٦/٣، رشيدية، وكذا في الفتاوئ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الفصل السادس في الدفن والقبر: ١٦٦/١، رشيدية.

(١٣٨) قال في زاد المعاد: ويذكر عنه، أنه كان إذا وضع الميت في القبر، قال: بسم الله وبالله وعلى ملة رسول الله، الخ: زاد المعاد، فصل: في هديه صلى الله عليه وسلم، أن لا يدفن الميت عند طلوع الشمس: ٥٢٢/١، مؤسسة الرسالة بيروت، وهكذا رواه الترمذي في الجنائز، باب ما يقول إذا أدخل الميت القبر، الحديث رقم: ١٠٤٦.

(۱۳۹)اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل،ص:۹۴۹،حصہ یازدہم،دار الاشاعت کراچی)

وفي البحر: ولايضر وتر دخل القبر أم شفع ......، ولنا: أن النبي صلى الله عليه وسلم، لما دُفِنَ أدخله العباس والفضل بن عباس وعلي وصهيب، كذا في البدائع، الخ. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢٠٨/٢، رشيدية، وهكذا في البدائع، كتاب الجنائز، فصل: وأما سنة الدفن: ٣١٩/١، رشيدية، وكذا في رد المحتار: ولايضر عندنا كون الداخل في القبر وتراً أو شفعاً، واختار الشافعي الوتر. وتمامه في البحر. رد المحتار، كتاب الجنائز، مطلب: في دفن الميت: ٢٣٥/٢، رشيدية.

(۱۴۰)اصلی بہشتی زیور، جنازے کے متفرق مسائل،ص:۸۱۵،حصہ یازدہم بہشتی گوہر،دار الاشاعت کراچی۔

لايسن الأذان عند إدخال الميت في قبره، كما هو المعتاد الآن؛ وقد صرح ابن حجر في فتاويه: بأنه بدعة. ردالمحتار،=

مسئلہ [103] میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ رُو کر دینا مسنون ہے، صرف منہ قبلہ کی طرف کر دینا کافی نہیں، بلکہ پورے بدن کو اچھی طرح کروٹ دے دینا چاہیے۔ بہشتی گوہر(۱۴۱)، واصلاح انقلابِ امت(۱۴۲)۔

مسئلہ [104] قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ، جو کفن کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی، کھول دی جائے۔ بہشتی گوہر(۱۴۳)۔

مسئلہ [105] عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو، تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔ بہشتی گوہر(۱۴۴)۔

= كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱٦٦/۳، رشيدية، وفي البحر: فلا أذان للوتر، ولا للعيد، ولا للجنائز، الخ. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/٤٤٥، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان: ۱/٥۳، رشيدية.

(۱۴۱) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص:۸۱۲، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

في الهندية: ويوضع في القبر على جنبه الأيمن، مستقبل القبلة، وتحل العقدة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في الدفن والقبر الخ: ۱/۱٦٦، رشيدية، قال في الدر: ويوجه إليها وجوباً ......، وينبغي كونه على شقه الأيمن ......، (وتحل العقدة)؛ للاستغناء عنها. الدر المختار. قوله: للاستغناء عنها؛ لأنها تعقد لخوف الانتشار عند الحمل. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلوه الجنازة: ۳/۱٦۷، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۳۳۹، رشيدية.

(١٤٢) اصلاح انقلاب امت، عنوان: میت کے ساتھ معاملہ: ۱/۲۴۳، ادارۃ المعارف کراچی۔

(١٤٣) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص:۸۱۲، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

في الدر: (وتحل العقدة)؛ للاستغناء عنها. قوله: للاستغناء عنها؛ لأنها تعقد لخوف الانتشار عند الحمل. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلوه الجنازة: ۳/۱٦۷، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۳۳۹، رشيدية، وفي الهندية: ويوضع في القبر على جنبه الأيمن، مستقبل القبلة، وتحل العقدة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في الدفن والقبر الخ: ۱/۱٦٦، رشيدية.

(۱۴۴) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص:۸۱۲، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

قال في أسد الغابة: وقد رويت أنها أي: فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، اغتسلت لما حضرها الموت، وتكفّنتْ، وأمرت عليًا رضي الله عنه، أن لايكشفها إذا توفيت، وأن يَدْرُجها في ثيابها، كما هي، ويدفنها ليلاً. =

مسئلہ [106] مَردوں کے دفن کے وقت قبر پر پردہ کرنا نہ چاہیے، ہاں! اگر عذر ہو مثلاً پانی برس رہا ہو یا برف گِر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو، تو پھر جائز ہے۔ بہشتی گوہر (۱۴۵)۔

مسئلہ [107] جب میت کو قبر میں رکھ دیں، تو قبر اگر بغلی (لحد) ہے، تو اسے کچی اینٹوں اور نرکل وغیرہ سے بند کردیں اور اگر قبر صندوقی یعنی شق ہے، تو اس کے اوپر لکڑی کے تختے یا سیمنٹ کے سلیب رکھ کر بند کردیا جائے، تختوں وغیرہ کے درمیان جو سوراخ اور جھریاں رہ جائیں، ان کو کچے ڈھیلوں، پتھروں یا گارے سے بند کردیں، اس کے بعد مٹی ڈالنا شروع کردیں۔ بہشتی گوہر (۱۴۶)، وشامی (۱۴۷)۔

= أسد الغابة في معرفة الصحابة لابن الاثير الجوزي، رقم:۷۱٦۹، مناقب فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم: ۲٤٥/۷، دار إحياء التراث العربي بيروت. وفي البحر: ويسجي قبرها، لا قبره؛ لأن مبنى حالهن على الستر، والرجالِ على الكشف، إلا أن يكون المطر أو ثلج. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳٤۰/۲، رشيدية، وقال في الدر: (ويسجي) أي: (قبرها)، ولو خنثى، (لاقبره) إلّا لعذرٍ كمطر. الدر المختار. قوله: ويسجي: أي: بثوبٍ ونحوه استحباباً، حال إدخالها القبر، حتى يسوي اللبن على اللحد ......، قوله: كمطرٍ، أي: وبردٍ وحرٍ وثلجٍ. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱٦۸/۳، رشيدية، وكذا في مجمع الأنهر، باب الجنائز: ۲۷٥/۱، دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۴۵) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص:۸۱۲، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

في الدر: (ويسجي) أي: (قبرها)، ولو خنثى، (لاقبره) إلّا لعذرٍ كمطر. الدر المختار. قوله: ويسجي: أي: بثوبٍ ونحوه استحباباً، حال إدخالها القبر، حتى يسوي اللبن على اللحد ......، قوله: كمطرٍ، أي: وبردٍ وحرٍ وثلجٍ. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱٦۸/۳، رشيدية، وقال ابن الأثير في أسد الغابة: وقد رويت أنها أي: فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، اغتسلت لما حضرها الموت، وتكفَّنَتْ، وأمرت عليًّا رضي الله عنه، أن لايكشفها إذا توفيت، وأن يَدْرُجَها في ثيابها، كما هي، ويدفنها ليلاً. أسد الغابة في معرفة الصحابة لابن الاثير الجوزي، رقم:۷۱٦۹، مناقب فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم: ۲٤٥/۷، دار إحياء التراث العربي بيروت، وكذا في مجمع الأنهر، باب الجنائز: ۲۷٥/۱، دار الكتب العلمية بيروت، وفي البحر: ويسجي قبرها، لا قبره؛ لأن مبنى حالهن على الستر، والرجالِ على الكشف، إلا أن يكون المطر أو ثلج. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳٤۰/۲، رشيدية.

(۱۴۶) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص.۸۱۲، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(۱٤۷) قال في الدر: (ويسوي اللبِن عليه، والقصب، لا الآجر) المطبوخ، والخشب، لوحوله. قوله: والقصب: ونسد الفرج التي بين اللبن بالمدر والقصب؛ كَيْ لاينزلَ التراب على الميت، قوله: لا الآجر. ....، قال في البدائع: لأنه يستعمل =

مسئلہ [108] مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے، کہ سرہانے کی طرف سے ابتداء کی جائے اور ہر شخص تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے اور پہلی مرتبہ ڈالتے وقت کہے "مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ" اور دوسری مرتبہ کہے "وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ" اور تیسری مرتبہ کہے "وَمِنْهَا نُخْرِجُكُم تَارَةً أُخْرَىٰ". بہشتی گوہر (۱۴۸)۔

مسئلہ [109] جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو، وہ سب اس پر ڈال دیں۔ اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے، جب کہ بہت زیادہ ہو، کہ قبر ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچی ہو جائے اور اگر باہر کی مٹی تھوڑی سی ہو، تو مکروہ نہیں۔ بہشتی گوہر (۱۴۹)۔

مسئلہ [110] قبر کا مربع (چوکور) بنانا مکروہ ہے۔ مستحب یہ ہے کہ اُٹھی ہوئی مثل کوہانِ شتر

= للزينة ولاحاجة للميت إليها، ولأنه مما مسته النار، فيكره أن يجعل على الميت تفاؤلاً، كما يكره أن يتبع قبره بنارٍ تفاؤلاً ......، وقال مشايخ بخارى: لايكره الآجر في بلدتنا؛ للحاجة إليه؛ لضعف الأراضي. رد المحتار، كتاب الصلوه، باب صلاة الجنازة: ۱٦٧/٣، رشيدية، وفي الهندية: وتحل العقدة، ويسوي اللبِن والقصب، لا الآجُر والخشب. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب السادس في القبر والدفن: ١٦٦/١، رشيدية، وهكذا في البحر، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢٠٩/٢، رشيدية، وكذا في البدائع، كتاب الجنائز، فصل: والكلام في الدفن: ٣١٨/١، رشيدية.

(۱۴۸) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص: ۸۱۳، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

قال في الدر: ويهال التراب عليه ......، ويستحب حثيه من قِبَلِ رأسه ثلاثاً. قوله: من قبل رأسه ثلاثاً ......: ويقول: في الحثية الأولى: منها خلقنا كم، وفي الثانية: وفيها نعيد كم، وفي الثالثة: ومنها نخرجكم تارةً أخرى. الدر المختار، كتاب الجنائز، باب صلاة الجنازة: ١٦٨/٣، رشيدية، وهكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن: ١٦٦/١، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢٠٩/٢، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الجنائز، فصل: في حملها ودفنها: ٤٠٤/١، المطبعة الكبرى مصر

(۱۴۹) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص: ۸۱۲، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

وفي الدر: ويهال التراب عليه، وتكره الزيادة عليه: من التراب؛ لأنه بمنزلة ابناء. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٦٨/٣، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في الدفن والقبر: ١٦٦/١، رشيدية.

(اُونٹ کے کوہان) کے بنائی جائے، اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونی چاہیے۔ بدائع: ۱/۳۲۰(۱۵۰)، ومراقی الفلاح ص: ۳۳۵(۱۵۱)، وبہشتی گوہر(۱۵۲)۔

مسئلہ [111] مٹی ڈال چکنے کے بعد قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے۔ بہشتی گوہر(۱۵۳)۔

---

(۱۵۰) وفي البدائع: ويسنم القبر ولا يربع ......، ولنا: ما روي عن إبراهيم النخعي: أنه قال: أخبرني من رأى قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقبر أبي بكرٍ، وعمر أنها مسنمة. بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سنة الدفن: ٦٤/٢، رشيدية.

(۱۵۱) في مراقي الفلاح: ويكره أن يزيد فيه على التراب الذي خرج منه، ويجعله مرتفعاً عن الأرض قدر شبرٍ، أو أكثر بقليلٍ. مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، أحكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها: ٢٣٣/١، المطبعة الكبرى مصر.

(۱۵۲) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص: ۸۱۳، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

في الهندية: ويسنم القبر قدر الشبر، ولا يربع، ولا يحصص. الفتاوىٰ العالمگيرية، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في الدفن والقبر: ١٦٦/١، رشيدية، وفي البدائع: ويسنم القبر ولا يربع ......، ولنا: ما روى عن إبراهيم النخعي: أنه قال: أخبرني من رأى قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقبر أبي بكرٍ، وعمر أنها مسنمة. بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سنة الدفن: ٦٤/٢، رشيدية، وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٦٩/٣، رشيدية.

(۱۵۳) اصلی بہشتی زیور، دفن کے مسائل، ص: ۸۱۳، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

عن جعفر بن محمد، عن أبيه رضي الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم، رَشَّ على قبر إبراهيم ابنه، ووضع عليه حصباء. أخرجه البيهقي في السنن الكبرى، في جماع أبواب عدد الكفن، باب رش الماء على القبر، الحديث رقم: ٦٥٣١-٦٥٣٤، ٤١١/٣، مكتبة دار الباز مكة المكرمة، وهكذا رواه الشافعي في مسنده، ومن كتاب الجنائز: ص: ٣٦٠، دار الكتب العلمية بيروت، وكذا رواه أبو داود في مراسيله، باب ما جاء في الجنائز، في الدفن، الحديث رقم: ٤٢٤، ص: ١٨، سعيد.

وفي الدر: لا بأس برش الماء عليه؛ حفظاً لترابه عن الاندراس، الخ. قوله: ولا بأس برش الماء عليه: بل ينبغي أن يندب؛ لأنه صلى الله عليه وسلم فعله بقبر سعد رضي الله عنه، كما رواه ابن ماجه، وبقبر ولده إبراهيم، كما رواه أبو داود في مراسيله، وأمر به في قبر عثمان بن مظعون رضي الله عنه، كما رواه البزار الخ. الدر المختار مع رد المحتار، باب صلاة الجنازة: ٢٣٧/٢، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في الدفن والقبر: ١٦٦/١، رشيدية.

دفن کے متفرق مسائل

مسئلہ [112] اگر میت کو قبر میں قبلہ رو کرنا یاد نہ رہے اور بعد دفن کرنے اور مٹی ڈالنے کے خیال آئے، تو پھر قبلہ رُو کرنے کے لئے اس کی قبر کو کھولنا جائز نہیں، ہاں! اگر صرف تختے رکھے گئے ہوں، مٹی نہ ڈالی گئی ہو، تو تختے ہٹا کر اس کو قبلہ رُو کر دینا چاہیے۔ بہشتی گوہر (۱۵۴)۔

مسئلہ [113] اگر کوئی شخص پانی کے جہاز یا کشتی پر مر جائے اور زمین وہاں سے اس قدر دور ہو کہ لاش کے خراب ہو جانے کا خوف ہو، تو اس وقت چاہیے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کر کے اس کے ساتھ کوئی وزنی چیز پتھر یا لوہا وغیرہ باندھ کر اس کو دریا میں ڈال دیں اور اگر کنارہ اس قدر دور نہ ہو اور وہاں جلدی اترنے کی امید ہو، تو اس لاش کو رکھ چھوڑیں اور پہنچ کر زمین میں دفن کر دیں۔ بہشتی گوہر (۱۵۵)، وعالمگیری (۱۵۶)۔

---

(۱۵۴) اصلی بہشتی زیور، جنازے کے متفرق مسائل، ص۸۱۵، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

في الدر: (ولا ينبش ليوجه إليها) أي: لو دفن مستدبراً لها وأهالوا التراب لاينبش؛ لأن التوجه إلى القبلة سنة، والنبش حرام، بخلاف ما إذا كان بعد إقامة اللبن قبل إهالة التراب؛ فإنه يزال، ويوجه إلى القبلة عن يمينه. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱٦٧/٣، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في الدفن والقبر: ۱٦٧/۱، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳۳۹/۲، رشيدية.

(۱۵۵) اصلی بہشتی زیور، جنازے کے متفرق مسائل، ص۸۱۶، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(١٥٦) في الهندية: ولو مات الرجل في السفينة، فإنه يُغَسَّل ويُكَفَّن، كذا في المضمرات. الفتاوىٰ العالمگيرية، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ١٥٩/١، رشيدية، وفي الدر: مات في سفينة، غُسِّلَ، وكُفِّنَ، وصُلِّيَ عليه، وأُلقِيَ في البحر، إن لم يكن قريباً من البر. الدر المختار. قوله: إن لم يكن قريباً من البر: بأن يكون بينهم وبين البر مدة يتغير الميت فيها. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٦٥/٣، ١٦٦، رشيدية، وفي المراقي: (ومن مات في سفينة وكان البر بعيداً وخيف الضرر) به (غسل وكفن) وصلي عليه (وألقي في البحر). وعن الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله: يثقل ليرسب. مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، أحكام الجنائز في حملها ودفنها، ص: ٢٣٣، المطبعة الكبرى مصر، وهكذا في فتح القدير، كتاب الجنائز، فصل: في الدفن: ١٤١/٢، دار الفكر بيروت، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢٠٨/٢، رشيدية.

مسئلہ [114] جب قبر میں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں، ہاں! اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو، تو البتہ نکالنا جائز ہے۔

مثال: ا- جس زمین میں اس کو دفن کیا ہے، وہ کسی دوسرے کی ملک ہو اور وہ اس کے دفن پر راضی نہ ہو۔

۲- کسی شخص کا مال قبر میں رہ گیا ہو۔ بہشتی گوہر (۱۵۷)۔

مسئلہ [115] اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو، تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے، اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مر جائے اور مال والا مانگے، تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے، لیکن اگر میت مال چھوڑ کر مرا ہے، تو اس کے ترکہ میں سے وہ مال ادا کر دیا جائے اور پیٹ چاک نہ کیا جائے۔ بہشتی گوہر (۱۵۸)۔

مسئلہ [116] ایک قبر میں ایک سے زیادہ لاشوں کو دفن نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ شدید ضرورت کے وقت جائز ہے، پھر اگر سب مُردے مرد ہوں، تو جو اُن سب میں افضل ہو، اس کو آگے (قبلہ کی طرف) رکھیں، باقی سب کو اس کے پیچھے درجہ بدرجہ رکھ دیں اور اگر کچھ مرد ہوں، کچھ عورتیں اور کچھ بچے، تو مَردوں کو آگے رکھیں،

---

(۱۵۷) اصلی بہشتی زیور، جنازے کے متفرق مسائل، ص ۸۱۶، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

وفي الدر: (ولا يخرج منه) بعد إهالة التراب، (إلا) لحق آدمي (كأن تكون الأرض مغصوبة أو أخذت بشفعة. الدر المختار. قوله: كأن تكون الأرض مغصوبة، وكما إذا سقط في القبر متاع، أو كفن بثوب مغصوب، أو دفن معه مال، قالوا: ولو كان المال درهماً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ۳/۱۷۱، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلوته: ۲/۳٤۱، رشيدية، ركذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن: ۱/۱٦۷، رشيدية.

(۱۵۸) اصلی بہشتی زیور، جنازے کے متفرق مسائل، ص: ۸۱۶، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

في الدر: (حامل ماتت وولدها حيٌّ) يضطرب، (شق بطنها) من الأيسر (ويخرج ولدها)......، ولو بلع مال غيره ومات، هل يشق؟ قولان: والأولى نعم. الدر المختار. قوله: ولوبلع مال غيره: أي: ولا مال له ......، ومفهومه: أنه لو ترك مالاً يضمن ما بلعه، لا يشق إتفاقاً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، :۲/۲۳۸، رشيدية، وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمگيريه، كتاب الصلاة، باب في غسل الميت وما يتعلق به: ۱/۱۸۸، رشيدية، وكذا في فتح القدير، عن التجنيس، كتاب الجنائز، فصل: في الدفن: ۲/۱٤۲، دار الفكر بيروت.

پھر بچوں کو، پھر عورتوں کو رکھ دیں۔ اور ہر دو میت کے درمیان مٹی سے کچھ آڑ بنا دیں۔ بہشتی گوہر(۱۵۹)، عالمگیری(۱۶۰)۔

تدفین کے بعد

میت کے دفن سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضي اللہ عنہم اس قبر کے پاس کھڑے ہو کر میت کے لئے منکر نکیر کے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا خود بھی فرماتے اور دوسروں کو بھی تلقین فرماتے، کہ اپنے بھائی کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو۔ زاد المعاد(۱۶۱)۔

---

(۱۵۹)اصلی اشرفی بہشتی زیور، جنازے کے متفرق مسائل، ص:۸۱۷، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(١٦٠) روى البخاري، عن عبد الرحمن بن كعب، أن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما، أخبره: أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، كان يجمع بين الرجلين من قتلى أُحُدٍ. صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب دفن الرجلين والثلاثة في قبرٍ واحدٍ، الحديث رقم: ١٢٨٠. وقال في الهندية: ولا يدفن اثنان أو ثلاثة في قبرٍ واحدٍ إلا عند الحاجة، فيوضع الرجل مما يلي القبلة، ثم خلفه الغلام، ثم خلفهالخنثىٰ، ثم المرأة، ويجعل بين كل ميتين حاجزٌ من التراب. وإن كانا رجلين يقدم في اللحد أفضلهما وكذا إذا كانتا امرأتين. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في الدفن: ١٦٦/١، رشيدية، وفي البحر: لا يدفن اثنان أو ثلاثة في قبر واحد (إلا عند الحاجة، فيوضع الرجل مما يلي القبلة، ثم خلفه الغلام، ثم خلفه الخنثى، ثم خلفه المرأة، ويجعل بين كل ميتين حاجزٌ من التراب؛ ليصير في حكم قبرين. البحرالرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣٤١/٢، رشيدية، وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٦٣/٣، رشيدية.

(١٦١) قال ابن القيم: وكان إذا فرغ من دفن الميت قام على قبره هو وأصحابه، وسأل له التثبيت وأمرهم أن يسألوا له التثبيت. زادالمعاد، فصل: وكان من هديه صلى الله عليه وسلم، أن لا يدفن الميت عند طلوع الشمس: ٥٢٢/١، مؤسسة الرسالة بيروت، وروى أبو داود، عن عثمان بن عفان رضي الله عنه، قال: كان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه، فقال: استغفروا لأخيكم وسلوا له التثبيت؛ فإنه الأن يسأل. أبو داؤد، كتاب الجنائز، باب الاستغفار عند قبرالميت في وقت الانصراف، الحديث رقم: ٣٢٢١. وفي الدر: ويستحب ......، وجلوس ساعةٍ بعد دفنه لدعاءٍ، وقرأةٍ بقدر ما ينحرالجزور ويفرق لحمه. الدر المختار. قوله: وجلوس؛ لما في سنن أبي داود: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا فرغ الحديث ......، وروي: أن عمرو بن العاص رضي الله عنهما، قال، وهو سياق الموت: إذا أنا مت فلا تصحبني نائحة ولا نار، فإذا دفنتموني، فشنوا عليَّ التراب شناً، ثم أقيموا حول قبري قدر ما ينحر جزور، ويقسم لحمها، حتى أستأنس بكم، وأنظر ماذا أراجع رسل ربي. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: في دفن الميت: ٢٣٧/٣، رشيدية.

مسئلہ [117] دفن کے بعد تھوڑی دیر[۱۶۲] قبر پر ٹھہرنا اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا، یا قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا مستحب ہے۔ شامی (۱۶۳)، بہشتی گوہر (۱۶۴)۔

مسئلہ [118] دفن کے بعد قبر کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات "مُفْلِحُوْنِ" تک اور پائنتی کی طرف سورۂ بقرہ کی آخری آیات ﴿آمَنَ الرَّسُوْلُ﴾ سے ختمِ سورہ تک پڑھنا مستحب ہے۔ بیہقی شعب الایمان (۱۶۵)، معارف الحدیث: ۳/۴۸۵ (۱۶۶)۔

---

[۱۶۲] فتاویٰ عالمگیری (۱۶۷) میں ہے کہ اتنی دیر ٹھہرنا مستحب ہے، جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم ہو سکتا =

---

(١٦٣) قال في الدر: ويستحب حثيه من قبل رأسه ثلاثاً وجلوس ساعةٍ بعد دفنه لدعاءٍ، وقرأةٍ بقدر ما ينحر الجزور ويفرق لحمه. الدر المختار، كتاب الجنائز، باب صلاة الجنازة: ٢٣٧/٢، رشيدية، وفي الهندية: ويستحب إذا دفن الميت أن يجلسوا ساعة عند القبر بعد الفراغ، بقدر ما ينحر جزور، ويقسم لحمها، يتلون القران ويدعون للميت. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز،: ١٦٦/١، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الجنائز، فصل: في حملها ودفنها: ٤٠٨/١، المطبعة الكبرى مصر.

(۱۶۴) اصلی اشرفی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۱۳، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(١٦٥) روى البيهقي، عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، سمعت النبي صلى الله عليه وسلم، يقول: إذا مات أحدكم فلا تحبسوه، وأسرعوا به إلى قبره، وليقرأ عند رأسه: فاتحة الكتاب، وعند رجليه: بخاتمة البقرة في قبره. شعب الإيمان للبيهقي، كتاب الجنائز، فصل في زيارة القبور، الحديث رقم: ٩٢٩٤ (١٦/٧)، دار الكتب العلمية بيروت، ورواه الطبراني في المعجم الكبير، في حديث عطاء بن أبي رباح، عن ابن عمر، الحديث رقم: ١٣٦١٣، ٤٤٤/١٢، مكتبة الزهراء الموصل، والسيوطي في شرح الصدور، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند الدفن والتلقين، الحديث رقم: ٢، ص: ١٠٩، دار المعرفة بيروت، وكذا رواه في مشكوة المصابيح، كتاب الجنائز، باب في دفن الميت، الفصل الثالث، رقم الحديث: ١٧١٧ :٥٣٨/١، المكتب الإسلامي بيروت، وكذا في الشامية، كتاب الصلاة، باب الصلاة الجنازة، ١٦٩/٣، رشيدية.

(۱۶۶) معارف الحدیث، کتاب الصلاۃ، دفن کا طریقہ اور اس کے آداب: ۲/۲۸۸، حصہ سوم، دار الاشاعت کراچی۔

(١٦٧) في الهندية: ويستحب إذا دفن الميت أن يجلسوا ساعة عند القبر بعد الفراغ، بقدر ما ينحر جزور، ويقسم لحمها، يتلون القران ويدعون للميت. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز،: ١٦٦/١، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الجنائز، فصل: في حملها ودفنها: ٤٠٨/١، المطبعة الكبرى مصر، وفي الدر: ويستحب حثيه من قبل رأسه ثلاثاً وجلوس ساعةٍ بعد دفنه لدعاءٍ، وقرأةٍ بقدر ما ينحر الجزور ويفرق لحمه. الدر المختار، كتاب الجنائز، باب صلاة الجنازة: ٢٣٧/٢، رشيدية.

دفن کے بعد کی دعا

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ، وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ وَزَوْجاً خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ"(١٦٨).

میت اگر عورت ہو تو یہ دعا پڑھنا بہتر ہے:

"اَللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ وَأَنْتَ قَبَضْتَهَا رُوْحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا، جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهَا". معارف الحدیث(۱۶۹).

مسئلہ [119] نماز جنازہ کے بعد اہل میت کی اجازت کے بغیر دفن سے پہلے واپس نہ ہونا

= ہے۔ عالمگیری: ۱/۱۶۶۔ یہ مطلب نہیں کہ اونٹ ذبح کیا جائے اور گوشت تقسیم کیا جائے، بلکہ صرف وقت کی مقدار بتانا مقصود ہے کہ جتنا وقت ان دونوں کاموں میں صرف ہوتا ہے، اتنی دیر ٹھہرنا چاہیے۔ عرب لوگ یہ دونوں کام نہایت پھرتی سے کر لینے کے عادی تھے، عصر کی نماز کے بعد یہ دونوں کام اگر کرتے تو مغرب سے بہت پہلے فارغ ہو جاتے تھے، جیسا کہ روایاتِ حدیث میں مذکور ہے۔ رفیع۔

---

(١٦٨) أخرجه مسلم في الجنائز، باب الدعاء للميت في الصلاة، الحديث رقم: ٩٦٣، وابن حبان في: ذكر ما يستحب للمرء أن يسأل الله عزوجل لمن يصلي عليه الإبدال له داراً خيراً من داره وأهلاً من أهله، الحديث رقم: ٣٠٧٥: ٣٤٤/٧، مؤسسة الرسالة بيروت، والنسائي في الكبرى، كتاب الجنائز، الدعاء، الحديث رقم: ٢١١١، والبيهقي في الكبرى، كتاب الجنائز، باب الدعاء في صلاة الجنازة، الحديث رقم: ٦٧٥٦: ٤٠/٤، مكتبة دار الباز مكة المكرمة، وأحمد في مسنده في حديث عوف بن مالك الأشجعي الأنصاري، الحديث رقم: ٢٤٠٢١: ٢٣/٦، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(١٦٩) معارف الحدیث، کتاب الصلاۃ، نماز جنازہ اور اس میں میت کیلئے دعا: ۲۸۳/۲، حصہ سوم، دارالاشاعت کراچی۔

روى مسلم، عن عوف بن مالك رضي الله عنه، قال: صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم على جنازة، فحفظت من دعائه وهو يقول: اللهم اغفرله ... إلى أخر الدعا ......، قال: حتى تمنيت أن أكون أنا ذلك الميت. رواه مسلم في صحيحه، في كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت في الصلاة، الحديث رقم: ٩٦٣، وأخرجه البيهقي في الكبرى، كتاب الجنائز، باب ما روي في الاستغفار للميت والدعاء له، الحديث رقم: ٦٧٦٧ (٤٢/٤)، مكتبة دار الباز مكة المكرمة، وكذا في الشامية: كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٢٩/٣، رشيدية.

چاہیے، لیکن دفن کے بعد ان کی اجازت کے بغیر بھی واپس جاسکتے ہیں۔ عالمگیری ۱/۱۶۵ (۱۷۰)۔

قبر پر کتبہ وغیرہ لگانا

صحیح حدیث میں ہے کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ [۱۷۱] کو دفن کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھاری پتھر اُٹھا کر (علامت کے طور پر) ان کی قبر پر رکھ دیا اور فرمایا کہ میں اس کے ذریعہ اپنے بھائی کی قبر کو پہچان سکوں گا۔ مدارج النبوۃ (۱۷۲)، شامی (۱۷۳)۔

[۱۷۱] یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ حاشیہ ترمذی۔ رفیع۔

---

(۱۷۰) قال في الهندية: ولاينبغي أن يرجع من جنازةٍ حتى يصلي عليه، وبعد ما صلي، لايرجع إلّا بإذن أهل الجنازة قبل الدفن، وبعد الدفن يسعه الرجوع بغير إذنهم. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الخامس في الصلوة على الميت: ۱/۱٦٥، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: والرجل يتبع الجنازة فيصلي عليها، فليس له أن يرجع حتى يستأمر أهلها ......، لو انصرف بدون إذن الولي: قيل: يكره. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الجنائز، باب أحكام الجنائز: ۱/۳۹۰، وأيضاً في فصل: في حملها ودفنها: ۱/٤۰۲، المطبعة الكبرى مصر، وفي البحر عن البدائع: ولا ينبغي أن يرجع من يتبع جنازة حتى يصلي؛ لأن الاتباع كان للصلوة عليها، فلا يرجع قبل حصول المقصود. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۲۰۷، رشيدية، وهكذا في البدائع، فصل: والكلام في صلوة الجنازة: ولا ينبغي أن يرجع من يتبع الجنازة حتى يصلي عليه ......، الخ: ۱/۳۱۰، رشيدية.

(۱۷۲) مدارج النبوۃ، نبوت کے حقوق، عنوان: قبر کیسی بنائی جائے؟: ۱/۵۹۹، خزینہ علم وادب، اردو بازار لاہور۔

(۱۷۳) روى أبو داود، عن المطلب، قال: لما مات عثمان بن مظعون، أُخْرِجَ بجنازته، فدفن، أمر النبي صلى الله عليه وسلم، رجلاً أن يأتيه بحجرٍ، فلم يستطع حمله، فقام إليها رسول الله صلى الله عليه وسلم، وحسر عن ذراعيه، قال كثير: قال المطلب: قال الذي يخبرني ذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: كأني أنظر إلى بياض ذراعيْ رسول الله صلى الله عليه وسلم، حين حَسَرَ عنهما، ثم حملها فوضعها عند رأسه، وقال: أتَعَلَّمُ بها قَبْرَ أخِيْ، وأدفن إليه من مات من أهلي. أخرجه أبو داود، في كتاب الجنائز، باب في جمع الموتى في قبرٍ واحدٍ والقبر يُعَلَّمُ، الحديث رقم: ۳۲۰٦، وقال ابن عابدين تحت قوله: ولا بأس بالكتابة...الخ. ويتقوى بما أخرجه أبو داود بإسنادٍ جيدٍ: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، حمل حجراً، فوضعها عند رأس عثمان بن مظعون، وقال: أتعلم بها قبر أخي، وأدفن إليه من تاب من أهلي؛ فإن الكتابة طريق إلى تعرف القبر بها.....الخ. رد المحتار، كتاب الجنائز، مطلب: في دفن الميت: ۲/۲۳۸، رشيدية، وقال في التبيين: وقيل: لابأس بالكتابة أو وضع الحجر؛ ليكون علامة؛ لما روي أنه صلى اللّٰه عليه وسلم، وضع حجراً على قبر عثمان بن مظعونٍ. تبيين الحقائق، باب الجنائز، فصل. قبيل باب الشهيد: ۱/۲٤٦، دار الكتب الإسلامي بيروت. =

مسئلہ [120] قبر پر کوئی چیز (نام وغیرہ) بطور یادداشت لکھنا بعض علماء کے نزدیک جائز نہیں اور بعض علماء نے ضرورت ہو، تو اس کی اجازت دی ہے۔ لیکن قبر پر یا اس کے کتبہ پر قرآن شریف کی آیت لکھنا یا شعر یا مبالغہ آمیز تعریف لکھنا مکروہ ہے۔ شامی (۱۷۴)۔

قبر پر عمارت بنانا ممنوع ہے

قبر پر کوئی عمارت مثل گنبد یا قبہ بنانا، بغرض زینت حرام ہے اور مضبوطی کی نیت سے بنانا مکروہ ہے۔ بہشتی گوہر (۱۷۵)۔

= وفي الدر: ولا بأس بالكتابة إن احتيج إليها، حتى لا يذهب الأثر ولا يمتهن. قال ابن عابدين تحت قوله: ولا بأس بالكتابة...الخ: ويتقوى بما أخرجه أبو داود بإسنادٍ جيدٍ: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، حمل حجراً، فوضعها عند رأس عثمان بن مظعون، وقال: أتعلم بها قبر أخي، وأدفن إليه من تاب من أهلي؛ فإن الكتابة طريق إلى تعرف القبر بها.....الخ. رد المحتار، كتاب الجنائز، مطلب: في دفن الميت: ٢٣٨/٢، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، أحكام الجنائز، فصل في حملها دفنها، ٤٠٥/١، المطبعة الكبرى مصر، وكذا في البحر: كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلوته: ٣٤٠/٢، رشيدية.

(١٧٤) قال الشامي: وإن احتيج إلى الكتابة، حتى لا يذهب الأثر ولا يمتهن، فلا بأس به، فأما الكتابة بغير عذرٍ فلا، آه، حتى أنه يكره كتابة شيء عليه من القرآن أو الشعر أو اطراء مدح له، ونحو ذلك. رد المحتار، كتاب الجنائز، مطلب: في دفن الميت: ٢٣٧/٢، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، أحكام الجنائز، فصل في حملها دفنها، ٤٠٥/١، المطبعة الكبرى مصر، وكذا في البحر: كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلوته: ٣٤٠/٢، رشيدية.

(۱۷۵) اصلی اشرفی بہشتی زیور، جنازے کی نماز کے مسائل، ص: ۸۱۳، حصہ یزدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

أخرج مسلم في الجنائز، عن جابر، قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم، أن يجصص القبر وأن يقعد عليه وأن يبني عليه، الصحيح لمسلم، كتاب الجنائز، باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه، الحديث رقم: ٩٧٠، وهكذا رواه عبد بن حميد في مسنده، في مسند جابر بن عبدالله، تحت الحديث رقم: ١٠٧٥، وفيه: وقال سليمان بن موسى: وأن يكتب عليه. وفي الدر: ولا يرفع عليه بناء، أي: يحرم لو للزينة، ويكره لو للإحكام بعد الدفن. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٧٠/٣، رشيدية، وهكذا في البحر، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢٠٩/٢، رشيدية، وهكذا في الشامي، كتاب الجنائز، مطلب: في دفن الميت، وفيه: وعن أبي حنيفة: يكره أن يبني عليه بناء من بيتٍ أو قبةٍ أو نحو ذلك؛ لما روى جابر......الخ. ٢٣٦/٢، رشيدية. وفي الهندية: ويكره أن يبنى على =

قبر پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ بھی ہے کہ قبروں پر چلنے، بیٹھنے اور ٹیک لگانے سے پرہیز کیا جائے۔زادالمعاد(۱۷۶)۔

وہ کام جو خلافِ سنت ہیں

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں کہ قبروں کو (بہت زیادہ) اُونچا کیا جائے، نہ پکی اینٹوں اور پتھروں سے، نہ کچی اینٹوں سے اور نہ قبروں کو پختہ کرنا سنت میں داخل ہے اور نہ ان پر قبہ بنانا۔ زادالمعاد(۱۷۷)۔قبروں پر چراغ جلانے اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا

= القبر. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن: ١٦٦/١، رشيدية، وهكذا في نور الإيضاح، فصل في حملها ودفنها: ٩٧/١، دارالحكمة دمشق.

(١٧٦) وكان من هديه صلى الله عليه وسلم: أن لاتهان القبور وتوطأ ويجلس عليها ويتكأ عليها. زادالمعاد، فصل: في هديه صلى الله عليه وسلم، في الجنائز، فصل: ٦٢٥/١، مؤسسة الرسالة بيروت، وروى الترمذي، عن جابر رضي الله عنه، قال: نهى النبي صلى الله عليه وسل أن تجصص القبور، وأن يكتب عليها، وأن يبنى عليها، وأن توطأ. سنن الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها، الحديث رقم: ١٠٥٢، وفي الدر: ويكره الجلوس على القبر ووطؤه. رد المحتار، كتاب صلاة الجنازة: ١٨٣/٣، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣٤١/٢، رشيدية، وكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن: ١٦٦/١، رشيدية، وهكذا في عون المعبود، كتاب الجنائز، باب في البناء على القبر: ٣٣/٩، دار الكتب العلمية بيروت.

(١٧٧) ولم يكن من هديه صلى الله عليه وسلم تعلية القبور ولابناؤها بآجر، ولا بحجر ولبن، ولا تشييدها، ولا تطيينها، ولا بناء القباب عليها، فكل هذا بدعة مكروهة مخالفة لهديه صلى الله عليه وسلم. زاد المعاد، فصل: ولم يكن من هديه صلى الله عليه وسلم الخ: ٥٢٤/١، مؤسسة الرسالة بيروت. وروى الترمذي، عن جابر رضي الله عنه، قال: نهى النبي صلى الله عليه وسل أن تجصص القبور، وأن يكتب عليها، وأن يبنى عليها، وأن توطأ. سنن الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها، الحديث رقم: ١٠٥٢، وقال في الدر: (ولا يربع)؛ للنهي، ويسنم ندباً ......، قدر شبر، (ولا يجصص)؛ للنهي عنه، (ولا يطين)، ولا يرفع عليه بناء. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٦٩/٣، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣٤٠/٢، ٣٤١، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل=

ہے۔زادالمعاد(۱۷۸)۔

قبر بیٹھ جائے تو دوبارہ مٹی ڈالنا

مسئلہ [121] قبر بیٹھ جائے، تو اس پر دوبارہ مٹی ڈالنا جائز ہے۔امداد الفتاویٰ، ص:۵۲۵(۱۷۹)۔

موت پر صبر اور اس کا اجر وثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا

= السادس في الدفن والقبر: ١/١٦٦، رشيدية. وهكذا في عون المعبود، كتاب الجنائز، باب في البناء على القبر: ٣٣/٩، دار الكتب العلمية بيروت.

(١٧٨) ونهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اتخاذ القبور مساجد، وإيقاد السرج عليها، واشتد نهيه في ذلك، حتى لعن فاعله. زاد المعاد، فصل: ونهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اتخاذ القبور مساجد ..الخ، ٥٢٥/١-٥٢٦، مؤسسة الرسالة بيروت، وروى مسلم، عن أبي مرثد الغَنَوِي رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا إليها. صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب: في النهي عن الجلوس على القبر والصلوة إليه، الحديث رقم: ٩٧٢، وفي البدائع: ويكره أن يصلي على القبر؛ لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم: أنه نهى أن يصلي على القبر. بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل: وأما سنة الدفن: ٦٥/٢، رشيدية، وفي الدر: وتكره الصلاة عليه وإليه؛ لورود النهي عن ذلك. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٨٣/٣، رشيدية، وفي الدر أيضاً: واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام، وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام؛ تقرّباً إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. الدر المختار، كتاب الصوم، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات: ٤٩١/٣، رشيدية، وفي البحر: فإذا علمت هذا: فما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت وغيرها، وينقل إلى ضرائح الأولياء؛ تقرباً إليهم فحرامٌ بإجماع المسلمين. البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل في النذر: ٥٢١/٢، رشيدية.

(۱۷۹) امداد الفتاوی، باب الجنائز، عنوان: قبر پر دوبارہ مٹی ڈالنے کا حکم، سوال نمبر: ۷۱۳، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

وكان عصام بن يوسف يطوف حول المدينة ويعمر القبور الخربة. مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، باب الجنائز: ٢٧٦/١، دار الكتب العلمية بيروت، وفي التاتارخانية: وإذا خربت القبور فلا بأس بتطيينها؛ لما روي أن النبي صلى الله عليه وسلم، مر بقبر ابنه إبراهيم، فرأى فيه حجر يسقط منه، فَسَدَّهُ وأصنحه، ثم قال: من عمل عملاً فليتقنه. الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل الثاني والثلاثون في الجنائز، نوع آخر من هذا الفصل في القبر والدفن. ١٧٠/٢، إدارة القرآن كراتشي، وهكذا في الهندية، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن: ١٦٦/١، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، أحكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ٤٠٤/١، المطبعة الكبرى مصر.

ارشاد ہے کہ جب میں کسی ایمان والے بندے (یا بندی) کے کسی کے کسی پیارے کو اُٹھالوں، پھر وہ ثواب کی امید میں صبر کرے، تو میرے پاس اس کے لئے جنت کے سوا کوئی معاوضہ نہیں۔ بخاری (۱۸۰)، معارف الحدیث (۱۸۱)۔

میت کا سوگ منانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ کسی مومن کے لئے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے، سوائے بیوہ کے کہ شوہر کی موت پر اس کے سوگ [۱۸۲] کی مدت چار مہینے دس دن ہے۔ ترمذی ابواب الطلاق (۱۸۳)، بخاری (۱۸۴)۔

[۱۸۲] یہاں سوگ سے مراد زیب وزینت کو چھوڑ دینا ہے، یعنی بیوہ کو اپنے شوہر کی وفات کے بعد عدت میں چار مہینے دس دن تک سوگ کرنا (زیب وزینت کو چھوڑ دینا) تو ضروری ہے، اس کے علاوہ کسی شخص کو کسی موقع پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں۔ عدت کے مفصل احکام ومسائل آگے آئیں گے۔ رفیع۔

(١٨٠) عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول الله: ما لعبدي المؤمن عندي جزاءٌ إذا قبضت صفيه من أهل الدنيا، ثم احتسبه إلا الجنة. رواه البخاري في كتاب الرقاق، باب العمل الذي يبتغي به وجه الله فيه سعدٌ، الحديث رقم: ٦٠٦٠، وأحمد في مسند أبي هريرة، الحديث رقم: ٩٣٨٢: ٤١٧/٢، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(١٨١) معارف الحدیث، کتاب الصلاۃ، موت پر صبر اور اس کا اجر: ۲/۲۷۷، حصہ سوم، دارالاشاعت کراچی۔

(١٨٣) أخرج الترمذي، في كتاب الطلاق واللعان، باب ما جاء في عدة المتوفى عنها زوجها، وفيه: قالت زينب: دخلت على أم حبيبة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، حين توفي أبوها أبو سفيان بن حربٍ، فدعت بطيبٍ فيه صفرة خلوق، أو غيره، فدهنت به جاريةً، ثم مسّت بعارضيها، ثم قالت: والله! مالي بالطيب من حاجةٍ غير أني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: لايحل لامرأةٍ تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحدّ على ميّتٍ فوق ثلاثة أيامٍ إلا علىٰ زوجٍ أربعة أشهرٍ وعشراً، الحديث رقم: ١١٩٥.

(١٨٤) أخرج البخاري، عن حميد بن نافع، عن زينب بنت أبي سلمة، قالت زينب: دخلت على أم حبيبة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، حين توفي أبوها أبو سفيان بن حربٍ، فدعت أم حبيبة بطيبٍ فيه صفرةٌ خلوقٌ أو غيره، فدهنت منه جاريةً، ثم مست بعارضيها، ثم قالت: والله! مالي بالطيب من حاجةٍ غير أني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: لايحل لامرأةٍ تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحدّ على ميّتٍ فوق ثلاث ليالٍ، إلا علىٰ زوجٍ أربعة أشهرٍ وعشراً. صحيح البخاري. كتاب الطلاق، باب: تحد المتوفى عنها زوجها أربعة أشهرٍ وعشراً، الحديث رقم: ٥٠٢٤.

سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہیں، اللہ کی حمد وثناء کریں اور (جب بھی غم یاد آئے) إِنَّـا
ِللّٰـهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا کریں اور مصیبت کے باعث کپڑے پھاڑنے والوں، بلند آواز سے بین اور نوحہ و
اتم کرنے والوں اور بال منڈانے والوں سے بیزاری کا اظہار کریں۔ زاد المعاد (۱۸۵)۔

میت اور پسماندگان کے ساتھ حسنِ سلوک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میت کے ساتھ ایسا احسان اور معاملہ فرماتے تھے، جو اس کے لئے قبر اور
آخرت میں سودمند ہو اور اس کے گھر والوں اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی حسن سلوک فرماتے، میت کے لئے
ستغفار فرماتے اور نمازِ جنازہ کے بعد مدفن تک جنازہ کے ساتھ جاتے اور قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر آپ صلی
للہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے لئے کلمۂ ایمان پر ثابت قدم رہنے کی دعا فرماتے۔ پھر اس کی قبر کی
یارت کے لئے تشریف لے جایا کرتے اور صاحبِ قبر کو سلام کرتے اور اس کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے۔
دارج النبوۃ (۱۸۶)۔

پسماندگان سے تعزیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت (تسلی) کی اس کے

---

۱۸۵) وكان من هديه صلى الله عليه وسلم: السكون والرضى بقضاء الله، والحمد لله، والاسترجاع، ويبرأ ممن خرق
حل المصيبة ثيابه، أو رفع صوته بالندب والنياحة، أو حلق لها شعره. زاد المعاد، فصل: وكان من هديه صلى الله عليه
سلم تعزية أهل الميت، ۱/۵۲۷، مؤسسة الرسالة بيروت. وأخرج البخاري، عن أبي بردة بن أبي موسى، قال: وَجِعَ
و موسىٰ وَجَعاً، فَغُشِيَ عليه، ورأسه في حَجْرِ إمرأةٍ من أهله، فلم يستطع أن يَرُدَّ عليها شيئاً، فلما أفاق، قال: أنا بريءٌ
من بَرِئَ منه رسول الله صلى الله عليه وسلم؛ إن رسول الله صلى الله عليه وسلم بَرِئَ من الصّالقة والحالقة والشاقّة.
صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ما ينهى من الحلق عند المصيبة، الحديث رقم: ۱۲۳۴، وأخرج البخاري أيضاً،
ن عبد الله، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: ليس منّا من ضرب الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية
صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب: ليس منا من ضرب الخدود، الحديث رقم: ۱۲۳۵.

۱۸۶) مدارج النبوۃ، نبوت کے حقوق، عنوان: تعزیت: ۱/۵۹۱، خزینۂ علم وادب، اردو بازار لاہور۔

وفي زاد المعاد: وكان إذا فرغ من دفن الميت، قام على قبره هو وأصحابه، وسأل له التثبيت، وأمرهم أن يسألوا له
يت. زاد المعاد، كتاب الجنائز، فصل: وكان من هديه ألا يدفن الميت عند طلوع الشمس: ۱/۵۲۱، مؤسسة الرسالة بيروت.

لئے ایسا ہی اجروثواب ہے، جیسا اس مصیبت زدہ کے لئے۔ جامع ترمذی (۱۸۷)، ابن ماجہ (۱۸۸)، معارف الحدیث (۱۸۹)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی تعزیت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے (۱۹۰)۔

مسئلہ [122] جس گھر میں غمی ہو، ان کے یہاں تیسرے دن تک ایک بار تعزیت کے لئے جانا مستحب ہے، میت کے متعلقین کو تسکین وتسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا عظیم الشان اجروثواب سنا کر ان کو صبر کی رغبت دلانا اور میت کے لئے دعاءِ مغفرت کرنا جائز (بلکہ بڑا نیک کام) ہے، اسی کو تعزیت کہتے ہیں، تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے، لیکن اگر تعزیت کرنے والا سفر میں ہو، یا میت کے عزیز واقارب (جن کے پاس تعزیت کیلئے جانا چاہیے وہ) سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں تین دن کے بعد بھی تعزیت کو جانا مکروہ نہیں۔ بہشتی گوہر (۱۹۱)۔

---

(۱۸۷) أخرج الترمذي، عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من عزّىٰ مصاباً فله مثل أجره. سنن الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في أجر من عزّى مصاباً، الحديث رقم: ١٠٧٣.

(۱۸۸) رواه ابن ماجه، في أبواب الجنائز، باب ما جاء من عزى مصاباً، الحديث رقم: ١٦٠٢.

(۱۸۹) معارف الحدیث، کتاب الصلاۃ، مصیبت زدہ کی تعزیت اور ہمدردی: ۲۷۶/۳، حصہ سوم، دارالاشاعت کراچی۔

(۱۹۰) عن زرارة بن أبي أوفى، قال: عزى النبي صلى الله عليه وسلم، رجلاً على ولده، فقال: آجرك الله وأعظم لك الأجر. مطالب أولىٰ النهى، كتاب الجنائز، فصل في أحكام المصاب: ٩٢٨/١، المكتب الإسلامي دمشق، وأخرج عبد الرزاق في مصنفه، عن عبد الرحمن بن القاسم عن أبيه، أن النبي صلى الله عليه وسلم، كان يعزي المسلمين في مصايبهم. مصنف عبد الرزاق، كتاب الجنائز، باب التعزية، الحديث رقم: ٦٠٧١ (٣٩٥/٢)، المكتب الإسلامي بيروت، وهكذا رواه ابن عبد البر في الاستذكار، باب جامع الحسبة في المصيبة، الحديث رقم: ٥١٤ (٧٩/٣) دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۹۱) اصلی بہشتی زیور، جنازے کے متفرق مسائل، ص: ۷۶، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

قال في الدر: وبتعزية أهله وترغيبهم في الصبر......، وبالجلوس لها في غير مسجد، ثلاثة أيام، وأولها أفضلها، وتكره بعدها إلا لغائب وتكره التعزية ثانياً. الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الثواب على المصيبة: ١٧٤/٣، ١٧٦، ١٧٧، رشيدية، وفي الهندية: التعزية لصاحب المصيبة حسن، وروى الحسن بن زياد: إذا عزى أهل الميت مرةً فلا ينبغي أن يعزيه مرةً أخرى، ووقتها من حين يموت إلى ثلاثة أيام، ويكره بعدها إلا أن يكون المعزى أو المعزى إليه غائباً، فلا بأس بها ......، ويستحب أن يقال لصاحب التعزية: غفر الله تعالىٰ لميتك، وتجاوز عنه، =

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوبِ تعزیت

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی وفات پر

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ان کے بیٹے کا انتقال ہوگیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تعزیت نامہ لکھوایا، جس کا ترجمہ یہاں نقل کیا جاتا ہے:

"(شروع) اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا رحم کرنے والا اور مہربان ہے، اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے نام۔ تم پر سلامتی ہو، میں پہلے تم سے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، حمد وثناء کے بعد (دعا کرتا ہوں کہ) اللہ تمہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے اور صبر کی توفیق دیں اور ہمیں اور تمہیں شکر ادا کرنا نصیب فرمائیں۔ اس لئے کہ بیشک ہماری جانیں، ہمارا مال اور ہمارے اہل وعیال (سب) اللہ بزرگ وبرتر کے خوشگوار عطیے اور عاریت کے طور پر سپرد کی ہوئی امانتیں ہیں۔ (اس اصول کے مطابق تمہارا بیٹا بھی تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت تھا) اللہ تعالیٰ نے خوشی اور عیش کے ساتھ تم کو اس سے نفع اٹھانے اور جی بہلانے کا موقع دیا اور (اب) تم سے اس کو اجرِ عظیم کے عوض میں واپس لے لیا ہے، اللہ کی خاص نوازش اور رحمت وہدایت (کی تم کو بشارت ہے) اگر تم نے ثواب کی نیت سے صبر کیا، پس تم صبر (وشکر) کے ساتھ رہو، (دیکھو) تمہارا رونا دھونا تمہارے اجر کو ضائع نہ کردے کہ پھر تمہیں پشیمانی اٹھانی پڑے اور یاد رکھو! کہ رونا دھونا کسی میت کو لوٹا کر نہیں لاتا اور نہ ہی غم واندوہ کو دور کرتا ہے اور جو ہونے والا ہے، وہ تو ہو کر رہے گا اور جو ہونا تھا، وہ ہو چکا۔ والسلام"۔ ترمذی (۱۹۲)،

وتعمده برحمته، ورزقك الصبر على مصيبته، وآجرك على موته. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن، ومما يتصل بذلك مسائل: ۱/۱٦۷، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۳۳۷، رشيدية.

(۱۹۲) یہ روایت امام ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر نہیں فرمائی۔

أخرج الحاكم في "المستدرك"، عن معاذ بن جبل، أنه مات له ابن، فكتب إليه رسول الله صلى الله عليه =

حصن حصین (۱۹۳)، معارف الحدیث (۱۹۴)۔

اہل میت کے لئے کھانا بھیجنا مستحب ہے

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ جب (ان کے والد ماجد) حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کیا جائے، وہ اس اطلاع کی وجہ سے ایسے حال میں ہیں، کہ کھانا تیار کرنے کی طرف توجہ نہ کر سکیں گے۔ جامع ترمذی (۱۹۵)، ابن ماجہ (۱۹۶)، معارف الحدیث (۱۹۷)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ طیبہ یہ بھی تھی، کہ میت کے اہل خانہ تعزیت کے لئے آنے والوں کو کھانا کھلانے کا اہتمام نہ کریں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ دوسرے لوگ (دوست اور عزیز) ان کے لئے کھانا تیار کر کے انہیں بھیجیں، یہ چیز اخلاقِ حسنہ کا ایک نمونہ ہے اور پسماندگان کو سبکدوش کرنے کا عمل ہے۔ زاد المعاد (۱۹۸)۔

= وسلم يعزيه عليه: بسم الله الرحمن الرحيم. من محمد رسول الله إلى معاذ بن جبل، سلام عليك، فإني أحمد الله إليك الذي لا إله إلا هو. أما بعد! فأعظم الله لك الأجر، وألهمك الصبر، ورزقنا وإياك الشكر، فإن أنفسنا وأموالنا وأهلينا وأولادنا من مواهب الله عزوجل الهنيئة، وعواريه المستودعة، مَتَّعكَ به في غبطةٍ وسرورٍ، وقبضه منك بأجرٍ كبيرٍ، الصلاةُ والرحمةُ والهدىٰ إن احتَسَبْتَه، فاصْبِرْ، ولا يحبط جزعُك أجرَك فَتَنْدَمَ، واعلم أن الجزع لا يردّ شيئاً، ولا يدفع حزناً، وما هو نازلٌ فكان قدْ. والسلام. المستدرك للحاكم، كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب أحد الفقهاء الستة من الصحابة، معاذ بن جبل رضي الله عنه، الحديث رقم: ٥١٩٣ (٣٠٦/٣)، دار الكتب العلمية بيروت، وهكذا رواه الطبراني في "المعجم الكبير"، محمود بن لبيد الأنصاري، عن معاذ، الحديث رقم: ٣٢٤ (١٥٥/٢٠) مكتبة الزهراء الموصل، وهكذا في مجمع الزوائد، باب التعزية: ٣/٣، دار الريان للتراث القاهرة.

(۱۹۳) حصن حصین، میت کے پسماندگان کا بیان، ص:۳۸۶، دار الاشاعت کراچی۔

(۱۹۴) معارف الحدیث، کتاب الصلاۃ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک تعزیت نامہ اور صبر کی تلقین ۳/۲۷۷، حصہ سوم، دار الاشاعت کراچی۔

(١٩٥) أخرج الترمذي، عن عبد الله بن جعفر رضي الله عنه، قال: لما جاء نعيُ جعفرٍ، قال النبي صلى الله عليه وسلم: اصنعوا لآل جعفرٍ طعاماً؛ فإنه قد جاء هم ما يشغلهم. سنن الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في الطعام يصنع لأهل الميت: الحديث رقم: ٩٩٨.

(١٩٦) وأخرجه ابن ماجه، في أبواب الجنائز، باب ما جاء في الطعام يبعث إلى أهل الميت، الحديث رقم: ١٦١٠.

(۱۹۷) معارف الحدیث، کتاب الصلاۃ، اہل میت کے لئے کھانے کا اہتمام: ۳/۲۷۶، حصہ سوم، دار الاشاعت کراچی۔

(١٩٨) وكان من هديه صلى الله عليه وسلم: أن أهل الميت لايتكلفون الطعام للناس، بل أمر أن يصنع الناسُ لهم طعاماً =

مسئلہ [123] اہل میت کے پڑوسیوں اوردور کے رشتہ داروں کے لئے مستحب ہے، کہ وہ ایک دن ایک رات کا کھانا تیار کر کے میت والوں کے یہاں بھیجیں اور اگر وہ غم کی وجہ سے نہ کھاتے ہوں، تو اصرار کر کے انہیں کھلائیں۔ درمختار وشامی ۱/۸۴۱ (۱۹۹)۔

مسئلہ [124] جولوگ میت کی تجہیز وتکفین اوردفن کے کاموں میں مصروف ہوں، ان کو بھی یہ کھانا کھلانا جائز ہے۔ مدارج النبوۃ ۱/۷۱۰ (۲۰۰)۔

اہل میت کی طرف سے دعوتِ طعام بدعت ہے

آج کل بعض ناواقف لوگوں میں جو رسم ہے، کہ تعزیت کے لئے آنے والوں کے واسطے میت کے گھر والے کھانا پکواتے اوران کی دعوت کرتے ہیں، یہ سنت کے خلاف ہونے کے باعث ناجائز ہےاور بدعت ہے، کیونکہ دعوت خوشی کے موقع پر ہوتی ہے، غمی پر نہیں، آنے والوں کو بھی چاہیے کہ اگر وہ اہل میت کے واسطے کھانا نہیں بھیجتے تو کم ازکم ان پر اپنا بوجھ تو نہ ڈالیں۔ شامی ۱/۸۴۱،۸۴۲ (۲۰۱)۔

= يُرْسِلُوْنَهُ إليهم، وهذا من أعظم مكارم الأخلاق والشيم، والحمل عن أهل الميت؛ فإنهم في شغل بمصابهم عن إطعام الناس. زادالمعاد، فصل: وكان من هديه صلى الله عليه وسلم تعزية أهل الميت: ۱/۵۲۸، مؤسسة الرسالة بيروت.

(۱۹۹) قال في الدر: وباتخاذ طعام لهم. الدر المختار. قوله: وباتخاذ طعام لهم: ويستحب لجيران أهل الميت والأقرباء الأباعد تهيئة طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم؛ لقوله صلى الله عليه وسلم: اصنعوا... الحديث، ولأنه برٌّ ومعروفٌ، ويلح عليهم في الأكل؛ لأن الحزن يمنعهم من ذلك فيضعفون. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۳/۱۷۵، رشيدية، وفي الهندية: ولابأس بأن يتخذ لأهل الميت طعام. الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الفصل السادس في القبر والدفن: ۱/۱۶۷، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، احكام الجنائز، فصل في حملها ودفنها، ۱/۴۰۴، المطبعة الكبرى مصر.

(۲۰۰) مدارج النبوۃ، نبوت کے حقوق، عنوان: السلام علیکم یا أہل القبور: ۱/۷۰۰-۷۰۱، خزینۂ علم وادب، اردو بازار لاہور۔

(۲۰۱) ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت؛ لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت: ۳/۱۷۵، رشيدية، وفي الهندية: ولايباح اتخاذ الضيافة عند ثلاثة أيام. الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الفصل السادس في القبر والدفن ومما يتصل بذلك: ۱/۱۶۷، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، أحكام الجنائز، فصل في حملها ودفنها: ۱/۴۰۴، المطبعة الكبرى مصر.

زیارتِ قبور

حدیث: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تم کو زیارتِ قبور سے منع کیا تھا (اب اجازت دیتا ہوں کہ) تم قبروں کی زیارت کرلیا کرو، کیونکہ (اس کا فائدہ یہ ہے کہ) اس سے دنیا کی بے رغبتی اور آخرت کی یاد اور فکر پیدا ہوتی ہے۔ سنن ابن ماجہ (۲۰۲)، معارف الحدیث (۲۰۳)۔

مسئلہ [125] قبروں کی زیارت کرنا، یعنی ان کو جا کر دیکھنا مردوں کے لئے مستحب ہے، بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں کم از کم ایک بار قبروں کی زیارت کی جائے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعہ کا ہو۔ بہشتی گوہر (۲۰۴)۔

مسئلہ [126] بزرگوں کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنا بھی جائز ہے، جبکہ کوئی عقیدہ اور عمل خلافِ شرع نہ ہو، جیسا کہ آج کل عرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔ بہشتی گوہر (۲۰۵)۔

---

(۲۰۲) روى ابن ماجه، عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: كنت نهيتكم عن زيارة القبور، فزوروها؛ فإنها تزهد في الدنيا وتُذَكِّرُ الآخرة. ابن ماجه، أبواب الجنائز، باب ما جاء في زيارة القبور، الحديث رقم: ١٥٧١، ورواه الترمذي في سننه في أبواب الجنائز، باب ما جاء في الرخصة في زيارة القبور، الحديث رقم: ١٠٥٤، وأبو داود في الجنائز، باب: في زيارة القبور، الحديث رقم: ٣٢٣٥.

(۲۰۳) معارف الحدیث، کتاب الصلاۃ، زیارت قبور: ۲/۲۹۰، حصہ سوم، دار الاشاعت کراچی۔

(۲۰۴) اصلی بہشتی زیور، جنازے کے متفرق مسائل، ص: ۸۱۷، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

قال الشامي: قوله: وبزيارة القبور، أي: لابأس بها، بل تندب ......، وتزار في كل أسبوع......، إلا أن الأفضل يوم الجمعة والسبت والاثنين والخميس ......، فتحصل أن يوم الجمعة أفضل. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في زيارة القبور: ٣/١٧٧، رشيدية، وفي البحر: ولابأس بزيارة القبور والدعاء للأموات إن كانوا مؤمنين ......، وصرح في المجتبى: بأنها مندوبة. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/٣٤٢، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، أحكام الجنائز، فصل في زيارة القبور: ١/٤٠٥، المطبعة الكبرى مصر.

(۲۰۵) اصلی بہشتی زیور، جنازے کے متفرق مسائل، ص: ۸۱۷، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

قال الإمام الغزالي، في إحياء العلوم، تحت الحديث: لا تشدّ الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد، ما نصه: وقد ذهب بعض العلماء إلى الاستدلال بهذا الحديث في المنع من الرحلة لزيارة المشاهد وقبور العلماء والصلحاء، وما تبين لي: أن الأمر كذلك، بل الزيارة مأمور بها ......، والحديث إنما ورد في المساجد، وليس في معناها المشاهد؛ لأن =

مسئلہ [127] کبھی کبھی شب برأت میں بھی قبرستان جانا اور اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت کرنا سنت سے ثابت ہے۔ رسالہ شب برأت (۲۰۶)۔

جب قبرستان میں داخل ہوں تو وہاں کے اہل قبور کی نیت کر کے ان کو ایک بار سلام کرنا چاہیے، حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص بھی اپنے کسی جاننے والے (مسلمان) کی قبر پر گزرتا اور اس کو سلام کرتا ہے، وہ میت اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کو سلام کا جواب دیتا ہے، (اگر چہ اس جواب کو سلام کرنے والا نہیں سنتا)۔ بہشتی جوہر (۲۰۷) بحوالہ کنز العمال (۲۰۸)۔

= المساجد بعد المساجد فلا تتساوي، بل بركة زيارتها على قدر درجاتهم عند الله عزوجل ......، ثم ليت شعري! هل يمنع هذا القائل من شد الرحال إلى قبور الأنبياء عليهم السلام، مثل: إبراهيم وموسىٰ ويحيىٰ وغيرهم، عليهم السلام، فالمنع من ذلك في غاية الإحالة، فإذا جوز هذا، فقبور الأولياء والعلماء والصلحاء في معناها، فلا يبعد أن يكون ذلك من أغراض الرحلة، كما أن زيارة العلماء في الحياة من المقاصد. إحياء العلوم، كتاب أسرار الحج، الفصل الأول في فضائل الحج: ۲٤٤/۱، دار المعرفة بيروت، وهكذا في المرقاة شرح المشكوة، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الأول: ۳۷۱/۲، دار الكتب العلمية بيروت، وهكذا في شرح ابن ماجه، أبواب الطهارة، باب ما جاء في التقليس: ۱۰۲/۱، دار المعرفة بيروت.

(۲۰۶) رسالہ شب برأت، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، ص: ۴، دار العلوم کراچی۔

(۲۰۷) اصلی بہشتی زیور، موت اور اس کے متعلقات اور زیارت قبور کا بیان، ص: ۸۵۰، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

أخرج السيوطي في شرح الصدور، عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: ما من عبدٍ يمر على قبر رجلٍ يعرفه، فيسلم عليه إلا عرفه، ورد عليه السلام. شرح الصدور للسيوطي، الباب الثامن والثلاثون، باب زيارة القبور وعلم الموتى: ص: ۲۰۱، دار المعرفة بيروت، وقال ابن الجوزي في العلل المتناهية في كتاب القبور، حديث في إجابة الزائر، الحديث رقم: ۱۵۲۳، عن عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، عن أبيه، عن عطاء بن يسار، عن أبي هريرة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: ما من عبدٍ يمر على قبر رجلٍ يعرفه في الدنيا، فيسلم عليه، إلا عرفه، ورد عليه السلام. قال المؤلف: هذا حديث لايصح؛ وقد أجمعوا على تضعيف عبد الرحمن بن زيد، قال ابن حبان: كان يقلب الأخبار وهو لايعلم؛ حيث كثر ذلك في روايته، من رفع المراسيل، وإسناد الموقوف، فاستحق الترك. العلل المتناهية، كتاب القبور، حديث في إجابة الزائر: ۹۱۱/۲، دار الكتب العلمية بيروت، وابن عبد البر في الاستذكار، تحت ترجمة: عبد الرحمان بن زيد، رقم: ٤۸۷۳(۳۷۵۷): ۲۸۲/٤، دار الكتب العلمية بيروت.

(۲۰۸) أخرجه الهندي في: "كنز العمال" في الجنائز، الفصل الثالث في زيارة القبور، الحديث رقم: ٤۲٥٥٦، ولفظه: =

مسئلہ [128] اہلِ قبور کو سلام ان الفاظ میں کرنا چاہیے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ، یعنی:

''سلام ہو تم پر اے قبر والو! اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے آگے جانے والے ہو اور ہم پیچھے پیچھے آرہے ہیں''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی چند قبروں سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو انہی الفاظ میں سلام فرمایا تھا۔ جامع ترمذی (۲۰۹)، معارف الحدیث (۲۱۰)۔

مسئلہ [129] سلام کے بعد قبلہ کی طرف پشت کر کے اور میت (قبر) کی جانب منہ کر کے جتنا ہو سکے قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچادیں، مثلاً سورۂ فاتحہ، سورۂ یٰسین، سورۂ تبارک الذي، سورۂ الھٰکم التکاثر یا سورۂ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ گیارہ بار یا سات بار یا جس قدر آسانی سے پڑھا جا سکے، پڑھ کر دعا کریں کہ یا

= ما من عبد يمر بقبر رجلٍ كان يعرفه في الدنيا، فيسلم عليه إلا عرفه، ورد عليه السلام: ١٥/٢٧٢، دار الكتب العلمية بيروت، وهكذا ذكره الذهبي في "ميزان الاعتدال"، وفيه: سمعت الشافعي، يقول: ذكر لمالك حديث، فقال: من حدثك؟ فذكر له إسناداً منقطعاً، فقال: اذهب إلى عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، يحدثك عن أبيه، عن نوح عليه السلام، تحت ترجمة رقم: ٣٨٧٣-٣٨٥٧، في ترجمة: عبد الرحمن بن زيد بن أسلم العمري مولاهم المدني، أخو عبد الله وأسامة: ٤/٢٧٤، دار الكتب العلمية بيروت.

(٢٠٩) أخرج الترمذي، عن ابن عباس، قال: مرَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم بقبور المدينة، فأقبل عليهم بوجهه، فقال: السلام عليكم يا أهل القبور يغفر الله لنا ولكم، أنتم سلفنا ونحن بالأثر. سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب ما يقول الرجل إذا دخل المقابر، الحديث رقم: ١٠٥٣، وهكذا رواه في المشكوة، باب زيارة القبور، الفصل الثاني، الحديث رقم: ١٧٦٥، ١/٥٥٣، المكتب الإسلامي بيروت، وهكذا في كنز العمال في الجنائز، الفصل الثالث في زيارة القبور، الحديث رقم: ٤٢٥٦١ (١٥/٢٧٣)، دار الكتب العلمية بيروت.

(۲۱۰) معارف الحدیث، کتاب الصلاۃ، زیارت قبور: ۲/۲۹۰، حصہ سوم، دارالاشاعت کراچی۔

في الدر: ومن آدابها أن يسلم بلفظ: السلام عليكم ......؛ فإنه ورد: السلام عليكم دارَ قومٍ مؤمنين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون، ونسأل الله لنا ولكم العافية. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ٣/١٧٩، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/٣٤٢، رشيدية.

اللہ اس کا ثواب صاحبِ قبر کو پہنچادے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۴/۱۱۵ (۲۱۱)، مراقی الفلاح ۳۴۱ (۲۱۲)۔

مسئلہ [130] میت کے لئے دعاءِ مغفرت بھی کرنی چاہیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبروں کی زیارت اس لئے (بھی) فرماتے تھے کہ ان کے لئے دعاءِ مغفرت فرمائیں۔ مدارج النبوۃ (۲۱۳)۔

---

(٢١١) قال في مرقاة المفاتيح: وأخرج أبو القاسم سعد بن علي الزنجاني في "فوائده" عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الكتاب، وقل هو الله أحد، وألهاكم التكاثر، ثم قال: إني جعلت ثواب ما قرأت من كلامك لأهل المقابر من المؤمنين والمؤمنات، كانوا شفعاء له إلى الله تعالىٰ. مرقاة المفاتيح، كتاب الجنائز، باب: دفن الميت، الفصل الثالث، تحت الحديث رقم: ١٧١٧: ٤/١٧٣، دار الكتب العلمية بيروت، وهكذا في تحفة الأحوذي، أبواب الزكوة، باب ما جاء في الصدقة عن الميت، تحت رقم: ٦٦٩ (٣/٢٧٥)، دار الكتب العلمية بيروت، وهكذا في مطالب أولىٰ النهى، كتاب الجنائز، فصل في أحكام المصاب، فصل: ١/٩٣٦، المكتب الإسلامي بيروت، وفي جنائز الشامية: وفي شرح اللباب: ويقرأ من القرآن ما تيسر له من الفاتحة، وأول البقرة إلى المفلحون، وآية الكرسي، وآمن الرسول، وسورة يس، وتبارك الملك، وسورة التكاثر، والإخلاص اثني عشر مرةً أو عشراً أو سبعاً أو ثلاثاً، ثم يقول: اللهم أوصل ثواب ما قرأناه إلى فلان أو إليهم. رد المحتار، كتاب الجنائز، مطلب: في زيارة القبور: ٢/٢٤٣، رشيدية.

(٢١٢) وفي مراقي الفلاح: ويستحب قراءة يسين؛ لما ورد أنه من دخل المقابر فقرأ يس، خفف الله عنه يومئذٍ، وكان له بعدد ما فيها حسنات. مراقي الفلاح، كتاب الجنائز، فصل في حملها ودفنها: ص: ٢٣٣، المطبعة الكبرى مصر، وفي مراقي الفلاح أيضاً: ويقرأ آية الكرسي والإخلاص إحدى عشر مرةً وسورة يس إن تيسر، ويهدي ثواب ذلك لجميع الشهداء ومن بجوارهم من المؤمنين. مراقي الفلاح، فصل: في زيارة النبي صلى الله عليه وسلم، ص: ٢٩٨، المطبعة الكبرى مصر، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، أحكام الجنائز، فصل: في زيارة القبور: ١/٤٠٥، المطبعة الكبرى مصر، وفي جنائز الشامية: وفي شرح اللباب: ويقرأ من القرآن ما تيسر له: من الفاتحة، وأول البقرة إلى المفلحون، وآية الكرسي، وآمن الرسول، وسورة يس، وتبارك الملك، و سورة التكاثر، والإخلاص اثني عشر مرةً أو عشراً أو سبعاً أو ثلاثاً، ثم يقول: اللهم أوصل ثواب ما قرأناه إلى فلان أو إليهم. رد المحتار، كتاب الجنائز، مطلب: في زيارة القبور: ٢/٢٤٣، رشيدية.

(۲۱۳) مدارج النبوۃ، نبوت کے حقوق، عنوان: السلام علیکم یا أہل القبور: ۱/۶۰۰، خزینۂ علم وادب، اردو بازار لاہور۔

عن عائشة رضي الله عنها، أنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، كلّما كان ليلتُها من رسول الله صلى الله عليه وسلم، يخرج من آخر الليل إلى البقيع، فيقول: السلام عليكم دارَ قوم مؤمنين وأتاكم ما توعدون غداً =

عورتوں کا قبرستان جانا

عورتوں کا قبرستان جانا بعض فقہاء کرام کے نزدیک تو بالکل ناجائز ہے، لیکن فتویٰ اس پر ہے کہ جوان عورت کو تو جانا جائز ہی نہیں اور بوڑھی عورت کو اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ پردہ کے ساتھ جائے، بن سنور کر یا خوشبو لگا کر نہ جائے اور اس بات کا یقین ہو کہ کوئی کام خلافِ شریعت نہ کرے گی، مثلاً رونا پیٹنا، اہل قبور سے حاجتیں مانگنا اور دوسری ناجائز باتیں اور بدعتیں جو قبروں پر کی جاتی ہیں، ان سب سے پرہیز کیا جائے۔

ایک حدیث شریف میں قبرستان جانے والی عورت پر اللہ کی لعنت مذکور ہے، فقہائے کرام فرماتے ہیں، کہ جو عورتیں مذکورہ بالا شرطوں کی پابندی کے بغیر قبرستان جاتی ہوں وہ اس لعنت کی زد میں ہیں۔ شامی ۱/۸۴۳(۲۱۴)، امداد الفتاویٰ ۱/۵۲۰(۲۱۵)، امداد الاحکام ۱/۷۲۰(۲۱۶)۔

= مؤجّلون، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون، اللهم اغفر لأهل بقيع الغرقد. رواه مسلم في الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، الحديث رقم: ٩٧٤. وقال النووي في شرحه: وفي هذا الحديث دليل لاستحباب زيارة القبور والسلام على أهلها والدعاء لهم والترحم عليهم. صحيح مسلم، كتاب الجنائز، فصل في الذهاب إلى زيارة القبور: ٣١٣/١، قديمي.

(٢١٤) عن أبي هريرة رضي الله عنه،أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، لعن زوّاراتِ القبور. جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في كراهية زيارة القبور للنساء، الحديث رقم: ١٠٥٦، قوله: (ولو للنساء) وقيل: تحرم عليهن، والأصح: أن الرخصة ثابتة لهن. وجزم في شرح المنية بالكراهة؛ لما مرفي اتباعهن الجنازة ......، إن كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والندب على ماجرت به عادتهن فلا تجوز، وعليه حمل حديث: لعن الله زائرات القبور، وإن كان للاعتبار والترحم من غير بكاء والتبرك بزيارة قبور الصالحين، فلا بأس إذا كن عجائز، ويكره إذا كن شواب، كحضور الجماعة في المساجد. وهو توفيق حسن. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ١٧٨/٣، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: (وقيل تحرم على النساء)، وسئل القاضي عن جواز خروج النساء إلى المقابر، فقال: لا تسأل عن الجواز والفساد في مثل هذا! وإنما تسأل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فيه. واعلم بأنها كلما قصدت الخروج كانت في لعنة الله وملائكته، وإذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانبٍ، وإذا أتت القبور تلعنها روح الميت، وإذا رجعت كانت في لعنة الله......، وحاصل الكلام: أنها تكره للنساء، بل تحرم في هذا الزمن، لاسيما نساء مصر؛ لأن خروجهن على وجهٍ فيه فساد وفتنة، وأما النساء إذا أردن زيارة القبور إن كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والندب، كما جرت به عادتهن، فلا تجوز لهن الزيارة. وعليه يحمل الحديث الصحيح: لعن الله زائرات القبور، وإن كان للاعتبار والترحم والتبرك بزيارة قبور الصالحين من غير ما يخالف الشرع، فلا بأس به إذا كن عجائز، وكره ذلك للشابات، كحضورهن =

ایصالِ ثواب کا مسنون طریقہ

اس کی حقیقت شرع میں فقط اتنی ہے، کہ کسی نے کوئی نیک کام کیا اس پر اس کو جو کچھ ثواب ملا اس نے اپنی طرف سے وہ ثواب کسی دوسرے کو دیدیا، (خواہ مردہ ہو یا زندہ) وہ اس طرح کہ یا اللہ میرے اس عمل کا ثواب جو آپ نے مجھے عطا فرمایا ہے، وہ فلاں شخص کو دید یجئے اور پہنچا دیجئے مثلاً کسی نے خدا کی راہ میں کچھ کھانا یا مٹھائی یا کوئی نقد رقم یا کپڑا وغیرہ دیا یا نفل نمازیں پڑھیں، نفل روزے رکھے، یا نفل حج یا عمرہ کئے، یا کلام پاک کی تلاوت کی تسبیحات، کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھا، یا مستقل خیراتِ جاریہ قائم کیں، مثلاً تعمیر مساجد، دینی مدارس یا دینی مذہبی کتابوں کی اشاعت في سبیل اللہ کی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعاء کی کہ جو کچھ اس کا ثواب مجھے ملا ہے، وہ ثواب فلاں شخص کو پہنچا دیجئے، خواہ اس قسم کا نیک کام آج کیا ہو، یا اس سے پہلے عمر بھر میں کبھی کیا تھا، دونوں کا ثواب پہنچ جاتا ہے، بس اس قدر شرع سے ثابت ہے، شامی (۲۱۷) بہشتی زیور (۲۱۸)۔

= في المساجد للجماعات. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الجنائز، أحكام الجنائز، فصل في زيارة القبور: ١/٤١٢، المطبعة الكبرى مصر.

(۲۱۵) امداد الفتاوی، باب الجنائز، عنوان: زیارتِ قبور مر زنان را، سوال نمبر: ۷۰۶، ۱/۷۰۱، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۲۱۶) امداد الاحکام، کتاب الجنائز، عنوان: عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کا حکم: ۱/۸۱۲، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(٢١٧) قال الشامي: صرح علماؤنا في باب الحج عن الغير: بأن للإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره، صلاة أو صوماً أو صدقةً أو غيرها ......، بل في زكاة التاترخانية، عن المحيط: الأفضل لمن يتصدق نفلاً أن ينوي لجميع المؤمنين والمؤمنات؛ لأنها تصل إليهم ولا ينقص من أجره شيء، وهو مذهب أهل السنة والجماعة ......، والذي حرره المتأخرون من الشافعية: وصول القراءة للميت إن كانت بحضرته أو دعي له عقبها ولو غائباً......، وبهذا علم أنه لافرق بين أن يكون المجعول له ميتاً أو حيًّا. والظاهر: أنه لافرق بين أن ينوي به عند الفعل للغير أو يفعله لنفسه، ثم بعد ذلك يجعل ثوابه لغيره؛ لإطلاق كلامهم. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في القراءة للميت وإهداء ثوابها له: ٣/١٨٠، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ٣/١٠٥، رشيدية.

(٢١٨) اصلی بہشتی زیور، موت اور اس کے متعلقات امر زیارت قبور کا بیان، ص: ۸۵۲، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

أخرج البخاري، عن عائشة رضي الله عنها، أن رجلاً قال للنبي صلى الله عليه وسلم: إن أمّي افْتُلِتَتْ نَفْسُها وأُرَاهَا لو تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، أفأتصدق عنها؟ قال صلى الله عليه وسلم: نعم! تَصَدَّقْ عنها. صحيح البخاري، كتاب الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءةً أن يتصدقوا عنه، الحديث رقم: ٢٦٠٩. قال ابن القيم: المسألة السادسة عشرة: وهي: هل تنتفع أرواح الموتى بشيء من سعي الأحياء أم لا؟ فالجواب: أنها تنتفع من سعي الأحياء بأمرين =

اس کے علاوہ جو مختلف رسمیں اور صورتیں ایصالِ ثواب کی لوگوں نے ایجاد کر رکھی ہیں سب بے بنیاد ہیں، بلکہ ان کا کرنا گناہ ہے، بعض بحدِ شرک ہیں اور بدعت ہیں، اس لئے ان سے اجتناب کرنا لازمی ہے، کہ بجائے حصول ثواب کے اور الٹا کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہوجاتا ہے (۲۱۹)۔

ایصال ثواب کے لئے شرعاً نہ کوئی خاص وقت یا دن مقرر ہے کہ اس کے علاوہ ایصالِ ثواب نہ ہوسکتا ہو، نہ کوئی خاص جگہ مقرر ہے، نہ کوئی خاص عبادت، نہ یہ ضروری ہے کہ ایصالِ ثواب کے لئے آدمی جمع ہوں، یا کھانے کی کوئی چیز مٹھائی وغیرہ سامنے رکھی جائے، یا اس پر دم کیا جائے، یا کسی عالم دین یا حافظ قاری کو ضرور بلایا جائے، نہ یہ ضروری ہے، کہ پورا قرآن ختم کیا جائے یا کوئی خاص سورت یا دعا کسی مخصوص تعداد میں پڑھی جائے، لوگوں نے اپنی طرف سے ایجاد کر کے یہ رسمیں اور پابندیاں بڑھالی ہیں، ورنہ شریعت نے ایصالِ ثواب کو اتنا آسان بنایا ہے کہ جو شخص جس وقت، جس دن چاہے کوئی سی بھی نفلی عبادت کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچا سکتا ہے (۲۲۰)۔

= مجمع عليهما بين أهل السنة: من الفقهاء وأهل الحديث والتفسير، أحدهما: ما تسبب إليه الميت في حياته، والثاني: دعاء المسلمين له واستغفارهم له والصدقة والحج على نزاع ما الذي يصل من ثوابه، هل ثواب الإنفاق أو ثواب العمل؟ فعند الجمهور: يصل ثواب العمل نفسه، وعند بعض الحنفية: إنما يصل ثواب الإنفاق. كتاب الروح لابن القيم الجوزية، المسألة السادسة عشرة: هل تنتفع أرواح الموتىٰ بشيء من سعي الأحياء أم لا؟ ص: ١١٧، دار الكتب العلمية بيروت. وراجع للتفصيل: شرح الصدور للسيوطي، الباب الخمسون، باب: ما ينفع الميت في قبره، ص: ٢٩٤، دار المعرفة بيروت.

(٢١٩) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهورد. صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا صطلحوا على صلح جورٍ فهو مردود، الحديث رقم: ٢٥٥٠، وفي المرقاة: مَن أصرّ على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعةٍ أو منكرٍ. مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد تحت حديث عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، رقم الحديث: ٩٤٦: ٣/٢٦، دار الكتب العلمية بيروت، وفي السعاية: الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل لها في الشرع. السعاية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: في القراة: ٢/٢٦٥، سهيل أكيلمي لاهور، وفي الرد: بأنها أي: البدعة، ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن علمٍ أو عملٍ أو حالٍ أو بنوع شبهةٍ أو استحسانٍ، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ١/٥٦٠، ٥٦١، رشيدية.

(٢٢٠) ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول، والثالث، وبعد الأسبوع، ونقل الطعام إلى القبر في المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن، وجمع الصلحاء، والقراء للختم، أو لقراءة سورة الأنعام، أو الإخلاص......، وهذه الأفعال كلها للسمعة والرياء، فيحترز عنها؛ لأنهم لايريدون بها وجه الله تعالىٰ. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت: ٣/١٧٦، رشيدية، وقال في البزازية: ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد =

فرض عبادات کا ایصالِ ثواب

فقہاءِ حنفیہ کا اس پر تو اتفاق ہے کہ ہر قسم کی نفلی عبادت کا ثواب دوسرے کو بخشا جا سکتا ہے، زندہ کو بھی بخشا جا سکتا ہے میت کو بھی، لیکن فرض عبادت کا ثواب بھی کسی کو بخشا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، بعض فقہاء نے اسے بھی جائز کہا ہے اور بعض نے منع کیا ہے، (۲۲۱)۔

کسی عبادت کا ثواب کئی اشخاص کو پہنچانا

اگر کسی عبادت کا ثواب کئی اشخاص کو مشترک طور پر بخشا، مثلاً ایک روپیہ صدقہ کیا اور اس کا ثواب دس مُردوں کو کو بخش دیا، تو آیا ہر میت کو پورے ایک ایک روپیہ کا ثواب ملے گا یا ایک ہی روپیہ کا ثواب سب مُردوں میں تھوڑا تھوڑا تقسیم ہوگا؟ اس کی قرآن وسنت میں تو کوئی صراحت نہیں ملتی، احتمال دونوں ہیں، لیکن فقہاء کی ایک جماعت نے پہلے احتمال کو ترجیح دی ہے اور اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت کے زیادہ لائق بھی یہی ہے۔ شامی: ۱/ ۸۴۵ (۲۲۲)۔

ایصالِ ثواب کا حدیث سے ثبوت

کسی کی موت کے بعد رحمت کی دعاء کرنا، نمازِ جنازہ اداء کرنا یہ اعمال مسنونہ ہیں، ان کے ساتھ دوسرا

= الأسبوع والأعياد. الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، قبيل الفصل السادس والعشرون في حكم المسجد: ٤/ ٨١، رشيدية.

(٢٢١) من صام أو صلى أو تصدق، وجعل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء جاز، ويصل ثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة ......، وأنه لافرق بين الفرض والنفل. وفي جامع الفتاوىٰ: وقيل: لا يجوز في الفرائض. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في القراة للميت وإهداء ثوابها له: ٣/ ١٨٠، رشيدية، وقال ابن القيم: وأيضاً لوساغ الإهداء لساغ إهداء ثواب الواجبات على الحي، كما يسوغ إهداء ثواب التطوعات التي يتطوع بها. كتاب الروح لابن القيم الجوزية، المسألة السادسة عشرة: هل تنتفع أرواح الموتىٰ بشيء من سعي الأحياء أم لا؟ ص: ١١٧، دار الكتب العلمية بيروت.

(٢٢٢) في الشامية: ويصح إهداء نصف الثواب أو ربعه، كما نص عليه أحمد، ولا مانع منه ويوضحه: أنه لو أهدى الكل إلى أربعةٍ يحصل لكلٍ منهم ربعه، فكذا لو أهدى الربع لواحدٍ وأبقى الباقي لنفسه. قلت: لكن سئل ابن حجر المكي عما لو قرأ لأهل المقبرة الفاتحة، هل يقسم الثواب بينهم، أو يصل لكلٍ منهم مثل ثواب ذلك كاملاً؟ فأجاب: بأنه أفتى جمع بالثاني، وهو اللائق بسعة الفضل. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في القراءة للميت وإهداء ثوابها له: ٣/ ١٨١، رشيدية، وقال ابن القيم: وأيضاً لوساغ ذلك لساغ لهذا نصف الثواب وربعه وقيراط منه. كتاب الروح لابن القيم الجوزية، المسألة السادسة عشرة، فصل: وأما وصول ثواب الحج: ص: ١٢٣، دار الكتب العلمية بيروت.

طریقہ میت کی نفع رسانی کا یہ ہے، کہ میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے، یا کوئی عملِ خیر کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچا دیا جائے، اسی کو ایصالِ ثواب کہا جاتا ہے، اس کے بارے میں ذیل کی حدیث ملاحظہ ہو:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ایسے وقت ہوا کہ خود سعد موجود نہیں تھے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے تھے، جب واپس آئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری عدم موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا وہ ان کے لئے فائدہ مند ہوگا؟ (اور ان کو اس کا ثواب پہنچے گا؟)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں! پہنچے گا، انہوں نے عرض کیا، تو میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ اپنا باغ میں نے اپنی والدہ (کے ثواب) کے لئے صدقہ کر دیا۔ صحیح بخاری (۲۲۳)، معارف الحدیث (۲۲۴)۔

---

(۲۲۳) روى البخاري، عن ابن عباس رضي الله عنهما، أن سعد بن عبادة أخا بني ساعدة توفيت أمه، وهو غائب عنها، فأتى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله! إن أمي توفيت، وأنا غائب عنها، فهل ينفعها شيءٌ إن تصدقت به عنها؟ قال: نعم! قال: فإني أشهدك أنَّ حائطي المخراف صدقة عليها. صحيح البخاري، كتاب الوصايا، باب الأشهاد في الوقف والصدقة، الحديث رقم: ۲۶۱۱، والبيهقي في السنن الكبرى، كتاب الوصايا، باب الصدقة عن الميت، الحديث رقم: ۱۲٤۱۱، ٦/۲۷۸، مكتبة دار الباز مكة المكرمة، والطبراني في المعجم الكبير، ما أسند سعد بن عبادة، الحديث رقم: ۵۳۷۰، ٦/۱۸، مكتبة الزهراء الموصل.

(۲۲۴) معارف الحدیث، کتاب الصلاۃ، اموات کے لئے ایصالِ ثواب: ۲/۲۹۱، حصہ سوم، دار الاشاعت کراچی۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله! إن أمي ماتت، وعليها صوم شهرٍ، أفأقضيه عنها؟ قال: نعم! فدين الله أحق أن يقضى. صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب من مات وعليه صوم، الحديث رقم: ۱۸۵۲، وأخرج ابن أبي شيبة، عن أبي هريرة، عَن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: إن الرجل لترفع له الدرجة في الجنة، فيقول: يا رب! أنى لي هذه؟ فيقال: باستغفار ولدك لك. مصنف ابن أبي شيبة، في الدعوات، ما قالوا: إن الدعاء يلحق الرجل وولده، الحدث رقم: ۲۹۷٤۰، ٦/۹۳، مكتبة الرشد الرياض، وذكره السيوطي في: شرح الصدور، عن أبي هريره رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله ليرفع الدرجة للعبد الصالح في الجنة، فيقول يا رب! أنّى لى هذه! فيقول: باستغفار ولدك لك، ولفظ البيهقى بدعاء ولدك لك. شرح الصدور للسيوطي رحمه الله، الباب الخمسون، باب ما ينفع الميت في قبره، الحديث رقم: ۱۹، ص: ۲۹٦، دار المعرفة بيروت.

بابِ پنجم

شہید کے احکام

❋-مختلف حادثات میں ہلاک شدگان کا حکم

❋-شہداء کی قسمیں

❋-اسقاطِ حمل کے مسائل

❋-خودکشی کرنے والے کا حکم

❋-زندگی میں جسم سے علیحدہ ہو جانے والے اعضاء کا حکم

❋-ڈاکو یا باغی لڑائی میں قتل ہو جائے

باب پنجم

شہید کے احکام اور مختلف قسم کے حادثات میں ہلاک شدگان اور متفرق اعضائے بدن کے غسل وکفن اور نمازِ جنازہ کے مسائل

شہید کے احکام

جس مسلمان کو اللہ تعالیٰ شہادت کی موت عطا فرمائے، اسے ''شہید'' کہا جاتا ہے۔ قرآن وسنت میں شہادت کا نہایت عظیم الشان ثواب اور قابلِ رشک فضائل وارد ہوئے ہیں، لیکن خوب سمجھ لینا چاہیے کہ غسل و کفن کے اعتبار سے شہید کی دو قسمیں ہیں:

شہید کی دو قسمیں

۱- شہید کی ایک قسم تو وہ ہے، جس کو غسل وکفن نہیں دیا جاتا، بلکہ جو کپڑے وہ پہنے ہوئے ہو، انہی کپڑوں میں غسل دیئے بغیر نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جاتا ہے، جس کی شرائط اور تفصیلات آگے آرہے ہیں۔

۲- دوسری قسم شہید کی وہ ہے، جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق آخرت میں تو درجۂ شہادت نصیب ہوگا، لیکن دنیا میں اس پر شہید کے احکام جاری نہیں ہوتے، یعنی عام مسلمانوں کی طرح ان کو بھی غسل وکفن کیا جاتا ہے، اس قسم کی شہادت کی بہت سی صورتیں ہیں، جن کی مفصل فہرست بعد میں بیان کی جائے گی، پہلے قسم اول اور اس کے احکام سمجھ لئے جائیں (۱)۔

---

(۱) أن الشهداء قسمان: شهيد الدنيا، وشهيد الآخرة وهو: من يقتل في حرب الكفار مقبلاً غير مدبر مخلصاً وشهيد الآخرة، وهو: من ذكر بمعنى أنهم يعطون من جنس أجر الشهداء، ولاتجرى عليهم أحكامهم في الدنيا. فتح الباري، كتاب الجهاد، باب الشهادة سبع سوى القتل: ٥٥/٦، دار المعرفة بيروت.

شہید کی پہلی قسم

قسم اول کا شہید (یعنی جس کو غسل وکفن نہیں دیا جاتا) وہ مقتول ہے، جس میں مندرجہ ذیل سات شرطیں پائی جائیں۔

۱-شرط:

مسلمان ہونا، پس غیر مسلم (کافر) کے لئے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہوسکتی، بہشتی گوہر (۲)۔

۲-شرط:

مکلّف یعنی عاقل بالغ ہونا، پس جو شخص حالتِ جنون میں مارا جائے یا عدمِ بلوغ کی حالت میں، تو اس کیلئے شہادت کے وہ احکام، جن کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے، ثابت نہ ہوں گے۔

۳-شرط:

حدثِ اکبر سے پاک ہونا[۳]، اگر کوئی شخص حالتِ جنابت میں یا کوئی عورت حیض ونفاس کی حالت

---

[۳] یعنی ایسی ناپاکی جس سے غسل فرض ہوجاتا ہے۔ رفیع۔

= وفي الشامية: وشهادة الدنيا بعدم الغسل إلا لنجاسة أصابته غير دمه ......، وشهادة الآخرة بنيل الثواب الموعود للشهيد، والمراد بشهيد الآخرة: من قتل مظلوماً أو قاتل لإعلاء كلمة الله تعالىٰ حتى قتل. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الشهيد، مطلب: في تعداد الشهداء: ۱۹٤/۳، رشيدية، وكذا في شرح الزرقاني، في الجنائز، في النهي عن البكاء على الميت: ۱۰۰/۲، دارالكتب العلمية بيروت.

(۲) اصلی اشرفی بہشتی زیور، شہید کے احکام، ص: ۸۱۳، ۸۱۴، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

قال في الدر: (هو كل مكلف مسلم طاهر)، أما الحائض إن رأت ثلاثة أيام غسلت وإلا لا؛ لعدم كونها حائضاً ولم يعدّ عليه السلام غسل حنظلة؛ لحصوله بفعل الملائكة، بدليل قصة آدم. (قتل ظلماً) بغير حق (بجارحة) أي: بما يوجب القصاص (ولم يجب بنفس القتل مال)، بل قصاص، حتى لو وجب المال بعارض، كالصلح أو قتل الأب ابنه لاتسقط الشهادة (ولم يرتث) فلو ارتث غسل، كما سيجيء، (وكذا) يكون شهيداً (لو قتله باغ أو حربي أو قاطع طريق، ولو) تسبباً أو (بغير آلة جارحة)، فإن مقتولهم شهيد بأي آلة قتلوه؛ لأن الأصل فيه شهداء أحد، ولم يكن كلهم قتيل سلاح (أو وجد جريحاً ميتاً في معركتهم) المراد بالجراحة: علامة القتل، كخروج الدم من عينه أو أذنه أو حلقه صافياً لا من أنفه أو ذكره أو دبره أو حلقه جامداً. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الشهيد. ۱۸۷/۳-۱۹۱، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: (الشهيد) شرعاً هو (من قتله أهل الحرب) مباشرة أو تسبيبًا، بأي =

میں شہید ہوجائے، تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

۴-شرط:

بے گناہ مقتول ہونا، پس اگر کوئی شخص بے گناہ نہیں مقتول ہوا، بلکہ کسی جرمِ شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو، یا مقتول ہی نہ ہوا ہو، یونہی مرگیا ہو، تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے (یعنی اس کو غسل و کفن دیا جائے گا)۔

۵-شرط:

اگر کسی مسلمان یا ذمی[۴] کے ہاتھ سے مارا گیا ہو، تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی دھاردار آلہ سے مارا گیا ہو۔ اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے بذریعہ غیر دھاردار آلے کے مارا گیا ہو، مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے مارا جائے (جس پر دھار نہ ہو) تو اس پر شہید کے وہ احکام جاری نہ ہوں گے، لیکن لوہا مطلقاً دھاردار آلہ کے حکم میں[۵] ہے، گو اس میں دھار نہ ہو اور اگر کوئی شخص حربی[۶] کافروں یا باغیوں یا ڈاکہ زنوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو، یا ان کے معرکۂ جنگ میں مقتول ملے، تو اس میں آلۂ دھاردار سے مقتول ہونے کی شرط نہیں، حتیٰ کہ اگر پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ ماریں اور مرجائے تو شہید کے احکام اس پر جاری ہوجائیں گے، بلکہ یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود

[۴] یعنی وہ کافر، جو دارالاسلام یعنی ایسے ملک کا باشندہ ہو، جہاں مسلمانوں کی حکومت ہے۔ رفیع

[۵] بندوق کی گولی بھی اس میں داخل ہے۔ شامی کتاب الجنایات: ج۵۔ رفیع (۷)۔

[۶] حربی وہ کافر جو ایسے ملک کا باشندہ ہو، جہاں کافروں کی حکومت ہے۔ رفیع۔

آلة كانت، ولو بماءٍ أونارٍ رموها بين المسلمين (أو) قتله (أهل البغي، أو قتله قطاع الطريق) بأي آلة كانت، (أو) قتله (اللصوص في منزله ليلاً لوبمثقلٍ)، أو نهارًا (أو وجد في المعركة سواءً كانت معركة أهل الحرب أو البغي، أو قطاع الطريق (وبه أثر) كجرح، وكسر، وحرق، وخروج دم من أذن أوعين، لا من فم، وأنف، ومحرج (أو قتله مسلم مسلماً) لا بحدٍ وقودٍ (عمدًا) لا خطأً (بمحددٍ) خرج به المقتول شبه عمد بمثل وشمل من قتله (أبوه) أو سيده (وكان المقتول مسلماً بالغا خالياً من حيض ونفاس وجنابة ولم يرتث) أي: ماصار خلقاً في الشهادة كالثوب الخلق بوجود شيء من مرافق الحياة (بعد انقضاء الحرب) فيلحق بشهداء أحد في الحكم. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الشهيد: ٤١٦/١، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(٧) قال الشامي: وكذا كل ما يشبه الحديد، كالصفر والرصاص والذهب ...... قلت: وعلى كل فالقتل بالبندقة الرصاص ......؛ لأنها من جنس الحديد وتجرح، فيقتص به، الخ. حاشية ابن عابدين، كتاب الجنايات: ٥٢٨/٦، رشيدية.

مرتکبِ قتل ہوئے ہوں، بلکہ وہ اگر سببِ قتل بھی ہوئے ہوں یعنی ان سے وہ امور وقوع میں آئیں، جو باعثِ قتل ہو جائیں، تب بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

مثال ۱- کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور یا گاڑی سے کسی مسلمان کو روند ڈالا اور خود بھی اس پر سوار تھا۔

مثال ۲- کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار تھا، اس جانور کو کسی حربی وغیرہ نے بھگایا، جس کی وجہ سے مسلمان اس جانور سے گر کر مر گیا۔

مثال ۳- کسی حربی وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز میں آگ لگا دی، جس سے کوئی جل کر مر گیا۔

ان تینوں صورتوں میں مقتول پر شہید کے احکام جاری ہوں گے، یعنی اسے غسل وکفن نہ دیا جائے گا۔ شامی (۸)، مراقي الفلاح (۹)، بہشتی گوہر (۱۰)۔

۶- شرط:

اس قتل کی سزا میں ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض نہ مقرر ہو، بلکہ قصاص واجب [۱۱] ہوتا ہو،

[۱۱] اور اگر قتل ایسا ہے کہ اس کی سزا میں کچھ واجب نہیں ہوتا، نہ قصاص، نہ دیت، تو اس پر بھی شہید کے احکام جاری ہوں گے، مثلاً ←

(۸) في الدر: (وكذا) يكون شهيدًا (لوقتله باغ أوحربي ولو) تسببًا. الدر المختار. قوله: (ولوتسببًا)؛ لأن موته يكون مضافاً إليهم فلو أوطؤوا دابتهم مسلماً، أونفروا دابة مسلم فرمته، أو رموا نارًا في سفينة، فاحترقت ونحوذلك فهو شهيد. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الشهيد: ۳/۱۹۰، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب أحكام الشهيد: ۱/۴۱۶، المطبعة الكبرى مصر، وفي البحر:؛ لأن موته مضاف إليهم، حتى لو أوطؤوا دابتهم مسلماً أو نفروا دابة مسلم فرمته أو رموه من السور أو ألقوا عليه حائطاً أو رمَوْا بنارٍ فأحرقوا سفنهم وما أشبه من الأسباب، فمات به مسلم، كان شهيداً لما قلناه. البحر الرائق، باب الشهيد: ۲/۲۱۱، رشيدية.

(۹) مراقي الفلاح، كتاب الجنائز، باب أحكام الشهيد: ۱/۲۳۵، دارالكتب العلمية بيروت، وفي حاشية الطحطاوي: (والشهيد) شرعًا هو (من قتله أهل الحرب) مباشرة، أوتسببًا بأي آلة كانت ولو بماء أونار رموها بين المسلمين. (مراقي الفلاح). قوله: (أوتسببًا) بأن ألقوا أحجار في طريق المسلمين فهلكوا بها أو أرسلوا ماء فأغرقوهم به قوله: (ولو بماء الخ) مثله: مالو وطئت دابتهم مسلمًا أو نفروا دابة مسلم فرمته أو رموه من السور أو ألقوا عليه حائطًا. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الشهيد: ۱/۴۱۵، المطبعة الكبرى مصر، وهكذا في البحر، كتاب الجنائز، باب الشهيد: ۲/۳۴۵، رشيدية.

(۱۰) اصلی اشرفی بہشتی زیور، شہید کے احکام، ص: ۸۱۴، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

پس اگر مالی عوض مقرر ہو، تب بھی اس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے، گوظلماً مارا جائے۔

مثال ۱- کوئی مسلمان کسی مسلمان کو بغیر دھار کے آلہ سے قتل کردے۔

مثال ۲- کوئی مسلمان کسی مسلمان کو دھار دار آلہ سے قتل کردے، مگر خطأً [۱۲] مثلاً کسی جانور پر یا کسی نشانہ پر حملہ کررہا ہو اور وہ کسی انسان کو لگ جائے۔

مثال ۳- کوئی شخص کسی آبادی میں یا آبادی کے قریب [۱۳] کسی جگہ سوائے معرکۂ جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو [۱۴]، ان سب صورتوں میں چونکہ اس کے قتل کے عوض میں مال (خون بہا) واجب ہوتا ہے، قصاص نہیں واجب ہوتا، اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ شامی: ۱/۸۵۱ (۱۵)۔

مال کے عوض مقرر ہونے میں ابتداءً کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداءً قصاص مقرر ہوا ہو، مگر کسی مانع کے سبب سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلہ میں مال واجب ہوا تو وہاں شہید کے احکام جاری ہوجائیں گے۔

مثال ۱-: کوئی شخص آلۂ دھار دار سے قصداً ظلماً مارا گیا، لیکن قاتل میں اور ورثاءِ مقتول میں کچھ مال کے عوض صلح ہوگئی ہو تو اس صورت میں چونکہ قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتداء میں واجب نہیں ہوا تھا، بلکہ صلح کے سبب سے واجب ہوا، اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری ہوجائیں گے۔

← کوئی شخص ایسے جنگل یا صحراء وغیرہ میں مقتول پایا گیا، جس کے قریب کوئی آبادی نہیں اور قاتل معلوم نہ ہوسکے تو اُسے غسل وکفن نہ دیا جائے گا۔ (شامی) (۱۶)۔ رفیع۔

[۱۲] یعنی غلطی سے۔ رفیع۔

[۱۳] اس صورت میں خون بہا (یعنی مال عوض) بیت المال سے ادا کیا جاتا ہے، درمختار، شامی: ج۱/ص۸۵۱ (۱۷)۔

[۱۴] شامی: ۱/۸۵۱۔

---

(۱۵) لو وجد في مفازة ليس بقربها عمران، فإنه لا تجب فيه قسامة ولا دية، فلا يغسل لو وجد به أثر القتل. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الشهيد: ۱۹۱/۳، رشيدية، وفي البحر: لو وجد في مفازة ليس بقربها عمران، فإنه لا تجب فيه قسامة ولا دية، فلا يغسل لو وجد به أثر القتل. البحر الرائق، كتاب الجنائز، باب الشهيد: ۳۴۹/۲، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب أحكام الشهيد: ۴۱۴/۱، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۱۶) ويغسل من وجد قتيلاً في مصرٍ) أوقرية (فيما) أي: في موضع (تجب فيه الدية) ولو في بيت المال كالمقتول في جامع أوشارع (ولم يعلم قاتله) أو علم ويجب القصاص. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الشهيد: ۱۹۱/۳، رشيدية.

(۱۷) الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الشهيد: ۱۸۹/۳، رشيدية.

مثال ۲-: کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلۂ دھاردار سے مار ڈالے تو اس صورت میں ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا، مال ابتداءً واجب نہیں ہوا، لیکن باپ کے احترام اور عظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلہ میں مال واجب ہوا ہے، لہٰذا یہاں بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔شامی (۱۸)، مراقی الفلاح (۱۹)، بہشتی گوہر (۲۰)۔

۷- شرط:

بعد زخم لگنے کے، پھر کوئی امر راحت و تمتع زندگی کا مثل کھانے پینے، سونے، دوا کرنے، خرید و فروخت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئیں اور نہ بقدرِ وقت ایک نماز کے اس کی زندگی حالتِ ہوش و حواس میں گذرے اور نہ اس کو حالتِ ہوش میں معرکہ سے اٹھالائیں۔

---

(۱۸) ولم يجب بنفس القتل مال) بل قصاص حتى لو وجب المال بعارض كاالصلح أو قتل الأب ابنه لا تسقط الشهادة. الدر المختار. قوله: (حتى لووجب) تفريع على مفهوم قوله: بنفس القتل؛ فإن المال لم يجب بنفس العمد؛ لأن الواجب به القصاص، وإنما سقط بعارض وهو الصلح أو شبهة الأبوة فلا يغسل......، فالحاصل: أنه إذا وجب بقتله القصاص وإن سقط لعارض أولم يجب بقتله شيء أصلاً فهو شهيد كما علمته، أما إذا وجب به المال ابتداءً فلا، وذلك بأن كان قتله شبه العمد، كضرب بعصًا أوخطأً كرمي غرضاً، فأصابه، أوما جرى مجراه، كسقوط نائم عليه، وكذا إذا وجب به القسامة لوجوب المال بنفس القتل شرعا، وكذا لووجد مذبوحاً ولم يعلم قاتله سواء وجبت فيه القسامة أو لا. هوالصحيح؛ لاحتمال أنه لم يقتل ظلما......، قوله: (أوقتل الأب ابنه) أوقتله شخصا آخر يرثه الابن، كما إذا قتل زوجته وله منها ولد، فإن الولد استحق القصاص على أبيه فيسقط للأبوة. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الشهيد: ۱۸۹/۳، رشيدية.

(۱۹) مراقي الفلاح، كتاب الجنائز، باب أحكام الشهيد: ۲۳۵/۱، دارالكتب العلمية بيروت.

وفي حاشية الطحاوي: (أو قتله مسلم ظلمًا) لا بحد وقود (عمدًا) لا خطأ، (بمحدد)، خرج به المقتول شبه عمد بمثقل وشمل من قتله أبوه أوسيده. قوله: (لا بحدوقود) محترز التقييد بالظلم. والظابط في قتل من يكون شهيداً: أن لا يجب بنفس القتل مال، أما لو قتله مسلم خطأ أوعمدًا بالمثقل فليس بشهيد؛ لوجوب الدية بقتله، وكذا لووجد مذبوحًا ولم يعلم قاتله أو وجد في محله مقتولاً ولم يعلم قاتله؛ لأنه لا يدرى أقتل ظالما أم مظلومًا عمدًا أوخطأ. بحر. قوله: (وشمل من قتله أبوه أوسيده)؛ لأن نفس القتل موجب القصاص وإنما سقط لعارض. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، الجنائز، باب أحكام الشهيد: ۴۱۶/۱، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۲۰) اصلی اشرفی بہشتی زیور، شہید کے احکام، ص: ۸۱۴، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

ہاں! اگر جانوروں یا گاڑیوں کے نیچے آجانے کے خوف سے معرکۂ جنگ سے اٹھالائیں، تو کچھ حرج نہ ہوگا، پس اگر کوئی شخص بعد زخم لگنے کے زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے ان احکام میں داخل نہ ہوگا، اس لئے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے، اسی طرح اگر وہ زخم لگنے کے بعد وصیت کرے تو وہ وصیت اگر دنیاوی معاملہ میں ہوتو شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملہ میں ہوتو خارج نہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص معرکۂ جنگ میں شہید ہوا اور اس سے یہ باتیں صادر ہوں تو شہید کے احکام سے خارج ہو جائے گا، ورنہ نہیں، لیکن یہ شخص اگر جنگ میں مقتول ہوا ہے اور ابھی جنگ ختم نہیں ہوئی تو باوجود مذکورہ تمتعات کے بھی وہ شہید ہے۔ بہشتی گوہر (۲۱)۔

اس قسم کے احکام

مسئلہ [131] جس شہید میں یہ سب شرطیں پائی جائیں، اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے صاف نہ کیا جائے، البتہ اگر خون کے علاوہ کوئی اور نجاست اس کے بدن یا کپڑوں کو لگ گئی ہوتو اسے دھو دیا جائے۔ شامی (۲۲)۔

---

(۲۱) اصلی اشرفی بہشتی زیور، شہید کے احکام، ص:۸۱۵، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

في الدر: (أوجرح وارتث) وذلك (بأن أكل أوشرب أونام أوتداوى)، ولو قليلاً (أو أوى خيمة أومضى عليه وقت صلوة وهو يعقل)، يقدر على أدائها (أو نقل من المعركة) وهو يعقل سواء وصل حياً أومات على الأيدي، وكذا لو قام من مكانه إلى مكان آخر (لا لخوف وطء الخيل، أو أوصى بأمور الدنيا، وإن بأمور الأخرة، لا) يصير مرتثا (عند محمد، وهو الأصح)؛ لأنه من أحكام الأموات. أو باعَ، أو اشترى أو تكلم بكلام كثير، وإلا فلا. وهذا كله إذا كان (بعد انقضاء الحرب، ولو فيها) أي: في الحرب (لا) يصير مرتثا بشيء مما ذكر، وكل ذلك في الشهيد الكامل وإلا فالمرتث شهيد الأخرة. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الشهيد: ۱۹۳/۳، ۱۹٤، رشيدية، وفي البحر: قوله: (أوارتث بأن أكل، أوشرب، أونام، أوتداوى، أومضى عليه وقت الصلوة، وهو يعقل، أونقل من المعركة، أو أوصى......، وحاصله في الشرع: أن يُنال بعد مرافق الحياة فبطلت شهادته في حكم الدنيا فيغسّل، وهو شهيد في حكم الأخرة، فينال الثواب الموعود للشهداء. البحر الرائق، كتاب الجنائز، باب الصلوة الشهيد: ۳٤۷/۲، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الشهيد: ٤۱٦/۱، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۲۲) روى ابن ماجه، عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما، أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، أمر بقتلى أحد أن ينزع عنهم الحديد والجلود، وأن يدفنوا في ثيابهم بدمائهم. ابن ماجه، أبواب الجنائز، باب ما جاء في الصلوة على الشهداء و دفنهم، الحديث رقم: ۱۵۱۵، وأبوداود في الجنائز، باب: في الشهيد يغسّل، الحديث رقم: ۳۱۳٤،=

مسئلہ [132] دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے شلوار وغیرہ وہ پہنے ہوئے ہو، ان کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اتاریں، ہاں اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون پورا کرنے کے لئے اور کپڑے زیادہ کردیئے جائیں، اسی طرح اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے زیادہ ہوں، تو زائد کپڑے اتار لئے جائیں اور اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو، جیسے چمڑے کا لباس، پوستین وغیرہ تو ان کو بھی اتار لینا چاہیے، ہاں! اگر ایسے کپڑوں کے سوا جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ کو نہ اتارنا چاہیے۔ شامی (۲۳)، مراقی الفلاح (۲۴)۔

= وروى البخاري، وعن جابر رضي الله تعالىٰ عنه، قال: قال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ادفنوهم في دمائهم يعني يوم أحد ولم يغسلهم. صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب من لم ير غسل الشهدآء، الحديث رقم: ١٢٨١، وفي الدر: (فينزع عنه ما لا يصلح للكفن، ويزاد) إن نقص ما عليه من كفن السنة (وينقص) إن زاد، لأجل أن (يتم كفنه) المسنون (ويصلى عليه بلا غسل، ويدفن بدمه وثيابه)؛ لحديث زملوهم بكلومهم. الدر المختار. قوله: فينزع عنه الخ: شروع في أحكامه، والمراد بما لا يصلح للكفن مثل الفرو والحشو والقلنسوة والخف والسلاح والدرع، لا السراويل، وكذا لا ينزع الفرو والحشو إذا لم يوجه......، قوله: ويزاد إن نقص......، وقيل: يزاد إذ قل، وينقص إذا كثر، حتى يبلغ السنة، وهذا أنسب بقوله: ليتم كفنه. الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الشهيد: ١٩١/٣، رشيدية، وفي المراقي: (و) يكفن مع (ثيابه)؛ للأمر به في شهداء أحد (ويصلى عليه)، أي الشهيد (بلا غسل)، نص عليه تأكيدًا، وإن علم ......، (وينزع عنه) أي: عن الشهيد (ما ليس صالحًا للكفن، كالفرو والحشو) إن وجد غيره صالحًا للكفن، (و) ينزع (السلاح والدرع) ......، (ويزاد) إن نقص عليه عن كفن السنة؛ ليتم (وينقص) إذ زاد العدد في (ثيابه) على كفن السنة توفرة على الورثة أو المسلمين، (وكره نزع جميعها) أي: ثيابه التي قتل فيها ليبقى عليه أثره. مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الشهيد: ٢٣٤/١، المطبعة الكبرىٰ مصر. وكذا في البحر: كتاب الجنائز، باب صلوة الشهيد: ٢٤٥/٢، رشديه)

(٢٣) روى ابن ماجه، عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما، أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، أمر بقتلى أحد أن ينزع عنهم الحديد والجلود، وأن يدفنوا في ثيابهم بدمائهم. ابن ماجه، أبواب الجنائز، باب ما جاء في الصلوة على الشهداء و دفنهم، الحديث رقم: ١٥١٥، وأبوداود في الجنائز، باب: في الشهيد يغسّل، الحديث رقم: ٣١٣٤، وروى البخاري، وعن جابر رضي الله تعالىٰ عنه، قال: قال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ادفنوهم في دمائهم يعني يوم أحد ولم يغسلهم. صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب من لم ير غسل الشهدآء، الحديث رقم: ١٢٨١، وفي الدر: (فينزع عنه ما لا يصلح للكفن، ويزاد) إن نقص ما عليه من كفن السنة (وينقص) إن زاد، لأجل أن (يتم كفنه) المسنون (ويصلى عليه بلا غسل، ويدفن بدمه وثيابه)؛ لحديث زملوهم بكلومهم. الدر المختار. قوله: فينزع عنه الخ: =

مسئلہ [133] ٹوپی، جوتا، ہتھیار، زرہ وغیرہ ہر حالت میں اتار لیا جائے گا، باقی سب احکام جو دوسرے مسلمانوں کے لئے ہیں، مثلاً نمازِ جنازہ اور دفن وغیرہ، وہ سب اس کے حق میں بھی جاری ہوں گے۔

اگر کسی شہید میں مذکورہ بالا شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور دوسرے مردوں کی طرح نیا کفن بھی پہنایا جائے گا۔ شامی (۲۵)، بہشتی گوہر (۲۶)۔

شہید کی دوسری قسم

پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ شہیدوں کی دوسری قسم وہ ہے، جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق آخرت میں تو درجۂ شہادت نصیب ہوگا اور شہیدوں کا سا معاملہ ثواب اور اعزاز و اکرام کا، ان کے ساتھ

= شروع في أحكامه، والمراد بما لا يصلح للكفن مثل الفرو والحشو والقلنسوة والخف والسلاح والدرع، لا السراويل، وكذا لا ينزع الفرو والحشو إذا لم يوجه......، قوله: ويزاد إن نقص......، وقيل: يزاد إذ قل، وينقص إذا كثر، حتى يبلغ السنة، وهذا أنسب بقوله: ليتم كفنه. الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الشهيد: ۱۹۱/۳، رشيدية، وفي المراقي: (و) يكفن مع (ثيابه)؛ للأمر به في شهداء أحد (ويصلى عليه)، أي الشهيد (بلا غسل)، نص عليه تأكيدًا، وإن علم ......، (وينزع عنه) أي: عن الشهيد (ما ليس صالحًا للكفن، كالفرو والحشو) إن وجد غيره صالحًا للكفن، (و) ينزع (السلاح والدرع) ......، (ويزاد) إن نقص عليه عن كفن السنة؛ ليتم (وينقص) إذ زاد العدد في (ثيابه) على كفن السنة توفرة على الورثة أو المسلمين، (وكره نزع جميعها) أي: ثيابه التي قتل فيها ليبقى عليه أثره. مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الشهيد: ۲۳۴/۱، المطبعة الكبرى مصر.

وكذا في البحر: كتاب الجنائز، باب صلوة الشهيد: ۲۴۵/۲، رشديه)

(۲۴) في المراقي: (و) يكفن مع (ثيابه)؛ للأمر به في شهداء أحد (ويصلى عليه)، أي الشهيد (بلا غسل)، نص عليه تأكيدًا، وإن علم ......، (وينزع عنه) أي: عن الشهيد (ما ليس صالحًا للكفن، كالفرو والحشو) إن وجد غيره صالحًا للكفن، (و) ينزع (السلاح والدرع) ......، (ويزاد) إن نقص عليه عن كفن السنة؛ ليتم (وينقص) إذ زاد العدد في (ثيابه) على كفن السنة توفرة على الورثة أو المسلمين، (وكره نزع جميعها) أي: ثيابه التي قتل فيها ليبقى عليه أثره. مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الشهيد: ۲۳۴/۱، المطبعة الكبرى مصر.

(۲۵) رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الشهيد: ۱۹۱/۳، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، باب الشهيد: ۲۱۲/۲، رشيدية، وهكذا في بداية المبتدي، كتاب الجنائز، فصل في حمل الجنازة: ۳۱/۱، دار الكتب العلمية بيروت.

(۲۶) اصلی اشرفی بہشتی زیور، شہید کے احکام، ص: ۸۱۵، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دار الاشاعت کراچی۔

کیا جائے گا، لیکن دنیا میں ان پر شہیدوں کے احکام جاری نہیں ہوتے، یعنی ان کا غسل وکفن عام مسلمانوں کی طرح کیا جاتا ہے، شہیدوں کی طرح نہیں۔

شہیدوں کی اس قسم میں جو مسلمان داخل ہیں، ان کی چالیس سے زیادہ قسمیں ہیں، لیکن ان سب کا ذکر کسی ایک حدیث میں یکجا نہیں ملتا، متفرق احادیث میں ان کا ذکر آیا ہے (۲۷)، اسی لئے ان سب احادیث کو جمع کرنے کے لئے علماء محققین نے مستقل رسالے تالیف فرمائے ہیں، علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان تحقیقات کا خلاصہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب "حاشیہ ردالمحتار" میں درج فرمادیا ہے، ہم یہاں اس کا لبِ لباب ایک فہرست کی صورت میں نقل کرتے ہیں:

اس قسم میں مندرجہ ذیل مسلمان داخل ہیں

۱- وہ بے گناہ مقتول، جو شہید کی قسمِ اول میں اس لئے داخل نہ ہو کہ جو شرطیں قسمِ اول میں بیان کی گئی ہیں، ان میں سے کوئی شرط اس میں مفقود تھی [۲۸]۔

---

[۲۸] مثلاً وہ مقتول جو مجنون، نابالغ، یا جنبی ہو، یا حیض ونفاس والی عورت ہو۔ اور وہ مقتول جس کے قتل کے عوض میں قصاص واجب نہیں، بلکہ مالی عوض یعنی دیت (خونبہا) واجب ہوتا ہے، تو وہ مقتول جو باغیوں، ڈاکوؤں، یا حربی کافروں کے ہاتھوں مارا جائے، مگر زخم لگنے کے بعد کوئی امرِ راحت اور تمتعِ زندگی کا اسے حاصل ہوا ہو، ان سب صورتوں میں مقتول اگرچہ شہید کی قسم ⬅

---

(۲۷) چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

روى البخاري، عن أبي هريرة رضى الله تعالىٰ عنه، أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: الشهداء خمسة: المطعون، والمبطون والغريق وصاحب الهدم والشهيد في سبيل الله. صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب الشهادة سبع سوى القتل، الحديث رقم: ٢٦٧٤، وروى أبو داود، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الشهادة سبع سوى القتل في سبيل الله: المطعون شهيد، والغرق شهيد، وصاحب ذات الجنب شهيد، والمبطون شهيد وصاحب الحريق شهيد، والذى يموت تحت الهدم شهيد، والمرأة تموت بجُمعٍ شهيد. سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب: في فضل من مات بالطاعون، الحديث رقم: ٣١١١، وروى أبو داود أيضاً، عن عبد الله بن عمرو رضى الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: من أريد مالهُ بغير حق، فقاتل فقُتِل فهو شهيد. سنن أبي داود، كتاب السنة، باب: في قتال اللصوص، الحديث رقم: ٤٧٧١، وعن سعيد بن زيد رضى الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: من قتل دون ماله فهو شهيد، ومن قتل دون أهله، أو دون دمه، أو دون دينه، فهو شهيد. سنن أبي داود، كتاب السنة، باب: في قتل اللصوص، الحديث رقم: ٤٧٧٢.

۲- جس نے کسی کافر، باغی، یا ڈاکو پر حملہ کیا، مگر وار خطا ہو کر خود کو لگ گیا، جس سے موت واقع ہو گئی۔ درمختار (۲۹)۔

۳- مسلم ممالک کی سرحد کا پہرہ دینے والا، جو وہاں طبعی موت مر جائے۔

۴- جس نے صدقِ دل سے اللہ کی راہ میں جان دینے کی دعا کی ہو، پھر طبعی موت مر جائے۔

اول میں داخل نہیں، مگر قسم دوم میں داخل ہے، یعنی آخرت میں اسے درجہ شہادت نصیب ہوگا، دنیا میں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ درمختار وشامی (۳۰) رفیع۔

---

(۲۹) في الدر: ويغسل من وجد قتيلاً في مصر، أوقرية (فيما)أي: في موضع (تجب فيه الدية)، ولو في بيت المال كالمقتول في جامع أو شارع ولم يعلم قاتله، أوعلم ولم يجب القصاص؛ فإن وجب كان شهيداً، كمن قتله اللصوص ليلاً في المصر؛ فإنه لا قسامة ولادية فيه؛ للعلم بأن قاتله اللصوص ......، أوقتل بحد أوقصاص) أي: يغسل ......، (أوجرح وارتث)، وذلك (بأن أكل أوشرب أو نام أوتداوى، ولو قليلاً (أو أوى خيمة أومضى عليه وقت صلوة، وهو يعقل)، ويقدر على أدائها (أونقل من المعركة) ......، أوباع، أواشترى أوتكلم بكلام كثير) ......، وهذا كله إذا كان (بعد انقضاء الحرب ولو فيها) أي: في الحرب (لا) يصير مرتثا بشيء مما ذكر، وكل ذلك في الشهيد الكامل، وإلا فالمرتث شهيد الآخرة. وكذا الجنب ونحوه، ومن قصد العدو فأصاب نفسه. كتاب الصلوة، باب الشهيد: ۱۹۳/۳، ۱۹٤ رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الجنائز، باب أحكام الشهيد: ٤١٦/١، المطبعة الكبرىٰ مصر، وهكذا في فتح القدير، في فصل: في الدفن: ١٤٩/٢، دارالفكر بيروت، وهكذافي الهندية، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السابع في الشهيد: ١٠٨/١، رشيدية

(۳۰) في الدر: ويغسل من وجد قتيلاً في مصر، أوقرية (فيما)أي: في موضع (تجب فيه الدية)، ولو في بيت المال كالمقتول في جامع أو شارع ولم يعلم قاتله، أوعلم ولم يجب القصاص؛ فإن وجب كان شهيداً، كمن قتله اللصوص ليلاً في المصر؛ فإنه لا قسامة ولادية فيه؛ للعلم بأن قاتله اللصوص ......، أوقتل بحد أوقصاص) أي: يغسل ......، (أوجرح وارتث)، وذلك (بأن أكل أوشرب أو نام أوتداوى، ولو قليلاً (أو أوى خيمة أومضى عليه وقت صلوة، وهو يعقل)، ويقدر على أدائها (أونقل من المعركة) ......، أوباع، أواشترى أوتكلم بكلام كثير) ......، وهذا كله إذا كان (بعد انقضاء الحرب ولو فيها) أي: في الحرب (لا) يصير مرتثا بشيء مما ذكر، وكل ذلك في الشهيد الكامل، وإلا فالمرتث شهيد الآخرة. وكذا الجنب ونحوه، ومن قصد العدو فأصاب نفسه. كتاب الصلوة، باب الشهيد: ۱۹۳/۳، ۱۹٤ رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الجنائز، باب أحكام الشهيد: ٤١٦/١، المطبعة الكبرىٰ مصر، وهكذا في فتح القدير، في فصل: في الدفن: ١٤٩/٢، دارالفكر بيروت، وهكذا في الهندية، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السابع في الشهيد: ١٦٨/١، رشيدية.

۵-جو خود کو یا اپنے گھر والوں کو ظالموں سے بچانے کے لئے لڑتا ہوا مارا جائے۔

٦-جو اپنا مال ظالموں سے بچانے یا چھڑانے کے لئے لڑتا ہوا مارا جائے۔

۷-حکومت کا مظلوم قیدی، جو قید کی وجہ سے مر جائے۔

۸-جو (ظلم سے بچنے کے لئے) روپوش ہو اور اسی حالت میں مر جائے۔

۹-طاعون سے مرنے والا، اس میں وہ شخص بھی داخل ہے، جو طاعون کے زمانے میں طاعون کے بغیر ہی فات پا جائے، بشرطیکہ جس بستی میں ہو، وہیں ثواب کی نیت اور صبر کے ساتھ ٹھہرا رہے، راہِ فرار اختیار نہ کرے۔

۱۰-پیٹ کی بیماری (استسقاء یا اسہال) میں وفات پانے والا۔

۱۱-نمونیہ کا مریض۔

۱۲-سل کا مریض۔

۱۳-مرگی کے مرض سے یا کسی سواری سے گر کر ہلاک ہونے والا[۳۱]۔

۱۴-بخار میں مرنے والا۔

۱۵-جس کی موت سمندر میں الٹیاں (متلی ـ قے) لگنے سے واقع ہوئی ہو۔

۱٦-جو شخص اپنی بیماری میں چالیس مرتبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْـتَ سُبْـحٰـانَكَ اِنِّـيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ٥ کہے اور اسی بیماری میں وفات پا جائے۔

۱۷-جس کی موت اچھو لگنے سے ہوئی ہو[۳۲]۔

۳۱] قال الشامي: أوبالصرع، ثم قال بعد أسطر: ومن صرع عن دابة فمات، ويحتمل أن يكون هو المراد قوله فيما مر: أو بالصرع: ۱/۵۵۳ (۳۳).

۳۲] قال الشامی أوبالشرق: ۱/۵۵۳ (۳٤).

---

(۳۳) رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الشهيد، مطلب في تعداد الشهداء: ۳/۱۹۵، ۱۹٦، ۱۹۷، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الشهيد: ۱/٤۱۵، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۳٤) قال الشامي: أو بالصرع، أو بالحمى، أو دون أهله، أوماله أودمه، أومظلمة، أوبالشق مع العفاف والكتم، وإن كان سيةً حراماً، أو بالشرق، أو بافتراس السبع أو بحبس سلطان ظلما، أو بالضرب، أو متواريا، أولدغته هامة، أو ات على طلب العلم الشرعي...... الخ. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الشهيد، مطلب في تعداد الشهداء: ۳/۱۹۵، =

۱۸- جس کی موت زہریلے جانور کے ڈسنے سے ہوئی ہو۔

۱۹- جسے کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو۔

۲۰- آگ میں جل کر مرنے والا۔

۲۱- پانی میں ڈوب کر مرنے والا۔

۲۲- جس پر کوئی عمارت یا دیوار وغیرہ گر پڑی ہو۔

۲۳- جس عورت کی موت حالتِ حمل میں ہو جائے۔

۲۴- نفاس والی عورت، جس کی موت ولادت کے وقت ہوئی ہو، یا ولادت کے بعد مدت نفاس ختم ہونے سے پہلے۔

۲۵- جو عورت کنواری ہی وفات پا جائے۔

۲۶- جو عورت اپنے شوہر کے کسی اَور عورت سے تعلق (زوجیت وغیرہ) کے غم پر صبر کرے اور اسی حالت میں مرجائے۔

۲۷- وہ پاکباز عاشق، جو اپنا عشق چھپائے رکھے اور غمِ عشق سے مرجائے۔

۲۸- جسے غریب الوطنی میں موت آجائے۔

۲۹- دین کا طالب علم [۳۵]۔

۳۰- وہ مؤذن، جو محض ثواب کے لئے اذان دیتا ہو (تنخواہ یا اجرت مقصود نہ ہو)۔

۳۱- اپنے بیوی بچوں کی خبر گیری کرنے والا، جو ان کے متعلق اللہ کے احکام بجالائے اور ان کو حلال کھلائے۔

---

[۳۵] علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے کہ اس میں وہ عالم دین بھی داخل ہے، جو تدریس کا مشغلہ رکھتا ہو، اگر چہ دن بھر میں ایک ہی درس دے، یا تالیف کا مشغلہ رکھتا ہو، دن بھر علمِ دین میں منہمک رہنا شرط نہیں (۳۶)۔

= ۱۹۶، ۱۹۷، رشیدیة، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الشهيد: ۱/۴۱۵، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۳۶) ومن مات وهو يطلب العلم. الدر المختار. قوله: قوله: وهو يطلب العلم)، بأن كان له اشتغال به تأليفًا، أو تدريسًا، أو حضوراً فيما يظهر، ولو كل يوم درساً، وليس المدار الانهماك. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الشهيد، مطلب تعداد الشهداء: ۳/۱۹۵، رشيدية.

۳۲- سچا دیانتدار تاجر۔

۳۳- جو تاجر مسلمانوں کے کسی شہر میں کھانے کی چیزیں (طعام) پہنچائے۔

۳۴- جس نے اپنی زندگی مدارات (اچھے سلوک) میں گذاری ہو، (یعنی برے لوگوں کے ساتھ بھی شرعی حکم کے بغیر برا سلوک نہ کرتا ہو۔

۳۵- امت کے بگاڑ کے وقت سنت پر قائم رہنے والا۔

۳۶- جو رات کو باوضو سوئے اور اسی حالت میں انتقال ہو جائے۔

۳۷- جمعہ کے دن وفات پانے والا۔

۳۸- جو شخص روزانہ پچیس بار یہ دعا کرے کہ " اَللّٰھُمَّ بَارِ کْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ" اے اللہ! میرے لئے موت میں بھی برکت دے اور موت کے بعد کے حالات میں بھی۔

۳۹- جو چاشت کی نماز (صلوٰۃ ضحیٰ) پڑھے اور ہر مہینہ تین روزے رکھے اور وتر نہ سفر میں چھوڑے، نہ اقامت میں۔

۴۰- ہر رات سورۂ یٰسین پڑھنے والا۔

۴۱- جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے [۳۷]۔

۴۲- امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے صبح کے وقت "أَعُوْذُ بِاللّٰہِ السمیع العَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" تین بار پڑھا اور سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھیں، اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتا ہے، جو اس کے لئے شام تک استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر اس دن مر جائے تو شہید مرے گا۔ اور جس نے یہ کلمات اور آیتیں شام کو پڑھیں تو صبح تک اس کا بھی یہی درجہ ہے (۳۸)۔

---

[۳۷] بظاہر روزانہ پڑھنا مراد ہے۔ واللہ اعلم۔ رفیع۔

---

(۳۸) قال الشامي: قوله: وقد عدهم السيوطي نحو الثلاثين، أي: في التثبيت نحو الثلاثين، فقال: من مات بالبطن، واختلف فيه هل المراد به الاستسقاء أو الإسهال؟ قولان: ولا مانع من الشمول. أو الغرق، أو الهدم، أو بالجنب: وهي قروح تحدث في داخل الجنب بوجع شديد، ثم تنتفخ في الجنب، أو بالجُمع بأنهم بمعنى المجموع......، والمعنى:=

یہاں تک شہید کی دوقسموں کا بیان ہوا، جس کا حاصل یہ ہے کہ پہلی قسم تو دنیا کے احکام (غسل وکفن) کے اعتبار سے بھی شہید ہے اور ثواب آخرت کے اعتبار سے بھی اور دوسری قسم صرف ثواب آخرت کے اعتبار سے شہید ہے، احکامِ دنیا کے اعتبار سے شہید نہیں، اسی لئے قسمِ اول کو ”شہید دنیا وآخرت“ اور قسم دوم کو ”شہید آخرت“ کہا جاتا ہے (۳۹)۔

= أنها ماتت من شيء مجموع فيها، غير منفصل عنها، من حمل أو بكارة، وقد تفتح الجيم أيضاً على قلة؛ قال صلى الله عليه وسلم: أيما امرأة ماتت بجمع فهي شهيدة، أو بالسل وهو داء يصب الرئة، ويأخذ البدن منه في النقصان والاصفرار، أو الغربة، أو بالصرع، أو بالحمى، أو دون أهله، أوماله أودمه، أومظلمة، أوبالشق مع العفاف والكتم، وإن كان سببهٗ حراماً، أو بالشرق، أو بافتراس السبع أو بحبس سلطان ظلما، أو بالضرب، أو متواريا، أولدغته هامة، أو مات على طلب العلم الشرعي، أو مؤذناً محتسباً، أوتاجراً صدوقاً، ومن سعى على امرأته وولده، وما ملكت يمينه يقسم فيهم أمرالله تعالىٰ، ويطعمهم من حلال كانْ حقاً على الله تعالىٰ أن يجعله من الشهداء في درجاتهم يوم القيامة، والمائد في البحر، أي: الذي حصل له غثيان، والذى يصيبه القيء له أجر شهيد. ومن ماتت صابرة على الغيرة لها أجر شهيد، ومن قال كل يوم خمساً وعشرين مرةً: اللهم بارك لى في الموت، وفيما بعد الموت، ثم مات على فراشه أعطاه الله أجر شهيد، ومن صلى الضحى، وصام ثلاثة أيام من كل شهر، ولم يترك الوتر سفراً، ولا حضراً كتب له أجر شهيد، والمتمسك بسنتي عند فساد أمتي له أجر شهيد، من قال في مرضه أربعين مرة: لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين، فمات أعطي أجر شهيد، وإن برئ برئ مغفورًا له، وحذفت أدلة ذلك طلباً للاختصار ......، من مات بالطاعون، كما مر، أو بالحرق، أومر، أو مرابطاء أو يقرأ كل ليلة سوة يس، ومن صرع عن دابة فمات، ويحتمل أن يكون هو المراد بقوله فيما مر: أوبالصرع، ومن مات على طهارة فمات، ومن عاش مداريًا مات شهيداً......، ومن صلى على النبي صلى الله عليه وسلم مائة مرة......، من سأل القتل في سبيل الله صادقاً، ثم مات أعطاه الله أجر شهيد ......، ومن جلب طعاماً إلى مصر من أمصار المسلمين كان له أجر شهيد، ومن مات يوم الجمعة كما مر، وسئل الحسن: عن رجل اغتسل بالثلج فأصابه البرد فمات، فقال: يالها من شهادة، وأخرج الترمذي عن معقل بن يسار رضى الله تعالىٰ عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال حين يصبح ثلاث مرات: أعوذ بالله السميع العليم من الشيطن الرجيم، وقرأ ثلاث آيات من آخر سورة الحشر، وكل الله به سبعين ألف ملك يصلون عليه حتى يمسى، فإن مات في ذلك اليوم مات شهيدًا، ومن قالها حين يمسي كان بتلك المنزلة حتى يصبح، وبذلك زادت على الأربعين. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الشهيد، مطلب في تعداد الشهداء: ۱۹۵/۳، ۱۹۶، ۱۹۷، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الشهيد: ۴۱۵/۱، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۳۹) قال الشامي: قوله: (في الشهيد الكامل) وهو شهيد الدنيا والآخرة وشهادة الدنيا بعد الغسل، إلا لنجاسة أصابته غير دمه ......، وشهادة الآخرة بنيل الثواب الموعود للشهيد، والمراد بشهيد الآخرة: من قتل مظلوماً أوقاتل لإعلاء =

تنبیہ: جو شخص کافروں سے جنگ محض دنیاوی غرض سے کرتا ہوا مارا جائے، دین کی سر بلندی مقصود نہ ہو، مثلاً محض شہرت ونا موری کی خاطر لڑا ہو اور اس میں وہ ساتوں شرطیں موجود ہوں، جو قسم اول میں بیان ہوئیں، تو وہ صرف ''شہید دنیا'' ہے، ''شہید آخرت'' نہیں۔ یعنی دنیا میں تو اس کے ساتھ شہیدوں کا سا معاملہ ہوگا کہ غسل وکفن نہیں دیا جائے گا، لیکن آخرت میں درجۂ شہادت اور اس کے اجر وثواب سے محروم رہے گا۔ (العیاذ باللہ)

اس طرح دیکھا جائے، تو شہید کی تین قسمیں ہو جاتی ہیں:

۱-شہید دنیا وآخرت۔ ۲-شہید آخرت۔ ۳-شہید دنیا۔

غسل وکفن صرف دوسری قسم کو دیا جاتا ہے، پہلی اور تیسری کو نہیں۔
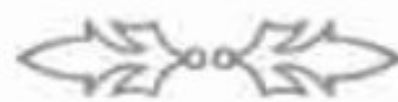
مختلف حادثات میں ہلاک شدگان

اور متفرق اعضائے بدن کے غسل وکفن اور نماز جنازہ کے مسائل

دورِ حاضر کے معاشرے میں ہماری شامتِ اعمال کے نتیجہ میں دنیا طرح طرح کے فتنوں اور قسم قسم کے

= كلمة الله تعالىٰ حتى قتل، فلو قاتل لغرض دنيوى فهو شهيد دنيا، فقط، تجري عليه أحكام الشهيد في الدنيا، وعليه فالشهداء ثلاثة. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الشهيد، مطلب في تعداد الشهد.: ١٩٤/٣، رشيدية، وقال الحافظ ابن حجر: قال ابن التين: هذه كلها ميتات فيها شدة تفضل الله على أمة محمد صلى الله عليه وسلم، بأن جعلها تمحيصًا لذنوبهم، وزيادة في أجورهم، يبلغهم بها مراتب الشهداء ......، أن النبي صلى الله عليه وسلم، مثل أي: الجهاد أفضل؟ قال: من عقر جواده وأهريق دمه ......، عن علي بن أبي طالب: كل موتة يموت بها المسلم فهو شهيد، غير أن الشهادة تتفاضل ......، ويتحصل مما ذكر في هذه الأحاديث: أن الشهداء قسمان: شهيد الدنيا وشهيد الآخرة، وهومن يقتل في حرب الكفار مقبلاً غير مدبر مخلصًا؛ وهو شهيد الآخرة وهو من ذكر بمعنى أنهم يعطون من جنس أجر الشهداء، ولا تجري عليهم أحكامهم في الدنيا. فتح الباري، كتاب الجهاد، باب الشهادة سبع سوى القتل: ٥٥/٦، دار المعرفة بيروت.

ات وسانحات کی آماجگاہ بن چکی ہے، اخبارات روزانہ انسانوں کے ہلاکت خیز واقعات سے بھرے ہوتے ، سینکڑوں انسانوں کا ہلاک ہونا ایک معمول بن گیا ہے، جن میں بہت سے مسلمان بھی ہوتے ہیں۔

بعض مرتبہ ہلاک ہونے والے مسلمانوں کی ہلاکت ایسی پیچیدہ صورت اختیار کرلیتی ہے کہ بروقت ان سل وکفن اور نماز جنازہ کا مسئلہ مشکل ہوجاتا ہے، نیز اکثر ایسے وقت میں صحیح مسئلہ بتلانے والا بھی نہیں ملتا، سے الجھن اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے، لہٰذا سہولت کے لئے یہاں اسی قسم کے مسائل لکھے جاتے ہیں، تاکہ رت کے وقت ان سے استفادہ کیا جاسکے۔

پہلے گرے ہوئے حمل (اسقاطِ حمل) کے مسائل لکھے جاتے ہیں، کیونکہ وہ بھی ایک حادثہ ہی ہے، اس بعد دوسرے مسائل لکھے جائیں گے۔ (وباللہ التوفیق)۔
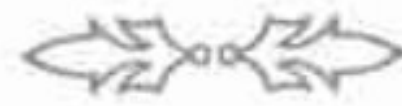
اسقاطِ حمل کے مسائل

ل میں صرف گوشت کا ٹکڑا گرے

اگر حمل گر جائے اور اس کے ہاتھ، پاؤں، ناک، منہ وغیرہ عضو کچھ نہ بنے ہوں، تو اس کو غسل نہ دیا نہ کفن دیا جائے، نہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور نہ باقاعدہ اس کو دفن کیا جائے، بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ہی گڑھا کھود کر زمین میں دبا دیا جائے اور اس کا نام بھی نہ رکھا جائے۔ شامی: ۱/۵۰۹ (۴۰)۔

ل میں کچھ اعضاء بن گئے ہوں

اگر حمل گر جائے اور اس کے کچھ عضو بن گئے ہوں، پورے اعضاء نہ بنے ہوں، تو اس کا نام رکھا جائے

قال في الدر: والسقط يلف ولا يكفن: كالعضو من الميت. الدر المختار. قوله: (والسقط يلف) أي: في خرقة؛ يس له حرمة كاملة، وكذا من ولد ميتًا. قوله: ولا يكفن، أي: لا يراعي فيه سنة الكفن. رد المحتار، كتاب وة، باب صلوة الجنائز: ۱۱۷/۳، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: والمتبادر منه أنه ظهر فيه بعض خلق، وأما يظهر فيه خلق أصلًا، فالظاهر أنه لا يغسل، ولا يسمى؛ لعدم حشره وحرره. حاشية الطحطاوي على مراقي ، كتاب الصلوة، باب أحكام الجنائز: ۳۹۶/۱، المطبعة الكبرى مصر.

اور غسل بھی دیا جائے، لیکن با قاعدہ کفن نہ دیا جائے، بلکہ یونہی ایک کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اور جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھی جائے، بغیر نماز پڑھے یونہی دفن کر دیا جائے۔ شامی: ۱/ ۵۳۰، ۵۳۱ (۴۱)، وبہشتی زیور (۴۲)۔

۴۳- مردہ بچہ پیدا ہونے کا حکم

اسقاطِ حمل میں یا معمول کے مطابق ولادت میں مرا ہوا بچہ پید ہوا اور پیدائش کے وقت زندگی کی کوئی علامت اس میں موجود نہ ہو، اگر چہ اعضاء سب بن چکے ہوں، تو ایسے بچہ کا وہی حکم ہے، جو پچھلے مسئلہ میں بیان ہوا کہ اس کو غسل بھی دیا جائے اور نام بھی رکھا جائے، لیکن با قاعدہ کفن نہ دیا جائے اور نہ جنازہ کی نماز پڑھی جائے، بلکہ یونہی کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ شامی ۱/ ۸۳۰ (۴۳)۔

---

(٤١) روى الترمذي، عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: الطفل لا يصلى عليه، ولا يرث، ولا يورث، حتى يستهل. سنن الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في ترك الصلوة على الجنين، حتى يستهل، الحديث رقم: ١٠٣٢، وفي الدر: قوله: (ومن ولد فمات يغسل، ويصلى عليه)، ويرث، ويورث، ويسمى، (إن استهل) بالبناء للفاعل، أي: وجد منه ما يدل على حياته بعد خروج أكثره ......، (وإلا) يستهل، (غسل وسمي) عند الثاني، وهو الأصح، فيفتى به على خلاف ظاهر الرواية؛ إكراماً لبني آدم......، وإذا استبان بعض خلقه غسل وحشر، هوالمختار. (وأدرج في خرقة، ودفن، ولم يصل عليه)، وكذا لا يرث إن انفصل بنفسه. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/ ١٥٢، ١٥٣، ١٥٤، رشيدية، وفي البدائع: فمنها أن يكون ميتاً مات بعد الولادة، حتى لو ولد ميتًا لم يغسل، كذا روي عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ، أنه قال: إذا استهل المولود سمي، وغسل، وصلي عليه، وورث، وورث عنه، وإذا لم يستهل لم يسم، ولم يغسل، ولم يرث...... عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، أنه قال: إذا استهل المولود غُسّل وصُلّي عليه وورث، وإن لم يستهل لم يغُسّل ولم يصلّ عليه، ولأن وجوب الغسل بالشرع وأنه ورد باسم الميت، ومطلق اسم الميت في العرف لا يقع على من وُلد ميتًا، ولهذا لا يصلى عليه......، فأما إذا استهل بأن حصل منه ما يدل على حياته من بكاء، أو تحريك عضو، أو طرف، أو غير ذلك، فإنه يغسل بالإجماع؛ لما روينا، ولأن الاستهلال دلالة الحياة، فكان موته بعد ولادته حياً، فيغسل. ولو شهدت القابلة أو الأم على الاستهلال تقبل في حق الغسل والصلوة عليه. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، فصل: وأما شرائط وجوبه: ٢/ ٢٨، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ٢/ ٣٢٩، ٣٣٠، رشيدية.

(۴۲) اصلی اشرفی بہشتی زیور، کفنانے کا بیان، حصہ دوم کا آخری باب ص: ۱۷۳۰، دار الاشاعت کراچی۔

(٤٣) قال في الدر: (ومن ولد فمات يغسل ويصلى عليه)، ويرث، ويورث، ويسمى (إن استهل)، بالبناء للفاعل، أي: =

-پیدائش کے شروع میں بچہ زندہ تھا پھر مر گیا

ولادت کے وقت بچہ کا فقط سر نکلا، اس وقت وہ زندہ تھا، پھر مر گیا، تو اس کا حکم وہی ہے، جو مردہ بچہ پیدا
نے کا اوپر بیان ہوا کہ اس کو غسل دیا جائے نام رکھا جائے، لیکن قاعدہ کے موافق کفن نہ دیا جائے، بلکہ کسی ایک
ڑے میں لپیٹ دیا جائے اور بغیر نمازِ جنازہ پڑھے یونہی دفن کر دیا جائے۔ شامی: ۸۲۹، ۸۳۰ (۴۴)۔

-بدن کا اکثر حصہ نکلنے تک بچہ زندہ تھا

ولادت کے وقت بدن کا اکثر حصہ نکلنے تک بچہ زندہ تھا، اس کے بعد مر گیا، اس کا حکم زندہ بچہ پیدا

جد منه ما يدل على حياته بعد خروج أكثره ......، (وإلا) يستهل (غسل وسمي) عند الثاني، وهو الأصح. فيفتى به
ى خلاف ظاهر الرواية؛ إكراماً لبني آدم......، وإذا استبان بعض خلقه غسل، وحشر هوالمختار. (وأدرج في خرقة
ن، ولم يصل عليه)، وكذا لا يرث إن انفصل بنفسه. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة:
١٥٢، ١٥٣، ١٥٤، رشيدية، روى الترمذي، عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم،
ل: الطفل لا يصلى عليه، ولا يرث، ولا يورث حتى يستهل. سنن الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في ترك
صلوة على الجنين حتى يستهل، الحديث رقم: ١٠٣٢، وفي البدائع: فمنها أن يكون ميتاً مات بعد الولادة، حتى لو
ميتاً لم يغسل، كذا روي عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ، أنه قال: إذا استهل المولود سمي، وغسل، وصلي عليه،
ث، وورث عنه، وإذا لم يستهل لم يسم، ولم يغسل، ولم يرث ......، ولأن وجوب الغسل بالشرع، وأنه ورد باسم
ت، ومطلق اسم الميت في العرف لا يقع على من وُلِد ميتاً ولهذا لا يصلى عليه......، فأما إذا استهل بأن حصل منه
يدل على حياته من بكاء، أو تحريك عضو، أو طرف، أو غير ذلك، فإنه يغسل بالإجماع؛ لما روينا، ولأن الا
ـلال دلالة الحياة، فكان موته بعد ولادته حياً، فيغسل. ولو شهدت القابلة أو الأم على الاستهلال تقبل في حق
ل والصلوة عليه. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، فصل: وأما شرائط وجوبه: ٢/٢٨، رشيدية، وهكذا في
ر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ٢/٣٢٩، ٣٣٠، رشيدية.

) قال الشامي: فلو خرج رأسه وهو يصيح، ثم مات لم يرث، ولم يصل عليه، ما لم يخرج أكثر بدنه حياً. وحد
شر من قبل الرجل: سرته، ومن قبل الرأس: صدره. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز: ٣/١٥٢،
يدية، وفي البحر: إذا خرج بعض الولد وتحرك، ثم مات، فإن كان خرج أكثره صلي عليه، وإن كان أقله لم يصل
ه ......، الولد إذا خرج رأسه وهو يصيح، ثم مات، قيل: إن يخرج لم يرث، ولم يصل عليه ما لم يخرج أكثر بدنه
. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق الصلوة: ٢/٣٣٠، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على
اقي، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز: ١/٤٠٠، المطبعة الكبرىٰ مصر.

ہونے کی طرح ہے، اس کو باقاعدہ غسل دیا جائے، کفن دیا جائے، بہتر یہ ہے کہ لڑکا ہو تو مردوں کی طرح، لڑکی ہو تو عورتوں کی طرح کفن دیا جائے، لیکن لڑکے کو صرف ایک اور لڑکی کو صرف دو کپڑے دینا بھی درست ہے اور اس کا نام بھی رکھا جائے اور جنازہ کی نماز پڑھ کر باقاعدہ دفن کیا جائے۔ شامی (۴۵)۔

اور اگر بچہ اکثر حصہ بدن نکلنے سے پہلے مر گیا تو وہ حکم ہوگا جو مردہ بچہ پیدا ہونے کا پیچھے بیان ہوا۔

اور اکثر حصہ بدن زندہ نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر بچہ سر کی طرف سے پیدا ہوا تو سینہ تک نکلنے سے اکثر حصہ نکلنا سمجھیں گے اور اگر الٹا پیدا ہوا تو ناف تک زندہ نکلنے سے اکثر حصہ نکلنا سمجھیں گے۔ شامی ۸۲۹/۱، ۸۳۰ (۴۶)۔

۶- مردہ عورت کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو کیا حکم ہے؟

اگر کسی عورت کا حمل کی حالت میں انتقال ہو جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو، تو عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے۔ درمختار: ۸۴۰/۱ (۴۷)۔

---

(٤٥) فـي البحر: إذا خرج بعض الولد وتحرك، ثم مات، فإن كان خرج أكثره صلي عليه، وإن كان أقله لم يصل عليه ......، الولـد إذا خـرج رأسه وهو يصيح، ثم مات، قيل: إن يخرج لم يرث، ولم يصل عليه ما لم يخرج أكثر بدنه حيًا. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق الصلوة: ٢/ ٣٣٠، رشيدية، وقال الشامي: فلو خرج رأسه وهو يصيح، ثم مات لم يرث، ولم يصل عليه، ما لم يخرج أكثر بدنه حياً. وحد الأكثر من قبل الرجل: سرته، ومن قبل الرأس: صدره. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز: ١٥٢/٣، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز: ١/ ٤٠٠، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(٤٦) قال الشامي: فلو خرج رأسه وهو يصيح، ثم مات لم يرث، ولم يصل عليه، ما لم يخرج أكثر بدنه حياً. وحد الأكثر من قبل الرجل: سرته، ومن قبل الرأس: صدره. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز: ١٥٢/٣، رشيدية، وفي البحر: إذا خرج بعض الولد وتحرك، ثم مات، فإن كان خرج أكثره صلي عليه، وإن كان أقله لم يصل عليه ......، الولد إذا خرج رأسه وهو يصيح، ثم مات، قيل: إن يخرج لم يرث، ولم يصل عليه ما لم يخرج أكثر بدنه حيًا. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق الصلوة: ٢/ ٣٣٠، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز: ١/ ٤٠٠، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(٤٧) قال في الدر: (حامل ماتت و ولدها حيٌّ) يضطرب (شق بطنها) من الأيسر (ويخرج ولدها). الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٧١/٣، ١٧٢، رشيدية، وفي البحر: الحبلى إذا ماتت وفي بطنها ولد يضطرب، يشق بطنها، ويخرج الولد، ولايسع إلا ذلك. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/ ٣٣٠، =

پھر اگر زندہ نکلنے کے بعد یہ بچہ بھی مرجائے، تو سب بچوں کی طرح اس کا نام رکھا جائے، غسل وکفن دیا جائے اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا جائے اور اگر حمل میں جان ہی نہ پڑی ہو یا جان پڑ گئی ہو، لیکن باہر نکالنے سے پہلے وہ بھی مرگیا، تو اب عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ نہ نکالا جائے، لیکن اگر نکال لیا تو اس کا وہی حکم ہوگا، جو مردہ بچہ پیدا ہونے کا ہے (۴۸)۔

۷- جو شخص پانی میں ڈوب کر مرگیا ہو

اگر کوئی شخص پانی میں ڈوب کر مرجائے تو نکالنے کے بعد اس کو غسل دینا فرض ہے، پانی میں ڈوبنا غسل کے لئے کافی نہیں، کیونکہ میت کو غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں زندوں کا کوئی عمل نہیں ہوا، البتہ

= رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز: ۱/۱ ۰ ٤، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(٤٨) روى الترمذي، عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: الطفل لا يصلى عليه، ولا يرث، ولا يورث، حتى يستهل. سنن الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في ترك الصلوة على الجنين، حتى يستهل، الحديث رقم: ۱۰۳۲، وفي الدر: قوله: (ومن ولد فمات يغسل، ويصلى عليه)، ويرث، ويورث، ويسمى، (إن استهل) بالبناء للفاعل، أي: وجد منه ما يدل على حياته بعد خروج أكثره ......، (وإلا) يستهل، (غسل وسمي) عند الثاني، وهو الأصح، فيفتى به على خلاف ظاهر الرواية؛ إكراماً لبني آدم......، وإذا استبان بعض خلقه غسل وحشر، هوالمختار. (وأدرج في خرقة، ودفن، ولم يصل عليه)، وكذا لا يرث إن انفصل بنفسه. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۵۲/۳، ۱۵۳، ۱۵٤، رشيدية، وفي البدائع: فمنها أن يكون ميتاً مات بعد الولادة، حتى لو ولد ميتاً لم يغسل، كذا روي عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ، أنه قال: إذا استهل المولود سمي، وغسل، وصلي عليه، وورث، وورث عنه، وإذا لم يستهل لم يسم، ولم يغسل، ولم يرث......، عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، أنه قال: إذا استهل المولود غُسِّل وصُلِّي عليه وورث، وإن لم يستهل لم يغُسَّل ولم يصلَّ عليه، ولأن وجوب الغسل بالشرع وأنه ورد باسم الميت، ومطلق اسم الميت في العرف لا يقع على من وُلد ميتاً، ولهذا لا يصلى عليه......، فأما إذا استهل بأن حصل منه ما يدل على حياته من بكاء، أو تحريك عضو، أو طرف، أو غير ذلك، فإنه يغسل بالإجماع؛ لما روينا، ولأن الاستهلال دلالة الحياة، فكان موته بعد ولادته حياً، فيغسل. ولو شهدت القابلة أو الأم على الاستهلال تقبل في حق الغسل والصلوة عليه. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، فصل: وأما شرائط وجوبه: ۲۸/۲، رشيدية، وهكذا في البحرالرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ۳۲۹/۲، ۳۳۰، رشيدية.

اگر پانی سے نکالتے وقت غسل کی نیت سے میت کو پانی میں حرکت دے دی جائے تو غسل ادا ہو جائے گا۔ البحرالرائق (۴۹)۔

اس کے بعد میت کو باقاعدہ کفن دے کر نمازِ جنازہ پڑھ کر سنت کے مطابق دفن کریں، لیکن اگر اسے باغیوں، ڈاکہ زنوں یا غیر مسلم ملک کے کافروں نے ڈبویا ہو اور اس میں شہید کی قسم اول کی وہ سب شرطیں موجود ہوں جو شہید کے بیان میں گزر چکی ہیں، تو اس پر شہید کے احکام جاری ہوں گے، وہاں دیکھ لئے جائیں۔

۸- جو لاش پھول گئی ہو

کسی کی لاش پانی میں ڈوبنے، یا تجہیز و تکفین میں تاخیر یا کسی اور وجہ سے اگر اتنی پھول جائے کہ ہاتھ لگانے کے بھی قابل نہ رہے، یعنی غسل کے لئے ہاتھ لگانے سے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو، تو ایسی صورت میں لاش پر صرف پانی بہا دینا کافی ہے، کیونکہ غسل میں ملنا وغیرہ ضروری نہیں ہے اور پھر باقاعدہ کفنا کر نمازِ جنازہ کے بعد دفن کرنا چاہیے، لیکن اگر نماز سے قبل لاش پھٹ جائے تو نماز پڑھے بغیر ہی دفن کر دیا جائے۔ عالمگیری (۵۰)، بحر (۵۱)، امداد الاحکام (۵۲)۔

---

(۴۹) قال في البحر: والغريق يغسل ثلاثاً عند أبي يوسف، وعن محمد: إذا نوى الغسل عند الإخراج من الماء يغسل مرتين، وإن لم ينو يغسل ثلاثا. وفي رواية: يغسل مرةً واحدةً ......، الظاهر: اشتراط النية فيه؛ لإسقاط وجوبه عن المكلف، لا لتحصيل طهارته، وهو شرط صحة الصلوة عليه. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۰۴/۲، رشيدية، وفي الدر: (ولذا) قال: (لو وجد ميت في الماء، فلا بد من غسله ثلاثاً)؛ لأنا أمرنا بالغسل، فيحركه في الماء بنية الغسل ثلاثاً. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز: ۱۰۸/۳، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز: ۴۰۱/۱، المطبعة الكبرىٰ مصر، وفي الهندية: الميت إذا وجد في الماء لا بد من غسله؛ لأن الخطاب بالغسل توجه على بني آدم ولم يوجد من بني آدم فعل إلا أن يحركه في الماء بنية الغسل عند الإخراج. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني في الغسل: ۱۵۸/۱، رشيدية.

(۵۰) في الهندية: ولو كان الميت متفسخا يتعذر مسحه كفى صب الماء عليه. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني في الغسل: ۱۵۸/۱، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: والمنتفخ الذي تعذر مسه يصب عليه الماء. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، احكام الجنائز: ۴۰۰/۱، المطبعة الكبرىٰ مصر، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ۳۲۰/۲، رشيدية.

(۵۱) في البحر: وقيد بعدم التفسخ؛ لأنه لايصلى عليه بعد التفسخ؛ لأن الصلوة شرعت على بدن الميت، فإذا تفسخ لم يبق بدنه قائماً. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳۲۰/۲، رشيدية.

(۵۲) امداد الاحکام، کتاب الجنائز، فصل: فی الصلوۃ علی المیت: ۸۳۰/۱، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

۹-جس لاش میں بدبو پیدا ہوگئی ہو

جس لاش میں بدبو پیدا ہوگئی ہو، مگر پھٹی نہ ہو اس کی نماز پڑھی جائے گی۔ فتاویٰ دارالعلوم مدلل ۳۳۵/۵(۵۳)۔

۱۰-جو لاش پھٹ گئی ہو

جو لاش پھول کر پھٹ گئی ہو اس کی جنازہ کی نماز ساقط ہے، اس کی نماز نہ پڑھی جائے۔ بحر(۵۴)، امدادالاحکام(۵۵)۔

۱۱-صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہو

جس لاش کا گوشت وغیرہ سب علیحدہ ہوگیا اور اس کی صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہوا، تو اس ڈھانچہ کو غسل دینے کی ضرورت نہیں، اس پر نمازِ جنازہ بھی نہ پڑھی جائے، بلکہ ویسے ہی کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ امدادالاحکام:۱/ ۷۳۸(۵۶)۔

---

(۵۳) فتاویٰ ارالعلوم دیوبند، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، مسائل نماز جنازہ:۵/ ۳۳۵، اِمدادیہ ملتان۔

وفي الدر: وهي فرض على كل مسلم مات الخ. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلاة الجنازة: ۱۲۵/۳، رشيدية، وفي الهندية: ويصلى على كل مسلم مات بعد ولادة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلوة على الميت: ۱۶۳/۱، رشيدية، وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما بيان من يصلى عليه: ۴۷/۲، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳۱۴/۲، رشيدية.

(۵۴) قال في البحر: وقيد بعدم التفسخ؛ لأنه لايصلى عليه بعد التفسخ؛ لأن الصلوة شرعت على بدن الميت، فإذا تفسخ لم يبق بدنه قائماً. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ۳۲۰/۲، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز: ۴۰۱/۱، المطبعة الكبرىٰ مصر

(۵۵) امدادالاحکام، کتاب الجنائز، فصل: فی الصلوۃ علی المیت:۱/ ۸۳۰، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

(۵۶) اس لئے کہ شریعتِ مطہرہ نے مسلمان میت کے غسل کو واجب قرار دیا ہے، ڈھانچہ کو عرف میں میت نہیں کہا جاتا۔ امدادالاحکام، کتاب الجنائز، فصل: فی الصلوۃ علی المیت:۱/ ۸۳۰، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

في البدائع: لأن الشرع ورد بغسل الميت والميت اسم لكله. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل: شرائط وجوب الغسل: ۲۸/۲، رشيدية، وفي البحر: لأن الصلوة شرعت على بدن الميت، فإذا تفسخ لم يبق بدنه قائماً. =

۱۲- جو شخص جل کر مر گیا ہو

جو شخص آگ یا بجلی وغیرہ سے جل کر مر جائے، اسے باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور نمازِ جنازہ پڑھ کر سنت کے مطابق دفن کیا جائے اور اگر لاش پھول یا پھٹ گئی ہو تو اس کا حکم اوپر بیان ہو چکا ہے۔ درمختار (۵۷)،

= البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ٢/٣٤٠، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز: ١/٤٠١، المطبعة الكبرىٰ مصر، وفي البدائع في موضع آخر: أن العظام لايصلى عليها بالإجماع. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، باب الجنائز، وأما شرائط وجوبه: ٢/٢٩، رشيدية، وفي الدر: لايصلى على المتفسخ؛ لأنه لم يبق بدنه. الدر المختار، باب صلوة الجنائز: ٣/١٥٣، رشيدية.

(٥٧) روى الترمذي، عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: الطفل لا يصلى عليه، ولا يرث، ولا يورث، حتى يستهل. سنن الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في ترك الصلوة على الجنين، حتى يستهل، الحديث رقم: ١٠٣٢، وفي الدر: قوله: (ومن ولد فمات يغسل، ويصلى عليه)، ويرث، ويورث، ويسمى، (إن استهل) بالبناء للفاعل، أي: وجد منه ما يدل على حياته بعد خروج أكثره ......، (وإلا) يستهل، (غسل وسمي) عند الثاني، وهو الأصح، فيفتى به على خلاف ظاهر الرواية؛ إكراماً لبني آدم......، وإذا استبان بعض خلقه غسل وحشر، هو المختار. (وأدرج في خرقة، ودفن، ولم يصل عليه)، وكذا لا يرث إن انفصل بنفسه. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/١٥٢،١٥٣، ١٥٤، رشيدية، وفي البدائع: فمنها أن يكون ميتًا مات بعد الولادة، حتى لو ولد ميتًا لم يغسل، كذا روي عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ، أنه قال: إذا استهل المولود سمي، وغسل، وصلي عليه، وورث، وورث عنه، وإذا لم يستهل لم يسم، ولم يغسل، ولم يرث......، عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، أنه قال: إذا استهل المولود غُسِّل وصُلِّي عليه وورث، وإن لم يستهل لم يغُسَّل ولم يصلَّ عليه، ولأن وجوب الغسل بالشرع وأنه ورد باسم الميت، ومطلق اسم الميت في العرف لا يقع على من وُلد ميتًا، ولهذا لا يصلى عليه......، فأما إذا استهل بأن حصل منه ما يدل على حياته من بكاء، أو تحريك عضو، أو طرف، أو غير ذلك، فإنه يغسل بالإجماع؛ لما روينا، ولأن الاستهلال دلالة الحياة، فكان موته بعد ولادته حياً، فيغسل. ولو شهدت القابلة أو الأم على الاستهلال تقبل في حق الغسل والصلوة عليه. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، فصل: وأما شرائط وجوبه: ٢/٢٨، رشيدية، وفي الهندية: ولو كان الميت متفسخا يتعذر مسحه كفى صب الماء عليه. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثانى في الغسل: ١/١٥٨، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: والمنتفخ الذى تعذر مسه يصب عليه الماء. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، احكام الجنائز: ١/٤٠٠، المطبعة الكبرىٰ مصر، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ٢/٣٢٠، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ٢/٣٢٩، ٣٣٠، رشيدية.

بحر(۵۸)،امداد الاحکام(۵۹)۔

لیکن جس شخص کو باغیوں، ڈاکہ زنوں یا غیر مسلم ملک کے کافروں نے جلا کر مارا ہو، یا وہ معرکۂ جنگ میں مرا ہوا پایا جائے اور اس میں شہید کی قسم اول کی سب شرائط موجود ہوں تو اس پر شہید کے احکام جاری ہوں گے، جو پیچھے تفصیل سے بیان ہو چکے ہیں۔

۱۳-جل کر کوئلہ ہو جانے کا حکم

جو شخص جل کر بالکل کوئلہ بن گیا، یا بدن کا اکثر حصہ جل کر خاکستر ہو گیا تو اس کو غسل وکفن دینا اور جنازہ کی نماز پڑھنا کچھ واجب نہیں ہے، یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہیے۔ عالمگیری(۶۰)، فتاویٰ دار العلوم ۱/۳۴۵(۶۱)۔

اور اگر بدن کا اکثر حصہ جلنے سے محفوظ ہو اگر چہ سر کے بغیر ہو یا آدھا بدن مع سر کے محفوظ ہو، یا پورا جسم جلا ہو مگر معمولی جلا ہو، گوشت پوست اور ہڈیاں سالم ہوں، تو اس کو باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا چاہیے۔ عالمگیری(۶۲)، شامی ۱/۸۰۹(۶۳)۔

---

(۵۸) في البحر: وقيد بعدم التفسخ؛ لأنه لايصلى عليه بعد التفسخ؛ لأن الصلوة شرعت على بدن الميت، فإذا تفسخ لم يبق بدنه قائماً. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۲۳۰، رشيدية.

(۵۹) امداد الاحکام، کتاب الجنائز، فصل: فی الصلوۃ علی المیت: ۱/۸۳۷، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۶۰) في الهندية: ولو وجد أكثر البدن أو نصفه مع الرأس يغسل ويكفن ويصلى عليه ......، وإن وجد نصفه من غير الرأس أو وجد نصفه مشقوقا طولاً، فإنه لايغسل ولا يصلى عليه ويلف في خرقة ويدفن فيها. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثانى في الغسل: ۱/۱۵۹، رشيدية، وهكذا في البدائع، كتاب الجنازة، فصل: وأما شرائط وجوبه: ۲/۲۸، رشيدية، وهكذا في رد المحتار، كتاب الجنائز، مطلب: في الكفن: ۲/۲۰۵، رشيدية.

(۶۱) فتاویٰ دار العلوم دیو بند، کتاب الجنائز، مسائل نماز جنازہ: ۵/۳۴۴، ۳۴۵، امدادیہ ملتان۔

(۶۲) في الهندية: ولو وجد أكثر البدن أو نصفه مع الرأس يغسل ويكفن ويصلى عليه ......، وإن وجد نصفه من غير الرأس أو وجد نصفه مشقوقا طولاً، فإنه لايغسل، ولا يصلى عليه، ويلف في خرقة ويدفن فيها. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثانى في الغسل: ۱/۱۵۹، رشيدية.

(۶۳) في الدر: (وجد رأس آدمى) أو أو أحد شقيه (لا يغسل ولا يصلى عليه)، بل يدفن إلا أن يوجد أكثر من نصفه ولو بلا رأس. الدر المختار. قوله: ولو بلا رأس) وكذا يغسل لو وجد النصف مع الراس. رد المحتار، كتاب الصلوة، =

۱۴-دب کر یا گر کر مرنے والے کا حکم

جو شخص کسی دیوار یا عمارت کے نیچے دب کر مر جائے، یا کسی بلند جگہ سے نیچے گرے، یا فضائی حادثہ کا شکار ہو کر ہلاک ہو جائے اور بدن کا اکثر حصہ محفوظ ہو تو اس کو باقاعدہ غسل و کفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا چاہیے (۶۴)، لیکن اگر یہ حادثہ دشمن کافروں یا باغیوں یا ڈاکوؤں کی کاروائی سے ہوا ہو، تو اس میں مرنے والوں پر شہید کے احکام جاری ہوں گے، جن کی تفصیل پیچھے شہید کے احکام میں آچکی ہے۔

=باب صلوة الجنازة: ۱۰۷/۳، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۰۵/۲، رشيدية، وهكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، فصل وأما كيفية وجوبه، أي: الكفن: ۳۹/۲، رشيدية.

(٦٤) في التبيين: فإن دفن بلا صلوة صلي على قبره مالم ينفسخ. تبيين الحقائق، باب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲٤٠/۱، دار الكتب الإسلامي القاهرة، روى الترمذي، عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: الطفل لا يصلى عليه، ولا يرث، ولا يورث، حتى يستهل. سنن الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في ترك الصلوة على الجنين، حتى يستهل، الحديث رقم: ۱۰۳۲، وفي الدر: قوله: (ومن ولد فمات يغسل، ويصلى عليه)، ويرث، ويورث، ويسمى، (إن استهل) بالبناء للفاعل، أي: وجد منه ما يدل على حياته بعد خروج أكثره ......، (وإلا) يستهل، (غسل وسمي) عند الثاني، وهو الأصح، فيفتى به على خلاف ظاهر الرواية؛ إكراماً لبني آدم......، وإذا استبان بعض خلقه غسل وحشر، هو المختار. (وأدرج في خرقة، ودفن، ولم يصل عليه)، وكذا لا يرث إن انفصل بنفسه. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۵۲/۳،۱۵۳، ۱۵٤، رشيدية، وفي البدائع: فمنها أن يكون ميتاً مات بعد الولادة، حتى لو ولد ميتاً لم يغسل، كذا روي عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ، أنه قال: إذا استهل المولود سمي، وغسل، وصلي عليه، وورث، وورث عنه، وإذا لم يستهل لم يسم، ولم يغسل، ولم يرث......، عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، أنه قال: إذا استهل المولود غُسّل وصُلّي عليه وورث، وإن لم يستهل لم يغُسّل ولم يصلَّ عليه، ولأن وجوب الغسل بالشرع وأنه ورد باسم الميت، ومطلق اسم الميت في العرف لا يقع على من وُلد ميتاً، ولهذا لا يصلى عليه......، فأما إذا استهل بأن حصل منه ما يدل على حياته من بكاء، أو تحريك عضو، أو طرف، أو غير ذلك، فإنه يغسل بالإجماع؛ لما روينا، ولأن الاستهلال دلالة الحياة، فكان موته بعد ولادته حياً، فيغسل. ولو شهدت القابلة أو الأم على الاستهلال تقبل في حق الغسل والصلوة عليه. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، فصل: وأما شرائط وجوبه: ۲۸/۲، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ۳۲۹/۲، ۳۳۰، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي، باب أحكام الجنائز: ۳۹۱/۱، المطبعة الكبرىٰ مصر.

۱۵-عام حادثات کا شکار ہونے والوں کا حکم

موٹر، سائیکلوں، ریل گاڑیوں اور دیگر سواریوں کے تصادم سے ہلاک شدگان کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر کے مسئلہ میں بیان ہوا۔ درمختار (۶۵)۔

۱۶-جو لاش کنویں یا ملبہ سے نہ نکالی جا سکے

اگر کوئی شخص کنویں وغیرہ میں گر کر یا کسی عمارت وغیرہ کے ملبہ میں دب کر مر گیا اور وہاں سے لاش نکالنا ممکن نہ ہو تو مجبوری کے باعث اس کا غسل وکفن معاف ہے اور جہاں لاش ڈوبی یا دبی رہ گئی ہے اسی جگہ کو اس کی قبر سمجھا جائے گا اور اسی حالت میں اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ شامی ۱/ ۸۲۷ (۶۶)۔

۱۷-جو لاش سمندر وغیرہ میں لاپتہ ہو جائے

کوئی شخص سمندر میں ڈوب کر مر گیا اور لاش کا پتہ نہ چلے، یا کسی اور طریقہ سے مرا ہو اور لاش گم یا لاپتہ ہو گئی ہو تو ایسی صورت میں غسل وکفن، نمازِ جنازہ اور تدفین سب معاف ہیں، اس کی نمازِ جنازہ غائبانہ بھی نہ پڑھی جائے، کیونکہ نمازِ جنازہ درست ہونے کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ میت سامنے موجود ہو۔ شامی ۱/ ۸۲۷ (۶۷)۔

۱۸-مسلمانوں کی اور کافروں کی لاشیں خلط ملط ہو جائیں اور پہچانی نہ جا سکیں

کسی حادثہ میں اگر مسلمانوں اور کافروں کی لاشیں خلط ملط ہو جائیں تو اگر مسلمان کسی بھی علامت (ختنہ وغیرہ) سے پہچانے جا سکیں تو ان کو الگ کر لیا جائے اور ان کا غسل، نمازِ جنازہ اور دفن وغیرہ سب کام

---

(٦٥) قال ابن عابدين: تنبيه! ينبغي أن يكون في حكم من دفن بلا صلوة من تردّى في نحو بئر، أو وقع عليه بنيان، ولم يمكن إخراجه، بخلاف مالو غرق في بحر؛ لعدم تحقق وجوده أمام المصلى. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٣٧/٣، رشيدية

(٦٦) قال الشامي: ينبغي أن يكون في حكم من دفن بلا صلوة من تردّى في نحو بئر، أو وقع عليه بنيان، ولم يمكن إخراجه، بخلاف مالو غرق في بحر؛ لعدم تحقق وجوده أمام المصلى. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٣٧/٣، رشيدية

(٦٧) في الدر: وحضور الميت، وكونه أو أكثره أمام المصلي رد المحتار، كتاب الجنائز، مطلب في صلوة الجنازة: ١٣٥/٣، رشيدية، وهكذا في البحر، كتاب الجنائز: ١٨٣/٢، رشيدية، وهكذا في العالمگيرية، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلوة على الميت: ١٦٤/١، رشيدية.

مسلمانوں کی طرح کئے جائیں اور کافروں کی لاشوں کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے، جو کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے، اس کی تفصیل باب دوم کے شروع میں آچکی ہے (۶۸)۔ بہشتی گوہر (۶۹)، شامی ۱/ ۸۰۵ (۷۰)، عالمگیری ۱۵۹/۱ (۷۱)۔

اور اگر مسلمانوں اور کافروں کے درمیان کسی طرح امتیاز نہ ہو سکے اور کسی علامت سے پتہ نہ چلے کہ کونسی لاشیں مسلمانوں کی اور کونسی کافروں کی ہیں؟ تو اس کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں:

۱- اگر مرنے والوں میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو تو سب لاشوں کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو

---

(٦٨) أما المرتد فيلقى في حفرة كالكلب. الدر المختار. قوله: (فيلقى في حفرة): أي: ولايغسل، ولايكفن ولا إلى من انتقل إلى دينهم. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٢/ ١٥٨، رشيدية، وفي البحر: وأمّا المرتد فلا يغسل ولايكفن وإنما يلقى في حفرة كالكلب ولا يدفع إلى من انتقل إلى دينهم. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٢/ ٣٣٤، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، فصل السلطان أحق بصلاته، ١/ ٣٩٤، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۶۹) اصلی اشرفی بہشتی زیور، میت کے غسل کے مسائل، ص: ۸۰۵، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(٧٠) قال الشامي: اختلط موتانا بكفار، ولا علامة اعتبر الأكثر، فإن استووا غسلوا، واختلف في الصلوة عليهم، ومحل دفنهم كدفن ذمية حبلى من مسلم. قالوا: والأحوط دفنها على حرة الح. الدر المختار. قوله: اعتبر الأكثر، أي: في الصلوة بقرينة، فإن كان بالمسلمين علامة فلا إشكال في إجراء أحكام المسلمين عليهم، وإلا فلو المسلمون أكثر صلى عليهم، وينوي بالدعاء المسلمين، ولو الكفار أكثر...... لايصلى عليهم، لكن يغسلون، ويكفنون، ويدفنون في مقابر المشركين، وكيفية العلم بالأكثر: أن يحصي عدد المسلمين، ويعلم ما ذهب منهم ويعد الموتى فيظهر الحال. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/ ١٠٩، ١١٠، رشيدية.

(٧١) موتى المسلمين إذا اختلطوا بموتى الكفار أو قتلى المسلمين بقتلى الكفار ان كان للمسلمين علامة يعرفون بها يميز بينهم وعلامة المسلمين الختان والخضاب ولبس السواد فيصلى عليهم، وإن لم تكن علامة فإن كانت الغلبة للمسلمين يصلى على الكل، وينوى بالصلاة الدعاء للمسلمين، ويدفنون في مقابر المسلمين وإن كانت الغلبة للمشركين، فإنه لايصلي على الكل، ولكن يغسلون، ويكفنون، ولكن لاعلى وجه غسل موتى المسلمين وتكفينهم، ويدفنون في مقابر المشركين، وإن كانا سواء فلا يصلى عليهم أيضاً. واختلف المشايخ في دفنهم، قال بعضهم: في مقابر المشركين، وقال بعضهم: في مقابر المسلمين، وقال بعضهم: يتخذ لهم مقبرة على حدة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ١/ ١٥٩، رشيدية، وهكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، فصل شرائط وجوب الغسل: ٢/ ٣١، ٣٢، رشيدية.

مسلمانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے، یعنی سب کو با قاعدہ غسل وکفن دے کر نمازِ جنازہ کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، لیکن جنازہ کی نماز میں صرف مسلمانوں پر نماز پڑھنے کی نیت کی جائے، کافروں پر نمازِ جنازہ کی نیت کرنا جائز نہیں۔ شامی ۱/۸۰۵ (۷۲)، عالمگیری ۱/۱۵۹ (۷۳)۔

۲- اور اگر لاشیں کافروں کی زیادہ اور مسلمانوں کی کم ہوں، تو سب لاشوں کو غسل وکفن دیا جائے [۷۴] اور ان پر نمازِ جنازہ بھی صرف مسلمانوں کی نیت سے پڑھی جائے اور اس کے بعد سب کو کافروں کے قبرستان میں

---

[۷۴] فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ یہ غسل وکفن مسلمانوں کی طرح باقاعدہ نہیں ہوگا (بلکہ یونہی پانی سے لاشوں کو دھو کر ایک ایک کپڑے میں لپیٹ دیا جائے) ۱/۱۵۹ (۷۵)۔

---

(۷۲) قال في الدر: اختلط موتانا بكفار ولا علامة، اعتبر الأكثر، فإن استووا غسلوا، واختلف في الصلوة عليهم ومحل دفنهم كدفن ذمية حبلى من مسلم قالوا: والأحوط دفنها على حرة الخ. الدر المختار. قوله: اعتبر الأكثر) أي: في الصلوة بقرينة فإن كان بالمسلمين علامة فلا إشكال في إجراء أحكام المسلمين عليهم وإلا فلو المسلمون أكثر صلى عليهم وينوي بالدعاء المسلمين ولو الكفار أكثر ......، لايصلى عليهم لكن يغسلون ويكفنون ويدفنون في مقابر المشركين وكيفية العلم بالأكثر أن يحصى عدد المسلمين ويعلم ماذهب منهم ويعد الموتى فيظهر الحال. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۰۹، ۱۱۰، رشيدية

(۷۳) وفي الهندية: موتى المسلمين إذا اختلطوا بموتى الكفار أو قتلى المسلمين بقتلى الكفار إن كان للمسلمين علامة يعرفون بها يميز بينهم وعلامة المسلمين الختان والخضاب ولبس السواد، فيصلى عليهم وإن لم تكن علامة فإن كانت الغلبة للمسلمين يصلى على الكل وينوى بالصلاة الدعاء للمسلمين ويدفنون في مقابر المسلمين وإن كانت الغلبة للمشركين، فإنه لايصلى على الكل ولكن يغسلون ويكفنون ولكن لاعلى وجه غسل موتى المسلمين وتكفينهم، ويدفنون في مقابر المشركين وإن كانا سواء فلا يصلى عليهم أيضاً. واختلف المشايخ في دفنهم، قال بعضهم: في مقابر المشركين، وقال بعضهم: في مقابر المسلمين، وقال بعضهم: يتخذ لهم مقبرة على حدة. الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثانى في الغسل: ۱/۱۵۹، رشيدية، وهكذا في: بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، فصل شرائط وجوب الغسل: ۲/۳۱، ۳۲، رشيدية.

(۷۵) وفي العالمگيرية: وإن كانت الغلبة للمشركين، فإنه لا يصلى على الكل، ولكن يغسلون ويكفنون ولكن لا على وجه غسل موتى المسلمين وتكفينهم ويدفنون في مقابر المشركين. الفتاوى العالمگيرية، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱/۱۵۹، رشيدية.

دفن کردیا جائے۔شامی، درمختار ۱/ ۸۰۵(۷۶)۔

۳-اگر مسلمانوں اور کافروں کی لاشیں تعداد میں برابر ہوں تو سب کو غسل وکفن دے کر سب پر نماز صرف مسلمانوں کی نیت سے پڑھی جائے، البتہ مقام دفن میں فقہاء کے تین قول ہیں، ایک یہ کہ سب کو مسلمانوں کی قبرستان میں دفن کردیا جائے، دوسرا یہ کہ سب کو کافروں [۷۷] کے قبرستان میں فن کردیا جائے، تیسرا قول یہ ہے کہ ان کے لئے کوئی الگ قبرستان بنادیا جائے، اس تیسرے قول میں احتیاط زیادہ ہے (لیکن ان میں سے جس قول پر بھی عمل کرلیا جائے درست ہوگا۔درمختار، شامی:۱/ ۸۰۵-۸۰۶(۷۸)۔

[۷۷] اگر سب کو کسی الگ جگہ میں دفن کردیا جائے، یعنی نہ کافروں کے قبرستان میں، نہ مسلمانوں کے، تو یہ صورت زیادہ احتیاط کی معلوم ہوتی ہے۔اگلے مسئلہ کے بارے میں تو صاحبِ درمختار نے اس کی صراحت کی ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔رفیع (۷۹)۔

(۷٦) قال ابن عابدين: قوله: اعتبر الأكثر، أي: في الصلوة بقرينة فإن كان بالمسلمين علامة فلا إشكال في إجراء أحكام المسلمين عليهم ......، ولو الكفار أكثر ......، لايصلى عليهم لكن يغسلون ويكفنون ويدفنون في مقابر المشركين وكيفية العلم بالأكثر أن يحصى عدد المسلمين ويعلم ماذهب منهم ويعد الموتى فيظهر الحال. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/ ۱۰۹، ۱۱۰، رشيدية

(۷۷) في البحر: وقيد بعدم التفسخ؛ لأنه لايصلى عليه بعد التفسخ؛ لأن الصلوة شرعت على بدن الميت، فإذا تفسخ لم يبق بدنه قائماً. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/ ۲۳۰، رشيدية، وقال في الهندية: وإن كانت الغلبة للمشركين، فإنه لايصلى على الكل ولكن يغسلون ويكفنون ولكن لاعلى وجه غسل موتى المسلمين وتكفينهم ويدفنون في مقابر المشركين وإن كانا سواء فلا يصلى عليهم أيضاً واختلف المشايخ في دفنهم، قال بعضهم: في مقابر المشركين، وقال بعضهم: يتخذ لهم مقبرة على حدة الخ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني في الغسل: ۱/ ۱۵۹، رشيدية، وفي الدر: واختلف في الصلوة عليهم ومحل دفنهم كدفن ذمية حبلى من مسلم، قالوا: والأحوط دفنها على حدة. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة :۳/ ۱۱۰، رشيدية، وهكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، شرائط وجوب الغسل: ۲/ ۳۱، ۳۲، رشيدية.

(۷۹) وإن كانت الغلبة للمشركين، فإنه لايصلى على الكل، ولكن يغسلون ويكفنون ولكن لاعلى وجه غسل موتى المسلمين وتكفينهم ويدفنون في مقابر المشركين، وإن كانا سواء فلا يصلى عليهم أيضاً. واختلف المشايخ في دفنهم، قال بعضهم: في مقابر المشركين، وقال بعضهم: يتخذ لهم مقبرة على حدة الخ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني في الغسل: ۱/ ۱۵۹، رشيدية، وقال في الدر: واختلف في الصلوة عليهم ومحل دفنهم كدفن ذمية حبلى من مسلم، قالوا: والأحوط دفنها على حدة. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة :۳/ ۱۱۰، رشيدية، وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، شرائط وجوب الغسل: ۲/ ۳۱، ۳۲، رشيدية.

۱۹- کسی مسلمان کی کافر بیوی حالتِ حمل میں مرجائے

اگر کسی مسلمان کی یہودی یا عیسائی بیوی حالتِ حمل میں مرجائے، تو حمل میں اگر جان ہی نہ پڑی تھی، تب تو عورت کو کافروں ہی کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور اگر جان پڑ چکی تھی، پھر مردہ ماں کے پیٹ میں بچہ بھی مرگیا، تو اس صورت میں وہ چونکہ مسلمان کا بچہ تھا اور مسلمان ہی کے حکم میں ہونا چاہیے، لیکن کافر، ماں کے پیٹ میں ہونے کی وجہ سے ماں کے مقامِ دفن میں یہاں بھی فقہاء کرام رحمہ اللہ تعالیٰ کے وہی تین قول ہیں، جو اوپر کے مسئلہ میں تیسری صورت میں ذکر کئے گئے۔

۱- ایک یہ کہ اس عورت کو بچہ کی رعایت کے پیشِ نظر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔

۲- دوسرا یہ کہ کافروں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔

۳- تیسرا قول یہ ہے کہ عورت کو نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، نہ کافروں کے، بلکہ کسی الگ جگہ دفن کردیا جائے، اس تیسرے قول میں زیادہ احتیاط ہے۔

لیکن جو قول بھی اختیار کیا جائے، قبر میں عورت کی پشت بہر حال قبلہ کی طرف کردینی چاہیے، کیونکہ پیٹ میں بچہ کا منہ ماں کی پشت کی طرف ہوتا ہے، اس طرح بچہ کا منہ قبلہ کی طرف ہوجائے گا۔ شامی، درمختار ۱/۸۰۵-۸۰۶(۸۰)۔

---

(۸۰) ومحل دفنهم كدفن ذمية حبلى من مسلم، قالوا: والأحوط دفنها على حدة، ويجعل ظهرها إلى القبلة؛ لأن وجه الولد لظهرها. الدر المختار. قوله: (كدفن ذمية) جعل الأول مشبهاً بهذا؛ لأنه لا رواية فيه عن الإمام، بل فيه اختلاف المشايخ قياسا على هذه المسألة، فإنه اختلف فيها الصحابة رضى الله تعالىٰ عنهم على ثلاثة أقوال: فقال بعضهم: تدفن في مقابرنا؛ ترجيحاً لجانب الولد، وقال بعضهم: في مقابر المشركين؛ لأن الولد في حكم جزء منها مادام في بطنها، وقال واثلة بن الأسقع: يتخذ لها مقبرة على حدة. قال في الحلية: وهذا أحوط، والظاهر كما أفصح به بعضهم: أن المسألة مصورة فيما إذا نفخ فيه الروح وإلا دفنت في مقابر المشركين. قوله: لأن وجه الولد لظهرها، أي: والولد مسلم؛ تبعاً لأبيه، فيوجه إلى القبلة بهذه الصفة. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۰۱، رشيدية، وفي البدائع: وأصل الاختلاف في كتابية تحت مسلم حبلت، ثم ماتت، وفي بطنها ولد مسلم: لا يصلى عليها بالإجماع؛ لأن الصلوة على الكافرة غير مشروعة، وما في بطنها لا يستحق الصلوة عليه، ولكنها تغسل وتكفن. واختلف الصحابة في الدفن، قال بعضهم: تدفن في مقابر المسلمين؛ ترجيحاً لجانب الولد، وقال بعضهم: في مقابر=

۲۰- جس میت کا مسلمان ہونا معلوم نہ ہو

کسی مرد یا عورت کی لاش ملے اور کسی علامت وغیرہ سے معلوم نہ ہو کہ وہ مسلمان ہے یا کافر؟ تو جس علاقہ سے یہ لاش ملی ہے، وہاں اگر مسلمانوں کی اکثریت ہے، تو اس کو مسلمان سمجھا جائے اور باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور نماز پڑھ کر دفن کیا جائے اور اگر وہاں غیر مسلموں کی اکثریت ہے، تو س کے ساتھ غیر مسلموں کا سا معاملہ کیا جائے۔ درمختار (۸۱)، عالمگیری (۸۲)، بہشتی گوہر مع حاشیہ (۸۳)۔

۲۱- جس میت کو غسل یا نمازِ جنازہ کے بغیر ہی دفن کر دیا گیا

اگر کسی مسلمان میت کو غلطی سے غسل دیئے بغیر، یا نمازِ جنازہ پڑھے بغیر قبر میں رکھ دیا، تو اگر مٹی ڈالنے سے پہلے یاد آ جائے تو میت کو باہر نکال لیا جائے، پھر اگر غسل بھی نہیں دیا تھا، تو غسل دے کر نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن

= المشركين؛ لأن الولد في حكم جزء منها مادام في البطن، وقال واثلة بن الأسقع: يتخذ لها مقبرة على حدة وهذا أحوط. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، باب الجنائز، فصل: الكلام فيمن يغسّل: ۳۲/۲، رشيدية.

(۸۱) فروع: لو لم يدر أمسلم أم كافر ولا علامة، فإن في دارنا غسل وصلي عليه وإلا لا. الدر المختار. قوله: (فإن في دارنا): أفاد بذكر التفصيل في المكان بعد انتفاء العلامة أن العلامة مقدمة وعند فقدها يعتبر المكان في الصحيح؛ لأنه يحصل به غلبة الظن ......، وفيها أن علامة المسلمين أربعة: الختان والخضاب، ولبس السواد وحلق العانة. قلت: في زماننا لبس السواد لم يبق علامة للمسلمين. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۰۹/۳، رشيدية.

(۸۲) في الهندية: ومن لايدرى أنه مسلم أو كافر فإن كان عليه سيما المسلمين، أو في بقاع دار الإسلام يغسل، وإلا فلا. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱۵۹/۱، رشيدية، وفي البدائع: ولو وجد ميت أو قتيل في دارالإسلام، فإن كان عليه سيما المسلمين يغسل، ويصلى عليه، ويدفن في مقابر المسلمين، وهذا ظاهر، وإن لم يكن معه سيما المسلمين ففيه روايتان: والصحيح: أنه يغسل، ويصلى عليه، ويدفن في مقابر المسلمين؛ لحصول غلبة الظن بكونه مسلماً، بدلالة المكان، وهي: دارالإسلام، ولو وجد في دار الحرب فإن كان معه سيما المسلمين يغسل، ويصلى عليه، ويدفن في مقابر المسلمين بالإجماع، وإن لم يكن معه سيما المسلمين، ففيه روايتان: والصحيح: أنه لايغسل، ولايصلى عليه ولايدفن في مقابر المسلمين. والحاصل: أنه لا يشترط الجمع بين السيما ودليل المكان، بل يعمل بالسيما وحده بالإجماع، وهل يعمل بدليل المكان وحده؟ فيه روايتان: والصحيح: أنه يعمل به؛ لحصول غلبة الظن عنده. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، أحكام فيمن يغسّل: ۳۲/۲، رشيدية.

(۸۳) اصلی اشرفی بہشتی زیور، میت کے غسل کے مسائل، ص: ۸۰۵، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

کیا جائے اور اگر غسل دیدیا تھا تو صرف نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے۔

اور اگر مٹی ڈالنے کے بعد یاد آئے تو غسل یا نماز کے لئے اب قبر کھولنا جائز نہیں، اب حکم یہ ہے کہ جب تک گمانِ غالب یہ ہو کہ لاش پھٹی نہ ہوگی، قبر ہی پر نماز پڑھی جائے اور قولِ راجح کے مطابق لاش پھٹنے کی کوئی خاص مدت مقرر نہیں، کیونکہ موسم، مقام اور میت کے موٹے دبلے ہونے سے یہ مدت مختلف ہوتی ہے، لہٰذا جب تک ظنِ غالب یہ ہو کہ لاش پھٹی نہ ہوگی نمازِ جنازہ پڑھنا فرض ہے اور جب غالب گمان یہ ہو کہ لاش پھٹ چکی ہوگی تو اب جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے، ایسی صورت میں قدرت کے باوجود نہ پڑھنے والے گناہگار ہوئے، ان پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کریں اور آئندہ ایسی غفلت نہ کریں۔ درمختار (۸۴)۔

اور اگر شک ہو کہ لاش پھٹی ہے یا نہیں؟ تو اس صورت میں بھی قبر پر نماِ جنازہ نہ پڑھی جائے۔ شامی: ۸۲۷/۱ (۸۵)۔

---

(٨٤) عن أبی هريرة رضي الله تعالىٰ عنه أن أسود رجلاً أو امرأة كان يكون في المسجد يَقُمُّ المسجد فمات ولم يعلم النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بموته، فذكره ذات يوم، فقال: ما فعل ذلك الإنسان؟ قالوا: مات يارسول الله! قال: أفلا آذنتموني؟ فقالوا: إنه كان كذا وكذا قصته. قال: فحَقَّروا شأنه. قال: فدلوني على قبره، فأتى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قبره، فصلى عليه. صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الصلوة على القبر بعد ما يدفن، الحديث رقم: ١٢٧٢، وفي الدر: (وإن دفن) وأهيل عليه (بغير صلاة) أو بها بلاغسل أو ممن لاولاية له (صلي على قبره) استحساناً (مالم يغلب على الظن تفسخه) من غير تقدير، هو الأصح، وظاهره: أنه لوشك في تفسخه صلي عليه، لكن في النهر عن محمد رحمه الله تعالىٰ: لا؛ كأنه تقديماً للمانع. الدر المختار. قوله: وأهيل عليه التراب) فإن لم يهل أخرج وصلي عليه كما قدمناه ......، قوله: هو الأصح)؛ لأنه يختلف باختلاف الأوقات حراً وبرداً والميت، وسمناً وهزالاً والأمكنة ......، وقيل: يقدر بثلاثة أيام، وقيل: عشرة، وقيل: شهر. ......، قوله: كأنه تقديماً للمانع) ......، أقول: وفي الحلية: نص الأصحاب على أنه لايصلى عليه مع الشك في ذلك. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٤٦/٣، ١٤٧، رشيدية، وفي الهندية: ولو دفن الميت قبل الصلوة أو قبل الغسل، فإنه يصلى على قبره إلى ثلاثة أيام والصحيح أن هذا ليس بتقدير لازم، بل يصلى عليه ما لم يعلم أنه قد تمزق. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الخامس في الصلوة على الميت: ١٦٥/١، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته ٣٢٠/٢، ٣٢١، رشيدية.

(٨٥) أقول: نص الأصحاب على أنه لايصلى عليه مع الشك في ذلك. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٤٧/٣، رشيدية، وفي البحر: لوشك لا يصلى عليه. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق =

۲۲-خودکشی کرنے والے کا حکم

جو شخص اپنے آپ کو غلطی سے یا جان بوجھ کر ہلاک کر دے تو اس کو باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے۔ درمختار وشامی:۱/۸۱۵(۸۶)۔

۲۳-کسی لاش کے ٹکڑے دستیاب ہوئے

اگر کسی کی پوری لاش دستیاب نہ ہو جسم کے کچھ حصے دستیاب ہوں تو اس کی چند صورتیں ہیں:

❋-صرف ہاتھ یا ٹانگ یا سر یا کمر یا اور کوئی عضو ملے تو اس پر غسل وکفن اور نماز کچھ نہیں، بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر یونہی دفن کر دینا چاہیے۔ شامی (۸۷)، بہشتی گوہر:۹۰(۸۸)۔

❋-جسم کے چند متفرق اعضاء مثلاً صرف دو ٹانگیں یا صرف دو ہاتھ یا صرف ایک ہاتھ اور ایک ٹانگ

= بصلاته: ۲/۳۲۰، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: لو شك في تفسخه لايصلى عليه. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز: ۱/۳۹۸، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۸۶) قال في الشامي: (من قتل نفسه) ولو (عمداً يغسل ويصلى عليه)، به يفتى، وإن كان أعظم وزراً من قاتل غيره. الدر المختار. قوله (به يفتى)؛ لأنه فاسق غير ساع في الأرض بالفساد، وإن كان باغياً على نفسه كسائر فساق المسلمين. رد المحتار، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۲۷، رشيدية، وفي الهندية: ومن قتل نفسه عمداً يصلى عليه عند أبي حنيفة ومحمد رحمهم الله وهو الأصح. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الخامس في الصلوة على الميت: ۱/۱۶۳، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، باب الشهيد: ۲/۳۵۰، رشيدية.

(۸۷) لووجد طرف من أطراف إنسان، أو نصفه مشقوقاً طولاً أو عرضاً يلف في خرقة، إلا إذا كان معه الرأس فيكفن. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۱۷، رشيدية، وفي البدائع وكذا من ولد ميتاً أو وجد طرف من أطراف الإنسان، أو نصفه مشقوقاً طولاً، أو نصفه مقطوعاً عرضاً، لكن ليس معه الرأس؛ لما قلنا، فإن كان معه الرأس: ذكر القاضي في شرحه مختصر الطحاوي: أنه يكفن، وعلى ما ذكره القدوري في شرحه مختصر الكرخي في الغسل: يلف في خرقة ......، وإن وجد أكثره يكفن؛ لأن للأكثر حكم الكل. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، فصل وأما كيفية وجوبه، أي: الكفن: ۲/۳۹، رشيدية، وفي الهندية: وإن وجد نصفه من غير الرأس أو وجد نصفه مشقوقاً طولاً، فإنه لا يغسّل ولايصلى عليه، ويلف في خرقةٍ ويدفن فيها. الفتاوىٰ العالمگيريه، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱/۱۵۹، رشيدية.

(۸۸) اصلی اشرفی بہشتی زیور، میت کے غسل کے مسائل، ص:۸۰۵، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

یا اسی طرح دیگر چند اعضاء ملیں اور یہ متفرق اعضاء مل کر میت کے پورے جسم کے آدھے حصہ سے کم ہوں، میت کا اکثر حصہ غائب ہو تو ان اعضاء پر غسل وکفن اور نمازِ جنازہ کچھ نہیں، یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔شامی (۸۹)، بہشتی گوہر (۹۰)۔

❊-اور اگر میت کے جسم کا آدھا حصہ بغیر سر کے ملے تو اس کا بھی غسل کفن اور نمازِ جنازہ کچھ نہیں، یونہی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔شامی (۹۱)، بہشتی گوہر (۹۲)۔

❊-اور اگر میت کے جسم کا آدھا حصہ مع سر کے ملے تو اس کو باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور جنازہ کی

---

(۸۹) لو وجد طرف من أطراف إنسان أو نصفه مشقوقاً طولا أو عرضاً يلف في خرقة إلا إذا كان معه الرأس فيكفن.
رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۱۷/۳، رشيدية، وفي البدائع: وكذا من ولد ميتاً أو وجد طرف من أطراف الإنسان أو نصفه مشقوقاً طولاً أو نصفه مقطوعاً عرضاً، لكن ليس معه الرأس؛ لما قلنا، فإن كان معه الرأس ذكر القاضي في شرحه مختصر الطحاوي: أنه يكفن وعلى ماذكره القدوري في شرحه مختصر الكرخي في الغسل يلف في خرقة ......، وإن وجد اكثره يكفن؛ لأن للأكثر حكم الكل. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، فصل وأما كيفية وجوبه أي الكفن: ۳۹/۲، رشيدية، وفي الهندية: وإن وجد نصفه من غير الرأس أو وجد نصفه مشقوقاً طولاً، فإنه لا يغسّل ولا يصلى عليه، ويلف في خرقةٍ ويدفن فيها. الفتاوىٰ العالمگيريه، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱۵۹/۱، رشيدية

(۹۰) اصلی اشرفی بہشتی زیور، میت کے غسل کے مسائل، ص:۸۰۵، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(۹۱) قال الشامي: لو وجد طرف من أطراف إنسان أو نصفه مشقوقاً طولا أو عرضاً يلف في خرقة إلا إذا كان معه الرأس فيكفن. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۱۷/۳، رشيدية، وفي البدائع: وكذا من ولد ميتاً أو وجد طرف من أطراف الإنسان أو نصفه مشقوقاً طولاً أو نصفه مقطوعاً عرضاً، لكن ليس معه الرأس؛ لما قلنا، فإن كان معه الرأس ذكر القاضي في شرحه مختصر الطحاوي: أنه يكفن وعلى ماذكره القدوري في شرحه مختصر الكرخي في الغسل يلف في خرقة ......، وإن وجد أكثره يكفن؛ لأن للأكثر حكم الكل. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، فصل وأما كيفية وجوبه أي الكفن. ۳۹/۲، رشيدية، وفي الهندية: وإن وجد نصفه من غير الرأس أو وجد نصفه مشقوقاً طولاً، فإنه لا يغسّل ولا يصلى عليه، ويلف في خرقةٍ ويدفن فيها. الفتاوىٰ العالمگيريه، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱۵۹/۱، رشيدية.

(۹۱) اصلی اشرفی بہشتی زیور، میت کے غسل کے مسائل، ص:۸۰۵، حصہ یازدہم بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

نماز پڑھ کر دفن کیا جائے۔ شامی (۹۳)، بہشتی گوہر (۹۴)۔

❊- اور اگر میت کے جسم کا اکثر حصہ مل جائے اگرچہ بغیر سر کے ملے تو بھی باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا جائے۔ شامی (۹۵)، بہشتی گوہر (۹۶)۔

۲۴- دفن کے بعد باقی اعضاء ملے

کسی میت کے جسم کا اکثر حصہ ملا اور باقی حصہ نہ ملا اور اکثر حصۂ بدن پر نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا، اس کے بعد جسم کا باقی حصہ ملا تو اب اس باقی حصہ پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی، بلکہ یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ عالمگیری (۹۷)، شامی (۹۸)۔

---

(۹۳) قال في الدر: (وجد رأس آدمي) أو أحد شقيه (لايغسل ولا يصلى عليه)، بل يدفن إلا أن يوجد أكثر من نصفه، ولو بلارأس. الدر المختار. قوله: ولو بلارأس، وكذا يغسل لو وجد النصف مع الرأس. رد المحتار، كتاب الصلوه، باب صلوة الجنازة: ۱۰۷/۳، رشيدية، وفي البحر: ولو وجد الأكثر من الميت أو النصف مع الرأس غسل وصلي عليه، وإلا فلا. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۰۵/۲، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز: ۴۰۲/۱، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۹۴) اصلی اشرفی بہشتی زیور، کفن کے بعض مسائل، ص: ۸۰۵، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(۹۵) في البحر: ولو وجد الأكثر من الميت أو النصف مع الرأس غسل وصلى عليه، وإلا فلا. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۰۵/۲، رشيدية، وفي الدر: (وجد رأس آدمي) أو أحد شقيه (لايغسل ولا يصلى علبه)، بل يدفن إلا أن يوجد أكثر من نصفه، ولو بلارأس. الدر المختار. قوله: ولو بلارأس، وكذا يغسل لو وجد النصف مع الرأس. رد المحتار، كتاب الصلوه، باب صلوة الجنازة: ۱۰۷/۳، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: وإذا وجد أكثر البدن أو نصفه مع الرأس غسل وصلى عليه وإلا لا. (مراقي الفلاح). قوله: (نصفه مع الرأس) قيد به؛ لأنه لووجد النصف بدون رأس لايغسل ولا يصلى عليه، بل يدفن. وهذا مستفاد من قوله: وإلا لا، والبدن اسم لما عدا الأطراف. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز: ۴۰۲/۱، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۹۶) اصلی اشرفی بہشتی زیور، کفن کے بعض مسائل، ص: ۸۰۵، حصہ یازدہم، بہشتی گوہر، دارالاشاعت کراچی۔

(۹۷) قال في الهندية: ولو وجد أكثر البدن أو نصفه مع الرأس يغسل ويكفن ويصلى عليه وإذا صلى على الأكثر لم يصل على الباقي إذا وجد ......، ويلف في خرقة ويدفن فيها. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱۵۹/۱، رشيدية.

(۹۸) قال في الدر: (وجد رأس آدمي) أو أحد شقيه (لا يغسل ولا يصلى عليه)؛ بل يدفن إلا أن يوجد أكثر من نصفه =

۲۵-زندگی میں جسم سے علیحدہ ہوجانے والے اعضاء کا حکم

کسی زندہ شخص کا کوئی عضو اس کے بدن سے کٹ جائے، یا آپریشن کے ذریعہ علیحدہ کردیا جائے تو اس کا غسل وکفن اور نمازِ جنازہ کچھ نہیں، یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ درمختار(۹۹)، فتاویٰ دارالعلوم مدلل(۱۰۰)۔

۲۶-قبر سے صحیح سالم لاش برآمد ہونا

کوئی قبر کھل جائے اور کسی وجہ سے لاش باہر نکل آئے مثلاً زلزلہ سے یا سیلاب سے وغیرہ سے، یا کفن چور کی حرکت سے اور کفن اس پر نہ ہو، تو اگر لاش پھٹ چکی ہے تو اب باقاعدہ کفن دینے کی ضرورت نہیں، یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردیا جائے۔

اور اگر لاش پھٹی نہ ہو تو اس کو پورا کفن سنت کے مطابق دینا چاہیے، اگر ایک ہی لاش کے ساتھ یہ واقعہ بار بار پیش آئے تو ہر مرتبہ اسے پورا کفن مسنون دیا جائے۔

اس کفن کا پورا خرچ اسی میت کے اصل ترکہ سے لیا جائے گا، اگرچہ میت مقروض ہو، البتہ اگر سارا

= ولو بلا رأس. الدر المختار. قوله: ولو بلا رأس) وكذا يغسل لو وجد النصف مع الرأس. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۰۷/۳، رشيدية، وفي البدائع: ما روي عن ابن مسعود، وابن عباس رضى الله تعالى عنهما، أنهما قالا: لا يصلى على عضو. وهذا يدل على أنه لايغسل؛ لأن الغسل؛ لأجل الصلوة، ولما ذكرنا من المعاني أيضاً. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، باب الجنائز، فصل: وأما شرائط وجوبه: ۲۹/۲، رشيدية.

(۹۹) في الدر: لووجد طرف من أطراف إنسان أو نصفه مشقوقاً طولا أو عرضاً يلف في خرقة إلا إذا كان معه الرأس فيكفن. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۱۷/۳، رشيدية، وفي البدائع: وكذا من ولد ميتاً أو وجد طرف من أطراف الإنسان أو نصفه مشقوقاً طولاً أو نصفه مقطوعاً عرضاً، لكن ليس معه الرأس؛ لما قلنا، فإن كان معه الرأس ذكر القاضي في شرحه مختصر الطحاوي: أنه يكفن وعلى ماذكره القدوري في شرحه مختصر الكرخي في الغسل يلف في خرقة ......، وإن وجد اكثره يكفن؛ لأن للأكثر حكم الكل. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، الجنائز، فصل وأما كيفية وجوبه أي الكفن: ۳۹/۲، رشيدية، وفي الهندية: وإن وجد نصفه من غير الرأس أو وجد نصفه مشقوقاً طولاً، فإنه لا يغسّل ولايصلى عليه، ويلف في خرقة ويدفن فيها. الفتاوىٰ العالمگيريه، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱۵۹/۱، رشيدية

(۱۰۰) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، مسائل نماز جنازہ: ۳۳۵/۵، امدادیہ ملتان۔

ترکہ قرض خواہوں میں تقسیم ہو چکا ہو، یا کسی اور مد میں میت کی وصیت کے مطابق تقسیم ہو گیا ہو تو قرض خواہوں سے اور وصیت میں مال حاصل کرنے والوں سے اس کفن کے خرچ کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔

اور اگر اس کا ترکہ وارثوں میں تقسیم ہو گیا تھا تو ہر وارث کو جتنا جتنا فیصد حصہ میراث میں ملا تھا، کفن کا خرچ بھی اسی تناسب سے ہر وارث پر آئے گا۔ درمختار و شامی: ۱/ ۸۰۹ (۱۰۱)۔

۲۷- ڈاکو یا باغی لڑائی میں قتل ہو جائیں، یا وہ دوسروں کو قتل کر دیں

اگر ڈاکو یا باغی لڑائی کے دوران قتل ہو جائیں، تو ان کی اہانت اور دوسروں کی عبرت کے لئے حکم یہ ہے کہ ان کو نہ غسل دیا جائے [۱۰۲]، نہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے، بلکہ یونہی دفنا دیا جائے، لیکن اگر لڑائی کے بعد قتل کئے گئے، یا لڑائی کے بعد اپنی موت سے مر جائیں، تو پھر ان کو غسل بھی دیا جائے گا اور نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے گی، یہی حکم ان لوگوں کا ہے جو قبائلی، وطنی، یا لسانی تعصب کے لئے لڑتے ہوئے مارے جائیں۔

---

[۱۰۲] فقہ حنفی ہی کا ایک قول جس پر علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتویٰ نقل کیا ہے، یہ ہے کہ ان کو غسل دیا جائے، لیکن ان پر نماز نہ پڑھی جائے۔ شامی: ۱/ ۸۱۴ (۱۰۳)۔

---

(۱۰۱) قال الشامي: (و) آدمي (منبوش طري)، لم يتفسخ، (يكفن كالذي لم يدفن)، مرة بعد أخرى (وإن تفسخ كفن في ثوب واحد). الدر المختار. قوله: كالذى لم يدفن، أي: يكفن في ثلاثة أثواب. قوله: مرة بعد أخرى، أي: لو نبش ثانياً وثالثاً وأكثر كفن كذلك، مادام طرياً من أصل ماله عندنا، ولو مديونا، إلا إذا قبض الغرماء التركة فلا يسترد منهم، وإن قسم ماله فعلى كل وارث بقدر نصيبه، دون الغرماء، وأصحاب الوصايا الأجانب. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازه: ۱۱۷/۳، رشيدية، وفي البحر: والحادي عشر: المنبوش الطري فيكفن كالذى لم يدفن، والثاني عشر: المنبوش المتفسخ، فيكفن في ثوب واحد. ولم يذكر المصنف من يجب عليه الكفن، وهو من ماله إن كان له مال يقدم على الدين والوصية والإرث إلى قدر السنة مالم يتعلق بعين ماله حق الغير، كالرهن والمبيع قبل القبض الخ. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۱۱/۲، رشيدية، وهكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين: ۱۶۱/۱، رشيدية.

(۱۰۳) قال الشامي: قوله: فلا يغسلوا الخ ......؛ لأنه قيل. يغسلون ولا يصلى عليهم؛ للفرق بينهم وبين الشهيد ......، وهذا القيل رواية، وفيه اشارة إلى ضعفها، لكن مشى عليه في الدرر والوقاية، وفي التاترخانية: وعليه الفتوىٰ. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۲۶/۳، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: قوله: (ولا يغسل) وقيل: يغسل الباغي وقاطع الطريق ولا يصلى عليهما؛ للفرق بينهما وبين الشهداء. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز: ۴۰۱/۱، المطبعة الكبرىٰ مصر.

اوراگرڈاکو یاباغی ڈاکہ زنی یالڑائی کے دوران کسی کوقتل کر دیں تووہ شہید ہے، بغیر غسل وکفن کے صرف نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے۔ پیچھے شہید کے احکام میں اس کی تفصیل اور جملہ شرائط بغور دیکھ لی جائیں(۱۰۴)۔درمختاروشامی:۱/۸۱۴(۱۰۵)۔

---

(۱۰٤) وفي الدر: (ويغسل من وجد قتيلاً في مصر) أوقرية (فيما)أي: في موضع (تجب فيه الدية) ولو في بيت المال كالمقتول في جامع أو شارع ولم يعلم قاتله أوعلم ولم يجب القصاص، فإن وجب كان شهيداً كمن قتله اللصوص ليلاً في المصر، فإنه لا قسامة ولادية فيه؛ للعلم بأن قاتله اللصوص ......، أوقتل بحد أوقصاص) أي: يغسل......، (أوجرح وارتث) وذلك (بأن أكل أوشرب أو نام أوتداوى ولو قليلاً (أوآوى خيمة أومضى عليه وقت صلوة وهو يعقل) ويقدر على أدائها (أونقل من المعركة) ......، أوباع أواشترى أوتكلم بكلام كثير) ......، وهذا كله إذا كان (بعد انقضاء الحرب ولو فيها) أي: في الحرب (لا) يصير مرتثاً بشيء مما ذكر وكل ذلك في الشهيد الكامل، وإلا فالمرتث شهيد الآخرة. وكذا الجنب ونحوه ومن قصد العدو فأصاب نفسه. كتاب الصلوة، باب الشهيد: ١٩٣/٣، ١٩٤ رشيدية ، وهكذا في حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الجنائز، باب أحكام الشهيد: ٤١٦/١، المطبعة الكبرىٰ مصر، وهكذا في فتح القدير، في فصل: في الدفن: ١٤٩/٢، دارالفكر بيروت، وهكذا في الهندية، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السابع في الشهيد: ١٦٨/١، رشيدية، وهكذا في رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الشهيد، مطلب في تعداد الشهداء:١٩٥/٣، ١٩٦، رشيدية.

(١٠٥) روى أبو داود، عن بنت واثلة بن الأسقع، أنها سمعت أباها يقول: قلت: يارسول الله! ما العصبية؟ قال: أن تعين قومك على الظلم. أبوداود، كتاب الأداب، باب: في العصبة، الحديث رقم: ٥١١٩، وعن جبير بن مطعم رضي الله تعالىٰ عنه، أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: ليس منا من دعا إلى عصبية، وليس منا من قاتل على عصبية، وليس منا من مات على عصبية. (أبوداود، كتاب الأدب، باب: في العصبية، الحديث رقم: ٥١٢١، وقال في الدر: (وهي فرض على كل مسلم مات، خلا) أربعة: (بغاة، وقطاع الطريق) فلا يغسلو، ولا يصلى عليهم، (إذا قتلوا في الحرب)، ولو بعده صلى عليهم؛ لأنه حدّ وقصاص، (وكذا) أهل عصبة و (مكابر في مصر ليلاً بسلاح وخناق)، خنق غيرمرة فحكمهم كالبغاة. الدر المختار. قوله: ولو بعده) قال الزيلعي: وأما إذا قتلو بعد ثبوت يد الإمام عليهم، فإنهم يغسلون ويصلى عليهم ......، وقد علم من هذا التفصيل: أنه لومات أحدهم حتف أنفه قبل الأخذ أو بعده يصلى عليه. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٢٥/٣، ١٢٦، رشيدية، وفي البدائع: فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه صغيراً كان أو كبيراً، ذكراً كان أو أنثى، حرًا كان أو عبداً، إلا البغاة ومن بمثل حالهم مخصوصون، لما ذكرنا. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة، بيان من يصلى عليه: ٤٧/٢، رشيدية، وهكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الخامس في الصلوة على الميت: ١٦٣/١، رشيدية.

بابِ ششم

موت کی عدت

احکامِ میت

❊ - عدت کے احکام

❊ - عدت میں سوگ واجب ہے

❊ - عدت میں ناجائز امور

❊ - مجبوری کی وجہ سے عدت میں سفر کرنا

❊ - عدت میں کوتاہیاں اور غلط رسمیں

❊ - عدت میں زیب وزینت کی چیزیں استعمال کرنا

بابِ ششم

موت کی عدت

شوہر کا انتقال ہوجائے، یا طلاق ہوجائے، یا خُلع وغیرہ، یا کسی اَور طرح سے نکاح ٹوٹ جائے، تو ان سب صورتوں میں عورت کو مقررہ مدت تک ایک گھر میں رہنا پڑتا ہے، جب تک یہ مدت ختم نہ ہوچکے، اس وقت تک کہیں اَور جانا جائز نہیں، اس مدت گزارنے کو ''عدت'' کہتے ہیں، اس مدت میں کسی اَور مرد سے نکاح بھی نہیں کرسکتی، اگر کرلیا تو وہ نکاح باطل ہے، منعقد ہی نہیں ہوا۔ بہشتی زیور (۱)، اصلاح انقلاب امت (۲)۔

تنبیه: عدت اگر شوہر کی موت کی وجہ سے ہو تو اسے ''عدتِ وفات'' (موت کی عدت) کہا جاتا ہے اور طلاق یا خُلع وغیرہ کی وجہ سے ہو تو اسے ''عدتِ طلاق'' کہتے ہیں، دونوں قسم کی عدت کے احکام اور مدت میں کچھ فرق ہے۔ یہاں صرف ''عدتِ وفات'' کے مسائل لکھے جارہے ہیں، عدتِ طلاق کے مسائل کے لئے ''بہشتی زیور'' کا مطالعہ کیا جائے (۳) یا علماءِ کرام سے رجوع کیا جائے۔

مسئله [134] جس عورت کے شوہر کا انتقال ہوجائے وہ چار مہینے اور دس دن تک عدت میں

---

(۱) اصلی بہشتی زیور، عدت کا بیان، ص: ۳۲۶، حصہ چہارم، دارالاشاعت کراچی۔

(۲) اصلاح انقلاب امت بقیہ احکام بعد الطلاق، بعنوان: عدت کے اندر نکاح جائز نہیں، ص: ۵۴۲-۵۴۳، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

قال في الهندية: هي: انتظار مدة معلومة يلزم المرأة بعد زوال النكاح حقيقةً أو شبهة المتأكد بالدخول أو الموت. الفتاوى العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الثالث في العدة: ۱/۵۲٦، رشيدية، واصطلاحاً: (تربص يلزم المرأة) أو وليّ الصغيرة (عند زوال النكاح ......، (أو شبهته). الدر المختار، كتاب الطلاق، باب العدة: ۳/۱۸۲، رشيدية، و كذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب العدة: ٤/۲۱٤، رشيدية.

(۳) تفصیل کے لئے دیکھئے: بہشتی زیور، حصہ چہارم، عنوان: عدت (طلاق) کا بیان، ص: ۳٦۱، دارلاشاعت کراچی

رہے، شوہر کے انتقال کے وقت جس گھر میں رہا کرتی تھی، اسی گھر میں رہنا چاہیے، باہر نکلنا درست نہیں۔ بہشتی زیور (۴)۔

مسئلہ [135] شوہر کی زندگی میں اس کے ساتھ عورت کی مباشرت (ہمبستری) یا کسی قسم کی تنہائی (خلوت) ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور چاہے ماہواری آتی ہو یا نہ آتی ہو، بوڑھی ہو یا جوان، بالغہ ہو یا نابالغہ سب کا ایک حکم ہے کہ چار مہینے دس دن عدت میں رہے۔

البتہ اگر وہ عوت حمل سے تھی، اس حالت میں شوہر کا انتقال ہوا تو بچہ پیدا ہونے تک عدت رہے گی، اب مہینوں کا کچھ اعتبار نہیں، اگر شوہر کی موت کے تھوڑی دیر بعد ہی بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدت ختم ہو گئی۔ بہشتی زیور (۵)، عالمگیری (۶)، امداد الفتاویٰ (۷)۔

مسئلہ [136] گھر بھر میں جہاں جی چاہے رہے، بعض گھرانوں میں جو رسم ہے کہ خاص ایک

---

(۴) اصلی بہشتی زیور، موت عدت کا بیان، ص: ۳۲۸، حصہ چہارم، دار الاشاعت کراچی۔

قال الله تعالىٰ: ﴿والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجاً يتربّصْنَ بأنفسهن أربعة أشهر وعشراً﴾ الآية سورة البقرة: ٢٣٤، وقال في الدر: (و) العدة (للموت أربعة أشهر) بالأهلة، لو في الغرة، كما مرّ (وعشرة). الدر المختار، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب: في عدة الموت: ٥/ ١٩٠، رشيدية، وقال في البحر: قوله: (وللموت أربعة أشهر وعشرا) أي: عدة المتوفى عنها زوجها بعد نكاح صحيح إذا كانت حرة: أربعة أشهر وعشرة أيام؛ لقوله: والذين الآية. البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب العدة: ٤/ ٢٢٢، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة: ١/ ٥٢٩، رشيدية.

(۵) اصلی بہشتی زیور، موت عدت کا بیان، ص: ۳۲۸، حصہ چہارم، دار الاشاعت کراچی۔

(٦) وفي الهندية: عدة الحرة في الوفاة أربعة أشهر وعشرة أيام، سواء كانت مدخولاً بها أو لا، مسلمة أو كتابية، تحت مسلم، صغيرة أو كبيرة أو آيسة، وزوجها حراً أو عبداً، حاضت في هذه المدة، أولم تحض، ولم يظهر حبلها. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، باب العدة: ١/ ٥٢٩، رشيدية.

(۷) امداد الفتاویٰ، کتاب الطلاق، فصل فی العدۃ والرجعۃ، عدت منکوحۃ الغیر بعد وفاتِ زوج: ۲/ ۴۸۴، دار العلوم کراچی۔

وفي الدر: (و) العدة (للموت أربعة أشهر) بالأهلة، لو في الغرة كما مرّ (وعشرة) من الأيام، بشرط بقاء النكاح صحيحاً إلى الموت (مطلقاً) وطئت أوْلا، ولو صغيرة أو كتابية، تحت مسلم، ولو عبداً فلم يخرج عنها إلا الحامل. الدر المختار. قوله: فلم يخرج عنها إلا الحامل؛ فإن عدتها للموت وضع الحمل. رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة: ٥/ ١٩٠، ١٩١، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب العدة: ٤/ ٢٢٤، رشيدية.

جگہ مقرر کر کے رہتی ہے، بیچاری کو اس جگہ سے ہٹنا معیوب اور برا سمجھا جاتا ہے، یہ بالکل مہمل اور واہیات ہے، یہ رسم چھوڑنا چاہئے۔ بہشتی زیور (۸)۔

مسئلہ [137] عورت کسی کام کے لئے گھر سے باہر کہیں گئی تھی، یا اپنے پڑوس، میکے، یا رشتہ داروں وغیرہ کے گھر چند روز کے لئے گئی تھی (شوہر ساتھ ہو یا نہ ہو) اتنے میں اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا، تو اب فوراً وہاں سے چلی آئے اور جس گھر میں رہتی تھی، اسی میں رہے، شوہر کا انتقال خواہ کسی بھی جگہ ہوا ہو۔ بہشتی زیور (۹)، امداد الفتاویٰ ۲/۴۴۳، ۴۲۷ (۱۰)۔

مسئلہ [138] جس عورت کو شوہر نے ناراض ہو کر میکے بھیج دیا ہو، پھر شوہر کا انتقال ہو جائے، تو وہ شوہر کے گھر آ کر عدت پوری کرے، کیونکہ عدت اس گھر میں پوری کی جاتی ہے، جہاں شوہر کے انتقال پر عورت کی مستقل رہائش تھی، عارضی رہائش کا اعتبار نہیں اور ظاہر ہے کہ میکہ میں آنا عارضی تھا۔ امداد الفتاویٰ ۲/ ۴۲۷ (۱۱)۔

---

(۸) اصلی بہشتی زیور، موت عدت کا بیان، ص: ۳۲۸، حصہ چہارم، دار الاشاعت کراچی۔

قال في الدر: (ولا تخرج معتدة رجعي وبائن) بأيّ فرقة كانت ......، (لو حرة) ......، (مكلفة من بيتها أصلاً) لا ليلاً ولا نهاراً، ولا إلى صحن دار فيها منازل لغيره الخ. الدر المختار. قوله: فيها منازل لغيره، أي: غير الزوج، بخلاف ما إذا كانت له، فإن لها أن تخرج إليها وتبيت في أيّ منزلٍ شاءت؛ لأنها تضاف إليها بالسكنى. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٥/٢٢٧، ٢٢٨، رشيدية، وفي الهندية: للمعتدة أن تخرج من بيتها إلى صحن الدار وتبيت في أي منزل شاءت الخ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد: ١/٥٣٥، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٤/٢٥٨، رشيدية.

(۹) اصلی بہشتی زیور، موت عدت کا بیان، ص: ۳۲۹، حصہ چہارم، دار الاشاعت کراچی۔

وفي الدر: (طلقت) أو مات، وهي زائرة (في غير مسكنها، عادت إليه فوراً)؛ لوجوبه عليها (وتعتدان) أي: معتدة طلاقٍ وموتٍ (في بيت وجبت فيه)، ولا تخرجان منه. الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٥/٢٢٩، رشيدية، وفي الهندية: لو كانت زائرة أهلها أو كانت في غير بيتها لأمرٍ حين وقوع الطلاق، انتقلت إلى بيت سكناها بلا تأخير، وكذا في عدة الوفاة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد: ١/٥٣٥، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٤/٢٥٨، رشيدية.

(۱۰) امداد الفتاویٰ، کتاب الطلاق، فصل: فی العدۃ والرجعۃ، عنوان: حکم گزاردن در مکان زوج وقتیکہ، الخ: ۲/۴۹۶-۴۹۷، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۱۱) امداد الفتاویٰ، کتاب الطلاق، فصل: فی العدۃ والرجعۃ: ۲/۴۸۱، مکتبہ دار العلوم کراچی۔ ....=

مسئلہ [139] اگر شوہر کا انتقال چاند کی پہلی تاریخ کو ہوا اور عورت کو حمل نہیں ہے، تو چاند کے حساب سے چار مہینے دس دن پورے کرنا ہوں گے اور اگر پہلی تاریخ کے علاوہ کسی اور تاریخ میں انتقال ہوا تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر چار مہینے دس دن پورے کرنا[۱۲] ہوں گے اور جس وقت وفات ہوئی، جب یہ مدت گذر کر وہی وقت آئے گا عدت ختم ہوجائے گی۔ بہشتی زیور (۱۳)، معارف القرآن (۱۴)۔

مسئلہ [140] عدت شوہر کی وفات کے وقت سے شروع ہوجاتی ہے، اگر چہ عورت کو وفات کی خبر نہ ہو اور اس نے عدت کی نیت بھی نہ کی ہو۔ درمختار (۱۵)۔

---

[۱۲] یعنی پورے ایک سو تیئس دن۔ (معارف القرآن) (۱۶)۔

= وفي الدر: (طلقت) أو مات، وهي زائرة (في غير مسكنها عادت إليه فوراً)؛ لوجوبه عليها (وتعتدان) أي: معتدة طلاقٍ وموتٍ (في بيت وجبت فيه)، ولا تخرجان منه. الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٥/٢٢٩، رشيدية، وفي الهندية: لو كانت زائرة أهلها أو كانت في غير بيتها لأمرٍ حين وقوع الطلاق، انتقلت إلى بيت سكناها بلا تأخير، وكذا في عدة الوفاة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد: ١/٥٣٥، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٤/٢٥٨، رشيدية.

(۱۳) اصلی بہشتی زیور، موت کی عدت کا بیان، ص: ۳۶۳، حصہ چہارم، دارالاشاعت کراچی۔

قال في الدر: إذا اتفق عدة الطلاق والموت في غرة الشهر: اعتبرت الشهور بالأهلة، وإن نقصت عن العدد، وإن اتفق في وسط الشهر: فعند الإمام يعتبر بالأيام، فتعتد في الطلاق بتسعين يوماً، وفي الوفاة بمائة وثلاثين. رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة: ٥/١٨٩، رشيدية، وفي الهندية: إذا وجبت العدة بالشهور في الطلاق والوفاة، فإن اتفق ذلك في غرة الشهر اعتبرت الشهور بالأهلة، وإن نقص العدد عن ثلاثين يوماً، وإن اتفق ذلك في خلاله، فعند أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ وإحدى الروايتين عن أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ: يعتبر في ذلك عدد الأيام تسعون يوماً في الطلاق، وفي الوفاة: يعتبر مائة وثلاثون يوماً. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة: ١/٥٢٧، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب العدة: ٤/٢٢٣، رشيدية.

(۱۴) معارف القرآن، البقرة آیت: ۲۳۵، عنوان: عدت کے بعض احکام: ۱/۵۸۵، ادارۃ المعارف کراچی۔

(۱۶) معارف القرآن، البقرة آیت: ۲۳۵، عنوان: عدت کے بعض احکام: ۱/۵۸۵، ادارۃ المعارف کراچی۔

(۱۵) قال صاحب الدر: ومبدأ العدة بعد الطلاق وبعد (الموت) على الفور، (وتنقضي العدة إن جهلت) المرأة (بهما) أي: بالطلاق والموت؛ لأنها أجل، فلا يشترط العلم بمضيه الخ. الدر المختار، كتاب الطلاق، باب العدة: ٥/٢٠٤، ٢٠٥، رشيدية، وفي الهندية: ابتداء العدة في الطلاق عقيب الطلاق، وفي الوفاة فإن لم تعلم بالطلاق أو الوفاة حتى =

مسئلہ [141] کسی کے شوہر کا انتقال ہو گیا، مگر اس کو خبر نہیں ملی، چار مہینے دس دن گذر جانے کے بعد خبر ملی، تو اس کی عدت پوری ہو چکی، یعنی جب سے خبر ملی ہے، اس وقت سے ازسرِ نو عدت نہیں گذاری جائے گی۔ بہشتی زیور (۱۷)۔

مسئلہ [142] کسی عورت کو شوہر کے انتقال کی خبر کئی دن بعد ملی، مگر تاریخ وفات میں شک ہے تو جس تاریخ کا یقین ہو، عدت اس تاریخ سے شمار کی [۱۸] جائے گی۔ شامی: ۳/۸۳۸(۱۹)۔

مسئلہ [143] بعض لوگوں میں جو دستور ہے کہ شوہر کی موت کے بعد عورت سال بھر تک عدت کے طور پر بیٹھی رہتی ہے، یہ بالکل حرام ہے۔ بہشتی زیور (۲۰)۔

---

[۱۸] مثلاً ایک احتمال یہ ہے کہ انتقال ۴/ر رجب کو ہوا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ ۴/ر شعبان کو ہوا، تو احتیاطاً عدت کا زمانہ ۴/ر شعبان سے شمار ہوگا۔ رفیع۔

= مضت مدة العدة فقد انقضت عدتها. الفتاویٰ العالمگیریة، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة: ۱/۵۳۲، رشیدیة، وهکذا في تحفة الفقهاء، باب-العدة: ۲/۲۴۸، دارالکتب العلمیة بیروت.

(۱۷) اصلی بہشتی زیور، موت عدت کا بیان، ص:۳۲۹، دارالاشاعت کراچی۔

قال في الهندیة: عدة الحرة في الوفاة أربعة أشهر وعشرة أیام، سواء کانت مدخولاً بها أولا، مسلمة أو کتابیة، تحت مسلم، صغیرة أو کبیرة أو آیسة، وزوجها حراً أو عبداً، حاضت في هذه المدة، أولم تحض، ولم یظهر حبلها. الفتاویٰ العالمگیریة، کتاب الطلاق، باب العدة: ۱/۵۲۹، رشیدیة، وفي الدر: (و) العدة (للموت أربعة أشهر) بالأهلة، لو في الغرة کما مرّ (وعشرة) من الأیام، بشرط بقاء النکاح صحیحاً إلی الموت (مطلقاً) وطئت أوّلا، ولو صغیرة أو کتابیة، تحت مسلم، ولو عبداً فلم یخرج عنها إلا الحامل. الدر المختار. قوله: فلم یخرج عنها إلا الحامل؛ فإن عدتها للموت وضع الحمل. رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة: ۵/۱۹۰، ۱۹۱، رشیدیة، وکذا في البحر الرائق، کتاب الطلاق، باب العدة: ۴/۲۲۴، رشیدیة.

(۱۹) لو شکت في وقت موته، تعتد من وقت تستیقن به احتیاطاً. الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدة: ۵/۲۱۹، رشیدیة، وفي الهندیة: وإن شکت في وقت موته، فتعتد من حین تستیقن بموته. الفتاویٰ العالمگیریة، کتاب الطلاق، الباب الثالث في العدة: ۱/۵۳۲، رشیدیة، وهکذا في البحر، کتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ۴/۲۵۹، رشیدیة.

(۲۰) اصلی بہشتی زیور، موت عدت کا بیان، ص:۳۲۹، حصہ چہارم، دارالاشاعت کراچی۔

روي البخاري، عن زینب بنت أبي سلمة، أخبرته، قالت: دخلت علی أم حبیبة زوج النبي صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فقالت: سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، قال: لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر أن تحدّ =

زمانۂ عدت میں عورت کا نان نفقہ

مسئلہ [144] عدتِ وفات میں عورت کا نان نفقہ (کھانا کپڑا) اور رہائش کا مکان [۲۱] اس کی سسرال کے ذمہ نہیں، شوہر کے ترکہ میں سے بھی نان نفقہ لینے کا حق نہیں، البتہ ترکہ میں جو حصہ میراث شریعت نے مقرر کیا ہے، وہ اس کو ملے گا۔ بہشتی زیور (۲۲)۔

[۲۱] مکان کی تفصیل آگے عنوان: ''مجبوری میں گھر سے نکلنا'' کے تحت اور اس سے اگلے دو عنوانوں کے تحت دیکھی جائے۔ رفیع۔

= على ميت فوق ثلث ليالٍ إلا على زوج: أربعة أشهر وعشراً. رواه البخاري، كتاب الجنائز، باب حد المرأة على غير زوجها، الحديث رقم: ١٢٢٢، عن أم عطية رضى الله تعالىٰ عنها، أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: لا تحد امرأة على ميت فوق ثلث إلّا على زوج أربعة أشهر وعشراً، ولا تلبس ثوبا مصبوغا إلّا ثوب عصب، ولاتكتحل، ولا تمس طيباً إلا إذا ظهرت نبذة من قسط أو أظفار. متفق عليه، وزاد أبو داود: ولا تختضب. مشكوة المصابيح، باب العدة، الفصل الأول، الحديث رقم: ٣٣٣١: المكتب الإسلامي بيروت، وعن أم سلمه رضى الله تعالىٰ عنها، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: المتوفى عنها زوجها لا تلبس المعصفر من الثياب، ولا الممشقة، ولا الحلي، ولا تختضب ولا تكتحل. رواه في موارد الظمآن، باب العدد، الحديث رقم: ١٣٢٨: ٣٢٢/١، دارالكتب العلمية بيروت، وأبوداود في كتاب الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها، الحديث رقم: ٢٣٠٤، وقال في الدر: (تحد) ......، (مكلفة مسلمة ولو أمة منكوحة) بنكاح صحيح، ودخل بها، بدليل قوله: (إذا كانت معتدة بت، أو موت) ......، (بترك الزينة) بحلي أو حليّ أو حرير أو امتشاط بضيق الإنسان، (والطيب) ......، (والدهن)، والكحل، والحناء، ولبس المعصفر، والمزعفر الخ. الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٢٢٠/٥، ٢٢١، رشيدية، وفي الهندية: على المبتوتة والمتوفي عنها زوجها إذا كانت بالغة مسلمة: الحداد في عدتها ......، والحداد: الاجتناب عن الطيب، والدهن، والكحل، والحناء، والخضاب، ولبس المطيب، والمعصفر الخ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد: ٥٣٣/١، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٢٥/٤، رشيدية.

(۲۲) اصلی بہشتی زیور، موت کی عدت کا بیان، ص: ۳۲۹، حصہ چہارم، دارالاشاعت کراچی۔

قال في الدر: (لا) تجب النفقة بأنواعها (لمعتدة موت، مطلقاً) ولو حاملاً. الدر المختار، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب في نفقة المطلقة: ٣٤٢/٥، رشيدية، في الهندية: لانفقة للمت وفى عنها زوجها، سواء كانت حاملاً أو حائلا الخ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الفصل الثالث في نفقة المعتدة: ٥٥٨/١، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب النفقة: ٣٣٩/٤، رشيدية.

حاملہ کی عدت اور اسقاطِ حمل

☆ - یہ تو پیچھے معلوم ہو چکا ہے کہ حاملہ عورت کی عدت بچہ پیدا ہونے سے ختم ہوتی ہے، لیکن اگر حمل گر جائے یعنی اسقاطِ حمل ہو جائے، تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر حمل کا کوئی عضو مثلاً منہ، ناک یا انگلی وغیرہ بن گیا تھا تب تو عدت ختم ہوگئی اور اگر کوئی عضو بالکل نہ بنا تھا صرف لوتھڑا یا گوشت کا ٹکڑا تھا تو اس سے عدت ختم نہ ہوگی، بلکہ یوں سمجھا جائے گا کہ یہ عورت حمل سے نہیں تھی۔ لہٰذا اس کی عدت چار مہینے دس دن ہی ہوگی۔ شامی: ۸۳۱/۲ (۲۳)۔

مسئلہ [145] شرعاً دو برس سے زیادہ حمل نہیں رہتا (۲۴) لہٰذا جو عورت شوہر کے انتقال کے وقت بظاہر حمل سے تھی، لیکن دو برس تک بچہ پیدا نہ ہوا تو وہ شرعاً حاملہ شمار نہ ہوگی، اس کی عدت شوہر کے انتقال کے چار مہینے دس دن بعد ختم ہو چکی۔ عزیز الفتاویٰ، ص: ۵۴۲ (۲۵)۔

مسئلہ [146] اگر کسی حاملہ کے پیٹ میں دو بچے تھے، ایک پیدا ہو گیا، دوسرا باقی ہے، تو جب تک دوسرا بچہ بھی پیدا نہ ہو، عدت ختم نہ ہوگی۔ شامی: ۸۳۱/۲ (۲۶)۔

---

(۲۳) والمراد بالحمل: الذي استبان بعض خلقه أو كله، فإن لم يستبن بعضه، لم تنقض العدة؛ لأن الحمل اسم لنطفة متغيرة، فإذا كان مضغة أو علقة لم تتغير، فلا يعرف كونها متغيرة بيقين إلا باستبانة بعض الخلق. رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة: ۱۹۲/۵، رشيدية، وقال في الهندية: وشرط انقضاء هذه العدة أن يكون ما وضعت قد استبان خلقه، فإن لم يستبن خلقه رأساً؛ بأن أسقطت علقة أو مضغة لم تنقض العدة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، باب العدة: ۵۲۹/۱، رشيدية، وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، الكلام في عدة الحبل: ۳۱۱/۳، رشيدية.

(۲٤) في الدر: (أكثر مدة الحمل سنتان) الخ. الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل: في ثبوت النسب: ۲۳٤/۵، رشيدية، وفي البحر: ويثبت نسب ولد معتدة الموت، إذا جاءت به لأقل من سنتين من وقت الموت. البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب ثبوت النسب: ۲٦۹/٤، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الخامس عشر في ثبوت النسب: ۵۳۷/۱، رشيدية.

(۲۵) عزیز الفتاویٰ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند)، کتاب الطلاق، باب العدة، پیٹ میں حمل خشک ہو جائے تو عدت کا حکم، ص: ۵۲۹، دار الاشاعت کراچی۔

(۲٦) فلو ولدت وفي بطنها آخر، تنقضي العدة بالآخر. رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة: ۱۹۳/۵، رشيدية، في البدائع: وإذا كانت المعتدة حاملاً فولدت ولدين، انقضت عدتها بالأخير منهما، عند عامة العلماء. بدائع الصنائع، =

عدت طلاق میں شوہر کا انتقال ہوجائے

☸ — جس عورت کو شوہر نے کسی بھی قسم کی طلاق دی ہو، یا خلع ہوا ہو، یا کسی اور طرح سے نکاح ٹوٹ گیا ہو، پھر عدتِ طلاق ختم ہوجانے کے بعد اس سابق شوہر کا انتقال ہوجائے، تو اب موت کی وجہ سے عورت پر کوئی عدت واجب نہیں اور وہ اس کی وارث بھی نہ ہوگی۔ شامی ۲/۸۳۳ (۲۷)۔

اور اگر شوہر کا انتقال عدت طلاق ختم ہونے سے پہلے ہوگیا، تو اس میں مندرجہ ذیل تفصیل ہے۔

۱- اگر شوہر نے طلاقِ رجعی دی تھی، خواہ اپنی بیماری میں دی ہو، یا تندرستی میں، تو اب عورت عدتِ طلاق کو وہیں چھوڑ کر انتقال کے وقت سے از سرِ نو عدتِ وفات گزارے گی اور شوہر کی وارث بھی ہوگی۔ حوالہ بالا (۲۸)۔

۲- اگر طلاق بائن [۲۹] دی تھی اور طلاق کے وقت شوہر تندرست تھا، خواہ طلاق عورت کی مرضی سے

[۲۹] ان مسائل میں جو حکم طلاق بائن کا لکھا گیا ہے۔ بعینہ وہی حکم طلاقِ مغلظہ (یعنی تین طلاقوں) کا بھی ہے، کما فی الہدایۃ، باب العدۃ (۳۰)۔ رفیع۔

= كتاب الطلاق، الكلام في عدة الحبل: ۳/۳۱۳، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب العدة: ٤/۲۲۸، رشيدية.

(۲۷) قال: (إن مات وهي في العدة)، بأن لم تحض ثلاثاً قبل موته، فإن حاضت ثلاثاً قبله انقضت عدتها، ولم تدخل تحت المسألة؛ لأنه لا ميراث لها. رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة: ٥/۱۹٥، رشيدية، وفي البحر: أما إذا حاضت ثلاثاً قبل موته، فقد انقضت عدتها، ولم تدخل تحت المسألة؛ لأنه لاميراث لها. البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب العدة: ٤/۲۳۱، رشيدية.

(۲۸) قوله: (وقيد بالبائن) إلخ، حاصل المسألة: أن الزوج إذا طلق زوجته طلاقاً رجعياً في صحته أو مرضه، ودخلت في عدة الطلاق، ثم مات والعدة باقية، تنتقل عدتها إلى عدة الموت إجماعاً؛ لأنها حينئذٍ زوجته وترث منه. رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة: ٥/۱۹٥، رشيدية، وفي البحر: قيدنا بكونه بائناً؛ لأنه لو طلقها رجعياً، فعدتها عدة الوفاة، سواء طلقها في الصحة، أو في المرض بطريق انتقال عدة الطلاق إلى عدة الوفاة، وترث منه. البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب العدة: ٤/۲۳۱، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة: ١/٥۳۰، رشيدية.

(۳۰) الهداية، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: ۲/٤۰٦، رشيدية.

دی ہو یا مرضی کے بغیر، پھر عدتِ طلاق ختم ہونے سے پہلے شوہر کا انتقال ہوگیا، تو اب عورت صرف عدتِ طلاق ہی جتنی باقی رہ گئی ہو، وہ پوری کرے گی، عدتِ وفات نہیں گزارے گی اور شوہر کی وارث بھی نہ ہوگی۔ شامی حوالۂ بالا (۳۱)۔

۳- اگر طلاق بائن کے وقت شوہر بیمار تھا اور طلاق عورت کی مرضی سے دی تھی، تو اس صورت میں بھی وہی حکم ہے، جو اوپر بیان ہوا کہ عورت صرف عدت طلاق ہی جتنی رہ گئی ہو، وہ پوری کرے گی، عدتِ وفات نہیں گزارے گی اور شوہر کی وارث بھی نہ ہوگی۔ شامی (۳۲) وہدایہ (۳۳)۔

۴- اگر طلاق بائن شوہر نے اپنی بیماری میں عورت کی مرضی کے بغیر دی تھی تو اس صورت میں دیکھا جائے کہ طلاق کی عدت پوری ہونے میں زیادہ دن لگیں گے، یا موت کی عدت پوری ہونے میں؟ جس عدت میں زیادہ دن لگیں، عورت وہ عدت پوری کرے گی اور شوہر کی وارث ہوگی۔ شامی ص۸۳۲ (۳۴) وبہشتی زیور (۳۵)۔

---

(۳۱) قال الشامي: قلت: ......، وخرج أيضاً ما لو طلقها بائناً في صحته، ثم مات، لاتنتقل عدتها، ولا ترث إتفاقاً، صرح به في الفتح؛ لأنه ليس فارًّا. رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة: ١٩٥/٥، رشيدية، وفي البحر: وقيدنا بكونه في مرض موته؛ لأنه لو طلقها بائناً في صحته، لم تنتقل ولا ترث. البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب العدة: ٢٣١/٤، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة: ٥٣٠/١، رشيدية.

(٣٢) قال ابن عابدين: قلت: وهو صريح في أنه لو أبانها في مرضه برضاها، بحيث لم يصر فاراً، تعتد عدة الطلاق، فقط، وهي واقعة الفتوىٰ، فلتحفظ. رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة: ١٩٥/٥، رشيدية.

(٣٣) وفي الهداية: قال: ومن طلق زوجته في مرضه ثلاثاً، ثم أقرلها بدينٍ ومات، فلها الأقل من الدين، ومن ميراثها منه؛ لأنهما متهمان فيه لقيام العدة. الهداية، مسائل شتى من كتاب القضاء، فصل: ١٩٠/٣، المكتبة الإسلامية بيروت.

(٣٤) في الدر: (وفي) حق (امرأة الفار من) الطلاق (البائن)، إن مات، وهي في العدة (أبعد الأجلين من عدة الوفاة، وعدة الطلاق)؛ احتياطاً. الدر المختار. قوله: قيد بالبائن ......، ثم لا يخفى أن امرأة الفار هي: التي طلقها بائناً في مرضه، ومات، في عدتها. رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة: ١٩٥/٥، رشيدية، وقال في البحر: قوله: زوجة الفار أبعد الأجلين، أي: وعدة المطلقة بائناً في مرض موته بغير رضاها عدة الوفاة وعدة الطلاق. البحر الرائق. كتاب الطلاق، باب العدة: ٢٣٠/٤، رشيدية، وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في بيان مايعرف به انقضاء العدة: ٣١٧/٣، رشيدية.

(۳۵) اصلی بہشتی زیور، موت عدت کا بیان، ص: ۳۲۸، حصہ چہارم، دارالاشاعت کراچی۔

وہ کام جو عدت میں جائز نہیں

✽۔ جس عورت کے شوہر کا انتقال ہوا ہو، اس کے لئے حکم یہ ہے کہ عدت کے زمانہ میں نہ تو گھر سے باہر نکلے، نہ اپنا دوسرا نکاح کرے، نہ کچھ بناؤ سنگھار کرے، عدت میں یہ سب باتیں اس پر حرام ہیں، اس سنگھار نہ کرنے اور میلے کچیلے رہنے کو "سوگ" کہتے ہیں۔ بہشتی زیور حصہ ۴ (۳۶)۔

عدت میں سوگ واجب ہے

مسئلہ [147] سوگ کرنا اسی عورت پر واجب ہے، جو مسلمان اور عاقل و بالغ ہو، کافر یا مجنون عورت یا نابالغ لڑکی پر واجب نہیں، ان کو بناؤ سنگھار کرنا جائز ہے، البتہ گھر سے نکلنا اور دوسرا نکاح کرنا، ان کو بھی درست نہیں۔ حوالہ بالا (۳۷)۔

---

(۳۶) اصلی بہشتی زیور، سوگ کرنے کا بیان، ص: ۲۹۹، حصہ چہارم، دارالاشاعت کراچی۔

روي البخاري، عن زينب بنت أبي سلمة، أخبرته، قالت: دخلت على أم حبيبة زوج النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقالت: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحدّ على ميت فوق ثلث ليالٍ إلا على زوج: أربعة أشهر وعشراً. رواه البخاري، كتاب الجنائز، باب حد المرأة على غير زوجها، الحديث رقم: ١٢٢٢، وقال في الدر: (تحد) ......، (مكلفة مسلمة ولو أمة منكوحة) بنكاح صحيح، ودخل بها، بدليل قوله: (إذا كانت معتدة بت، أو موت) ......، (بترك الزينة) بحلي أو حليّ أو حرير أو امتشاط بضيق الإنسان، (والطيب) ......، (والدهن)، والكحل، والحناء، ولبس المعصفر، والمزعفر الخ. الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٥/٢٢٠، ٢٢١، رشيدية، وفي الهندية: على المبتوتة والمتوفي عنها زوجها إذا كانت بالغة مسلمة: الحداد في عدتها ......، والحداد: الاجتناب عن الطيب، والدهن، والكحل، والحناء، والخضاب، ولبس المطيب، والمعصفر الخ. الفتاویٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد: ١/٥٣٣، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٤/٢٥، رشيدية.

(۳۷) اصلی بہشتی زیور، سوگ کرنے کا بیان، ص: ۲۹۹، حصہ چہارم، دارالاشاعت کراچی۔

قال في البحر: وقيد بإسلامها مع بلوغها؛ لأنه لاحدادَ على كافرة ولا صغيرة ......، قوله: (ولا تخرج معتدة الطلاق) ......، فإن خرجت ليلاً أو نهاراً كان حراماً. البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٤/٢٥٦، رشيدية، وفي الهندية: ولايجب الحداد على الصغيرة، والمجنونة الكبيرة، والكتابية. الفتاویٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد: ١/٥٣٤، رشيدية، وكذا في الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٥/٢٢٣، رشيدية.

مسئلہ [148] جس کا نکاح صحیح نہیں ہوا تھا، بے قاعدہ ہو گیا تھا، پھر مرد مر گیا، تو ایسی عورت کو بھی سوگ کرنا واجب [۳۸] نہیں۔ حوالۂ بالا (۳۹)۔

مسئلہ [149] جو عورت عدتِ وفات میں ہو اسے صاف لفظوں میں پیغامِ نکاح دینا یا اس سے منگنی کرنا بھی حرام ہے، البتہ پیغامِ نکاح دینے میں کوئی بات اشارۃً کہہ دینا (مثلاً یہ کہ مجھ کو ایک نیک عورت سے نکاح کی ضرورت ہے) جائز ہے اور جو عورت عدت طلاق میں ہو، اس سے یہ بات اشارۃً کہنا بھی جائز نہیں۔ درمختار: ۲/۸۵۲ (۴۰) ومعارف القرآن (۴۱) سورۂ بقرہ۔

---

[۳۸] لیکن عدت اس پر واجب ہے، یعنی دوسرا نکاح کرنا عدت میں جائز نہیں۔ درمختار: ۲/۸۲۵ (۴۲) اور ایسی عورت کا مرد جب مر جائے، تو وہ چار مہینے دس دن عدت میں نہ بیٹھے، بلکہ تین حیض پورے آنے تک بیٹھے، حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے اور حمل سے ہو، تو بچہ پیدا ہونے تک عدت رہے گی۔ بہشتی زیور (۴۳) و درمختار: ۲/۸۵۰ (۴۴)۔ رفیع۔

---

(۳۹) اصلی بہشتی زیور، سوگ کرنے کا بیان، ص: ۲۹۹، حصہ چہارم، دارالاشاعت کراچی۔

قال: (لا) حداد على سبعة: ......، (و) معتدة (نكاح فاسد). الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: /۲۲۳، رشيدية، وفي البحر: لاحداد على أم ولد ......، ولا على المعتدة من نكاح فاسد. البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٤/٢٥٤، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد: ١/٥٣٤، رشيدية.

(٤٠) وفي الدر: والمعتدة تحرم خِطبتها ...... إجماعاً. الدرالمختار، كتاب الطلاق، فسل: في الحداد: ٥/٢٢٥، رشيدية.

(۴۳) اصلی بہشتی زیور، سوگ کرنے کا بیان، ص: ۲۹۹، حصہ چہارم، دارالاشاعت کراچی۔

(٤٢) وكذا (موطوءة بشبهة) كمزفوفة لغير بعلها (أو نكاح) فاسد، كموقت (في الد . ت والفرقة) الخ. الدر المختار. له: وكذا موطوءة بشبهة أو نكاح فاسد، أي: عدة كل منهما ثلاث حيض. رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة: /١٨٦، رشيدية، وفي الهندية: إذا دخل الرجل بالمرأة على وجه شبهة أو نكاح فاسد، فعليه المهر، وعليها العدة ثلاث حيض إن كانت حرة ......، وسواء مات عنها أو فرق بينهما، وهي حية الخ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في الحداد: ١/٥٢٧، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب العدة: ٤/٢٣٥، رشيدية.

(٤٤) قال في الدر: (والمعتدة) ......، (تحرم خطبتها) بالكسر وتضم، (وصح التعريض)، كأريد التزوج، (لو معتدة الوفاة)، لا المطلقة إجماعاً. الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٥/٢٢٥، ٢٢٦، رشيدية، وفي البدائع: ومنها أنه لا يجوز للأجنبي نكاح المعتدة؛ لقوله تعالىٰ: ﴿ولا تعزموا عقدة النكاح، حتى يبلغ الكتاب أجله﴾ (سورة البقرة: ٢٣٥) ...، ومنها: أنه لايجوز للأجنبي خطبة المعتدة صريحاً، سواء كانت مطلقة أو متوفي عنها زوجها ......، وأما التعريض، فلا =

مسئلہ [150] جب تک عدت ختم نہ ہو، اس وقت تک خوشبو لگانا، کپڑے یا بدن میں خوشبو بسانا ، زیور، گہنا پہننا، پھول پہننا، چوڑیاں پہننا (اگرچہ کانچ کی ہوں) سرمہ لگانا، پان کھا کر منہ لال کرنا، مِسّی ملنا، سر میں تیل ڈالنا، کنگھی کرنا، مہندی لگانا، ریشمی اور رنگے ہوئے بہار دار (نئے) کپڑے پہننا، یہ سب باتیں حرام ہیں، البتہ اگر رنگے ہوئے کپڑے بہار دار نہ ہوں (پُرانے ہوں) تو درست ہے، چاہے جیسا رنگ ہو، مطلب یہ ہے کہ زینت کا کپڑا نہ ہو(۴۵)۔

= يجوز أيضاً في عدة الطلاق، ولا بأس به في عدة الوفاة ......، والأصل في جواز التعريض في عدة الوفاة: قوله تعالىٰ: ﴿ولا جناح عليكم فيما عرّضتم به من خطبة النساء﴾ (سورة البقرة: ٢٣٥) ......، وعن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما، أنه قال: التعريض بالخطبة أن يقول لها: أريد أن أتزوج امرأة، من أمرها كذا وكذا، يعرض لها بالقول. والله تعالىٰ أعلم. بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ٣٢٣/٣، ٣٢٤، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٢٥٥/٤، ٢٥٦، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد: ٥٣٤/١، رشيدية.

(۴۱) معارف القرآن، سورہ بقرہ، آیت: ۲۳۵، شوہر کی وفات ہونے کی صورت میں عدت کا بیان: ۵۸۵/۱، ادارۃ المعارف کراچی۔

(٤٥) عن أم عطية رضى الله تعالىٰ عنها، أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: لا تحد امرأة على ميت فوق ثلث إلّا على زوج أربعة أشهر وعشراً، ولا تلبس ثوبا مصبوغا إلّا ثوب عصب، ولاتكتحل، ولا تمس طيباً إلا إذا ظهرت نبذة من قسط أو أظفار. متفق عليه، وزاد أبو داود: ولا تختضب. مشكوة المصابيح، باب العدة، الفصل الأول، الحديث رقم: ٣٣٣١: المكتب الإسلامي بيروت، وعن أم سلمه رضى الله تعالىٰ عنها، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: المتوفى عنها زوجها لا تلبس المعصفر من الثياب، ولا الممشقة، ولا الحلي، ولا تختضب ولا تكتحل. رواه في موارد الظمآن، باب العدد، الحديث رقم: ١٣٢٨: ٣٢٢/١، دارالكتب العلمية بيروت، وأبوداود في كتاب الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها، الحديث رقم: ٢٣٠٤. وقال في الهندية: والحداد: الاجتناب عن الطيب، والدهن، والكحل، والحناء، والخضاب، ولبس المطيب، والمعصفر، والثوب الأحمر، وما صبغ بزعفران إلا إذا كان غسيلاً، لا ينقض، ولبس القصب، والخز، والحرير، ولبس الحلي، والتزين والا متشاط. قال شمس الأئمة: المراد من الثياب المذكورة: ما كان جديداً منها تقع به الزينة، أما إذا كان خلقا لاتقع به الزينة فلا بأس به. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد: ٥٣٣/١، رشيدية، وقال الكاساني: أما الأول: فالإحداد في اللغة عبارة عن الامتناع من الزينة ......، وهو؛ أن تجتنب الطيب ولبس المطيب والمعصفر والمزعفر، وتجتنب الدهن والكحل، ولا تختضب، ولا تمتشط ولا تلبس حليًّا، ولا تتشوف الخ. بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ٣٣٠/٣، رشيدية، وفي الدر: نحد...... (بترك الزينة) بحليّ، أو حرير، أو امتشاط بضيق الأسنان (والطيب) ...... =

مسئلہ [151] سر دھونا اور نہانا عدت میں جائز ہے، ضرورت کے وقت کنگھی کرنا بھی درست ہے، جیسے کسی نے سر دھویا، یا جوں پڑ گئی، لیکن پٹی نہ جھکائے، نہ باریک کنگھی سے کنگھی کرے، جس میں بال چکنے ہو جاتے ہیں، بلکہ موٹے دندانے والی کنگھی کرے کہ زینت نہ ہونے پائے۔ بہشتی زیور (۴۶) وشامی (۴۷)۔

مسئلہ [152] جس عورت کے پاس سارے ہی کپڑے ایسے ہوں، جن سے زینت ہوتی ہے، معمولی کپڑے بالکل نہ ہوں، اسے چاہیے کہ معمولی کپڑے کہیں سے حاصل کر کے پہنے، اگرچہ اس مقصد کے لئے اپنے بڑھیا کپڑے فروخت کرنے پڑیں اور جب تک وہ حاصل ہوں، وہی زینت والے کپڑے پہنتی رہے، مگر زینت کی نیت نہ کرے۔ شامی ص ۱۱۵ (۴۸)۔

= (والدهن) ...... (والكحل، والحناء، ولبس المعصفر، والمزعفر) ومصبوغ بمغرة أو ورس (إلّا بعذر) ......؛ إذ الضرورات تبيح المحظورات، ولا بأس بأسود وأزرق ومعصفر خلق لا رائحة له. الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٥/٢٢١، ٢٢٢، رشيدية.

(۴۶) اصلی بہشتی زیور، سوگ کرنے کا بیان، ص: ۲۹۹، حصہ چہارم، دار الاشاعت کراچی۔

(٤٧) قال في الدر: أو تشتكي رأسها فتدهن وتمشط بالأسنان الغليظة المتباعده من غير إرادة الزينة؛ لأن هذا تداو لا زينة ......، ونقل في المعراج: أن عند الأئمة الثلاثة: لها أن تدخل الحمام وتغسل رأسها بالخطمي والسد، ولم يذكر حكمه عندنا، قال في البحر: واقتصار المصنف على ترك ماذكر يفيد جواز دخول الحمام لها. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٥/٢٢٢، ٢٢٣، رشيدية. وفي البحر: ودخل في الزينة: الامتشاط بمشط أسنانه ضيقة، لا الواسعة ......، واقتصاره على ترك ماذكر يفيد جواز دخول الحمام لها، ونقل في المعراج: أن عندهم: لها أن تدخل الحمام وتغسل رأسها بالخطمي والسدر. البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٤/٢٥٣، ٢٥٤، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد: ١/٥٣٣، رشيدية.

(٤٨) إذا لم يكن لها ثوب إلا المصبوغ، فإنه لا بأس به لضرورة ستر عورة، لكن لا تقصد الزينة وينبغي تقييده بقدر ما تستحدث ثوباً غيره إما ببيعه والاستخلاف بثمنه، أو من مالها إن كان لها. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٥/٢٢٢، رشيدية، وقال الكاساني: لم يكن لها إلا ثوب مصبوغ، فلا بأس أن تلبسه، لكن لا تقصد به الزينة؛ لأن مواضع الضرورة مستثناة. بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ٢/٣٣٠، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد: ١/٥٣٣، رشيدية.

مسئلہ [153] عدت گزر جانے کے بعد یہ سب پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں، دوسرا نکاح بھی کر سکتی ہے۔ بہشتی زیور (۴۹)۔

مسئلہ [154] شوہر کے علاوہ کسی اَور کی موت پر سوگ کرنا جائز نہیں، البتہ اگر شوہر منع نہ کرے، تو اپنے عزیز اور رشتہ دار کے مرنے پر بھی تین دن تک بناؤ سنگھار چھوڑ دینا درست ہے، اس سے زیادہ بالکل حرام ہے اور اگر شوہر منع کرے تو تین دن بھی نہ چھوڑے۔ بہشتی زیور حصہ ۴ (۵۰)۔

حدیث شریف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے، سوائے بیوہ کے کہ شوہر (کی موت پر) اس کے سوگ کی مدت (جبکہ وہ حمل سے نہ ہو) چار مہینے دس دن ہے۔ ترمذی (۵۱)، ابواب الطلاق و بخاری (۵۲)۔

علاج کے طور پر زینت کی چیزیں استعمال کرنا

مسئلہ [155] سر میں درد ہونے یا جوں پڑ جانے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے، تو

---

(۴۹) اصلی بہشتی زیور، عدت کا بیان، ص:۳۲۶، حصہ چہارم، دار الاشاعت کراچی۔

(۵۰) اصلی بہشتی زیور، سوگ کرنے کا بیان، ص:۲۹۹، حصہ چہارم، دار الاشاعت کراچی۔

قال في الدر: ويباح الحداد على قرابة، ثلاثة أيام فقط، وللزوج منعها؛ لأن الزينة حقه. الدر المختار. قوله: ويباح الحداد، أي: للحديث الصحيح: لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحدّ فوق ثلاث إلا على زوجها، فإنها تحدّ أربعة أشهر وعشراً، فدل على حله في الثلاث دون ما فوقها. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ۲۲۳/۵، رشيدية، وفي البحر: وينبغي أنها لو أرادت أن تحد على قرابة، ثلاثة أيام ولها زوج، له أن يمنعها؛ لأن الزينة حقه الخ. البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ۲۵۳/٤، رشيدية، وكذا في البدائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ۳۳۰/۲، رشيدية.

(۵۱) قالت زينب رضي الله تعالىٰ عنها: دخلت على أم حبيبة زوج النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، حين توفي أبوها أبوسفيان بن حرب رضي الله تعالىٰ عنه، فدعت بطيب، فيه صفرة خلوق أو غيره، فدهنت به جارية، ثم مست بعارضيها، ثم قالت: والله! مالي بالطيب من حاجة، غير أني سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحدّ على ميت فوق ثلثة أيام إلا على زوج، اربعة أشهر وعشراً. الحديث. سنن الترمذي، أبواب الطلاق، باب ماجاء في عدة المتوفي عنها زوجها، الحديث رقم: ۱۱۹۵، وأبوداود في كتاب الطلاق، باب إحداد المتوفي عنها زوجها، الحديث رقم: ۲۲۹۹.

(۵۲) أخرجه البخاري في صحيحه في كتاب الطلاق، باب: تحدّ المتوفي عنها أربعة أشهر وعشرا، الحديث رقم: ۵۰۲٤.

جس میں خوشبو نہ ہو، وہ تیل ڈالنا درست ہے۔ بہشتی زیور (۵۳) وامداد الفتاویٰ: ۴۵۰/۲ (۵۴)۔

مسئلہ [156] جس عورت کو سر میں تیل ڈالنے کی ایسی عادت ہو کہ نہ ڈالنے سے ظن غالب یہ رہے کہ درد ہو جائے گا، وہ بھی بغیر خوشبو کا تیل درد کے خوف سے ڈال سکتی ہے، اگر چہ ابھی درد شروع نہ ہوا ہو۔ ہدایہ ج ۲ (۵۵) وعالمگیری (۵۶)۔

مسئلہ [157] دوا کے لئے سرمہ لگانا بھی ضرورت کے وقت درست ہے، لیکن رات کو لگائے اور دن کو پونچھ ڈالے۔ بہشتی زیور (۵۷)۔

---

(۵۳) اصلی بہشتی زیور، سوگ کرنے کا بیان، ص: ۲۹۹، حصہ چہارم، دار الاشاعت کراچی۔

قال: فإن كان وجع بالعين فتكتحل، أو حكة فتلبس الحرير، أو تشتكي رأسها فتدهن ......، قلت: وقيد بعض الشافعية الاكتحال للعذر بكونه ليلاً، ثم تنزعه نهاراً كما ورد في الحديث الخ. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ۲۲۲/۵، رشيدية، وفي البحر: قوله: إلابعذر متعلق بالجميع لا بالدهن وحده، فلها لبس الحرير للحكة والقمل، ولها الاكتحال للضرورة ......، ولو اعتادت الدهن فخافت وجعاً، فإن كان أمراً ظاهراً يباح لها. البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ۲۵۳/٤، ۲٥٤، رشيدية، وكذا في البدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ۳۳۰/۳، رشيدية.

(۵۴) امداد الفتاویٰ، کتاب الطلاق، فصل: في العدة والرجعة، عنوان: سوگ میں کنگھی تیل کا حکم: ۵۰۳/۲، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(٥٥) قال في الهداية: أن تترك الطيب والزينة والكحل والدهن المطيب وغير المطيب إلا من عذر، وفي الجامع الصغير: إلا من وجع، ولو اعتادت الدهن فخافت وجعا، فإن كان ذلك أمرا ظاهرا يباح لها؛ لأن الغالب كالواقع، وكذا لبس الحرير إذا احتاجت إليه لعذر، لابأس به. الهداية، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: ٤٠٦/۲، رشيدية، قال: فإن كان وجع بالعين فتكتحل، أو حكة فتلبس الحرير، أو تشتكي رأسها فتدهن ......، قلت: وقيد بعض الشافعية الاكتحال للعذر بكونه ليلاً، ثم تنزعه نهاراً كما ورد في الحديث الخ. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ۲۲۲/٥، رشيدية، وفي البحر: قوله: إلابعذر متعلق بالجميع لا بالدهن وحده، فلها لبس الحرير للحكة والقمل، ولها الاكتحال للضرورة ......، ولو اعتادت الدهن فخافت وجعاً، فإن كان أمراً ظاهراً يباح لها. البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ۲۵۳/٤، ۲٥٤، رشيدية، وكذا في البدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ۳۳۰/۳، رشيدية.

(٥٦) قال في الهندية: وإنما يلزمها الاجتناب في حالة الاختيار، أما في حالة الاضطرار فلا بأس بها إن اشتكت رأسها أو عينها فصبت عليها الدهن أو اكتحلت لأجل المعالجة، فلا بأس به، ولكن لاتقصد به الزينة، ولو اعتادت الدهن فخافت وجعاً يحد بها لولم تفعل فلابأس به إذا كان الغالب الحلول، ولاتلبس الحرير؛ لأن فيه زينة إلا لضرورة مثل أن يكون بها حكة أو قملة الخ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد: ٥۳۳/۱، رشيدية.

(۵۷) اصلی بہشتی زیور، سوگ کرنے کا بیان، ص: ۲۹۹، حصہ چہارم، دار الاشاعت کراچی۔ .... =

مسئلہ [158] ریشم کا کپڑا اگر خارش وغیرہ کے علاج کے طور پر پہننے کی ضرورت پڑ جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے، پھر بھی زینت کے ارادہ سے نہ پہنے۔ ہدایہ ج ۲ (۵۸)۔

مجبوری میں گھر سے نکلنا

✻- شوہر کے انتقال کے وقت جس گھر میں عورت کی مستقل[۵۹] رہائش تھی، اسی گھر میں عدت پوری کرنا واجب ہے، باہر نکلنا جائز نہیں، البتہ اگر وہ اتنی غریب ہے کہ اس کے پاس گزارے کے موافق خرچ نہیں، تو اسے ملازمت یا مزدوری کے لئے پردے کے ساتھ باہر جانا دن میں جائز ہے، لیکن رات کو اپنے ہی گھر

---

[۵۹] یعنی جس گھر کو اس کے رہنے کا گھر سمجھا جاتا تھا۔ في الهداية: تعتد في المنزل يضاف إليها بالسكنى حال وقوع الفرقة أو الموت(٦٠). امداد الفتاویٰ: ۲/۲۴۷(٦١).

= قال: فإن كان وجع بالعين فتكتحل، أو حكة فتلبس الحرير، أو تشتكي رأسها فتدهن ......، قلت: وقيد بعض الشافعية الاكتحال للعذر بكونه ليلاً، ثم تنزعه نهاراً كما ورد في الحديث الخ. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٢٢٢/٥، رشيدية، وفي البحر: قوله: إلا بعذر متعلق بالجميع لا بالدهن وحده، فلها لبس الحرير للحكة والقمل، ولها الاكتحال للضرورة ......، ولو اعتادت الدهن فخافت وجعاً، فإن كان أمراً ظاهراً يباح لها. البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٢٥٣/٤، ٢٥٤، رشيدية، وكذا في البدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ٣٣٠/٣، رشيدية.

(٥٨) قال في الهداية: أن تترك الطيب والزينة والكحل والدهن المطيب وغير المطيب إلا من عذر، وفي الجامع الصغير: إلا من وجع، ولو اعتادت الدهن فخافت وجعا، فإن كان ذلك أمرا ظاهرا يباح لها؛ لأن الغالب كالواقع، وكذا لبس الحرير إذا احتاجت إليه لعذر، لابأس به. الهداية، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: ٤٠٦/٢، رشيدية، قال: فإن كان وجع بالعين فتكتحل، أو حكة فتلبس الحرير، أو تشتكي رأسها فتدهن ......، قلت: وقيد بعض الشافعية الاكتحال للعذر بكونه ليلاً، ثم تنزعه نهاراً كما ورد في الحديث الخ. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٢٢٢/٥، رشيدية، وفي البحر: قوله: إلا بعذر متعلق بالجميع لا بالدهن وحده، فلها لبس الحرير للحكه والقمل، ولها الاكتحال للضرورة ......، ولو اعتادت الدهن فخافت وجعاً، فإن كان أمراً ظاهراً يباح لها. البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٢٥٣/٤، ٢٥٤، رشيدية، وكذا في البدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ٣٣٠/٣، رشيدية.

(٦٠) الهداية، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: ٤٠٦/٢، رشيدية.

(٦١) امداد الفتاویٰ، کتاب الطلاق، فصل: فی العدة والرجعة، عنوان: عدت زنے کہ شوہرش در سفر وفات یافتہ: ۴۹۶/۲، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

میں رہا کرے اور دن میں بھی کام سے فارغ ہوتے ہی واپس آجائے، مزید وقت گھر سے باہر گزارنا جائز نہیں۔ بہشتی زیور (۶۲)، امداد الفتاویٰ (۶۳)، شامی (۶۴)۔

مسئلہ [159] عدت میں سفر بھی جائز نہیں، خواہ حج کا سفر ہو، یا غیر حج کا۔ امداد الفتاویٰ ۴۲۸/۲ (۶۵)۔

مسئلہ [160] عدت میں اگر بیوہ کی ملازمت، مزدوری ایسی ہے کہ اس میں رات کا بھی کچھ حصہ خرچ ہو جاتا ہے، تو یہ بھی جائز ہے، لیکن رات کا اکثر حصہ اپنے ہی گھر میں گزرنا چاہیے۔ درمختار و شامی (۶۶)۔

---

(۶۲) اصلی بہشتی زیور، سوگ کرنے کا بیان، ص: ۲۹۸، حصہ چہارم، دار الاشاعت کراچی۔

(۶۳) امداد الفتاویٰ، کتاب الطلاق، فصل: فی العدۃ والرجعۃ، عنوان: عدت زنے کہ شوہرش در سفر وفات یافتہ: ۴۹۶/۲، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(٦٤) قال الله تعالىٰ: ﴿لاتخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن إلا أن يأتين بفاحشة مبينة﴾ (سوره الطلاق: ١)

وفي الدر: (ولاتخرج معتدة رجعي وبائن) بأيّ فرقة كانت ......، (لو حرة) ......، (مكلفة، من بيتها أصلاً) لا ليلاً ولا نهاراً ......، (ومعتدة موت تخرج في الجديدين وتبيت) أكثر الليل (في منزلها)؛ لأن نفقتها عليها، فتحتاج للخروج، حتى لو كان عندها كفايتها صارت كالمطلقة، فلا يحل لها الخروج. الدر المختار. قوله: لأن نفقتها عليها ......: والحاصل: أن مدار حلّ خروجها بسبب قيام شغل المعيشة، فيتقدر بقدره، فمتى انقضت حاجتها لايحل لها بعد ذلك صرف الزمان خارج بيتها. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٥/٢٢٧، ٢٢٨، رشيدية، وفي الهندية: إن كانت معتدة من نكاح صحيح، وهي حرة، مطلقة، بالغة، عاقلة، مسلمة، والحالة حالة الاختيار، فإنها لاتخرج ليلاً ولانهاراً، سواء كان الطلاق ثلاثاً أو بائنا أو رجعياً ......، المتوفي عنها زوجها تخرج نهاراً وبعض الليل، ولاتبيت في غير منزلها. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الإحداد: ١/٥٣٤، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٤/٢٥٨، ٢٥٩، رشيدية.

(۶۵) امداد الفتاویٰ، کتاب الطلاق، فصل: فی العدۃ والرجعۃ، : ۴۸۱/۲، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

وفي البحر: وليس منها سفرها للحج أو للعمرة، فلا تخرج المعتدة لسفر حج أو عمرة. البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٤/٢٦٠، رشيدية، وفي الهندية: المعتدة لاتسافر، لا للحج ولا لغيره الخ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الإحداد: ١/٥٣٥، رشيدية، وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ٢/٣٢٦، رشيدية.

(٦٦) قال الله تعالىٰ: ﴿لاتخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن إلا أن يأتين بفاحشة مبينة﴾ (سوره الطلاق: ١)

وفي الدر: (ولاتخرج معتدة رجعي وبائن) بأيّ فرقة كانت ......، (لو حرة) ......، (مكلفة، من بيتها أصلاً) لا ليلاً ولا نهاراً ......، (ومعتدة موت تخرج في الجديدين وتبيت) أكثر الليل (في منزلها)؛ لأن نفقتها عليها، فتحتاج =

مسئلہ [161] جس بیوہ کے پاس عدت میں گزارے کے لئے خرچ موجود ہو، اسے دن میں بھی گھر سے نکلنا جائز نہیں۔ درمختار: ۲/۸۵۴ (۶۷)۔

عدت میں مجبوراً سفر کرنا پڑے

مسئلہ [162] جس عورت کی کوئی زرعی زمین، باغ، جائیداد یا تجارت ایسی ہو کہ اس کے انتظام اور درستگی کے لئے خاص اسی کا جانا ضروری ہو، کوئی اَور شخص ایسا نہ ہو، جو عدت میں یہ کام کردے تو ایسی مجبوری میں بھی اس کا گھر سے نکلنا پردے کے ساتھ جائز ہے، لیکن رات اپنے ہی گھر میں گزارے اور اس کام سے فارغ ہوتے ہی گھر واپس آجائے۔ درمختار وشامی (۶۸)۔

=للخروج، حتى لو كان عندها كفايتها صارت كالمطلقة، فلا يحل لها الخروج. الدر المختار. قوله: لأن نفقتها عليها ......: والحاصل أن مدارحلّ خروجها بسبب قيام شغل المعيشة، فيتقدر بقدره، فمتى انقضت حاجتها لايحل لها بعد ذلك صرف الزمان خارج بيتها. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٢٢٧/٥، ٢٢٨، رشيدية، وفي الهندية: إن كانت معتدة من نكاح صحيح، وهي حرة، مطلقة، بالغة، عاقلة، مسلمة، والحالة حالة الاختيار، فإنها لاتخرج ليلاً ولانهاراً، سواء كان الطلاق ثلاثاً أو بائنا أورجعياً ......، المتوفى عنها زوجها تخرج نهاراً وبعض الليل، ولاتبيت في غير منزلها. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الإحداد: ٥٣٤/١، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٢٥٨/٤، ٢٥٩، رشيدية.

(٦٧) وفي الدر: لأن نفقتها عليها، فتحتاج للخروج، حتى لو كان عندها كفايتها صارت كالمطلقة، فلا يحل لها الخروج. الدر المختار. قوله: لأن نفقتها عليها ......: والحاصل: أن مدارحلّ خروجها بسبب قيام شغل المعيشة، فيتقدر بقدره، فمتى انقضت حاجتها لايحل لها بعد ذلك صرف الزمان خارج بيتها. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٢٢٧/٥، ٢٢٨، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الإحداد: ٥٣٤/١، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٢٥٩/٤، رشيدية، وهكذا في البدائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ٣٢٦/٢، رشيدية.

(٦٨) في الدر: وجوّز في القنية خروجها لإصلاح ما لابدّلها منه، كزراعة ولا وكيل لها. الدر المختار. قوله: وجوّز الخ، قال في النهر: ولا بدّ أن يقيّد ذلك بأن تبيت في بيت زوجها. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٢٢٩/٥، رشيدية، وفي البحر: خرجت المعتدة لإصلاح ما لابدّ لها، كالزراعة، وطلب النفقة وإخراج الكرم، ولا وكيل لها، فلها ذلك. البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٢٦٠/٤، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الإحداد: ٥٣٤/١، رشيدية.

اگر وہ زمین اس شہر سے دور ہے اور وہاں جانے کے لئے سفر کرنا پڑتا ہے تو محرم کے ساتھ وہاں بھی جتنے دن کے لئے ضروری ہو، جاسکتی ہے۔ امداد الفتاویٰ: ۲/ ۴۲۹ (۶۹)۔

مسئلہ [163] عدتِ وفات میں اگر عورت بیمار ہو اور گھر پر معالج کو بلانا یا علاج کرانا ممکن نہ ہو تو معالج کے پاس جانا، یا مجبوری میں ہسپتال میں داخل ہوجانا بھی جائز ہے، اگر علاج یا تشخیص اس بستی میں ممکن نہیں، تو اس غرض سے دوسرے شہر جانا بھی جتنے دن کے لئے ضروری ہو، جائز ہے، لیکن وہ دوسرا شہر مسافتِ سفر پر ہو تو محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ امداد الفتاویٰ: ۲/ ۴۲۸ (۷۰)۔

عدت میں مجبوراً دوسرے گھر منتقل ہونا

مسئلہ [164] شوہر کے انتقال کے وقت جس گھر میں رہا کرتی تھی اگر وہ کرایہ کا مکان تھا اور کرایہ ادا کرنے کی قدرت ہے، تو کرایہ دیتی رہے اور عدت ختم ہونے تک وہیں رہے اور اگر کرایہ دینے کی قدرت نہیں، تو وہ وہاں سے قریب ترین جگہ، جہاں اس کی رہائش، جان و مال اور آبرو کی حفاظت اور پردہ کے

---

(۶۹) امداد الفتاویٰ، کتاب الطلاق، فصل: في العدة والرجعة، عنوان: عدت زنے کہ شوہرش در سفر وفات یافتہ: ۲/ ۴۹۶، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

وقال الكاساني: وأما في حالة الضرورة: فإن اضطرت إلى الخروج من بيتها ......، فلا بأس أن تنتقل، وإنما كان كذلك؛ لأن السكنى وجبت بطريق العبادة، حقًّا لله تعالىٰ عليها، والعبادات تسقط بالأعذار ......، وقال بعد أسطر: ولا يجوز لها أن تخرج إلى مسيرة سفر إلّا مع المحرم، والأصل فيه: ما روي عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، أنه قال: لاتسافر المرأة فوق ثلثة أيام إلا ومعها زوجها أوذو رحم محرم منها. بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ۳/ ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۹، رشيدية، وكذا في تحفة الفقهاء، كتاب الطلاق، أحكام العدة: ۱/ ۲۱٤، دار الكتب العلمية بيروت، وكذا في البحرالرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٤/ ۲٦۰، رشيدية.

(۷۰) امداد الفتاویٰ، کتاب الطلاق، فصل: في العدة والرجعة، عنوان: عدت زنے کہ شوہرش در سفر وفات یافتہ: ۲/ ۴۹۶، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

وقال في البدائع: وأما في حالة الضرورة: فإن اضطرت إلى الخروج من بيتها ......، فلا بأس أن تنتقل، وإنما كان كذلك؛ لأن السكنى وجبت بطريق العبادة، حقًّا لله تعالىٰ عليها، والعبادات تسقط بالأعذار ......، وقال بعد أسطر: ولا يجوز لها أن تخرج إلى مسيرة سفر إلّا مع المحرم، والأصل فيه: ما روي عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، أنه قال: لاتسافر المرأة فوق ثلثة أيام إلا ومعها زوجها أوذو رحم محرم منها. بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ۳/ ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۹، رشيدية، وكذا في البحرالرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٤/ ۲٦۰، رشيدية، وكذا في تحفة الفقهاء، كتاب الطلاق، أحكام العدة: ۱/ ۲۱٤، دار الكتب العلمية بيروت.

ساتھ ممکن ہو، منتقل ہو جائے، بلاضرورت دور کے مکان میں منتقل نہ ہو، جس گھر میں منتقل ہو، بقیہ عدت وہیں گزارے۔ درمختار وشامی: ۸۵۴/۲ (۷۱)۔

مسئلہ [165] شوہر کے انتقال کے وقت جس گھر میں رہا کرتی تھی، اگر وہ مکان شوہر کی ملکیت تھا، مگر اب وارثوں میں تقسیم ہو گیا اور بیوہ کی حصہ میراث میں جتنا مکان آیا، وہ رہائش کے لئے کافی نہیں اور بقیہ وارث اپنے حصہ میں اسے رہنے نہیں دیتے، یا کافی تو ہے مگر جن لوگوں سے اسے شرعاً پردہ کرنا چاہیے، وہ بھی وہیں رہتے ہیں اور پردہ کرنے نہیں دیتے، تو اس صورت میں بھی وہ کسی اور قریب ترین مکان میں، جو جان و مال، آبرو اور پردے کی حفاظت کے ساتھ رہائش کے لئے کافی ہو، منتقل ہو سکتی ہے، بقیہ عدت وہاں گزارے۔ درمختار وشامی (۷۲) ہدایہ (۷۳)۔

---

(۷۱) قال في الدر: ولايخرجان منه (إلا أن تخرج، أو ينهدم المنزل، أو تخاف انهدامه) أو (تلف مالها أو لا تجد كراء البيت) ونحو ذلك من الضرورات، فتخرج لأقرب موضع إليه. الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ۲۲۹/۵، رشيدية، وفي البدائع: وأما في حالة الضرورة، فإن اضطرت إلى الخروج من بيتها، بأن خافت سقوط منزلها، أو خافت على متاعها، أو كان المنزل بأجرة، ولا تجد ما تؤديه في أجرته في عدة الوفاة، فلا بأس عند ذلك أن تنتقل. بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ۳۲۵/۳، ۳۲۶، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ۲۶۰/٤، رشيدية.

(۷۲) في الدر: أن تخرج أو ينهدم المنزل ......، ولو لم يكفها نصيبها من الدار اشترت من الأجانب ......، (ولا بد من سترة بينهما في البائن)؛ لئلا يختلي بالأجنبية، ومفاده: أن الحائل يمنع الخلوة المحرمة، وإن ضاق المنزل عليهما. الدر المختار. وإذا طلقها زوجها وليس لها إلا بيت واحد، فينبغي له أن يجعل بينه وبينها حجاباً، وكذلك في الوفاة إذا كان له أولاد رجال من غيرها، فجعلوا بينهم وبينها ستراً أقامت، وإلا انتقلت ......، لو كان في الورثة من ليس محرماً لها، وحصتها لاتكفيها، فلها أن تخرج وإن لم تخرجوها. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ۲۲۹/۵، ۲۳۰، رشيدية، وقال قاضي خان: أما المتوفي عنها زوجها إن كان يكفيها نصيبها من بيت الزوج بالميراث تسكن في نصيبها، فإن كان في الورثة من لايكون محرماً إن أمكنها أن تستتر، أو تأخذ بينها وبين الورثة حجاباً، تسكن في ذلك، وإن كان لايكفيها أو لا يمكنها، كان لها أن تخرج لهذه الضرورة ......، ثم لا تخرج بعد ذلك عن المكان الذي انتقلت إليه. فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، فصل: فيما يحرم على المعتدة: ۵۵۳/۱، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ۲۶۰/٤، ۲۶۱، رشيدية.

(۷۳) قال في الهداية: طلقها زوجها وليس لها إلا بيت واحد، ينبغي له أن يجعل بينه وبينها حجاباً ...... الخ. الهداية، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: ۴۰۷/۲، رشيدية.

مسئلہ [166] عدت کا مکان اگر منہدم ہو جائے، یا منہدم ہو جانے کا خوف ہو، یا وہاں آبرو، جان، مال یا صحت کے تلف ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو، یا جن لوگوں سے شرعاً پردہ ہونا چاہیے وہاں ان سے پردہ ممکن نہ ہو تو ان سب صورتوں میں بھی عورت اس مکان سے منتقل ہو سکتی ہے۔ امداد الفتاویٰ (۷۴)، شامی، درمختار (۷۵)۔

مسئلہ [167] عدت کے مکان میں عورت اگر تنہا ڈرتی ہے اور کوئی قابلِ اطمینان شخص ساتھ رہنے والا نہیں تو اگر ڈر اتنا شدید ہے کہ برداشت نہیں کر سکتی، تو اس صورت میں بھی اس مکان سے رہائش منتقل کر سکتی ہے، اگر ڈر اتنا شدید نہ ہو تو منتقل ہونا جائز نہیں۔

اسی طرح اگر عدت کا مکان آسیب زدہ ہو اور عورت آسیب سے اتنا ڈرتی ہو کہ برداشت نہیں ہوتا، یا آسیب کا کوئی کھلا ہوا ضرر ہے، تو اس صورت میں بھی دوسرے مکان میں سکونت کا منتقل کرنا جائز ہے، ورنہ جائز نہیں۔ امداد الفتاویٰ: ۲/۴۴۳ (۷۶)۔

---

(۷۴) امداد الفتاویٰ، کتاب الطلاق، فصل: في العدة والرجعة، عنوان: حکمِ خروج درعدت از خوفِ شرِ جن: ۲/ ۴۹۷، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۷۵) في الدر: (وتعتدان) أي معتدة طلاق وموت (في بيت وجبت فيه)، ولا يخرجان منه (إلا أن تخرج، أو ينهدم المنزل، أو تخاف) انهدامه، أو (تلف مالها، أو لاتجد كراء البيت) ونحو ذلك من الضرورات، فتخرج لأقرب موضع إليه. الدر المختار. قوله: ونحو ذلك ......، لو خافت بالليل من أمر الميت والموت، ولا أحد معها، لها التحول، أو الخوف شديداً وإلا فلا ......، وفيه أيضاً عين انتقالها إلى أقرب المواضع مما انهدم في الوفاة ......، وحكم ما انتقلت إليه حكم المسكن الأصلي فلا تخرج منه. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٥/٢٢٩، ٢٣٠، رشيدية، وفي الخانية: وكذا إذا خافت على متاعها في ذلك البيت، ثم لاتخرج بعد ذلك عن المكان الذى انتقلت إليه ......، وإن كان يدخل عليه ضرر بين في نفسه، أو في ماله لو تركها في ذلك الموضع، كان له أنينتقل بها بحكم الضرورة، المعتدة إذا كانت في منزل ليس معها أحد، وهي لاتخاف من اللصوص، ولا من الجيران ولكنها تفزع من أمر البيت، إن لم يكن الخوف شديداً ليس لها أن تنتقل من ذلك الموضع؛ لأن قليل الخوف يكون بمنزلة الوحشة، وإن كان الخوف شديداً كان لها أن تنتقل؛ لأنها لو لم تنتقل يخاف عليها من ذهاب العقل أو نحوه. فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، فصل: فيما يحرم على المعتدة: ١/٥٥٣، ٥٥٤، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٤/٢٦٠، رشيدية.

(۷۶) امداد الفتاویٰ، کتاب الطلاق، فصل: في العدة والرجعة، عنوان: حکمِ خروج درعدت از خوفِ ترِ جن: ۲/ ۴۹۷، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

في الخانية: وكذا إذا خافت على متاعها في ذلك البيت، ثم لاتخرج بعد ذلك عن المكان الذى انتقلت إليه =

مسئلہ [168] اور جن مسائل میں عدت کے گھر سے منتقل ہونے کو جائز لکھا گیا ہے، ان سب میں یہ ضروری ہے کہ عورت وہاں سے ایسے قریب ترین مکان میں منتقل ہو، جہاں اس کی رہائش، جان ومال وآبرو اور پردے کی حفاظت کے ساتھ ہو سکے، بلا ضرورت دور کے مکان میں منتقل نہ ہو اور جس گھر میں منتقل ہو، بقیہ عدت وہیں گزار دے، اب اس گھر کا وہی حکم ہوگا، جو اصل گھر کا تھا کہ یہاں سے مجبوری کے بغیر نکلنا جائز نہیں۔ درمختار وشامی: ۲/۸۵۴ (۷۷)۔

= ......، وإن كان يدخل عليه ضرر بين في نفسه، أو في ماله لو تركها في ذلك الموضع، كان له أن ينتقل بها بحكم الضرورة، المعتدة إذا كانت في منزل ليس معها أحد، وهي لاتخاف من اللصوص، ولا من الجيران ولكنها تفزع من أمر البيت، إن لم يكن الخوف شديداً ليس لها أن تنتقل من ذلك الموضع؛ لأن قليل الخوف يكون بمنزلة الوحشة، وإن كان الخوف شديداً كان لها أن تنتقل؛ لأنها لو لم تنتقل يخاف عليها من ذهاب العقل أو نحوه. فتاویٰ قاضي خان على هامش الفتاویٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، فصل: فيما يحرم على المعتدة: ١/٥٥٣، ٥٥٤، رشيدية. وفي الدر: (وتعتدان) أي معتدة طلاق وموت (في بيت وجبت فيه)، ولا يخرجان منه (إلا أن تخرج، أو ينهدم المنزل، أو تخاف) انهدامه، أو (تلف مالها، أو لاتجد كراء البيت) ونحو ذلك من الضرورات، فتخرج لأقرب موضع إليه. الدر المختار. قوله: ونحو ذلك ......لو خافت بالليل من أمر الميت والموت، ولا أحد معها، لها التحول، أو الخوف شديداً وإلا فلا ......، وفيه أيضاً عين انتقالها إلى أقرب المواضع مما انهدم في الوفاة ......، وحكم ما انتقلت إليه حكم المسكن الأصلي فلا تخرج منه. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٥/٢٢٩، ٢٣٠، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٤/٢٦٠، رشيدية.

(٧٧) في الدر: (وتعتدان) أي معتدة طلاق وموت (في بيت وجبت فيه)، ولا يخرجان منه (إلا أن تخرج، أو ينهدم المنزل، أو تخاف) انهدامه، أو (تلف مالها، أو لاتجد كراء البيت) ونحو ذلك من الضرورات، فتخرج لأقرب موضع إليه. الدر المختار. قوله: ونحو ذلك ......، لو خافت بالليل من أمر الميت والموت، ولا أحد معها، لها التحول، أو الخوف شديداً وإلا فلا ......، وفيه أيضاً عين انتقالها إلى أقرب المواضع مما انهدم في الوفاة ......، وحكم ما انتقلت إليه حكم المسكن الأصلي فلا تخرج منه. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٥/٢٢٩، ٢٣٠، رشيدية، وفي الخانية: وكذا إذا خافت على متاعها في ذلك البيت، ثم لاتخرج بعد ذلك عن المكان الذى انتقلت إليه ......، وإن كان يدخل عليه ضرر بين في نفسه، أو في ماله لو تركها في ذلك الموضع، كان له أن ينتقل بها بحكم الضرورة، المعتدة إذا كانت في منزل ليس معها أحد، وهي لاتخاف من اللصوص، ولا من الجيران ولكنها تفزع من أمر البيت، إن لم يكن الخوف شديداً ليس لها أن تنتقل من ذلك الموضع؛ لأن قليل الخوف يكون بمنزلة الوحشة، وإن كان الخوف شديداً كان لها أن تنتقل؛ لأنها لو لم تنتقل يخاف عليها من ذهاب العقل أو نحوه. فتاویٰ قاضي خان على هامش الفتاویٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، فصل: فيما يحرم على المعتدة: ١/٥٥٣، ٥٥٤، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٤/٢٦٠، رشيدية.

آپس کی ناچاقی عذر نہیں

❊ -اگر عورت اور ساس میں سخت ناچاقی ہے کہ ساتھ رہنا مشکل ہے، تو صرف اس وجہ سے دوسرے گھر میں منتقل ہونا جائز نہیں، ناچاقی سے اگرچہ تکلیف تو ضرور ہوگی، لیکن یہ ایسی تکلیف نہیں، جسے عدت میں برداشت نہ کیا جاسکے۔ امداد الفتاویٰ: ۲/ ۴۴۸ (۶۸)۔

شوہر کے انتقال کے وقت عورت سفر میں ہو تو عدت کہاں گزارے؟

❊ -شوہر کے انتقال کے وقت عورت اگر سفر میں ہو تو عدت کہاں گزارے؟ اس مسئلہ میں شرعی حکم مختلف صورتوں کا الگ ہے، جس کی تفصیل [۶۹] یہ ہے:

۱- اگر وہ شوہر کے انتقال کے وقت (یا انتقال کی خبر ملنے کے وقت) راستہ ہی میں کہیں تھی، خواہ کسی بستی میں ہو یا غیر آباد جگہ میں، تو دیکھیں کہ یہاں سے اس کی اپنی بستی کتنے فاصلے پر ہے؟ اگر فاصلہ "مسافتِ سفر" [۷۰] سے کم ہے (۷۱) تو فوراً اپنی بستی میں واپس آجائے، خواہ کوئی محرم ساتھ ہو، یا نہ ہو اور خواہ وہ بستی جہاں جانے (۷۲)

---

[۶۹] شوہر اس کے ساتھ ہو یا نہ ہو، دونوں حالتوں میں تفصیل وہی ہے، جو آگے آرہی ہے۔ (درمختار، وشامی، ہدایہ، فتح القدیر) (۷۳)۔

[۷۰] مسافتِ سفر سے مراد اتنی مسافت ہے، جس کی وجہ سے آدمی شرعاً مسافر سمجھا جاتا ہے اور نماز قصر کی جاتی ہے، میدانی علاقوں میں یہ مسافت اڑتالیس میل (انگریزی) کی ہوتی ہے۔ (اوزانِ شرعیہ) (۷۴)۔

---

(۶۸) امداد الفتاویٰ، کتاب الطلاق، فصل: في العدة والرجعة، عنوان: عذر نبودن نااتفاقی در انتقال فی العدة: ۲/ ۵۰۶، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۷۳) رد المحتار على الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ۵/ ۲۳۲، ۲۳۳، رشيدية، والهداية، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: ۲/ ۴۰۹، رشيدية، وفتح القدير، كتاب الطلاق، باب العدة: ۳/ ۲۹۹، دار الفكر بيروت.

(۷۴) اوزانِ شرعیہ، مسافتِ سفر کی تحقیق، ص: ۵۱، ادارۃ المعارف کراچی۔

(۷۱) قال في الهداية: وإذا خرجت المرأة مع زوجها إلى مكة فطلقها ثلاثاً، أو مات عنها في غير مصر، فإن كان بينها وبين مصرها أقل من ثلاثة أيام، رجعت إلى مصرها؛ لأنه ليس بابتداء الخروج معنى، بل هو بناء (وإن كانت مسيرة ثلاثة أيام: إن شاءت رجعت، وإن شاءت مضت، سواء كان معها ولي أو لم يكن) معناه: إذا كان إلى المقصد ثلاثة أيام أيضاً؛ لأن المكث في ذلك المكان أخوف عليها من الخروج، إلا أن الرجوع أولى؛ ليكون الاعتداد في منزل الزوج. قال: إلا أن يكون طلقها، أو مات عنها زوجها في مصر، فإنها لا تخرج حتى تعتد، ثم تخرج إن كان لها محرم، وهذا =

کے لئے سفر کیا تھا[۷۵] وہ ''مسافتِ سفر'' پر ہو یا اس سے کم مسافت پر[۷۶]۔ ہدایہ (۷۷)، عنایہ (۷۸)، فتح

[۷۵] آگے اس بستی کے لئے ہم ''منزلِ مقصود'' کا لفظ استعمال کریں گے۔

[۷۶] البتہ بعض فقہاء حنفیہ نے فرمایا کہ ''جب منزلِ مقصود'' بھی مسافتِ سفر سے کم پر ہو تو عورت کو اختیار ہے، چاہے وہاں جا کر عدت ←

= عند أبي حنيفة رحمه الله، وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله تعالىٰ إن كان معها محرم فلا بأس بأن تخرج من المصر قبل أن تعتد الخ. الهداية، قال في العناية: قوله: (وإذا خرجت المرأة مع زوجها إلى مكة أو غيرها)، المقصود إذا سافر بها فطلقها، فإما رجعياً أو بائناً، ففي الرجعي تتبع زوجها حيث مضى؛ لأن النكاح قائم، وإن كان بائنا، أو مات عنها وبينها وبين كل من مصرها ومقصدها أقل من السفر، فإن شاء ت مضت إلى المقصد، وإن شاء ت رجعت، سواء كانت في مصر، أوْلا، معها محرم، أوْلا؛ لأنه ليس في ذلك إنشاء سفر، وخروج المطلقة والمتوفي عنها زوجها ما دون السفر مباح إذا مست الحاجة إليه، بمحرم وبغيره، إلا أن الرجوع أولى؛ ليكون الاعتداد في منزل الزوج، كذا في الدراية. وإطلاق المصنف. يقتضي أنه إذا كان بينها وبين مصرها أقل من مدة السفر رجعت، سواء كان بينها وبين مقصدها سفر أو دونه، أما إن كان مدة سفر فظاهر؛ لأن المضي إلى مقصدها سفر، والرجوع ليس بسفر، وأما إن كان ما دونها فترجع أيضاً؛ لأنها كما رجعت تصير مقيمة وإذا مضت تكون مسافرة ما لم تصل إلى المقصد، فإذا قدرت على الامتناع عن استدامة السفر في العدة تعين عليها ذلك. قوله: (ومعناه الذهاب إلى المقصد ثلاثة أيام) فصاعداً، فإذا كان دونها إلى المقصد، لاتتخير، بل يتعين عليها أن فيه الذهاب إلى المقصد. (قوله: إلا أن يكون) استثناء من قوله: إن شاء ت رجعت، وإن شاء ت مضت، أي: في جميع الأحوال، إلا في حال يكون طلقها أو مات عنها في مصر، فإنها لا تتخير، بل يتعين عليها أن تعتد فيه عند أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ، سواء كان معها محرم أولا الخ. هداية مع فتح وعنايه، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: وعلى المبتوتة: ۲۹۸/۳، ۲۹۹، دار صادر بيروت.

(۷۶) العناية على هامش الفتح، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل وعلى المبتوتة: ۲۹۸/۳، ۲۹۹، دار صادر بيروت.

(۷۷) قال في الهداية: وإذا خرجت المرأة مع زوجها إلى مكة فطلقها ثلاثاً، أو مات عنها في غير مصر، فإن كان بينها وبين مصرها أقل من ثلاثة أيام، رجعت إلى مصرها؛ لأنه ليس بابتداء الخروج معنى، بل هو بناء (وإن كانت مسيرة ثلاثة أيام: إن شاء ت رجعت، وإن شاء ت مضت، سواء كان معها ولي أو لم يكن) معناه: إذا كان إلى المقصد ثلاثة أيام أيضاً؛ لأن المكث في ذلك المكان أخوف عليها من الخروج، إلا أن الرجوع أولى؛ ليكون الاعتداد في منزل الزوج. قال: إلا أن يكون طلقها، أو مات عنها زوجها في مصر، فإنها لا تخرج حتى تعتد، ثم تخرج إن كان لها محرم، وهذا عند أبي حنيفة رحمه الله، وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله تعالىٰ إن كان معها محرم فلا بأس بأن تخرج من المصر قبل أن تعتد الخ. الهداية، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: ۴۰۹/۲، رشيدية.

(۷۸) قال في العناية: قوله: (وإذا خرجت المرأة مع زوجها إلى مكة أو غيرها)، المقصود إذا سافر بها فطلقها، فإما رجعياً أو بائناً، ففي الرجعي تتبع زوجها حيث مضى؛ لأن النكاح قائم، وإن كان بائنا، أو مات عنها وبينها وبين كل من مصرها ومقصدها أقل من السفر، فإن شاء ت مضت إلى المقصد، وإن شاء ت رجعت، سواء كانت في مصر، أوْلا، =

القدیر ص۲۹۹ ج۳ (۷۹)، درمختار وشامی ص۸۵۶ ج۲ (۸۰)۔

۲- اور اگر وہاں سے اپنی بستی مسافتِ سفر پر ہے اور منزلِ مقصود اس سے کم مسافت پر، تو سفر جاری پوری کرے، یا اپنی بستی میں واپس آکر لیکن ان کے نزدیک بھی بہتر یہی ہے کہ اپنی بستی میں واپس آجائے۔ (شامی:۲/۸٦۵)(۸۱)۔

= معها محرم، أولا؛ لأنه ليس في ذلك إنشاء سفر، وخروج المطلقة والمتوفي عنها زوجها ما دون السفر مباح إذا مست الحاجة إليه، بمحرم وبغيره، إلا أن الرجوع أولى؛ ليكون الاعتداد في منزل الزوج، كذا في الدراية. وإطلاق المصنف. يقتضي أنه إذا كان بينها وبين مصرها أقل من مدة السفر رجعت، سواء كان بينها وبين مقصدها سفر أو دونه، أما إن كان مدة سفر فظاهر؛ لأن المضي إلى مقصدها سفر، والرجوع ليس بسفر، وأما إن كان ما دونها فترجع أيضاً؛ لأنها كما رجعت تصير مقيمة وإذا مضت تكون مسافرة ما لم تصل إلى المقصد، فإذا قدرت على الامتناع عن استدامة السفر في العدة تعين عليها ذلك. قوله: (ومعناه الذهاب إلى المقصد ثلاثة أيام) فصاعداً، فإذا كان دونها إلى المقصد، لاتتخير، بل يتعين عليها أن فيه الذهاب إلى المقصد. (قوله: إلا أن يكون) استثناء من قوله: إن شاء ت رجعت، وإن شاء ت مضت، أي: في جميع الأحوال، إلا في حال يكون طلقها أو مات عنها في مصر، فإنها لا تتخير، بل يتعين عليها أن تعتد فيه عند أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ، سواء كان معها محرم أو لا الخ. العناية، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: وعلى المتبوتة: ۲۹۸/۳، ۲۹۹، دار صادر بيروت.

(۷۹) فتح القدير، كتاب الطلاق، باب العدة: ۲۹۹/۳، دارالفكر بيروت.

(۸۰) في الدر: (أبانها أو مات عنها في سفر) ولو في مصر (وليس بينها) وبين مصرها مدة سفر رجعت، ولو بين مصرها ومدته وبين مقصدها أقل مضت، (وإن كانت تلك) أي: مدة السفر (من كل جانب) منهما، ولايعتبر ما في ميمنة وميسرة، فإن كانت في مفازة (خيرت) بين رجوع ومضي (معها ولي أولا في الصورتين والعود أحب)؛ لتعتد في منزل الزوج (و) لكن (إن مرت) بما يصلح للإقامة ......، وبينه وبين مقصدها سفر (أو كانت في مصر) أو قرية تصلح للإقامة تعتد ثمة) إن لم تجد محرماً اتفاقاً، وكذا إن وجدت عند الإمام. الدر المختار. قوله: (رجعت الخ) سواء كانت في مصر أو غيره، وهذا إذا كان المقصد مدة سفر. بحر، أي: فيجب الرجوع؛ لئلّا تصير مسافرة في العدة بلا محرم بخلاف ما إذا لم يكن بينها وبين المقصد مدة سفر، فإنها تخير على إحدى الروايتين؛ لعدم السفر. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ۲۳۲/۵، ۲۳۳، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ۲٦۱/۴، ۲٦۲، رشيدية، وراجع للتفصيل: بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ۳۲۱/۳، ۳۲، رشيدية.

(۸۱) قال الشامي: بخلاف ما إذا لم يكن بينهما وبين المقصد مدة سفر؛ فإنها تخير على إحدى الروايتين؛ لعدم السفر. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ۲۳۲/۵، رشيدية.

رکھے اور منزلِ مقصود پر پہنچ کر وہیں عدت پوری کرے، محرم ساتھ ہو یا نہ ہو۔ درمختار و شامی (۸۲) و ہدایہ (۸۳)۔

۳- اور اگر وہاں سے دونوں بستیاں مسافتِ سفر پر ہیں، تو اگر وہ جگہ غیر آباد ہے، جہاں رہائش نہیں ہو سکتی تو اختیار ہے، چاہے اپنی بستی میں واپس آجائے، یا منزلِ مقصود پر پہنچ کر عدت پوری کرے، لیکن اپنی بستی میں واپس آجانا زیادہ بہتر ہے، خواہ کوئی محرم ساتھ ہو یا نہ ہو۔

البتہ اگر اپنی بستی یا منزلِ مقصود کے راستے میں کوئی ایسی بستی ہو، جہاں جان و مال اور آبرو کی حفاظت کے ساتھ قیام ہو سکتا ہے، یا شوہر کے انتقال کے وقت وہ ایسی بستی میں تھی، تو وہیں رہ کر عدت پوری کرے، خواہ

---

(۸۲) قال صاحب الدر: أبانها أو مات عنها في سفر، ولو في مصر (وليس بينها) وبين مصرها مدة سفر رجعت، ولو بين مصرها مدته وبين مقصدها أقل مضت، (وإن كانت تلك) أي: مدة السفر (من كل جانب) منهما، ولايعتبر ما في ميمنة وميسرة، فإن كانت في مفازة (خيرت) بين رجوع ومضي (معها ولي أولا في الصورتين والعود أحب)؛ لتعتد في منزل الزوج (و) لكن (إن مرت) بما يصلح للإقامة ......، وبينه وبين مقصدها سفر (أو كانت في مصر) أو قرية تصلح للإقامة (تعتد ثمة) إن لم تجد محرماً اتفاقاً، وكذا إن وجدت عند الإمام. الدر المختار. قوله: (رجعت الخ) سواء كانت في مصر أو غيره، وهذا إذا كان المقصد مدة سفر. بحر، أي: فيجب الرجوع؛ لئلّا تصير مسافرة في العدة بلا محرم بخلاف ما إذا لم يكن بينها وبين المقصد مدة سفر، فإنها تخير على إحدى الروايتين؛ لعدم السفر. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ۲۳۲/۵، ۲۳۳، رشيدية، وراجع للتفصيل: بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ۳۲۷/۳، ۳۲۸، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ۲٦۱/٤، ۲٦۲، رشيدية.

(۸۳) قال في الهداية: وإذا خرجت المرأة مع زوجها إلى مكة فطلقها ثلاثاً، أو مات عنها في غير مصر، فإن كان بينها وبين مصرها أقل من ثلاثة أيام، رجعت إلى مصرها؛ لأنه ليس بابتداء الخروج معنى، بل هو بناء (وإن كانت مسيرة ثلاثة أيام: إن شاءت رجعت، وإن شاءت مضت، سواء كان معها ولي أو لم يكن) معناه: إذا كان إلى المقصد ثلاثة أيام أيضاً؛ لأن المكث في ذلك المكان أخوف عليها من الخروج، إلا أن الرجوع أولى؛ ليكون الاعتداد في منزل الزوج. قال: إلا أن يكون طلقها، أو مات عنها زوجها في مصر، فإنها لا تخرج حتى تعتد، ثم تخرج إن كان لها محرم، وهذا عند أبي حنيفة رحمه الله، وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله تعالىٰ إن كان معها مجرم فلا بأس بأن تخرج من المصر قبل أن تعتد الخ. الهداية، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: ۴۰۹/۲، رشيدية.

محرم ساتھ ہو یا نہ ہو[۸۴]۔درمختار، شامی(۸۵)، ہدایہ(۸۶)، فتح القدیر(۸۷)۔
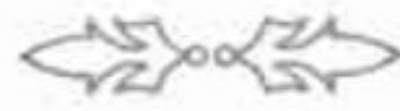
[۸۴] یہ امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر محرم ساتھ ہو تب تو یہی حکم ہے کہ اس بستی میں عدت پوری کرے اور اگر محرم نہ ہو تو عورت کو اختیار ہے، چاہے اُس بستی میں عدت پوری کرے یا اپنی بستی میں واپس آ کر۔ ان حضرات کا یہ اختلاف اسی آخری صورت میں ہے، پچھلی تمام صورتوں میں محرم ساتھ ہو یا نہ ہو، بالاتفاق وہی حکم ہے، جو وہاں لکھا گیا ہے۔(شامی، درمختار، فتح القدیر)(۸۸)۔

(۸۵) في الدر: (أبانها أو مات عنها في سفر) ولو في مصر (وليس بينها) وبين مصرها مدة سفر رجعت، ولو بين مصرها ومدته وبين مقصدها أقل مضت، (وإن كانت تلك) أي: مدة السفر (من كل جانب) منهما، ولا يعتبر ما في ميمنة وميسرة، وإن كانت في مفازة (خيرت) بين رجوع ومضي (معها ولي أولا في الصورتين والعود أحب)؛ لتعتد في منزل الزوج (و) لكن (إن مرت) بما يصلح للإقامة ......، وبينه وبين مقصدها سفر (أو كانت في مصر) أو قرية تصلح للإقامة (تعتد ثمة) إن لم تجد محرماً اتفاقاً، وكذا إن وجدت عند الإمام. الدر المختار. قوله: (رجعت الخ) سواء كانت في مصر أو غيره، وهذا لو كان المقصد مدة سفر. بحر، أي: فيجب الرجوع؛ لئلا تصير مسافرة في العدة بلا محرم بخلاف ما إذا لم يكن بينها وبين المقصد مدة سفر، فإنها تخير على إحدى الروايتين؛ لعدم السفر. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٢٣٢/٥، ٢٣٣، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٢٦١/٤، ٢٦٢، رشيدية، وراجع للتفصيل: بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ٣٢٧/٣، ٣٢٨، رشيدية.

(٨٦) قال صاحب الهداية: وإذا خرجت المرأة مع زوجها إلى مكة فطلقها ثلاثاً، أو مات عنها في غير مصر، فإن كان بينها وبين مصرها أقل من ثلاثة أيام، رجعت إلى مصرها؛ لأنه ليس بابتداء الخروج معنى، بل هو بناء (وإن كانت مسيرة ثلاثة أيام: إن شاءت رجعت، وإن شاءت مضت، سواء كان معها ولي أو لم يكن) معناه: إذا كان إلى المقصد ثلاثة أيام أيضاً؛ لأن المكث في ذلك المكان أخوف عليها من الخروج، إلا أن الرجوع أولى؛ ليكون الاعتداد في منزل الزوج. قال: إلا أن يكون طلقها، أو مات عنها زوجها في مصر، فإنها لا تخرج حتى تعتد، ثم تخرج إن كان لها محرم، وهذا عند أبي حنيفة رحمه الله، وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى إن كان معها محرم فلا بأس بأن تخرج من المصر قبل أن تعتد الخ. الهداية، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: ٤٠٩/٢، رشيدية.

(٨٧) فتح القدير، كتاب الطلاق، باب العدة: ٢٩٩/٣، دارالفكر بيروت.

(٨٨) رد المحتار على الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٢٣٢/٥، ٢٣٣، رشيدية، وفتح القدير، كتاب الطلاق، باب العدة: ٢٩٩/٣، دارالفكر بيروت.

عدت میں کوتاہیاں اور غلط رسمیں

اس زمانہ میں تقلیدِ مغرب کی ایک لعنت یہ بھی ہے کہ بیوہ اور وہ عورتیں جن کو طلاق ہوگئی ہو، عدت میں نہیں بیٹھتیں، کھلے عام گھر سے باہر آنا جانا، بازار جانا اور شادیوں اور تقریبات میں شرکت کرنا ہوتا رہتا ہے اور اس حکمِ شرعی کی قطعاً کوئی پروانہیں کی جاتی، یہ سخت غلطی اور گناہ کبیرہ ہے، اس سے توبہ کریں اور عدت میں بیٹھنے کے حکم کی تعمیل کریں، اسی طرح اَور بھی بہت سی کوتاہیاں اور غلط رسمیں آج کل عدت میں اور عدت کے بعد رائج ہوگئی ہیں، جن سے بچنا ضروری ہے، یہاں ان میں سے خاص خاص لکھی جاتی ہیں۔

شوہر کے انتقال پر بیوہ کی چوڑیاں توڑنا

❊ — پیچھے سوگ کے بیان میں معلوم ہو چکا ہے کہ عدت میں چوڑیاں بھی خواہ کانچ کی ہوں پہننا جائز نہیں (۸۹) لیکن عورتوں میں جو رسم ہے کہ شوہر کے انتقال پر بیوہ کی چوڑیاں اتارنے کی بجائے توڑ ڈالتی ہیں، یا وہ خود ہی توڑ ڈالتی ہے، یہ ہندوؤں کی رسم ہے اور مالی نقصان ہونے کی وجہ سے اسراف بھی ہے، لہٰذا توڑی نہ جائیں، بلکہ اتار لی جائیں، تاکہ بیوہ عدت کے بعد پہن سکے، البتہ اگر اتارنے میں کچھ تکلیف اور دشواری ہو تو مجبوراً توڑ دی جائیں۔ امداد الفتاویٰ: ۴۵۱/۲ (۹۰)۔

عدت میں گھر سے بلا عذرِ شرعی نکلنا

❊ — بعض عورتیں عدت میں بیٹھ جاتی ہیں، لیکن پھر معمولی معمولی عذر پیش آنے پر گھر سے باہر نکل جاتی ہیں، مثلاً شادی بیاہ کی تقریب میں یا اسی قسم کی دیگر تقریبات میں، گھر میں مردوں کے ہوتے ہوئے دوا دارو، اشیائے خوردنی اور دیگر کاموں کے لئے، حالانکہ ان اعذار کی بناء پر عدت سے نکلنا اور باہر آنا

---

(۸۹) قال في الدر: (تحد) (مكلفة مسلمة) ......، (بترك الزينة) بحلى الخ. الدر المختار. قوله: بحلي: أي: بجميع أنواعه من فضة وذهب وجواهر ...... والزينة ما تتزين به المرأة من حلي أو كحل. رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: في الحداد: ۵۳۱/۳، رشيدية، وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الطلاق، باب العدة: ۱۵۳/۲، دارالكتب العلمية بيروت، وفي البحر: تحد معتدة البت والموت بترك الزينة، والطيب والكحل. البحرالرائق، كتاب الطلاق، فصل: في في الإحداد: ۲۵۸/۴، رشيدية.

(۹۰) امداد الفتاویٰ، کتاب الطلاق، عنوان: عدمِ جواز استعمال چوڑی بلور در عدت: ۵۰۴/۲، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

جائز نہیں (۹۱)، جس جس عذر سے باہر نکلنا جائز ہے، ان کا تفصیلی بیان پیچھے آ چکا (۹۲) کوئی اَور عذر پیش آ جائے اور باہر نکلنا ناگزیر ہو تو معتبر علماء سے مسئلہ دریافت کرلیں، اگر وہ اجازت دیں تو نکلیں، ورنہ نہیں۔

بلا عذر عدت میں نکلنے سے عدت ٹوٹنا

✽ - بعض ناواقف حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ اگر بیوہ عدت میں بغیر کسی عذر کے گھر سے باہر آ جائے تو از سرِ نو عدت واجب ہوگی، پہلی عدت ٹوٹ گئی، یہ بالکل غلط بات ہے، اس طرح عدت نہیں ٹوٹتی، البتہ بلا عذر شرعی عدت میں گھر سے نکلنا جائز نہیں، بڑا گناہ ہے۔ اصلاح انقلابِ امت (۹۳)۔

---

(۹۱) اصلی بہشتی زیور، موت عدت کا بیان، ص:۳۲۸، حصہ چہارم، دارالاشاعت کراچی۔

قال الله تعالیٰ: ﴿والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجاً يتربَّصْنَ بأنفسهن أربعة أشهر وعشراً﴾ الآية سورة البقرة: ٢٣٤، وقال في الدر: (و) العدة (للموت أربعة أشهر) بالأهلة، لو في الغرة، كما مرّ (وعشرة). الدر المختار، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب: في عدة الموت: ١٩٠/٥، رشيدية، وقال في البحر: قوله: (وللموت أربعة أشهر وعشرا) أي: عدة المتوفى عنها زوجها بعد نكاح صحيح إذا كانت حرة: أربعة أشهر وعشرة أيام؛ لقوله: والذين الآية. البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب العدة: ٢٢٢/٤، رشيدية، وكذا في الفتاویٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة: ٥٢٩/١، رشيدية.

(۹۲) قال الله تعالیٰ: ﴿لاتخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن إلا أن ياتين بفاحشة مبينة﴾ (سوره الطلاق: ١) وفي الدر: (ولاتخرج معتدة رجعي وبائن) بأيّ فرقة كانت ......، (لوحرة) ......، (مكلفة، من بيتها أصلاً) لا ليلاً ولا نهاراً ......، (ومعتدة موت تخرج في الجديدين وتبيت) أكثر الليل (في منزلها)؛ لأن نفقتها عليها، فتحتاج للخروج، حتى لو كان عندها كفايتها صارت كالمطلقة، فلا يحل لها الخروج. الدر المختار. قوله: لأن نفقتها عليها ......: والحاصل: أن مدار حلّ خروجها بسبب قيام شغل المعيشة، فيتقدر بقدره، فمتى انقضت حاجتها لايحل لها بعد ذلك صرف الزمان خارج بيتها. رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٢٢٧/٥، ٢٢٨، رشيدية، وفي الهندية: إن كانت معتدة من نكاح صحيح، وهي حرة، مطلقة، بالغة، عاقلة، مسلمة، والحالة حالة الاختيار، فإنها لاتخرج ليلاً ولانهاراً، سواء كان الطلاق ثلاثاً أو بائنا أورجعياً ......، المتوفي عنها زوجها تخرج نهاراً وبعض الليل، ولاتبيت في غير منزلها. الفتاویٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الإحداد: ٥٣٤/١، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٢٥٨/٤، ٢٥٩، رشيدية.

(۹۳) اصلاح انقلاب امت، عنوان: عدت کے اندر عورت کا بلا عذر گھر سے نکلنا جائز نہیں، حصہ دوم، ص:۵۴۴، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

قال الله تعالیٰ: ﴿لا تخرجوهن من بيوتهن﴾ (سورة الطلاق: ١)، وعن أم سلمة رضي الله تعالیٰ عنها، عن =

عدت میں زیب وزینت کی اشیاء استعمال کرنا

✽- بعض عورتیں عدت میں بناؤ سنگھار کی اشیاء استعمال کرتی ہیں اور کچھ خیال نہیں کرتیں کہ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں، حالانکہ عدت میں میک اپ، تیل وخوشبو، بناؤ سنگھار، کنگھی، سرمہ، سرخی، مہندی، بھڑکدار کپڑے اور آرائش وزیبائش کی تمام اشیاء استعمال کرنا حرام ہے (۹۴)، جس کی تفصیل پیچھے سوگ کے بیان میں آچکی ہے۔

عدت میں نکاح یا منگنی کرنا

✽- ایک کوتاہی عام طور پر یہ ہوتی ہے کہ بعض لوگ عدت کے اندر بیوہ سے نکاح کر لیتے ہیں، عدت پوری ہونے کا انتظار نہیں کرتے، پھر بعض لوگ اپنے نزدیک بڑی احتیاط کرتے ہیں کہ نکاح کو تو جائز سمجھتے ہیں، مگر اس سے صحبت نہیں کرتے اور میاں بیوی والے تعلقات نہیں رکھتے، یاد رکھنا چاہیے! عدت کے اندر نکاح جائز نہیں، اگر کرلیا تو منعقد نہیں ہوگا، بلکہ عدت میں تو منگنی کرنا اور کھلے الفاظ میں پیغامِ نکاح دینا بھی جائز نہیں، قرآن کریم میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ اصلاحِ انقلابِ امت: ۶۲/۲ (۹۵)۔

= النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: المتوفي عنها زوجها لا تلبس المعصفر من الثياب ولا الممشقة ولا الحلى ولا تختضب ولا تكتحل. رواه في موارد الظمآن، باب العدد، الحديث رقم: ١٣٢٨: ٣٢٢/١، دارالكتب العلمية بيروت، وأبوداود في كتاب الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها، الحديث رقم: ٢٣٠٤، وفي الدر: (وتعتدان) أي: معتدة طلاق وموت (في بيت وجبت فيه)، ولا يخرجان منه. الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل: في الحداد: ٢٢٩/٥، رشيدية، وفي البحر: معتدة الطلاق والموت يعتدان في المنزل المضاف إليهما بالسكنى وقت الطلاق والموت، ولايخرجان منه إلا لضرورة. البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٢٥٩/٤، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد: ٥٣٥/١، رشيدية.

(٩٤) اصلی بہشتی زیور، سوگ کرنے کا بیان، ص: ۲۹۹، حصہ چہارم، دارالاشاعت کراچی۔

قال في البحر: وقيد بإسلامها مع بلوغها؛ لأنه لاحدادَ علىٰ كافرة ولا صغيرة ......، قوله: ولا تخرج معتدة الطلاق ......، فإن خرجت ليلاً أو نهاراً كان حراماً. البحر الرائق، كتاب الطلاق، فصل: في الإحداد: ٢٥٦/٤، رشيدية، وفي الهندية: ولايجب الحداد على الصغيرة والمجنونة الكبيرة والكتابية. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد: ٥٣٤/١، رشيدية، وكذا في الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل: في الحِدَاد: ٢٢٣/٥، رشيدية.

(٩٥) اصلاح انقلاب امت، عنوان: عدت کے اندر نکاح جائز نہیں، حصہ دوم، ص: ۵۴۲، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

قال الله تعالىٰ: ﴿ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب أجله﴾ (سورة البقرة: ٢٣٥) وفي التبيين: =

عدت میں احتیاطاً کچھ دن بڑھانا

٭ — ایک عام غلطی یہ ہے کہ اگر بیوہ کی عدت چار مہینہ دس دن ہے، اس میں اگر ایک یا دو مہینے انتیس کے ہوں، تو اس کمی کے بدلہ میں دس دن عدت میں اَور بڑھا دیتے ہیں، یہ غلط ہے، عدت کا حساب خوب یاد رکھنا چاہیے۔ اصلاحِ انقلابِ امت (۹٦)۔

عدت سے نکالنے کیلئے عورتوں کا اجتماع

٭ — جب کوئی عورت بیوہ ہو جائے تو ختمِ عدت پر ''رسمِ چھ ماہی'' ادا کی جاتی ہے، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بیوہ کے یہاں عدت کے ختم پر بہت سی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور یوں کہتی ہیں کہ اس کو عدت سے نکالنے کے لئے آئی ہیں۔ اور بعض عورتیں عدت سے نکلنے کے لئے یہ ضروری سمجھتی ہیں کہ عورت عدت والے گھر سے نکل کر دوسرے گھر جائے اور اس کا بڑا اہتمام کرتی ہیں، یہ دونوں باتیں غلط ہیں، بیوہ کی عدت کے جب چار ماہ دس دن گذر جائیں، یا وضعِ حمل ہو جائے تو وہ عدت سے خود بخود نکل جاتی ہے، خواہ اسی گھر میں رہے۔ اصلاحِ انقلابِ امت (۹۷)۔

= لايجوز للأجنبي نكاح المعتدة؛ لقوله تعالىٰ ......: أي لاتعقدوا عقد النكاح حتى ينقضي ما كتب الله عليها من العدة. بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: في أحكام العدة: ٣/٣٢٣، رشيدية، وقال في التبيين: النكاح في العدة لايجوز إجماعاً. تبيين الحقائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ٢/١٧٢، دارالكتب العلمية بيروت، وقال في البحر: تحت قوله: تزوج كافر بلا شهود، أو في عدة كافر، وذا في دينهم جائز، ثم أسلما أقرا عليه: يعني: عند أبي حنيفة، ووافقاه في الأول، وخالفاه في الثاني؛ لأن حرمة نكاح المعتدة مجمع عليها، فكانوا ملتزمين لها. البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ٣/٢٢٢، رشيدية، وهكذا في الهداية، فصل: في الوكالة بالنكاح وغيرها، فصل: ٣/٢٠٩، رشيدية، وهكذا في فتح القدير، فصل: في الوكالة بالنكاح وغيرها، فصل: ٣/٤١٤، دارالفكر بيروت.

(۹٦) اصلاحِ انقلابِ امت، عنوان: عدت میں پورے تیس دن کا مہینہ شمار کیا جائے گا، حصہ دوم، ص: ۵۴۲، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

(۹۷) اصلاحِ انقلابِ امت، عنوان: عدت کی مدت گزرنے کے بعد کوئی پابندی نہیں، حصہ دوم، ص: ۵۴۴، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جورٍ فهو مردود، الحديث رقم: ٢٥٥٠، وفي المرقاة: مَن أصرّ على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرّخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعةٍ أو منكرٍ. مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد تحت حديث عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، رقم الحديث: ٩٤٦: ٣/٢٦، دار الكتب العلمية بيروت، وفي السعاية: الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد =

عدت کے بعد بیوہ کے نکاح کو عیب سمجھنا

❊ - ایک بڑی خطرناک خرابی، جو ہندوؤں کی جاہلانہ رسم ہے اور بہت سے مسلم خاندانوں میں آ گئی ہے، یہ ہے کہ بعض عورتیں، جن کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو، یا جن کو طلاق ہو گئی ہو، وہ عدت کے بعد بھی نکاحِ ثانی کو عیب سمجھتی ہیں، حالانکہ قرآن کریم نے عدت کے بعد نکاحِ ثانی کی ترغیب دلائی ہے اور جو لوگ اس سے روکتے ہوں، انہیں پُر زور انداز میں تنبیہ فرمائی ہے کہ ہرگز ان کو نکاحِ ثانی سے نہ روکیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کوئی کنواری نہ تھی، بلکہ ان میں سے اکثر بیوہ اور بعض مطلقہ تھیں، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی پر عمل پیرا رہے، ایسا مبارک عمل، جس کی ترغیب قرآن نے دی، جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مسلسل عمل فرمایا اسے عیب سمجھنا سخت جہالت ہے، خطرناک گمراہی ہے، بعض عورتیں تو اس معاملہ میں ایسی باتیں زبان سے کہہ ڈالتی ہیں، جو کفر کی حد تک پہنچ جاتی ہیں۔

❊ - بعض عورتیں عیب تو نہیں سمجھتیں، لیکن بے نکاح رہنے کو زیادہ عزت کی بات سمجھتی ہیں، یہ بھی گمراہی ہے، جو کفر تو نہیں، مگر اس کے قریب ہے، ورنہ کامل مسلمان کیا وجہ کہ خلافِ سنت کو زیادہ اعزاز کا سبب سمجھے۔

بہر حال اس بیہودہ رسم سے مسلمانوں کو پرہیز لازم ہے، حتی الامکان بیوہ کا نکاح عدت کے بعد کر دینا ہی مناسب ہے، بلکہ اس کا نکاح تو کنواری کے نکاح سے بھی زیادہ اہم ہے، کیونکہ پہلے تو وہ خالی الذہن تھی کہ نکاح کے فوائد کا تجربہ نہ تھا، اب تو وہ فوائد اس کے تجربہ میں آ چکے ہیں، اس حالت میں اگر اس کا نکاح نہ کیا جائے گا، تو پراگندہ خیالات اور حسرتوں کا اس پر ہجوم ہو جائیگا، جس سے کبھی صحت، کبھی آبرو، کبھی دین اور کبھی سب کچھ برباد ہو جاتا ہے۔ اصلاحِ انقلابِ امت: ۲/۴۱، ۴۲ (۹۸)۔

= الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل لها في الشرع. السعاية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: في القراة: ۲/۲۶۵، سهيل أكيڈمي لاهور، وفي الرد: بأنها أي: البدعة، ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن علم أو عمل أو حال أو بنوع شبهة أو استحسان، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۶۰، ۵۶۱، رشيدية.

(۹۸) اصلاحِ انقلاب امت، عنوان: بیوہ کا نکاح ثانی نہ کرنے سے اس کی صحت، حصہ دوم، ص: ۳۵۸، مکتبہ دار العلوم کراچی۔ =

✽— بعض بیوہ عورتیں نکاح کرنا بھی چاہتی ہیں، تو خاندان کے لوگ اسے روکتے اور عار دلاتے ہیں، یاد رکھنا چاہیے! کہ انہیں نکاح سے روکنا یا عار دلانا سخت گناہ اور حرام ہے۔

✽— بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا تھا، وہ راضی نہیں ہوتی، حالانکہ پوچھنے پر بیوہ جو انکار کرتی ہے، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ جانتی ہے کہ اگر میں ایک دم سے راضی ہو جاؤنگی، تو خاندان کے لوگ یوں کہیں گے کہ یہ تو منتظر ہی بیٹھی تھی، خاوند کو ترس رہی تھی، اس میں بدنامی ہوگی، اس خوف سے وہ بیچاری انکار کر دیتی ہے، خاندان کے لوگوں کو چاہیے کہ اس کو اچھی طرح نکاح کی مصلحتیں بتائیں، اندیشے دُور کریں اور اہتمام سے گفتگو کریں، اگر اس پر بھی وہ راضی نہ ہو، تو یہ لوگ معذور ہیں۔ اصلاحِ انقلابِ امت: ج۲/ص۳۲ (۹۹)۔

البتہ اگر کوئی بچے والی ہو اور عمر بھی ڈھل گئی ہو اور کھانے، پینے، رہنے، پہننے کے مصارف کا بھی انتظام ہو اور وہ انکار کرتی ہو اور حالات کا جائزہ لینے سے بھی اس کا شوہر سے بے نیاز ہونا معلوم ہو تو ایسی عورت کے نکاحِ ثانی کی کوشش کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ [169] جو بیوہ اس خوف سے کہ بچے ضائع ہو جائیں گے، یا اس وجہ سے کہ کوئی اسے قبول نہیں کرتا، نکاحِ ثانی نہیں کرتی، وہ معذور ہے، بلکہ بچوں کے ضائع ہو جانے کے خوف سے نکاح نہ کرنا تو باعثِ اجر و ثواب بھی ہے۔ اصلاحِ انقلابِ امت: ۲/۴۲ (۱۰۰)۔

= قال الله تعالىٰ: ﴿وأنكحوا الأيامىٰ منكم والصّٰلحين من عبادكم وإمائكم إن يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله والله واسعٌ عليم﴾ (سورة النور: ٣٢) هذا أمرٌ بالتزويج، وقد ذهب طائفة من العلماء إلى وجوبه على كل من قدر عليه ...... الأيامى: جمع أيم، ويقال ذلك: للمرأة التي لازوج لها، وللرجل الذي لازوجة له، سواء كان قد تزوج، ثم فارق، أو لم يتزوج واحد منهما، حكاه الجوهري، عن أهل اللغة، يقال: رجل أيم، وامرأة أيم، قوله تعالىٰ: ﴿إن يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله﴾ الآية، قال علي بن أبي طلحة، عن ابن عباس: رغبهم الله في التزويج، وأمر به الأحرار والعبيد، ووعدهم عليه الغنى الخ. تفسير ابن كثير (النور: ٣٢): ٣/٢٨٧، دارالفكر بيروت، وكذا في الطبري، سورة النور: ٣٢ (١٨/١٢٥)، دار الفكر بيروت، وهكذا في زادالمسير، سورة النور: ٣٢ (٦/٣٥)، المكتب الإسلامي بيروت.

(۹۹) اصلاح انقلاب امت، عنوان: بیوہ کو شفقت اور محبت سے نکاحِ ثانی کی ترغیب دینی چاہیے، حصہ دوم، ص:۳۵۹، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

(۱۰۰) اصلاح انقلاب امت، بچے والی عمر رسیدہ صاحبِ وسعت بیوہ کو نکاحِ ثانی کرنا ضروری نہیں، حصہ دوم، ص:۳۵۹، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

روي أبو يعلى، عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: أنا أول من يفتح له باب الجنة إلّا أنه تأتي امرأة تبادرني، فأقول لها: مَالَكِ ومن أنتِ؟ فتقول: أنا امرأة، قعدت على أيتام لّي. =

مسئلہ [170] اگر طبیعت میں نکاح کا تقاضہ ہے اور نکاح کی قدرت بھی ہے اور شوہر کے حقوق بھی ادا کرسکتی ہے، تو نکاح کرنا واجب ہے، نہ کرنے سے گناہ ہوگا اور تقاضہ (شوق اور خواہش) بہت زیادہ ہے کہ نکاح کیے بغیر فعلِ حرام میں مبتلا ہوجانے کا اندیشہ ہے، تو نکاح کرنا فرض ہے۔ حوالہ ایضاً: ص۳۹، ۴۰ (۱۰۱)۔

مسئلہ [171] اگر طبیعت میں نکاح کا تقاضہ تو نہیں، لیکن شوہر کے حقوق ادا کرنے کی قدرت ہے، تو اس صورت میں نکاح سنت ہے، قدرت نہیں تو ممنوع ہے۔ حوالہ ایضاً (۱۰۲)۔

= مسند أبي يعلى، تابع مسند أبي هريرة، الحديث رقم: ٦٥٦١، دارالمأمون للتراث بيروت، وروى أبوداود، عن عوف بن مالك الأشجعي، قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: أنا وامرأة سفعاء الخدّين كهاتين يوم القيامة، وأومأ يزيد بالوسطىٰ والسبابة: امرأة آمت من زوجها، ذات منصب وجمال حبست نفسها على يتاماها، حتى بانوا أو ماتوا. أبوداود، كتاب الأدب، باب: في فضل مَن عالَ يتيماً، الحديث رقم: ٥١٤٩، وأخرجه أحمد في مسند عوف بن مالك، الحديث رقم: ٥٣، ٢٤، (٦/٢٩)، دارإحياء التراث العربي بيروت.

(۱۰۱) اصلاح انقلاب امت، عنوان: نکاح کس صورت میں فرض ہے؟ حصہ دوم، ص: ۳۶۸، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

وفي البحر: (وهو سنة، وعند التوقان واجب)، بيان لصفته، أما الأول: فالمراد به السنة المؤكدة على الأصح ......، بأنها مؤكدة، ومقتضاه الإثم، لولم يتزوج؛ لأن الصحيح أن تارك المؤكدة مؤثم، كما علم في الصلوة، وأفاد بذكر وجوبه حالة التوقان: أن محل الأول حالة الاعتدال، كما في المجمع. والمراد بها حالة القدرة على الوطء، والمهر، والنفقة مع عدم الخوف من الزنا، والجور، وترك الفرائض، والسنن، فلو لم يقدر على واحد من الثلاثة، أو خاف واحداً من الثلاثة، فليس معتدلاً، فلايكون سنة في حقه ......، وأراد بالواجب: اللازم فيشمل الفرض، والواجب الاصطلاحي، الخ. البحر الرائق، كتاب النكاح: ١٤٢/٣، رشيدية، وفي الدر: ويكون واجباً عند التوقان، فإن تيقن الزنا إلا به فرض، وهذا إن ملك المهر. والنفقة، وإلا فلا إثم بتركه (و) يكون (سنة) مؤكدة في الأصح، فيأثم بتركه ويثاب إن نوى تحصيناً وولداً، حال الاعتدال، أي: القدرة على وطء، ومهر، ونفقة، ورجح في النهر وجوبه؛ للمواظبة عليه، والإنكار على من رغب عنه، (ومكروها؛ لخوف الجور)، فإن تيقنه حرم ذلك. الدر المختار. قوله: أي: القدرة على وطء ......، والمراد: حالة القدرة على الوطء، والمهر، والنفقة مع عدم الخوف من الزنا والجور، وترك الفرض، والسنن. فلو لم يقدر على واحد من الثلاثة، أو خاف واحداً من الثلاثة، أي: الأخيرة، فليس معتدلاً، فلايكون سنة في حقه. رد المحتار، كتاب النكاح: ٧٢/٤-٧٤، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب النكاح: ٢٦٧/١، رشيدية.

(۱۰۲) اصلاح انقلاب امت، عنوان: نکاح کی صورت میں سنت اور کون سی صورت میں ممنوع ہے؟ حصہ دوم، ص: ۳۶۹، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

وفي البحر: (وهو سنة، وعند التوقان واجب)، بيان لصفته، أما الأول: فالمراد به السنة المؤكدة على الأصح ......، بأنها مؤكدة، ومقتضاه الإثم، لولم يتزوج؛ لأن الصحيح أن تارك المؤكدة مؤثم، كما علم في الصلوة، وأفاد بذكر =

مسئلہ [172] عاقل، بالغ عورت اگر کفوٗ میں مہرِ مثل کے ساتھ اپنے نکاح کی بات چیت خود ٹھہرا لے اور گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرے تو نکاح منعقد ہو جائے گا، لیکن ایسا کرنا مذموم ہے، نکاح اس کے اولیاء کے توسط سے ہونا چاہیے، لیکن اگر اولیاء غفلت اور لاپرواہی برتیں، اس کی مرضی کی جگہ نکاح نہ کریں تو عورت کو اپنا نکاح خود کر لینا مذموم نہیں، بشرطیکہ کفوٗ میں ہو [۱۰۳]، غیر کفوٗ میں کیا تو (فتویٰ اس پر ہے کہ) نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا اور مہرِ مثل سے کم پر اولیاء کی اجازت کے بغیر کیا تو وہ تنسیخِ نکاح کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ امداد الفتاویٰ ۱۸۹/۲ (۱۰۴)۔

---

[۱۰۳] بے میل اور بے جوڑ نہ ہو، مسلمان ہو، نسب میں برابر ہو، دینداری، مالداری اور پیشہ یا فن میں ہم پلہ ہو۔ مختصر یہ کہ شوہر اس کے برابر کے درجہ کا ہو۔ (مؤلف)

= وجوبه حالة التوقان: أن محل الأول حالة الاعتدال، كما في المجمع. والمراد :بها حالة القدرة على الوطء، والمهر، والنفقة مع عدم الخوف من الزنا، والجور، وترك الفرائض، والسنن، فلو لم يقدر على واحد من الثلاثة، أو خاف واحداً من الثلاثة، فليس معتدلاً، فلايكون سنة في حقه ......، وأراد بالواجب: اللازم فيشمل الفرض، والواجب الاصطلاحي، الخ. البحر الرائق، كتاب النكاح: ١٤٢/٣، رشيدية، وفي الدر: ويكون واجباً عند التوقان، فإن تيقن الزنا إلا به فرض، وهذا إن ملك المهر، والنفقة، وإلا فلا إثم بتركه (و) يكون (سنة) مؤكدة في الأصح، فيأثم بتركه ويثاب إن نوى تحصيناً وولداً، حال الاعتدال، أي: القدرة على وطء، ومهر، ونفقة، ورجح في النهر وجوبه؛ للمواظبة عليه، والإنكار على من رغب عنه، (ومكروها؛ لخوف الجور)، فإن تيقنه حرم ذلك. الدر المختار. قوله: أي: القدرة على وطء ......، والمراد: حالة القدرة على الوطء، والمهر، والنفقة مع عدم الخوف من الزنا والجور، وترك الفرض، والسنن. فلو لم يقدر على واحد من الثلاثة، أو خاف واحداً من الثلاثة، أي: الأخيرة، فليس معتدلاً، فلايكون سنة في حقه. رد المحتار، كتاب النكاح: ٧٢/٤-٧٤، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب النكاح: ٢٦٧/١، رشيدية.

(۱۰۴) امداد الفتاویٰ، کتاب النکاح، باب الأولیاء والأکفاء، عنوان: اشتراط قضائے قاضی در فسخِ نکاح بغیر کفو: ۲/۲۷۳، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

أخرج أبوداود، عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: الأيّم أحق بنفسها من وليّها، والبكر تستأمر في نفسها وإذنها صماتها. أبو داود، كتاب النكاح، باب: في الثيب، الحديث رقم: ٢٠٩٨، وفي الدر: (فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا) رضا (وليّ) والأصل: أن كل من تصرفَ في ماله، تصرف في نفسه، وما لا فلا (وله) أي: للولي (إذا كان عصبة)، ولو غير محرم ......، الاعتراض في غير الكفء) فيفسخه القاضي ......، (ويفتى) في غير الكفء (بعدم جوازه أصلاً)، وهو المختار للفتوى؛ (لفساد الزمان). الدر المختار. قوله: (في غير الكفء) أي: في تزويجها نفسها من غير كفء، وكذا له الاعتراض في تزويجها نفسها بأقل من مهر مثلها، حتى يتم مهر المثل، أو يفرق القاضي. رد المحتار، كتاب النكاح، باب الولي: ١٥٠/٤-١٥٢، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب النكاح، الباب الرابع في الأولياء: ٢٨٧/١، رشيدية، كذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، باب الأولياء والأكفاء: ١١٧/٣، رشيدية.

بابِ ہفتم

ترکہ اور اس کی تقسیم

❁ -ترکہ سے تجہیز وتکفین کے مصارف

❁ -مرض الموت کی تشریح

❁ -وصی کا بیان اور وارثوں پر میراث کی تقسیم

❁ -قرضوں کی ادائیگی

❁ -صحیح اور باطل وصیتیں

❁ -وصیت نامہ

❁ -لڑکیوں کو میراث نہ دینا

بابِ ہفتم

میت کا ترکہ اور اس کی تقسیم، ترکہ سے تجہیز و تکفین کے مصارف، قرضوں کی ادائیگی، جائز وصیتوں کی تعمیل، مرض الموت کی تشریح اور اس کے خاص احکام، وصی کا بیان اور وارثوں پر میراث کی تقسیم

ترکہ اور اس کی تقسیم

مرنے والا انتقال کے وقت اپنی ملکیت میں جو کچھ منقولہ وغیر منقولہ مال، جائیداد، نقد روپیہ، زیورات، کپڑے اور کسی بھی طرح کا چھوٹا بڑا سامان چھوڑتا ہے، خواہ سوئی دھاگہ ہی ہو، از روئے شریعت وہ سب اس کا ترکہ ہے، انتقال کے وقت اس کے بدن پر جو کپڑے ہوں، وہ بھی اس میں داخل ہیں، نیز میت کے جو قرضے کسی کے ذمہ رہ گئے ہوں اور میت کی وفات کے بعد وصول ہوں، وہ بھی اس کے ترکہ میں داخل ہیں (۱)۔

میت کے کل ترکہ میں ترتیب وار چار حقوق واجب ہیں، ان کو شرعی قاعدے کے مطابق ٹھیک ادا

---

(۱) لأن التركة في الاصطلاح: ماتركه الميت من الأموال صافياً عن تعلق حق الغير بعين من الأموال. رد المحتار، كتاب الفرائض: ٥/٤٨٣، رشيدية، وفي البحر:المراد من التركة: ماتركه المیّت خالياً عن تعلق حق الغير بعينه. البحر الرائق، كتاب الفرائض: ٩/٣٦٥، رشيدية، وفي الفقه الإسلامي: وهي عند الحنفية: الأموال والحقوق المالية التي كان يملكها الميت، فتشمل الأموال المادية: من عقارات، ومنقولات، وديون على الغير الخ. الفقه الإسلامي وأدلته: ٩/٧٧٢٦، الباب السادس في الميراث، رشيدية.

کرنا وارثوں کی اہم ذمہ داری ہے، یہاں تک کہ اگر میت کی جیب میں ایک الائچی بھی پڑی ہو، تو کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ سب حقداروں کی اجازت کے بغیر اس کو منہ میں ڈال لے، کیونکہ وہ ایک آدمی کا حصہ نہیں، وہ چار حقوق یہ ہیں:

۱- تجہیز و تکفین۔

۲- دین اور قرض، اگر میت کے ذمہ کسی کا رہ گیا ہو۔

۳- جائز وصیت اگر میت نے کی ہو۔

۴- وارثوں پر میراث کی تقسیم (۲)۔

یعنی ترکہ میں سب سے پہلے تجہیز و تکفین اور تدفین کے مصارف ادا کئے جائیں، پھر اگر کچھ ترکہ بچے تو میت کے ذمہ جو لوگوں کے قرضے ہوں، وہ سب ادا کئے جائیں، اس کے بعد اگر کچھ ترکہ باقی رہے، تو اس کے ایک تہائی کی حد تک میت کی جائز وصیت پر عمل کیا جائے اور بقیہ دو تہائی بطور میراث، سب وارثوں کو شرعی حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے، اگر میت کے ذمہ نہ کوئی قرض تھا، نہ اس نے ترکہ کے متعلق کچھ وصیت کی تھی، تو تجہیز و تکفین اور تدفین کے بعد جو ترکہ بچے، وہ سب کا سب وارثوں کا ہے، جو شریعت کے مقرر کردہ حصوں کے مطابق ان میں تقسیم ہوگا، مذکورہ بالا چاروں حقوق کی تفصیل مستقل عنوانات کے تحت آگے بیان ہوگی (۳)۔

---

(۲) في الدر: يبدأ من تركة الميت الخالية عن تعلق حق الغير ......، بتجهيزه ......، ثم تقدم ديونه التي لها مطالب من جهة العباد، ثم تقدم وصيته من ثلث ما بقي بعد تجهيزه، وديونه، ثم يقسم الباقي بعد ذلك بين ورثته. تنوير الأبصار مع الدر المختار: ٥/٤٨٤، ٤٨٣، ٤٨٥، رشيدية، وفي البحر: فيجب أن يعلم أن التركة تتعلق بها حقوق أربعة: جهاز الميت، ودفنه، والدين، والوصية، والميراث. البحر الرائق، كتاب الفرائض: ٩/٣٦٦، رشيدية، وفي مجمع الأبحر: يبدأ من تركة الميت بتجهيزه ودفنه بلا إسراف ولا تقتير، ثم تقضي ديونه، ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقي بعد الدين، ثم يقسم الباقي بين ورثته. ملتقى الأبحر على صدر مجمع الأنهر: ٤/٤٩٣، ٤٩٥، كتاب الفرائض، رشيدية.

(۳) مفید الوارثین، ترکہ اور مال میراث کا بیان، ص:۳۵، فصل چہارم، ادارہ اسلامیات لاہور۔

في الدر: والحقوق ههنا خمسة بالاستقراء؛ لأن الحق إما للميت، أو عليه، أولا، ولا. الأول: التجهيز، والثاني: إما أن يتعلق بالذمة، وهو الدين المطلق، أولا، وهو المتعلق بالعين، والثالث: إما اختياري، وهو الوصية، أو: اضطراري، وهو الميراث ......، (يبدأ من تركة الميت الخالية عن تعلق حق الغير بعينها كالرهن والعبد الجاني) ......، (بتجهيزه) يعم التكفين، (من غير تقتير، ولا تبذير) ......، (ثم) تقدم (ديونه التي لها مطالب من جهة العباد)، ويقدم دين=

وہ چیزیں جو ترکہ میں داخل نہیں

❊– ان چاروں حقوق کی تفصیل سے پہلے یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ میت کے پاس جو چیزیں ایسی تھیں کہ شرعاً وہ ان کا مالک نہ تھا، اگر چہ وہ بلا تکلف ان کو مالکوں کی طرح استعمال کرتا رہا ہو، وہ اس کے ترکہ میں داخل نہ ہونگی، ایسی سب اشیاء ان کے اصل حقداروں کو واپس کی جائیں، تجہیز و تکفین وغیرہ میں ان کا خرچ کرنا جائز نہیں مثلاً!

۱– جو چیزیں میت نے کسی سے عاریت (عارضی طور پر مانگی ہوئی) لی تھیں، یا کسی نے اس کے پاس امانت رکھ دی تھیں، وہ ترکہ میں داخل نہ ہوں گی، ایسی سب چیزیں ان کے مالکوں کو واپس کی جائیں۔ مفید الوارثین: ۲۷ (۴)۔

= الصحة على دين المرض ......، (ثم) تقدم وصيته ......، من ثلث ما بقي بعد تجهيزه وديونه ......، (ثم) رابعاً، بل خامساً (يقسم الباقي) بعد ذلك (بين ورثته). الدر المختار، كتاب الفرائض: ۱۰/۵۲۵-۵۲۳، رشيدية، وفي البحر: وأما الحقوق المتعلقة بالتركة فأربعة: الكفن، والدفن، والوصية، والدين والميراث. فأول مايبدأ منها بكفن الميت ودفنه؛ لأن ستر عورته ومُوَاراةَ سَوْ آتِهِ من أهم حوائجه، واستغراق الدين بماله لم يمنعه من ذلك حال حياته، فكذلك بعد وفاته، ثم تقضى ديونه؛ لأنها أهم من قضاء ديون الله؛ لاستغناء الله تعالىٰ ......، ثم تنفذ وصيته من الثلث؛ لأنها من حوائج الميت ......، ثم يقسم الباقي بين ورثته على فرائض الله تعالىٰ، وسنة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم. البحر الرائق، كتاب الفرائض: ۹/۳٦٤، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الفرائض: ٦/٤٤٧، رشيدية.

(۴) مفید الوارثین، فصل چہارم، ترکہ اور مال میراث کا بیان، ص: ۲۷، ادارہ اسلامیات لاہور۔

في البحر: التركة: ما تركه الميت خاليا عن تعلق حق الغير بعينه، وإن كان حق الغير متعلقاً به الرهن والعبد الجاني، والمشترى قبل القبض، فإن صاحبه يقدم على التجهيز، كما في حال حياته الخ. البحر الرائق، كتاب الفرائض: ۹/۳٦٥، رشيدية، وفي الدر: يبدأ من تركة الميت الخالية عن تعلق حق الغير بعينها كالرهن والعبد الجاني، والمأذون المديون، والمبيع المحبوس بالثمن، والدار المستأجرة، وإنما قدمت على التكفين؛ لتعلقها بالمال قبل صيرورته. الدر المختار. قوله: الخالية الخ. صفة كاشفة؛ لأن التركة في الاصطلاح: ماتركه الميت من الأموال صافياً عن تعلق حق الغير بعين من الأموال. ......، قوله: وإنما قدمت الخ. أي: هذه الحقوق المتعلقة بهذه الأعيان. والأصل: أن كل حق يقدم في الحياة يقدم في الوفاة، وتقديمها على التجهيز هو الذي جزم به في المعراج. رد المحتار، كتاب الفرائض: ۱۰/۵۲۸، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الفرائض: ٦/٤٤٧، رشيدية.

۲- اگر میت نے کسی کی کوئی چیز زبردستی یا چوری یا خیانت کر کے رکھ لی تھی، تو وہ بھی ترکہ میں داخل نہیں، اس کے مالک کو واپس کی جائے۔ مفید الوارثین، ۲۸ (۵)۔

۳- اگر میت نے مرض الموت [۶] سے پہلے اپنی کوئی چیز ہبہ کر دی، یعنی کسی کو تحفہ یا ہدیہ میں دے دی تھی اور اس پر لینے والے کا قبضہ بھی کرا دیا تھا، تو وہ چیز میت کی ملک سے نکل گئی اور لینے والا اس کا مالک ہو گیا، لہٰذا میت کے انتقال کے بعد وہ اس کے ترکہ میں داخل نہ ہوگی، لیکن اگر صرف زبانی یا تحریری طور پر کہا تھا کہ "یہ چیز تم کو دیتا ہوں" یا "میں نے یہ چیز تمہیں ہبہ کر دی ہے" اور قبضہ نہیں کرایا تھا، تو اس کے کہنے یا لکھنے کا کوئی اعتبار نہیں، یہ نہ ہبہ ہوا، نہ وصیت، بلکہ یہ چیز میت ہی کی ملک میں رہے گی اور میت کے انتقال کے بعد اس کے ترکہ میں داخل ہوگی۔ بہشتی زیور، ۶۰ (۷)۔

---

[۶] یعنی جس بیماری میں میت کا انتقال ہوا، مرض الموت کی مفصل تشریح وصیت کے بیان کے آخر میں مستقل عنوان کے تحت آئے گی۔ رفیع۔

---

(۵) مفید الوارثین، فصل چہارم، ترکہ اور مال میراث کا بیان، ص: ۲۸، ادارہ اسلامیات لاہور۔

في البحر: التركة: ماتركه الميت خاليا عن تعلق حق الغير بعينه، وإن كان حق الغير متعلقاً به الرهن والعبد الجاني والمشترى قبل القبض، فإن صاحبه يقدم على التجهيز، كما في حال حياته الخ. البحر الرائق، كتاب الفرائض: ۳٦٥/۹، رشيدية، وفي الدر: يبدأ من تركة الميت الخالية عن تعلق حق الغير بعينها، كالرهن والعبد الجاني، والمأذون المديون، والمبيع المحبوس بالثمن، والدار المستأجرة، وإنما قدمت على التكفين؛ لتعلقها بالمال قبل صيرورته. الدر المختار. قوله: الخالية الخ. صفة كاشفة؛ لأن التركة في الاصطلاح: ماتركه الميت من الأموال صافياً عن تعلق حق الغير بعين من الأموال. ......، قوله: وإنما قدمت الخ. أي: هذه الحقوق المتعلقة بهذه الأعيان. والأصل: أن كل حق يقدم في الحياة يقدم في الوفاة وتقديمها على التجهيز هو الذي جزم به في المعراج. رد المحتار، كتاب الفرائض: ۱۰/٥۲۸، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الفرائض: ٤٤٧/٦، رشيدية.

(۷) اصلی اشرفی بہشتی زیور، وصیت کا بیان، ص: ۳۹۳، ۳۹۴، حصہ پنجم، دار الاشاعت کراچی۔

وفي البزازية: وهب في مرض ولم يسلمه، حتى مات بطلت الهبة؛ لأنه وإن كان وصية حتى اعتبر فيه الثلث فهو هبة حقيقة، فيحتاج إلى القبض. البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الهبة، نوع في هبة المريض وغيره: ٦/٢٤٠، رشيدية، وفي لسان الحكام: نوع في هبة المريض وغيره: وهب في مرضه ولم يسلمه حتى مات بطلت الهبة؛ لأنه وإن كان وصيه حتى اعتبر فيه الثلث فهو هبة حقيقة، فيحتاج إلى القبض. لسان الحكام، لإبراهيم الحنفي، الفصل التاسع عشر في الهبة، ص: ۳۷۲، مصطفىٰ البابي القاهرة، وهكذا في رد المحتار، كتاب الهبة، باب الرجوع في الهبة: ٥/٧٠٠، رشيدية.

اور اگر مرض الموت میں دی تھی اور اس کا قبضہ بھی کرادیا تھا، تو یہ دینا وصیت کے حکم میں ہے، لہٰذا یہ چیز [تر]کہ میں شمار ہوگی اور تجہیز و تکفین اور قرضوں کی ادائیگی کے بعد، جن شرائط کے ساتھ دوسری وصیتوں پر عمل ہوتا [ہ]ے، اس پر بھی ہوگا، اس مسئلہ کی مزید تفصیل وصیت کے بیان میں مستقل عنوان کے تحت آئے گی۔ بہشتی [ز]یور(۸)، مفید الوارثین(۹)، شامی(۱۰)۔

[م]وت کے بعد وصول ہونے والی پنشن بھی ترکہ میں داخل نہیں

پنشن جب تک وصول نہ ہو جائے، مِلک میں داخل نہیں ہوتی، لہٰذا میت کی پنشن کی جتنی رقم اس کی [م]وت کے بعد وصول ہو، وہ ترکہ میں شمار نہ ہوگی، کیونکہ ترکہ وہ ہوتا ہے، جو میت کی وفات کے وقت اس کی ملکیت [می]ں ہو اور یہ رقم اس کی وفات تک اس کی ملکیت میں نہیں آئی تھی، لہٰذا ترکہ میں جو چار حقوق واجب ہوتے ہیں، [و]ہ اس رقم میں واجب نہ ہوں گے اور میراث بھی اس میں جاری نہ ہوگی، البتہ حکومت (یا وہ کمپنی جس سے پنشن ملی [ہ]ے) جس کو یہ رقم دے دے گی، وہی اس کا مالک ہو جائے گا، کیونکہ یہ ایک قسم کا انعام ہے، تنخواہ یا اجرت نہیں۔ [پ]س اگر حکومت یا کمپنی یہ رقم میت کے کسی ایک رشتہ دار کی ملکیت کر دے، تو وہی اس کا تنہا مالک ہوگا اور اگر سب [وا]رثوں کے واسطے دے، تو سب وارث آپس میں تقسیم کرلیں گے[۱۱]، مگر یہ تقسیم میراث کی وجہ سے نہ ہوگی، بلکہ یوں

[۱۱]"أقول: الظاهر أنه يقسم علىٰ قدر سهامهم في الإرث، وإن لم يكن المال موروثا من الميت؛ لما في الدر [ال]مختار: "إن أوصىٰ لورثة فلان، فهو للذكر مثل حظ الأنثيين؛ لأنه (أي الموصىٰ "اعتبر الوارثة"، وقال [ال]شامي تحته: "لأن التنصيص على الاسم المشتق يدل علىٰ أن الحكم يترتب علىٰ مأخذ الاشتقاق، فكانت [ال]وراثة هي العلة، زيلعي: ثم قال الشامي وظاهره: أن قوله: للذكر مثل حظ الانثيين، ليس عاماً في جميع [ال]ورثة بل خاص بالأولاد والإخوة والأخوات، وفي غيرهم يقسم على قدر فروضهم، وهوالمذكور في [الإ]سعاف والخصاف في مسائل الأوقاف، والوصية أخت الوقف". انظر رد المحتار: ۶۰۳/۵(۱۲).

(۸) اصلی اشرفی بہشتی زیور، وصیت کا بیان، ص:۳۹۲، حصہ پنجم، دارالاشاعت کراچی۔

(۹) مفید الوارثین، فصل چہارم، ترکہ اور مال میراث کا بیان، ص:۲۸، ادارہ اسلامیات لاہور۔

(۱۰) قال الشامي: فروع: وهب في مرضه ولم يسلم، حتى مات بطلت الهبة؛ لأنه وإن كان وصية، حتى اعتبر فيه [الث]لث، فهو هبة حقيقة، فيحتاج إلى القبض. الدر المختار، كتاب الهبة، باب الرجوع في الهبة: ۷۰۱/۵، رشيدية.

(۱۱) الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الوصايا، باب الوصية للأقارب وغيرهم. ۴۱۵/۱۰، رشيدية.

سمجھا جائے گا کہ حکومت یا کمپنی نے ان کو یہ انعام اپنی طرف سے دیا ہے۔

نوٹ: ہر ماہ تنخواہ میں سے وضع کیئے ہوئے پرائیویڈنٹ فنڈ، جو کہ موت، یا ریٹائر ہونے پر دیئے جاتے ہیں، پنشن کے اس حکم میں داخل نہیں ہیں، ان کا حکم معتبر علماء سے دریافت کر کے عمل کریں (۱۳)۔

میت کی بعض املاک بھی ترکہ میں داخل نہیں ہوتیں

❊ — یہاں تک کے بیان کا خلاصہ یہ ہوا کہ میت کے انتقال کے وقت جو کچھ اس کی ملکیت میں تھا، وہ سب اس کا ترکہ ہے اور جو چیز اس وقت اس کی ملکیت میں نہیں تھی، وہ ترکہ میں داخل نہیں، لیکن اس قانون سے بعض خاص صورتیں مستثنیٰ ہیں، یعنی بعض متعین چیزیں، جن کی ذات ہی کے ساتھ کسی اور شخص کا حق وابستہ ہو، وہ میت کی ملک ہونے کے باوجود ترکہ میں داخل نہیں ہوتیں، اس کی دو مثالیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

۱- جو چیزیں میت نے خرید لی تھیں، قیمت ادا نہیں کی تھی اور ہنوز اس شے پر قبضہ بھی نہیں کیا تھا، بلکہ فروخت کرنے والے ہی کے پاس موجود [۱۴] تھی اور میت نے اس کے سوا کوئی مال بھی نہیں چھوڑا (جس سے تجہیز و تکفین کے مصارف ادا کرنے کے بعد وہ قیمت ادا کی جائے) تو وہ چیز اگرچہ ملک میت کی ہو چکی تھی، مگر اس کے ترکہ میں داخل نہ ہوگی۔

۲- اسی طرح جو چیز میت نے قرض کے بدلے میں رہن (گروی) کر دی تھی اور اس قرض کی ادائیگی کے لئے کوئی مال بھی نہیں چھوڑا، تو وہ بھی اگرچہ میت کی ملک تھی، مگر اس کے ترکہ میں داخل نہ ہوگی۔ یعنی جب میت نے کچھ مال ہی نہیں چھوڑا تو وہ فروخت کرنے والا، جس نے اپنی چیز کی قیمت نہیں پائی اور وہ قرض خواہ (مرتہن) جس کا قرض ابھی وصول نہیں ہوا، ان چیزوں کو جو ان کے قبضہ میں موجود ہیں، فروخت کرا کے سب سے پہلے اپنا حق لے سکتے ہیں، ان کا حق ادا ہو جانے کے بعد فروخت شدہ چیز کی قیمت میں سے اگر کچھ باقی

---

[۱۴] اگر میت نے قبضہ کر لیا تھا اور قیمت ادا نہیں کی تھی، تو فروخت کرنے والا اس شے کو واپس نہیں لے سکتا، یہ ترکہ میں داخل ہوگی اور اس سے تجہیز و تکفین کے مصارف ادا کرنے کے بعد، فروخت کرنے والے کو اس کی قیمت قرض کے قاعدے کے مطابق ادا کی جائے گی۔ قرض کے احکام آگے قرض کے بیان میں آئیں گے۔ رفیع۔

---

(۱۳) تفصیل کے لئے: پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود، تالیف: مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ دار العلوم کراچی ملاحظہ فرمائیں۔

رہے، تو وہ ترکہ سمجھا جائے گا اور اس میں تجہیز و تکفین، قرض و وصیت اور میراث قاعدہ کے مطابق جاری ہوں گے اور اگر کچھ باقی نہ رہے تو عزیز ورشتہ دار اپنے پاس سے تجہیز و تکفین کریں۔ درمختار (۱۵)، شامی (۱۶) مفید الوارثین (۱۷)۔

ہم نے یہاں صرف یہ دو مثالیں ذکر کی ہیں، اگر ان سے ملتی جلتی کوئی اور صورت پیش آئے کہ میت کی کسی خاص اور متعین مملوک چیز میں دوسرے کا حق لگا ہوا ہو، تو کسی محقق عالم دین سے پوچھ کر عمل کیا جائے، خود اپنی رائے اور قیاس سے ہرگز عمل نہ فرمائیں، کیونکہ ذرا سے فرق سے (جسے ہر شخص نہیں سمجھ سکتا) حکم بدل جاتا ہے۔

جو چیز زندگی میں کسی کے لئے خاص کر دی ہو، وہ ترکہ میں داخل ہے

❊- اگر کسی نے زندگی میں اپنی اولاد کی شادی کے لئے نقد روپیہ یا کپڑا اور زیورات وغیرہ جمع کیا تھا اور ارادہ تھا کہ اس کو خاص فلاں بیٹے یا بیٹی کی شادی [۱۸] میں خرچ کروں گا، یا بیٹی کے جہیز میں دوں گا، مگر تقدیر

[۱۸] اگر یہ صورت کسی نابالغ اولاد کے بارے میں پیش آئے تو اس کا حکم معتبر علماء سے دریافت کرلیں۔ رفیع۔

---

(۱۵) في الدر: يبدأ من تركة الميت الخالية عن تعلق حق الغير بعينها، كالرهن، والعبد الجاني، والمأذون المديون، والمبيع المحبوس بالثمن الخ. الدر المختار. قوله: كالرهن الخ. مثال للعين التي تعلق بها حق الغير، فإذا رهن شيئاً وسلمه ولم يترك غيره، فدين المرتهن مقدم على التجهيز، فإن فضل بعده شيء صرف إليه ......، قوله: والمبيع المحبوس بالثمن، كما لو اشترى عبداً ولم يقبضه فمات قبل نقد الثمن، فالبائع أحق بالعبد من تجهيز المشترى. رد المحتار، كتاب الفرائض: ۵۲۸/۱۰، رشيدية، وفي البحر: المراد من التركة: ماتركه الميت خالياً عن تعلق حق الغير بعينه، وإن كان حق الغير متعلقاً به الرهن، والعبد الجاني، والمشترى قبل القبض؛ فإن صاحبه يقدم على التجهيز، كما في حال حياته. البحر الرائق، كتاب الفرائض: ۳۶۵/۹، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الفرائض: ۴۴۷/۶، رشيدية.

(۱۶) قال الشامي: قوله: كالرهن الخ. مثال للعين التي تعلق بها حق الغير، فإذا رهن شيئاً وسلمه ولم يترك غيره، فدين المرتهن مقدم على التجهيز فإن فضل بعده شيء صرف إليه ......، قوله: والمبيع المحبوس بالثمن) كما لو اشترى عبداً ولم يقبضه فمات قبل نقد الثمن فالبائع أحق بالعبد من تجهيز المشترى. رد المحتار، كتاب الفرائض: ۵۲۸/۱۰، رشيدية، وفي البحر: المراد من التركة ماتركه الميت خالياً عن تعلق حق الغير بعينه وإن كان حق الغير متعلقاً به الرهن والعبد الجاني والمشترى قبل القبض؛ فإن صاحبه يقدم على التجهيز كما في حال حياته. البحر الرائق، كتاب الفرائض: ۳۶۵/۹، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الفرائض: ۴۴۷/۶، رشيدية.

(۱۷) مفید الوارثین، ترکہ اور مال میراث کا بیان، ص: ۳۶، ادارہ اسلامیات لاہور۔

سے اس شخص کا انتقال ہوگیا اور وہ چیزیں اس اولاد کو مالکانہ طور پر قبضہ میں نہیں دی تھیں، تو یہ سب مال واسباب ترکہ میں داخل ہوگا اور اس بیٹے یا بیٹی کا کوئی خاص استحقاق نہ ہوگا، بلکہ تجہیز وتکفین، ادائے قرض اور وصیتوں کی تعمیل کے بعد میراث کے قاعدے کے مطابق اس کا جتنا حصہ بنتا ہے وہی ملے گا۔ مفید الوارثین (۱۹)۔

یہ سمجھ لینے کے بعد کہ ترکہ کس کو کہتے ہیں اور اس میں کونسی چیزیں داخل ہیں، اب ان چار حقوق کی تفصیل سمجھئے، جو ترکہ سے متعلق ہیں اور جن میں یہ ترکہ ترتیب وار تقسیم کیا جائے گا۔
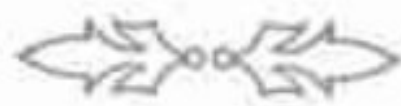
۱- تجہیز وتکفین کے مصارف

میت کے ترکہ میں سے سب سے پہلے اس کی تجہیز وتکفین کا خرچ لیا جائے، مگر یہ کام بہت سیدھے سادے شرعی طریقہ سے سنت کے مطابق کریں، (جس کی تفصیل شروع کتاب میں آچکی ہے) اور کفن بھی میت کی حیثیت کے مطابق دیں، کپڑا سفید ہونا چاہیے، مگر ایسی قیمت کا ہو، جس قیمت کا کپڑا وہ اکثر پہن کر گھر سے باہر نکلتا اور لوگوں سے ملتا تھا اور مسجد وبازار میں جاتا تھا، نہ اتنی کم قیمت کا گھٹیا کفن دیں، جس سے اس کی تحقیر وتذلیل ہو، نہ اتنا بیش قیمت دیں کہ جس میں اسراف ہو اور قرض خواہوں یا وارثوں کے حق میں نقصان آئے، قبر بھی کچی بنائی جائے، خواہ میت مالدار ہو یا فقیر، غسل دینے یا قبر کھودنے والا اگر اجرت پر لینا پڑے، تو یہ خرچ بھی حسب حیثیت، متوسط درجہ کا کریں، اگر عام مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ ملے، تو قبر کے لئے زمین خرید لی جائے، اس کی قیمت بھی دیگر سامان [۲۰] تجہیز وتکفین

[۲۰] تجہیز وتکفین کے کل سامان کی مکمل فہرست کتاب کے شروع میں آچکی ہے، وہ سب سامان خوشبو سمیت ترکہ سے لیا ←

(۱۹) مفید الوارثین، ترکہ اور مال میراث کا بیان، ص: ۲۹، ادارہ اسلامیات لاہور۔

وفي البزازية: وهب في مرض ولم يسلمه حتى مات بطلت الهبة؛ لأنه وإن كان وصيه حتى اعتبر فيه الثلث فهو هبة حقيقة، فيحتاج إلى القبض. البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الهبة، نوع في هبة المريض وغيره: ٦/ ٢٤٠، رشيدية، وفي لسان الحكام: نوع في هبة المريض وغيره: وهب في مرضه ولم يسلمه حتى مات بطلت الهبة؛ لأنه وإن كان وصيه حتى اعتبر فيه الثلث فهو هبة حقيقة، فيحتاج إلى القبض. لسان الحكام، لإبراهيم الحنفي، الفصل التاسع عشر في الهبة، ص: ٣٧٢، مصطفىٰ البابي القاهرة، وهكذا في رد المحتار، كتاب الهبة، باب الرجوع في الهبة: ٥/ ٧٠٠، رشيدية.

کی طرح ترکہ میں سے لے لی جائے۔ مفید الوارثین ۳۲ (۲۱)۔

مسئلہ [173] بڑا چادرہ جو جنازہ کے اوپر ڈھانپ دیا جاتا ہے، کفن میں داخل نہیں [۲۲] اور وہ جانماز جو کفن کے کپڑے میں سے امام کے لئے بچالی جاتی ہے، کفن سے بالکل زائد اور فضول ہے، لہٰذا اگر میت کے ترکہ میں ادائے قرض سے زائد مال نہ ہو، یا وارث نابالغ ہوں تو یہ جانماز اور چادر بنا کر قرضخواہوں کا یا یتیموں کا نقصان کرنا ہرگز جائز نہیں، سخت ممنوع ہے، بعض ناواقف لوگ اس مسئلہ کو سن کر ہنسیں گے، لیکن یہ سن کر ان کی آنکھیں کھل جائیں گی کہ شریعت کی معتبر کتابوں میں یہاں تک لکھا ہے کہ اگر میت زیادہ مقروض ہو، تو وارثوں پر قرضخواہ جبر کر سکتے ہیں کہ صرف دو ہی کپڑوں میں کفن دیں، یعنی کفن مسنون سے بھی ایک کپڑا (کفنی یا ازار) کم کرا سکتے ہیں (۲۳)، پھر ان زائد چادروں اور جانمازوں کی کیا حقیقت ہے۔ مفید الوارثین ۳۳ (۲۴)۔

⬅ جا سکتا ہے۔ (شامی) (۲۵)۔

[۲۲] اس کی تفصیل بھی کتاب کے شروع میں تجہیز و تکفین کے سامان کی فہرست میں بیان ہو چکی ہے، اُسے دوبارہ دیکھ لیا جائے۔ رفیع۔

---

(۲۱) مفید الوارثین، دوسرا باب، جو چیزیں میراث پر مقدم ہیں، فصل اول، تجہیز و تکفین کا بیان، ص: ۳۲، ادارہ اسلامیات لاہور۔

وفي الدر: يبدأ من تركة الميت الخالية عن تعلق حق الغير ...... (بتجهيزه) يعم التكفين (من غير تقتير ولا تبذير)، ككفن السنة، أو قدر ما كان يلبسه في حياته. الدر المختار. قوله: ككفن السنة، أي: من حيث العدد. وقوله: أو قدر ماكان يلبسه في حياته، أي: من حيث القيمة، وأو بمعنى: الواو، قال في سكب الأنهر: ثم الإسراف نوعان من حيث العدد: بأن يزاد في الرجل على ثلاثة أثواب، وفي المرأة على خمسة، ومن حيث القيمة بأن يكفن فيما قيمته تسعون، وقيمة ما يلبسه في حياته ستون مثلاً. والتقتير أيضاً نوعان عكس الإسراف، عدداً وقيمة، وهذا إذا لم يوص بذلك، فلو أوصى تعتبر الزيادة على كفن المثل من الثلث، وكذا لو تبرع الورثة به، أو أجنبي فلا بأس بالزيادة من حيث القيمة لا العدد. رد المحتار، كتاب الفرائض: ۱۰/۵۲۹، رشيدية، وفي البحر: يبدأ من تركة الميت بتجهيزه ......، يقدم تجهيزه من غير تقتير ولا تبذير، وهو قدر كفن الكفاية، أو كفن السنة، أو قدر ما كان يلبسه في حال حياته من الوسط، أو من الذي كان يتزين به في الأعياد والجمع والزيارات على ما اختلفوا فيه؛ لقوله تعالىٰ ﴿والذين إذا انفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذلك قواماً﴾ (سوره الفرقان: ٦٧). البحر الرائق، كتاب الفرائض: ۹/۳٦۷، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الفرائض: ٦/٤٤٧، رشيدية.

(۲۵) ردالمحتار، كتاب الفرائض: ۱۰/۵۲۸، رشيدية.

(۲۳) في الدر: وهل للغرماء المنع من كفن المثل؟ قولان: والصحيح: نعم؛ الدر المنتقى: فيكفن بكفن الكفاية، وهو ثوبان للرجل وثلاثة للمرأة. رد المحتار، كتاب الفرائض: ۱۰/۵۲۹، رشيدية، وفي حاشية البحر: قال الفقيه أبو جعفر:=

مسئلہ [174] شریعت کے مطابق تجہیز وتکفین اور تدفین کرنے کے علاوہ اور جو طرح طرح کی رسمیں، فضول خرچی اور بدعتیں اس موقع پر کی جاتی ہیں، مثلاً اہلِ میت کی طرف سے دعوت وغیرہ، ان کے اخراجات ترکہ سے لینا ہرگز جائز نہیں، اسی طرح تعزیت کے لئے آنے والوں کی مہمانداری میں بھی ترکہ کی کوئی چیز خرچ کرنا جائز نہیں، جو شخص ایسا کرے گا، خواہ وارث ہو یا غیر وارث، تو اس زائد خرچ کا اسے تاوان دینا پڑے گا، یا اگر وہ وارث ہے تو اس کے حصہ میراث میں سے منہا کیا جائے گا۔ مفید الوارثین ۳۳ (۲۵)۔

مسئلہ [175] صدقات وخیرات جو بعض ناواقف لوگ میت کے ترکہ میں سے (ترکہ کی تقسیم سے پہلے) کر دیتے ہیں، مثلاً غلہ، پیسے، کپڑے وغیرہ خیرات کر دیئے جاتے ہیں، یہ ہرگز مصارف تجہیز وتکفین میں شمار نہ ہوں گے، بلکہ کرنے والے کے ذمہ تاوان واجب ہوگا، اس معاملہ میں بہت احتیاط کرنی چاہیے، بعض دفعہ میت کے وارثوں میں چھوٹے چھوٹے قابلِ رحم یتیم بچے ہوتے ہیں، یا میت مقروض ہوتا ہے اور دوسرے رشتہ دار، رسموں کی پابندی اور مالِ مفت دلِ بے رحم سمجھ کر بے جا صَرف کرتے ہیں اور آخرت کا عذاب اپنے سر لیتے ہیں، کیونکہ اس سے قرضخواہوں کا یا وارثوں کا حق مارا جاتا ہے، کبھی یہ ہوتا ہے کہ میت کے سلے ہوئے کپڑے میت کی طرف سے اللہ واسطے دے دیئے جاتے ہیں، کہیں شوہر مر جاتا ہے اور بیوہ اور نابالغ بچے رہ جاتے ہیں، تو بیوہ صاحبہ بے دھڑک اس کے ترکہ میں سے خیرات کرتی ہیں، یہ خبر نہیں کہ اس مال میں معصوم بچوں کا حق ہے، اگرچہ وہ ان کی ماں ہے، لیکن ان کے مال کو بلاضرورت خرچ کرنے کی مختار نہیں، بچے اگر اجازت بھی دے دیں،

= ليس لهم ذلك، بل يكفن بكفن الكفاية ويقضى بالباقي الدين، بناء على مسألة ذكرها الخصاف في أدب القاضي: إذا كان للمديون ثياب حسنة يمكنه الاكتفاء بما دونها يبيع القاضي، ويقضي الدين، ويشتري بالباقي ثوباً يكفيه، فكذا في الميت المديون؛ اعتباراً بحالة الحياة، وهو الصحيح. منحة الخالق على هامش البحر الرائق، كتاب الجنائز. ٣٠٩/٢ رشيدية، وفي البحر: قالوا: إذا كان للمديون ثياب يلبسها يكتفي دونها، يبيع ثيابه، ويقضي الدين ببعض ثمنها ويشتري بما بقي ثوبا يلبسه؛ لأن قضاء الدين فرض عليه، فكان أولىٰ من التجمل. البحر الرائق، كتاب الإكراه، باب الحجر: ٩٥/٨، رشيدية، وهكذا في الهندية، كتاب الحجر، الباب الثالث في الحجر بسبب الدين: ٥٢/٥، رشيدية.

(۲۴) مفید الوارثین، دوسرا باب، جو چیزیں میراث پر مقدم ہیں، فصل اول، تجہیز وتکفین کا بیان، ص: ۴۱، ادارہ اسلامیات لاہور۔ اس لئے کہ مذکورہ چادر کفن مسنون سے زائد ہے، مسنون کفن کی تفصیل شروع کتاب میں تفصیل سے گزر چکی ہے۔

(۲۵) مفید الوارثین، فصل اول: تجہیز وتکفین کا بیان، ص: ۴۰، ۴۱، ادارہ اسلامیات لاہور۔ مزید تفصیل ''باب ہشتم، بدعات اور غلط رسمیں'' کے عنوان کے تحت آئے گی۔

توان کی اجازت شرعاً معتبر نہیں۔

میت کی طرف سے صدقہ کرنا بلاشبہ بہت پسندیدہ اور باعثِ ثواب ہے اور میت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے، لیکن یہ صدقات اسی وقت پسندیدہ اور نافع ہو سکتے ہیں کہ شریعت کے موافق ہوں، شریعت حکم دیتی ہے کہ حق داروں اور یتیموں کے مال پر ہاتھ صاف مت کرو، بلکہ جس کسی کو توفیق ہو، اپنے حلال مال سے صدقہ کرے، اس لئے لازم ہے کہ پہلے ترکہ کی تقسیم، شرعی قاعدے کے مطابق کر لی جائے، پھر بالغ وارث اپنے حصہ میں سے جو چاہیں دیں، تقسیم سے پہلے ہرگز نہ دینا چاہیے۔ مفید الوارثین ۳۴(۲۶) وبہشتی زیور(۲۷)۔

مسئلہ [176] میت اگر عورت ہو اور اس کا خاوند حیات ہو، تو تجہیز و تکفین کا خرچ شوہر کے ذمہ واجب ہے، عورت کے ترکہ میں سے نہ لیا جائے اگر شوہر نہیں تو حسبِ معمول عورت ہی کے ترکہ میں سے خرچ کیا جائے۔ شامی ۱/۸۱۰(۲۸) ومفید الوارثین ۳۶(۲۹)۔

مسئلہ [177] میت خواہ مرد ہو یا عورت اگر اس کا کوئی عزیز، قریب یا کوئی اور شخص اپنی خوشی سے تجہیز و تکفین اور دفن کا خرچ اپنے پاس سے کرنا چاہے اور وارث بھی اس پر راضی ہوں، تو کر سکتا ہے، بشرطیکہ خرچ

---

(۲۶) مفید الوارثین، دوسرا باب، فصل اول: تجہیز و تکفین کا بیان، ص:۴۱، ادارہ اسلامیات لاہور۔

(۲۷) اصلی اشرفی بہشتی زیور، ان رسموں کا بیان، جو کسی کے مرنے میں برتی جاتی ہیں، ص:۴۴۴، حصہ ششم، دارالاشاعت کراچی۔

وفي الدر: ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت؛ لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة ......، ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول، والثالث، وبعد الأسبوع، ونقل الطعام إلى القبر في المواسم...... وهذه الأفعال كلها للسمعة والرياء، فيحترز عنها؛ لأنهم لايريدون بها وجه الله تعالىٰ ......، ولا سيما إذا كان في الورثة صغار، أو غائب، مع قطع النظر عما يحصل عند ذلك غالباً من المنكرات الكثيرة الخ. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت: ۱۷۵/۳، ۱۷٦، رشيدية، وهكذا في فتح القدير، كتاب الجنائز، فصل: في الدفن: ۱٤۲/۲، دارالفكر بيروت، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الجنائز، فصل: في حملها ودفنها: ٤۰۹/۱، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۲۸) في الدر: واختلف في الزوج: والفتوى على وجوب كفنها عليه عند الثاني (وإن تركت مالا). الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۱۹/۳، رشيدية، وفي البحر: وعلى قول أبي يوسف: يجب الكفن على الزوج، وإن تركت مالاً، وعليه الفتوىٰ. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۱۱/۲، رشيدية، وهكذا في الهندية، الفصل الثالث في التكفين: ۱٦۱/۱، رشيدية.

دینے والا عاقل، بالغ ہو، ایسی صورت میں ترکہ سے یہ خرچ نہ لیا جائے۔ مفید الوارثین ۳۵ (۳۰)۔

مسئلہ [178] اگر اتفاق سے درندوں نے قبر اکھیڑ ڈالی اور کفن ضائع کر کے میت کو نکال ڈالا، یا کفن چور نے میت کو نکال کر برہنہ ڈال دیا، تو دوبارہ بھی کفن کا خرچ میت کے ترکہ سے دلایا جائے، ایسی صورت میں غسل و نماز دوبارہ نہیں کیا جاتا۔ مفید الوارثین ۳۵ (۳۱)، شامی (۳۲)۔

مسئلہ [179] اگر میت نے مال بالکل نہیں چھوڑا تو تجہیز و تکفین کے مصارف کس کے ذمہ ہوں گے؟ اس مسئلہ کی پوری تفصیل ہم کتاب کے شروع میں مستقل عنوان کے تحت بیان کر چکے ہیں، وہاں دیکھ لی جائے (۳۳)۔

---

(۲۹) مفید الوارثین، دوسرا باب، فصل اول: تجہیز و تکفین کا بیان، ص: ۴۳، ادارہ اسلامیات لاہور۔

(۳۰) مفید الوارثین، دوسرا باب، فصل اول: تجہیز و تکفین کا بیان، ص: ۴۳، ادارہ اسلامیات لاہور۔

في الدر: يبدأ من تركة الميت الخالية عن تعلق حق الغير ......، (بتجهيزه) يعم التكفين (من غير تقتير ولا تبذير)، ككفن السنة، أو قدر ما كان يلبسه في حياته. الدر المختار. قوله: ككفن السنة، أي: من حيث العدد. وقوله: أو قدر ما كان يلبسه في حياته، أي: من حيث القيمة، وأو بمعنى: الواو، قال في سكب الأنهر: ثم الإسراف نوعان من حيث العدد: بأن يزاد في الرجل على ثلاثة أثواب، وفي المرأة على خمسة، ومن حيث القيمة بأن يكفن فيما قيمته تسعون وقيمة ما يلبسه في حياته ستون مثلاً. والتقتير أيضاً نوعان عكس الإسراف عدداً وقيمة، وهذا إذا لم يوص بذلك، فلو أوصى تعتبر الزيادة على كفن المثل من الثلث وكذا لو تبرع الورثة به، أو أجنبي فلا بأس بالزيادة من حيث القيمة لا العدد. رد المحتار، كتاب الفرائض: ۵۲۹/۱۰، رشيدية، وقال الشامي: وكذا لو بترع الورثة به، أو أجنبي، فلا بأس بالزيادة من حيث القيمة لا العدد. رد المحتار، كتاب الفرائض: ۵۲۹/۱۰، رشيدية، هكذا في البحر الرائق، كتاب الفرائض: ۳۶۷/۹، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الفرائض: ٤٤٧/٦، رشيدية.

(۳۱) مفید الوارثین، دوسرا باب، فصل اول: تجہیز و تکفین کا بیان، ص: ۴۳، ادارہ اسلامیات لاہور۔

(۳۲) قال في الدر: ولو هلك كفنه: فلو قبل تفسخه، كفن مرة بعد أخرى، وكله من كل ماله. الدر المختار. قوله: ولو هلك كفنه) وإذا نبش قبر الميت، وأخذ كفنه يكفن في ثلاثة أثواب، ولو ثالثاً، أو رابعاً مادام طرياً، ولا يعاد غسله ولا الصلوة عليه. رد المحتار، كتاب الفرائض: ۵۲۹/۱۰، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۳۱۱/۲، رشيدية، وفي تحفة الفقهاء: إذا نبش الميت وأخذ كفنه، فلايخلو: إما إن كان طرياً لم يتفسخ ولم يتفتت، أو لم يكن طرياً، فإن كان طرياً يجب إعادة الكفن ...... الخ. تحفة الفقهاء للسمرقندي، كتاب الجنائز، باب الدفن وحكم الشهداء: ۲۵۷/۱، دارالكتب العلمية بيروت، وهكذا في البدائع، كتاب الجنائز، فصل: والكلام في حمله على الجنازة: ۳۰۹/۱، رشيدية، وهكذا في فتح القدير، كتاب الجنائز، فصل: في الغسل: ۱۱۳/۲، دارالفكر بيروت.

=

مسئلہ [180] ترکہ میں جو چار حقوق ترتیب وار واجب ہوتے ہیں ان میں سب سے اول تجہیز و تکفین ہے، اگر تجہیز و تکفین کے خرچ سے کچھ بھی نہ بچا، تو نہ قرضخواہوں کو کچھ ملے گا، نہ وصیت میں خرچ ہوسکتا ہے، نہ وارثوں کو میراث میں کچھ مل سکتا ہے۔ مفید الوارثین ۳۶ (۳۴)۔

۲- قرضوں کی ادائیگی

تجہیز و تکفین اور تدفین کے مصارف ادا کرنے کے بعد سب سے اہم کام لوگوں [۳۵] کے ان قرضوں کی ادائیگی ہے جو میت کے ذمہ رہ گئے ہیں، اگر میت نے بیوی کا مہر ادا نہیں کیا تھا تو وہ بھی قرض ہے اور اس کی ادائیگی بھی ایسی ہی ضروری اور لازم ہے، جیسی دوسرے قرضوں کی، غرض تجہیز و تکفین اور تدفین کے بعد جو ترکہ بچے اس میں سے سب سے پہلے میت کے تمام قرضے ادا کرنا فرض ہے، چاہے اس نے قرضے ادا کرنے کی وصیت کی ہو، یا نہ کی ہو اور چاہے اس کا یہ باقی ماندہ سارا ترکہ قرضوں ہی کی ادائیگی میں ختم ہوجائے، اگر قرضوں کی ادائیگی کے بعد کچھ ترکہ بچا، تب تو میت کی وصیت میں بھی شرعی قاعدہ کے مطابق خرچ کیا جائے گا اور ان وارثوں کو بھی ان کے حصے ملیں گے اور کچھ بھی نہ بچا، تو نہ وصیت میں خرچ کیا جاسکے گا، نہ وارثوں کو کچھ ملے گا، کیونکہ شریعت میں قرضوں کی ادائیگی وصیت اور میراث پر بہرحال مقدم ہے۔ مفید الوارثین ۳۶-۵۱ (۳۶)۔

---

[۳۵] یعنی یہ مخلوق خدا کے قرضوں کا بیان ہے، اللہ تعالیٰ کے قرضے جو میت کے ذمہ رہ گئے ہوں، مثلاً قضاء نمازوں، روزوں کا فدیہ، زکوۃ، حج اور نذر وغیرہ، تو ان کا حکم مستقل عنوان کے تحت آگے آئے گا۔ رفیع۔

= (۳۳) قال في الدر: أمّا من له مال فكفنه في ماله يقدم على الدين، والوصية، والإرث إلى قدر السنة، مالم يتعلق به حق الغير، كالرهن، والمبيع قبل القبض والعبد الجاني. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۱۸، رشيدية، وفي الهندية: والكفن من ماله إن كان له مال، ويقدم على الدين، والوصية، والإرث إلى قدر السنة، مالم يتعلق بعين ماله حق الغير، كالرهن، والمبيع قبل القبض، والعبد الجاني. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين: ۱/۱۶۱، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۲/۳۱۱، ۳۱۲، رشيدية.

(۳۴) مفید الوارثین، دوسرا باب، فصل اول: تجہیز و تکفین کا بیان، ص: ۴۴، ادارہ اسلامیات لاہور۔

(۳۶) مفید الوارثین، فصل دوم، ص: ۴۴، ادارہ اسلامیات لاہور۔

في الدر: (ثم) تقدم (ديونه التي لها مطالب من جهة العباد)، ويقدم دين الصحة على دين المرض إن جهل =

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کے متعلق نہایت سخت تاکید اور تنبیہ فرمائی ہے، جو لوگ اپنے ذمہ قرض چھوڑ جاتے اور اس کی ادائیگی کے لئے ترکہ میں مال بھی نہ چھوڑتے، تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کی نمازِ جنازہ خود نہ پڑھاتے تھے، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمادیتے کہ تم لوگ نماز پڑھ دو اور اپنی دعا و نماز سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو محروم رکھتے تھے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب (نمازِ جنازہ کے لئے) ایسا میت لایا جاتا، جو مقروض تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دریافت فرماتے کہ کیا اس نے اپنا قرض ادا کرنے کے لئے مال چھوڑا ہے؟ اگر بتایا جاتا کہ اس نے اتنا مال چھوڑا ہے کہ قرض ادا کرنے کیلئے کافی ہے تو اس پر نمازِ جنازہ پڑھتے، ورنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمادیتے کہ اس پر تم نماز پڑھ دو۔ صحیح مسلم ۳۵/۲ (۳۷)۔

= مسببه وإلا فبيانٍ، وأما دين الله تعالىٰ فإن أوصى به وجب تنفيذه من ثلث الباقي وإلا لا، ثم) تقدم (وصيته) ولو مطلقة على الصحيح، خلافاً لما اختاره في الاختيار (من ثلث ما بقي) بعد تجهيزه وديونه ......، (ثم) رابعاً بل خامساً (يقسم الباقي) بعد ذلك (بين ورثته) الذي ثبت إرثهم بالكتاب، أو السنة الخ. الدر المختار. قوله: وأما دين الله تعالىٰ الخ. محترز قوله: من جهة العباد: وذلك كالزكاة والكفارات ونحوها، قال الزيلعي: فإنها تسقط بالموت، فلا يلزم الورثة أداؤها إلا إذا أوصى بها، أو تبرعوا بها هم من عندهم؛ لأن الركن في العبادات نية المكلف وفعله، وقد فات بموته، فلا يتصور بقاء الواجب ......، . قوله: تقدمت وصيته، أي: على القسمة بين الورثة، قال الزيلعي: ثم هذا ليس بتقديم على الورثة في المعنى، بل هو شريك لهم، حتى إذا سلم له شيء سلم للورثة ضعفه، أو أكثر، ولا بد من ذلك وهذا ليس بتقديم في الحقيقة، بخلاف التجهيز والدين؛ فإن الورثة والموصى له لا يأخذون إلا ما فضل عنهما. رد المحتار، كتاب الفرائض: ١٠/٥٢٩-٥٣٢، رشيدية، وكذا في البحر الرائق. كتاب الفرائض: ١٠/٣٦٦، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الفرائض، الباب الأول في تعريفها وفيما يتعلق بالتركة: ٦/٤٤٧، رشيدية.

(٣٧) روى مسلم، عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، كان يؤتى بالرجل الميت، عليه الدين، فيسأل: هل ترك لدينه من قضاء؟ فإن حُدِّث أنه ترك وفاءً، صلى عليه، وإلا قال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: صلوا على صاحبكم ...... الحديث. صحيح مسلم، كتاب الفرائض، فصل: في أداء الدين قبل الوصية والإرث الخ، الحديث رقم: ١٦١٩، والبخاري في كتاب الكفالة، باب الدين، الحديث رقم: ٢١٧٦، والترمذي في الجنائز، باب ما جاء: في الصلوة على المديون، الحديث رقم: ١٠٧٠.

حالانکہ ان لوگوں کا قرض بھی کچھ حد سے زیادہ نہ ہوتا تھا اور وہ ضرورت ہی میں قرض لیتے تھے، پھر بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قدر سختی فرماتے تھے۔ آج فضول رسموں اور بے جا خرچوں کے واسطے لوگ بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں اور مرجاتے ہیں اور وارث بھی کچھ فکر نہیں کرتے۔

حدیث: صحیح حدیث میں ارشاد ہے کہ مؤمن کا جب تک قرض ادا نہ کر دیا جائے، اس کی روح کو (ثواب یا جنت میں داخلہ سے) روکا جاتا ہے، ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول! میرے بھائی کا انتقال ہوگیا اور چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے، کیا میں ان پر مال خرچ کروں؟ (اور قرض ادا نہ کروں؟) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا بھائی قرض کی وجہ سے مقید ہے، قرض ادا کرو۔ مفید الوارثین ۴۰ (۳۸)، بحوالہ مشکوٰۃ (۳۹)۔

مسئلہ [181] اگر تجہیز و تکفین اور تدفین کے بعد باقی ماندہ ترکہ تمام قرضوں کی ادائیگی کے لئے کافی ہے، تو بلا کسی فرق کے تمام قرضے ادا کر دیئے جائیں اور اگر کافی نہیں اور قرض صرف ایک ہی شخص کا ہے، تو جتنا ترکہ تجہیز و تکفین اور تدفین سے بچا ہے، وہ سب اس کو دیدیا جائے، باقی کو وہ اگر چاہے تو معاف کر دے، یا آخرت پر موقوف رکھے۔ مفید الوارثین ۳۸ (۴۰)۔

مسئلہ [182] اگر تجہیز و تکفین اور تدفین کے بعد بچا ہوا ترکہ قرضوں کی ادائیگی کے لئے کافی نہیں اور قرض کئی آدمیوں کا ہے، تو وہ ان میں کتنا کتنا کس طرح تقسیم ہوگا اور کس قسم کے قرض کو دوسرے قرضوں

---

(۳۸) مفید الوارثین، فصل دوم، قرض کا بیان، ص: ۴۷، ادارہ اسلامیات لاہور۔

(۳۹) في المشكوة، عن سعد بن الأطول، قال: مات أخي وترك ثلث مائة دينار وترك ولداً صغاراً، فأردت أن أنفق عليهم، فقال لي رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: إن أخاك محبوس بدينه، فاقض عنه. قال: فذهبت فقضيت عنه، ثم جئت، فقلت: يارسول الله! قد قضيت عنه ولم تبق إلا امرأة تدعي دينارين، وليست لها بينة؟ قال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: أعطها؛ فإنها صادقة. مشكوة المصابيح، كتاب البيوع، باب الإفلاس والأنظار، الفصل الأول، الحديث رقم: ٢٩٢٨: ٨٨٣/٢، المكتب الإسلامي بيروت، وأحمد في مسنده، في حديث سعد بن الأطول رضي الله عنه. الحديث رقم: ١٧٢٦٦: ١٣٦/٤، دارإحياء التراث العربي بيروت، وكذا رواه البخاري في التاريخ الكبير، باب: سعد، الحديث رقم: ١٩١٣: ٤٥/٤، دارالفكر بيروت، والبيهقي في السنن الكبرىٰ، كتاب آداب القاضي، باب من قال للقاضي أن يقضي بعلمه، الحديث رقم: ٢٠٢٨٦: ١٤٢/١٠، مكتبة دارالباز مكة المكرمة، والطبراني في المعجم الكبير، باب: ما أسند سعد بن الأطول، الحديث رقم: ٥٤٦٦: ٤٦/٦، مكتبة الزهراء الموصل.

(۴۰) مفید الوارثین، فصل دوم، قرض کا بیان، ص: ۵۴، ادارہ اسلامیات لاہور۔

پر مقدم کیا جائے گا؟ اس میں بہت تفصیل ہے، بوقت ضرورت کسی صاحبِ [۴۱] فتویٰ مستند عالمِ دین کو پوری صورتِ حال بتا کر مسئلہ معلوم کرلیا جائے، یا کتاب مفید الوارثین (۴۲) کا بغور مطالعہ کیا جائے، اس میں پوری تفصیل موجود ہے۔

مسئلہ [183] اگر تجہیز و تکفین اور تدفین کے بعد ترکہ بالکل نہ بچا، یا اتنا تھوڑا بچا کہ سب قرضے اس سے ادا نہ ہو سکے، تو باقی قرضوں کا ادا کرنا وارثوں کے ذمہ واجب نہیں، ہاں! محبت کا تقاضا اور بہتر و پسندیدہ یہی ہے کہ جتنا ہو سکے، میت کی طرف سے قرضے ادا کر کے اس کو راحت پہنچائیں، اگر کوئی شخص ادا نہ کرے تو قرضخواہ دوسرے عالم میں انصافِ خداوندی کے منتظر رہیں، جہاں ہر شخص کو اس کا حق دلایا جائے گا اور جس کے ذمہ حق رہ گیا ہے، اس کی نیکیاں حقداروں کو دلوائی جائیں گی، لیکن حقداروں کے لئے بھی بہتر یہ ہے کہ وہ اپنا حق معاف کردیں، اس معافی کی وجہ سے ان کو اتنا بڑا ثواب حاصل ہوگا کہ اگر روزِ جزاء میں مقروض کی نیکیاں بھی ان کو دلوادی جائیں تو بھی اتنا بڑا ثواب نہ ہوگا، قرض کو معاف کردینے اور مفلس مقروض کو مہلت دینے کی بہت بڑی فضیلت قرآن و حدیث سے ثابت ہے، لہٰذا معاف کردینا سب سے بہتر ہے۔ مفید الوارثین ۴۱ (۴۳)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے خادم سے کہہ دیتا تھا کہ جب تم کسی تنگدست کے پاس (قرض وصول کرنے) جاؤ تو اس سے درگذر اور چشم پوشی کا معاملہ کرنا (کہ جو کچھ وہ آسانی سے دے دے، لے لینا، ورنہ مہلت دیدینا یا معاف کردینا) شاید اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ بھی (آخرت میں ایسا ہی) چشم پوشی اور درگذر کا معاملہ فرمادے، پس (انتقال کے بعد) جب وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔ صحیح مسلم ۲/ ۱۸ (۴۴)۔

---

[۴۱] جو قرضہ میت کے ذمہ مرض الموت میں ثابت ہوا ہو اور جو پہلے سے ثابت ہو، دونوں کے بہت سے احکام میں فرق ہے، جس عالمِ دین سے مسئلہ دریافت کیا جائے، اسے یہ ضرور بتا دیا جائے کہ کونسا قرضہ مرض الموت میں ثابت ہوا تھا اور کونسا پہلے سے ثابت شدہ تھا اور اس قرض کا ثبوت میت کے اقرار سے ہوا تھا، یا گواہوں وغیرہ سے۔ رفیع

---

(۴۲) مفید الوارثین، فصل دوم، قرض کا بیان، ص: ۴۴، ادارہ اسلامیات لاہور۔

(۴۳) مفید الوارثین، فصل دوم، قرض کا بیان، ص: ۴۸، ادارہ اسلامیات لاہور۔

(٤٤) روى مسلم، عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: كان رجل يداين =

ایک اَور روایت میں ہے کہ اس شخص کے پاس اس نیکی کے سوا کوئی اَور نیک عمل نہ تھا، اس کے باوجود اس کے سب گناہ معاف ہو گئے۔ حوالۂ بالا (۴۵)۔

حدیث: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے یومِ قیامت کی تکلیفوں سے نجات دیں، اسے چاہیے کہ وہ تنگدست کو تکلیف سے بچائے، یا اس کو (اپنا قرض) معاف کر دے۔ حوالہ بالا (۴۶)۔

اللہ تعالیٰ کے قرضوں کی ادائیگی

❊ — یہاں تک سب بیان ان قرضوں کا ہوا، جو میت کے ذمہ بندوں کے رہ گئے ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ کے قرضے یعنی حقوق (فرائض و واجبات) رہ گئے ہوں، مثلاً نمازوں، روزوں کا فدیہ، زکوٰۃ، حج، صدقۃ الفطر،

= الناس، فكان يقول لفتاه: إذا أتيت معسراً فتجاوز عنه، لعل الله يتجاوز عنا، فلقي الله تعالىٰ، فتجاوز عنه. صحيح مسلم، كتاب المساقاة والمزارعة، باب فضل إنظار المعسر والتجاوز في الاقتضاء من الموسر والمعسر، الحديث رقم: ١٥٦٢، وأحمد في مسند أبي هريرة، الحديث رقم: ٨٣٦٩: ٢/٣٣٢، دار إحياء التراث العربي بيروت، والنسائي في الكبرىٰ، في الكفالة، الترغيب في حسن القضاء، الحديث رقم: ٦٢٩٣.

(٤٥) روى مسلم، عن ربعي بن حراش، قال: اجتمع حذيفة وأبومسعود، فقال حذيفة: رجل لقي ربه عزوجلّ، فقال: ما عملت؟ قال: ما عملت من الخير إلا أني كنت رجلاً ذا مال، فكنت أطالب به الناس، فكنت أقبل الميسور وأتجاوز عن المعسور، قال: تجاوزوا عن عبدي. قال أبومسعود: هكذا سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، يقول. صحيح مسلم، كتاب المساقاة والمزارعة، باب فضل إنظار المعسر والتجاوز في الاقتضاء من الموسر والمعسر، الحديث رقم: ١٥٦٠، وأبوعوانة في مسنده، باب الترغيب في التجاوز عن الموسر في الدين وإنظاره ...... الحديث رقم: ٥٢٤٢: ٣/٣٤٦، دار المعرفة بيروت.

(٤٦) روى مسلم، عن عبد الله بن أبي قتادة، أن أبا قتادة، طلب، غريماً له فتوارى عنه، ثم وجده، فقال: إني معسر، قال: آللّهِ؟ قال: آللّهِ، قال: فإني سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، يقول: من سره أن ينجيه الله من كُرَب يوم القيمة فلينفِّس عن معسر، أو يضعْ عنه. صحيح مسلم، كتاب المساقاة والمزارعة، باب فضل إنظار المعسر والتجاوز في الاقتضاء من الموسر والمعسر، الحديث رقم: ١٥٦٣، والبيهقي في السنن الكبرىٰ. في جماع أبواب الخراج بالضمان والرد بالعيوب، باب ما جاء: في إنظار المعسر والتجوز عن الموسر، الحديث رقم: ١٠٧٥٦: ٦/٣٥٦، مكتبه دار الباز مكة المكرمة، وهكذا في مجمع الزوائد، كتاب البيوع، باب: في من فرج عن معسر أو أنظره: ٤/١٣٤، دار الكتاب بيروت.

نذر یا کفارہ وغیرہ ایسا رہ گیا تھا، جو میت نے ادا نہیں کیا تھا، تو ان کا حکم یہ ہے کہ اگر بندوں کے تمام قرضے ادا کرنے کے بعد ترکہ میں کچھ مال باقی رہے اور میت نے اللہ کے ان حقوق کو ادا کرنے کی وصیت بھی کی ہو، تو اس بچے ہوئے مال کے ایک تہائی میں سے ان حقوق کو ادا کیا جائے، اگر ایک تہائی ۱/۳ میں وہ پورے ادا نہ ہو سکیں، تو جتنے ادا ہو سکیں ادا کر دیں، تہائی سے زیادہ مال خرچ کر کے ان کو ادا کرنا وارثوں پر لازم نہیں، کیونکہ باقی دو تہائی مال وارثوں کا ہے۔ لہٰذا اب عاقل بالغ وارثوں کو اختیار ہے کہ چاہیں تو اپنے اپنے حصہ اور مال میں سے خرچ کر کے باقی حقوق کو بھی ادا کر دیں اور میت کو آخرت کے مواخذہ سے بچائیں اور خود بھی ثواب کمائیں، لیکن مجنون یا نابالغ وارثوں کا حصہ اس میں خرچ کرنا ہرگز جائز نہیں، اگر چہ وہ بخوشی اجازت بھی دیدیں) اور چاہیں تو باقی دو تہائی مال سب وارث، شرعی حصوں کے مطابق آپس میں تقسیم کر لیں، اس صورت میں اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ادا ہونے سے رہ جائیں گے، ان کی ذمہ داری میت پر ہوگی، وارثوں سے مواخذہ نہ ہوگا۔ مفید الوارثین ۳۹ (۴۷)، اصلاحِ انقلاب امت ۱/۱۸۵ (۴۸)۔

❋ - اسی طرح اگر وہ تہائی مال اتنا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سب حقوق اس سے ادا ہو سکتے ہوں، لیکن مرنے والے نے صرف بعض حقوق ادا کرنے کی وصیت کی اور باقی حقوق کی نہ کی، یا اتنے کم مال کی وصیت کی کہ اس سے وہ سب حقوق ادا نہیں ہو سکتے، مثلاً تہائی مال دو ہزار تھا، جس سے سب حقوق ادا ہو سکتے تھے، لیکن میت نے ان حقوق میں صرف پندرہ سو روپے خرچ کرنے کی وصیت کی، تو وارثوں پر ادائیگی صرف وصیت کی حد تک لازم ہوگی، پورے دو ہزار روپے خرچ کر کے ان سب حقوق کو ادا کرنا لازم نہ ہوگا، البتہ مرنے والا پورے حقوق کی وصیت نہ کرنے کے باعث گنہگار ہوگا۔ دلیل الخیرات ۲۸ (۴۹)۔

---

(۴۷) مفید الوارثین، فصل دوم، قرض کا بیان، ص:۳۶، ادارہ اسلامیات لاہور۔

(۴۸) اصلاح انقلاب امت، کفارہ مالیہ یمین، اگر زندگی میں کفارہ ادا نہ کر سکا تو کیا کرے: ۱/۱۸۵، إدارة المعارف کراچی۔

وفي البحر: والمراد: دين له مطالب من جهة العباد، لا دين الزكاة، والكفارات، ونحوها؛ لأن هذه الديون تسقط بالموت، فلا يلزم الورثة أداؤها إلا إذا أوصى بها، أو تبرعت الورثة بها من عندهم؛ لأن الركن في العبادات نية المكلف بفعله، وقد فات بموته، فلا يتصور بقاء الواجب؛ لأن الآخرة ليست بدار الابتلاء، حتى يلزمه الفصل فيها. الخ.
البحر الرائق، كتاب الفرائض: ۹/۳٦٦، رشيدية، وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الفرائض: ۱۰/٥۳۰، رشيدية، وهكذا في تبيين الحقائق، كتاب الفرائض: ۲/۲۳۰، دار الكتب الإسلامي القاهرة.

(۴۹) دلیل الخیرات فی ترک المنکرات، از حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ، رسم نمبر ۵، ص:۲۸، مکتبہ تھانوی بندر روڈ کراچی۔

خلاصہ: یہ کہ بندوں کے قرضوں اور اللہ تعالیٰ کے قرضوں (حقوق) میں تین فرق ہیں:

۱- ایک یہ کہ بندوں کے قرضوں کا ادا کرنا میت کی وصیت پر موقوف نہیں، بلکہ وصیت نہ کی ہو، تب بھی تجہیز وتکفین کے بعد ان کا ادا کرنا فرض ہے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کا ادا کرنا میت کی وصیت پر موقوف ہے۔ وصیت نہ کرے، تو ان کا ادا کرنا وارثوں پر لازم نہیں۔

۲- دوسرا فرق یہ ہے کہ بندوں کا قرض ادا کرنے میں کوئی حد نہیں تھی، تجہیز وتکفین کے بعد سارا ترکہ بھی اس میں خرچ ہو جائے، تو خرچ کر کے ادا کرنا فرض ہے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کو بندوں کے تمام قرضے ادا کرنے کے بعد، جو ترکہ بچے، اس کے صرف ایک تہائی میں سے ادا کرنا فرض ہے، تہائی سے زیادہ خرچ کرنا وارثوں پر لازم نہیں۔

۳- تیسرا فرق ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کا ادا کرنا اسی صورت میں فرض ہے، جبکہ بندوں کے تمام قرضے ادا ہو چکے ہوں۔ مفید الوارثین ۴۰ (۵۰)۔

تنبیہ: قرض کی اس دوسری قسم یعنی اللہ تعالیٰ کے مالی حقوق کی ادائیگی چونکہ وصیت پر موقوف ہے، میت نے وصیت نہ کی ہو، تو ادائیگی لازم نہیں، اس لئے ہم اس کو وصیت کے بیان میں دوبارہ ذکر کریں گے اور وَہیں نماز، روزوں کے فدیہ اور دیگر حقوق اللہ کی مقداریں بھی بیان کی جائیں گی۔

---
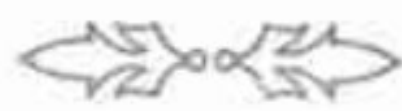
(۵۰) مفید الوارثین، باب دوم، قرض کا بیان، ص: ۴۷، ادارہ اسلامیات لاہور۔

في البحر: والمراد: دين له مطالب من جهة العباد، لا دين الزكاة والكفارات ونحوها؛ لأن هذه الديون تسقط بالموت، فلا يلزم الورثة أداؤها إلا إذا أوصى بها ...... (ثم وصيته)، أي: تنفذ وصيته من ثلث ما بقي بعد التجهيز والدين؛ لماتلونا. وفى أكثر من الثلث لايجوز إلا بإجازة الورثة ...... ثم هذا ليس بتقديم على الورثة في المعنى، بل هو شريك لهم حتى إذا سلم له شيء سلم للورثة ضعفه، أو أكثر، ولا بد من ذلك، بخلاف التجهيز والدين، فإن الموصى لهم لا يأخذون إلا ما فضل منهما. البحر الرائق، كتاب الفرائض: ۳۶۷/۹، رشيدية، وفي الدر: وأما دين الله تعالىٰ فإن أوصى به وجب تنفيذه من ثلث الباقي وإلا لا. الدر المختار. قوله: من ثلث الباقي، أي: الفاضل عن الحقوق المتقدمة، وعن دين العباد؛ فإنه يقدم لو اجتمع معُ دين الله تعالىٰ؛ لأنه تعالىٰ هو الغني ونحن الفقراء. رد المحتار، كتاب الفرائض: ۵۳۰/۱۰، رشيدية، وهكذا في التبيين، كتاب الفرائض: ۲۳۰/۶، دارالكتاب القاهرة، وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الفرائض: ۴۹۵/۴، دارالكتب العلمية بيروت.

۳- جائز وصیتوں کی تعمیل

میت کے ترکہ میں ترتیب وار جو چار حقوق واجب ہوتے ہیں، ان میں سے دو کی تفصیل پیچھے آچکی ہے، یعنی تجہیز و تکفین اور قرضوں کی ادائیگی، اب تیسرے حق یعنی وصیت کی ضروری تفصیلات کا بیان ہوتا ہے۔

یہ کہنا کہ ''میں اتنے مال کی فلاں کے لئے وصیت کرتا ہوں'' یا یہ کہنا کہ ''میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلاں شخص کو دیدینا'' یا فلاں کام میں لگا دینا'' یہ وصیت ہے، خواہ بیماری میں کہا ہو، یا تندرستی میں اور خواہ کہنے والا اسی بیماری میں مرا ہو، یا بعد میں۔ بہشتی زیور (۵۱)۔

اگر اپنی موت کا ذکر بالکل نہ کیا، نہ وصیت کا لفظ بولا، بلکہ صرف یوں کہا کہ فلاں چیز میری، فلاں شخص کو دیدو، یا فلاں کام میں لگادو، تو یہ وصیت نہیں اور اس پر وصیت کے احکام جاری نہ ہوں گے، کیونکہ وصیت شریعت میں وہی ہے، جس میں اپنی موت کے بعد کے لئے کوئی ہدایت دی گئی ہو۔ درمختار ۵/ ۵۶۸ (۵۲)۔

اسی طرح اگر کسی نے مسجد تعمیر کرانے کے لئے یا کنواں وغیرہ بنانے کے واسطے یا فی سبیل اللہ تقسیم کرنے کے لئے، یا کسی کو تحفہ، ہدیہ دینے کے ارادہ سے روپیہ رکھا تھا، یا سامان جمع کیا تھا، یا حج کرنے کے واسطے رقم رکھی تھی اور بقضائے الٰہی سفرِ آخرت پیش آگیا، تو یہ سب چیزیں ترکہ میں داخل ہو کر میراث میں تقسیم ہوں گی اور ان کو وصیت میں شمار نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اس نے ایسی کوئی ہدایت لوگوں کو نہیں کی، جس کو وصیت کہا جاسکے۔ مفید الوارثین ۲۹ (۵۳)۔

---

(۵۱) اصلی اشرفی بہشتی زیور، وصیت کا بیان، ص: ۳۹۲، دارالاشاعت کراچی۔

قال في البحر: وفي الشريعة: تمليك مضاف إلى مابعد الموت على سبيل التبرع، عيناً كان، أو منفعةً. البحر الرائق، كتاب الوصايا: ۲۱۲/۹، رشيدية، وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الوصايا: ۳۵۳/۱۰، رشيدية، وهكذا في الهداية، مسائل منثورة: ۱۹۰/۱، المكتبة الإسلامية بيروت.

(۵۲) في الدر: وركنها: أوصيت بكذا لفلان، وما يجري مجراه من الألفاظ المستعملة فيها. الدر المختار، كتاب الوصايا: ۳۵۷/۱۰، رشيدية، وقال في البحر: وكذلك إذا قال: بعد موتي؛ لأنه لما قال: بعد موتي، فإنه نص على الوصية، بخلاف ما إذا قال في صحته: ثلث مالي لفلان؛ لأنه لم يصرح بالوصية، ولا ذكرها في خلال الوصايا، ولا إضافةً إلى ما بعد الموت، فلا يجعل وصية الخ. البحر الرائق، كتاب الوصايا: ۲۱۸/۹، ۲۱۹، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الألفاظ التي تكون وصية والتي لاتكون وصية: ۹۴/۶، رشيدية.

(۵۳) مفید الوارثین، فصل چہارم، ترکہ اور مال میراث کا بیان، ص: ۳۷، ۳۸، مکتبۃ العلم لاہور۔

صحیح اور باطل وصیتیں

مسئلہ [184] ہر عاقل، بالغ کو اپنے مال میں صرف اتنی وصیت کرنے کا اختیار ہے کہ تجہیز و تکفین اور ادائے قرض کے بعد جو ترکہ بچے، اس کے ایک تہائی ۱/۳ کے اندر وہ وصیت پوری ہو سکے، اگر زائد کی وصیت کی تو تہائی سے زیادہ خرچ کر کے اس کو پورا کرنا وارثوں پر لازم نہیں، کیونکہ باقی دو تہائی صرف وارثوں کا حق ہے، البتہ جو وارث عاقل، بالغ ہوں وہ اپنے اپنے حصہ میں سے اگر اس زائد وصیت کو بھی پورا کرنا چاہیں، تو کر سکتے ہیں۔ درمختار و شامی (۵۴)۔

مسئلہ [185] اگر کسی کے کوئی وارث ہی نہ ہو، تو اس کو تجہیز و تکفین اور ادائے قرض سے بچے ہوئے سارے مال کی وصیت کر جانے کا اختیار ہے اور اگر وارث صرف بیوی ہے، تو تین چوتھائی ۳/۴ تک کی وصیت درست ہے، اسی طرح اگر عورت کا وارث شوہر کے علاوہ کوئی نہیں، تو نصف مال تک کی وصیت صحیح ہے، کیونکہ ان صورتوں میں کسی وارث کی حق تلفی نہیں ہوتی۔ بہشتی زیور (۵۵)، درمختار ۵/۵۷۲ (۵۶)۔

مسئلہ [186] اگر میت کے ذمہ قرض اتنا زیادہ ہو کہ ادا ہونے کے بعد کچھ ترکہ باقی ہی نہ رہے،

---

(٥٤) في الدر: (ثم) تقدم (وصيته)، ولو مطلقة على الصحيح، خلافاً لما اختار في الاختيار (من ثلث مابقي) بعد تجهيزه وديونه. الدر المختار، كتاب الفرائض: ١٠/٥٣٠، ٥٣١، رشيدية، وقال في الدر: (وتجوز بالثلث للأجنبي) عند عدم المانع (وإن لم يجز الوارث ذلك، لا الزيادة عليه إلا أن تجيز ورثته بعد موته)، ولا تعتبر إجازتهم حال حياته أصلاً، بل بعد وفاته (وهم كبار). الدر المختار، كتاب الوصايا: ١٠/٣٥٨، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الوصايا: ٩/٢١٣، ٢١٤، رشيدية، وفي البدائع: أن الوصية بما زاد على الثلث ممن له وارث تقف على إجازة وارثه. بدائع الصنائع، كتاب الوصايا: ٦/٤٣٠، رشيدية، وهكذا في العالمگيرية، كتاب الوصايا، الباب الثامن، مسائل شتى: ٦/١٣٢، رشيدية

(۵۵) اصلی اشرفی بہشتی زیور، وصیت کا بیان، ص: ۳۹۳، حصہ یازدہم، دارالاشاعت کراچی۔

(٥٦) في الدر: أوصى لرجل بكل ماله ومات، ولم يترك وارثا إلا امرأته، فإن لم تجز فلها السدس، والباقي للموصى له؛ لأن له الثلث بلا إجازة، فيبقى الثلثان، فلها ربعهما وهو سدس الكل، ولو كان مكانها زوج، فإن لم يجز فله الثلث، والباقي للموصى له. الدر المختار، كتاب الوصايا: ٦/٦٥٦، رشيدية، وفي البحر: «أما إذا لم يترك وارثا فتصح وصيته بما زاد على الثلث حتى بجميع ماله عندنا. البحر الرائق، كتاب الوصايا: ٩/٢١٢، رشيدية، وهكذا في تبيين الحقائق، كتاب الوصايا: ٦/١٨٣، دار الكتاب القاهرة.

توہر قسم کی وصیت بیکار اور باطل ہے، اگر قرض خواہ اپنا قرض معاف کردیں، تو جو کچھ مال رہ جائے، اس کے ایک تہائی میں وصیت پر عمل کیا جائے گا، باقی وارثوں کو ملے گا۔ مفید الوارثین ۶۲ (۵۷)۔

مسئلہ [187] نابالغ یا مجنون کی وصیت شرعاً باطل ہے، اس پر عمل کرنا ایک تہائی میں بھی واجب نہیں۔ درمختار وشامی ۵/۵۷۶ (۵۸)۔

مسئلہ [188] میت نے اگر اپنے کسی وارث کے لئے مثلاً ماں، باپ، شوہر، بیٹے وغیرہ کے لئے وصیت کی، تو یہ وصیت بھی باطل ہے، کیونکہ ہر وارث کا حصہ میراث میں شریعت نے خود مقرر کردیا ہے، وہی اس کو ملے گا، وصیت کی بنیاد پر کسی وارث کو کچھ نہیں دیا جاسکتا، تاکہ دوسرے وارثوں کی حق تلفی نہ ہو، البتہ اگر میت کا اس وارث کے علاوہ کوئی اَور وارث ہی نہ ہو، یا باقی سب وارث راضی ہوں، تو ان کی اجازت سے دے دینا جائز ہے، لیکن نابالغ یا مجنون کی اجازت معتبر نہیں، صرف عاقل، بالغ وارث اپنے اپنے حصہ میں سے چاہیں، تو دے سکتے ہیں۔ بہشتی زیور (۵۹)، مفید الورثین (۶۰)۔

---

(۵۷) مفید الوارثین، فصل چہارم، وصیت کا بیان، وصیت کس طرح پوری کی جائے اور کون سی کی جائے اور کون سی نہ کی جائے، ص: ۶۷، مکتبۃ العلم لاہور۔

في الدر: (وسببها) ما هو (سبب التبرعات). ......، (وعدم استغراقه بالدين)؛ لتقدمه على الوصية. وقال بعد أسطر: وتؤخر عن الدين؛ لتقدم حق العبد. الدر المختار. قوله: وعدم استغراقه، أي: الموصى به بالدين: أي: إلا بإبراء الغرماء". رد المحتار، كتاب الوصايا: ۱۰/۳۵۵، رشيدية، وقال في البحر: من شرائطها أن لايكون الموصي مديوناً بدون التقييد، بأن يكون الدين مستغرقاً لتركته الخ. البحر الرائق، كتاب الوصايا: ۹/۲۱۲، رشيدية، وقال الكاساني: ومنها: أن لايكون على الموصي دين مستغرق لتركته، فإن كان، لاتصح وصيته؛ لأن الله تبارك وتعالىٰ قدم الدين على الوصية والميراث. بدائع الصنائع، كتاب الوصايا: ۶/۴۳۰، رشيدية، وهكذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الفرائض: ۲۹/۱۳۷، دارالمعرفة بيروت، وهكذا في تبيين الحقائق، كتاب الوصايا: ۶/۲۳۰، دارالكتاب القاهرة.

(۵۸) قال صاحب الدر: (وشرائطها: كون الموصي أهلاً للتمليك)، فلم تجز من صغير، ومجنون، ومكاتب. الدر المختار، كتاب الوصايا: ۱۰/۳۵۵، رشيدية، وفي البحر: ومن شروطها: كون الموصى أهلاً للتبرع، فلا تصح من صبي ولا عبد. البحر الرائق، كتاب الوصايا: ۹/۲۱۲، رشيدية، وهكذا في بدائع الصنائع، كتاب الوصايا: ۶/۴۲۹، رشيدية، وهكذا في الهندية، كتاب الوصايا: ۶/۹۰، رشيدية، ومجمع الأنهر، كتاب الفرائض: ۴/۴۱۷، دارالكتاب العلمية بيروت.

(۵۹) اصلی اشرفی بہشتی زیور، وصیت کا بیان، ص: ۳۹۳، حصہ پنجم، دارالاشاعت کراچی۔

(۶۰) مفید الوارثین، فصل چہارم، وصیت کا بیان، ص: ۶۱، مکتبۃ العلم لاہور۔ .... =

مسئلہ [189] اپنے کسی وارث کو میراث سے محروم کرنے یا اس کے حصۂ میراث میں کمی کرنے کی وصیت بھی باطل ہے، اس پر عمل ہرگز جائز نہیں اور ایسی وصیت کرنا گناہ بھی ہے۔ مفید الوارثین ۵۷ (۶۱)، درمختار (۶۲)۔

مسئلہ [190] کسی گناہ کے کام میں مال خرچ کرنے کی وصیت بھی باطل ہے اور اس میں ترکہ کو خرچ کرنا وارثوں کی اجازت سے بھی جائز نہیں۔ درمختار وشامی ۵/ ۶۰۵ (۶۳) وبہشتی زیور (۶۴)۔

مسئلہ [191] اگر میت نے اپنے قاتل کے لئے وصیت کی خواہ قتل سے پہلے کی ہو یا زخمی ہو جانے کے بعد، تو اگر قاتل نابالغ یا دیوانہ نہیں تھا، تو یہ وصیت بھی اکثر صورتوں میں باطل اور بعض صورتوں میں

= أخرج أبو داود، عن شرحبيل بن مسلم، قال: سمعت أبا أمامة، قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: إن الله قد أعطى كل ذي حق حقه، فلا وصية لوارث. أخرجه أبو داود، كتاب الوصايا، باب ما جاء: في الوصية لوارث، الحديث رقم: ٢٨٧٠، والترمذي في الوصايا، باب ما جاء: لا وصية لوارث، الحديث رقم: ٢١٢٠، والنسائي في الكبرىٰ، كتاب الوصايا، باب إبطال الوصية للوارث، الحديث رقم: ٦٤٦٩، وفي الدر: (ولا لوارثه) ...... (إلا بإجازة ورثته)؛ لقوله عليه الصلوة والسلام: لا وصية لوارث إلا أن يجيزها الورثة، يعني: عند وجود آخر ...... (وهم كبار) عقلاء، فلم تجز إجازة صغير، ومجنون. الدر المختار، كتاب الوصايا: ٣٦٦/١٠، رشيدية، وفي البحر: وكونه أجنبياً حتى إن الوصية للوارث لاتجوز إلا بإجازة الورثة. البحر الرائق، كتاب الوصايا: ٢١٢/٩، رشيدية، وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الوصايا: ٤٣٤/٦، رشيدية.

(۶۱) مفید الوارثین، فصل چہارم، وصیت کا بیان، ص: ۶۱، مکتبۃ العلم لاہور۔

(٦٢) قال الشامي: ولو وهب في صحته كل المال للولد، أي: وقصد حرمان بقية الورثة، كما يتفق ذلك فيمن ترك بنتا وخاف مشاركة غاصب، جاز وأثم. الدرالمختار، كتاب الوصايا: ٢١١/٩، رشيدية، وفي الهندية: ستة لايحجبون أصلاً: الأب والابن والزوج والأم والبنت والزوجة. الفتاوىٰ الهندية، كتاب الفرائض، الباب الرابع في الحجب: ٤٥٢/٦، رشيدية، وكذا في البحر، كتاب الفرائض: ٥٥٦/٨، رشيدية.

(٦٣) في الدر: أوصىٰ بأن يتخذ الطعام بعد موته لناس ثلاثة أيام فالوصية باطلة. الدر المختار، كتاب الوصايا: ٦٦٥/٦، رشيدية، قال الشامي، تحت قوله: بقيد ثلاثة أيام: ...... وأما في اليوم الثالث فلا؛ لأن فيه اجتماع النائحات، فيكون إعانة على المعصية. ردالمحتار، كتاب الوصايا: ٦٦٥/٦ رشيدية، وهكذا في الهندية، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الألفاظ التي تكون وصية: ٩٥/٦، رشيدية.

(۶۴) بہشتی زیور، وصیت کا بیان، حصہ پنجم، ص: ۳۹۳، دارالاشاعت کراچی۔

درست ہے، ایسا مسئلہ پیش آجائے، تو علماء سے پوچھ کر عمل کیا جائے۔ درمختار و شامی ۵/ ۶۶۹-۶۷۵ (۶۵)۔

مسئلہ [192] اگر وصیت کرنے والے نے اپنی زندگی میں وصیت سے رجوع کرلیا، مثلاً یوں کہا کہ میں اس وصیت سے رجوع کرتا ہوں، یا اسے جاری نہ کیا جائے، یا اسے منسوخ کرتا ہوں تو وہ وصیت باطل ہوجائے گی، گویا کی ہی نہیں تھی، جب تک وصیت کرنے والا زندہ ہے، اس کو اس طرح اپنی وصیت باطل کرنے [۶۶] کا پورا اختیار ہے (۶۷)۔ اسی طرح اگر زندگی میں ایسا عمل کرے، جس سے معلوم ہو کہ وصیت

---

[۶۶] لیکن اگر جھوٹ بولے اور یوں کہے کہ میں نے وصیت کی ہی نہیں تھی، حالانکہ گواہ موجود ہیں، یا لوگوں کو عام طور سے معلوم ہے کہ وصیت کی تھی، تو اس جھوٹے انکار سے وصیت باطل نہ ہوگی اور جھوٹ بولنے کا گناہ بے لذت الگ ہوگا۔ مفید الوارثین (۶۸)۔

---

(۶۵) قال في الدر: ولا لوارثه وقاتله مباشرة إلا بإجازة ورثته، وهم كبار، أو يكون القاتل صبياً، أو مجنوناً، أو لم يكن له وارث سواه. الدر المختار، كتاب الوصايا: ٥/٤١٨، رشيدية، وفي الهندية: ولاتجوز للقاتل عامداً كان، أو خاطئاً بعد أن كان مباشراً، كذا في الهداية، سواء أوصى له قبل الجراحة، أو بعدها، فإن أجازت الورثة الوصية للقاتل جازت في قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ، كذا في المبسوط، ولو كان القاتل صبيا، أو مجنوناً جازت له الوصية، وإن لم تجز الورثة الخ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الوصايا، الباب الأول: ٦/٩١، رشيدية، وقال قاضي خان: ولو أوصى لقاتله إن أجازت الورثة جاز، والإفلا في قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ، وقال أبويوسف وزفر رحمهما الله تعالىٰ: لايجوز، وإن أجازت الورثة، ولوكان القاتل صبيا، أو مجنونا جازت له الوصية وإن لم تجز الورثة، ولو أوصى لقاتله، وليس له وارث سوى القاتل جازت الوصية في قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ، ولا تجوز في قول أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ. فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الوصايا، فصل: فيمن تجوز وصية وفيمن لاتجوز وصية: ٣/٤٩٦، رشيدية، وكذا في البدائع، كتاب الوصايا، فصل: وأما شرائط الركن: ٧/٣٤٠، رشيدية.

(٦٧) في الدر: وله، أي: للموصى الرجوع عنها بقول صريح. تنوير الأبصار مع الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الوصايا: ٥/٤٢١، رشيدية، وفي مجمع الأنهر: وللموصى أن يرجع في وصيته ...... ثم الرجوع قد يثبت صريحاً وقد يثبت دلالة، فلهذا قال: قولاً كأن يقول: رجعت عن وصيتي. مجمع الأنهر، كتاب الوصايا: ٤/٤٢٢، مكتبه غفاريه، وفي الفقه الإسلامي: اتفقوا أيضًا على أن الرجوع عن الوصية يكون إما بالقول الصريح. ...... ومن أمثلة الرجوع الصريح أن يقول الموصي: نقضت الوصية، أو أبطلتها، أو رجعت فيه، أو فسختها، أو أزالتها. الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب الوصايا، المبحث الثالث أحكام الوصية، ١٠/٧٤٩٠، رشيدية.

(٦٨) مفید الوارثین، فصل چہارم، وصیت کا بیان، ص: ٦١، مکتبۃ العلم لاہور۔

سے پھر گیا ہے، تب بھی وصیت باطل ہوجائے گی (٦٩)۔ مثلاً ایک زمین کی کسی کے لئے وصیت کی تھی، پھر اسی زمین میں اپنا مکان بنالیا، یا الماری کی وصیت کی تھی اور پھر اسی کو فروخت کردیا، کسی کپڑے کے تھان کی وصیت کی تھی، پھر اسی کو کاٹ کر کپڑے بنوالئے تو ان سب صورتوں میں یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے وصیت سے رجوع کرلیا ہے، لہٰذا وصیت باطل ہوجائے گی۔ مفید الوارثین ٦٤ (٧٠)۔

---

(٦٩) في الدر: وتصرف يزيل ملكه، فإنه رجوع عاد لملكه ثانياً، أم لا كالبيع والهبة. الدر المختار: ٤٢٢/٥، رشيدية، في مجمع الأنهر: أو يزيل ملكه كالبيع والهبة، فإنه إذا باع الموصى له، أو وهبه كان رجوعاً دلالة، والدلالة تقوم مقام الصريح، فقام الفعل للفعل المذكور مقام القول. كتاب الوصايا: ٤٢٢/٤، مكتبه غفاريه، وفي الهندية: قبول الوصية إنما يكون بعد الموت، فإن قبلها في حال حياة الموصي أوردّها فذلك باطل، وله القبول بعد الموت. ......، والموصى به يملك بالقبول، فإن قبل الموصى به الوصية بعد موت الموصي يثبت الملك له في الموصى به قبضه، أو لم يقبضه، وإن ردّ الموصى به الوصية بطلت بردّه عندنا. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الوصايا، الباب الأول: ٩٠/٦، رشيدية، وفي مجمع الأنهر: ولا بد في الوصية من القبول ويعتبر بعد موت الموصى ولا اعتبار بالرد والقبول في حياته، وبه تملك. ملتقى الأبحر على مجمع الأنهر، كتاب الوصايا: ٤٢٠/٤، مكتبه غفاريه كوئٹه، وهكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الوصايا: ٤٢١/٥، رشيدية، وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب الوصايا، الفصل الأول: ٧٤٤٦/١٠، رشيدية.

(٧٠) مفید الوارثین، وصیت سے پھر جانے کا بیان، ص: ٦٩، ادارہ اسلامیات لاہور۔

قال في الدر: وله، أي: للموصي الرجوع عنها بقول صريح، أو فعل يقطع حق المالك عن الغصب، أو فعل يزيد في الموصى به، كلتِ السويق، الموصى به بسمن والبناء في الدار الموصى بها. وفي الدر المختار: كما إذا اتخذ الحديد سيفا ......، وإذا ذبح شاة الموصي بها كان مجرد الذبح رجوعاً. تنوير الأبصار مع الدر المختار وردالمحتار، كتاب الوصايا: ٤٢٢/٥، رشيدية، وفي الهندية: والثاني: بأن يفعل فعلاً يدعي الرجوع، ثم كل فعل لوفعله الإنسان في ملك الغير ينقطع به حق لك، فإذا فعله الموصي كان رجوعاً، وكذا كل فعل يوجب زيادة في الموصى به، ولايمكن تسليمه إلا بها، فهو رجوع، إذا فعله، وكذا كل تصرف أوجب زوال ملك الموصي فهو رجوع، إذا ثبت هذا، فنقول: إذا أوصى بثوب ثم قطعه وخاطه، أو بقطن فغزله، أو بغزل فنسجه، أو بحديد فاتخذه إناء فهو رجوع. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الوصايا، الباب الأول: ٩٢/٦، ٩٣ رشيدية، وفي مجمع الأنهر: وللموصي أن يرجع في وصيته قولاً، أو فعلاً يقطع حق المالك في الغصب، أو يزيل ملكه، كالبيع، والهبة واشتراه، أو رجع بعد ذلك، أو يوجب في الموصي به زيادة لايمكن التسليم إلا بها كلت السويق بسمن والبناء في الدار، والحشو بالقطن وقطع الثوب، وذبح الشاة رجوع. ملتقى الأبحر على صدر مجمع الأنهر، كتاب الوصايا: ٤٢٢/٤ مكتبه غفاريه.

مسئلہ [193] اگر کسی خاص زمین یا خاص مکان، یا خاص کپڑے، یا خاص جانور وغیرہ کی وصیت کی تھی اور پھر وہ کسی طرح اس کی ملکیت سے نکل گیا یا ضائع ہو گیا، یا مر گیا تو وصیت باطل ہو گئی، کیونکہ جس خاص چیز کی وصیت کی تھی وہ موجود ہی نہ رہی۔ مفید الوارثین ۶۴ (۷۱)۔

مسئلہ [194] میت نے جس کو مال دیئے جانے کی وصیت کی تھی وہ میت کے انتقال کے بعد اگر وصیت قبول کرنے سے انکار کر دے اور کہہ دے کہ میں نہیں لیتا، تو وصیت باطل ہو جائے گی، اب بعد میں وہ اس کا مطالبہ نہیں کرسکتا، لیکن اگر انکار میت کی زندگی میں کیا تھا تو باطل نہ ہوگی، کیونکہ وصیت کو قبول یا رد کرنا وہی معتبر ہے جو میت کے انتقال کے بعد ہو، موت سے پہلے قبول یا رد کا اعتبار نہیں۔ درمختار و شامی ۵/ ۵۷۷ (۷۲)۔

وصیتوں کی تعمیل کا طریقہ

❊ - تجہیز و تکفین کے بعد (اور اگر میت کے ذمہ لوگوں کے قرضے بھی تھے تو ان کی ادائیگی کے بعد)

---

(۷۱) مفید الوارثین، فصل چہارم، وصیت کا بیان، ص: ۵۸، مکتبۃ العلم لاہور۔

في الدر: ولو أوصى؛ لأخيه، وله ابن، ثم مات الابن قبل موت الموصي، بطلت الوصية. زيلعي. رد المحتار، كتاب الوصايا: ٦٤٩/٦، رشيدية، وفي البدائع: ولو عيّن الشهر الذي هو فيه، أو السنة التي هو فيها؛ بأن قال: هذا الشهر، أو هذه السنة، ينظر: إن مات بعد مضي ذلك الشهر، أو تلك السنة بطلت وصيته؛ لأن الوصية نفاذها عند موته، وقد مضى ذلك الشهر، أو تلك السنة قبل موته، فبطلت الوصية. بدائع الصنائع، كتاب الوصايا: ٣٥٤/٧، رشيدية، وهكذا في البحرالرائق، كتاب الوصايا: ٣١٢/٩، رشيدية.

(٧٢) وفي رد المحتار: ثم المعتبر في القبول والرد ما بعد الموت. ردالمحتار، كتاب الوصايا: ٦/ ٦٥٠، رشيدية، في الدر: والوصية عقد تمليك بعد الموت ولهذا يعتبر القبول والرد بعد الموت. ردالمحتار، كتاب الوصايا، باب الوصية بثلث المال: ٦٧٤/٦، رشيدية، وهكذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الوصايا: ١٦٣/٢٧، دارالمعرفة بيروت، وفي الهندية: قبول الوصية إنما يكون بعد الموت، فإن قبلها في حال حياة الموصي أوردّها فذلك باطل، وله القبول بعد الموت. ......، والموصى به يملك بالقبول، فإن قبل الموصى به الوصية بعد موت الموصي يثبت الملك له في الموصى به قبضه، أو لم يقبضه، وإن ردّ الموصى به الوصية بطلت بردّه عندنا. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الوصايا، الباب الأول: ٩٠/٦، رشيدية، وفي مجمع الأنهر: ولا بد في الوصية من القبول ويعتبر بعد موت الموصي ولا اعتبار بالرد والقبول في حياته، وبه تملك. ملتقى الأبحر على مجمع الأنهر، كتاب الوصايا: ٤٢٠/٤، مكتبه غفاريه كوئٹه، وهكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الوضايا: ٤٢١/٥، رشيدية، وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب الوصايا، الفصل الأول: ٧٤٤٦/١٠، رشيدية.

اگر کچھ ترکہ بچے، تو دیکھیں کہ میت نے کوئی جائز وصیت اپنے ترکہ کے متعلق کی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کی، تو یہ بچا ہوا سارا مال اس کے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے گا، کیونکہ وصیت نہ ہونے کی صورت میں وہی اس کے حقدار ہیں اور اگر وصیت کی تھی، مثلاً زبانی یا تحریری طور پر اس نے کہا ہو کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال سے مسجد بنوا دینا، کنواں بنوا دینا، یا مدرسہ، یا خانقاہ میں اتنا روپیہ لگا دینا، یا فلاں شخص کو اتنا روپیہ یا فلاں چیز دیدینا، یا فقراء ومساکین کو فلاں فلاں چیزیں خیرات کر دینا، یا کچھ نمازیں یا روزے جو اس کے ذمہ رہ گئے تھے، ان کے متعلق کہا کہ میرے مرنے کے بعد ان کا فدیہ[۷۳] ادا کر دینا، یا اللہ تعالیٰ کے مالی فرائض وواجبات، جو اس کے ذمہ رہ گئے تھے، مثلاً زکوٰۃ، حج، صدقۃ الفطر کسی قسم کا کفارہ یا نذر (منت) وغیرہ ان کے متعلق کہا کہ میرے مرنے کے بعد ان کو ادا کر دینا، تو یہ سب وصیت شمار ہوگا، جس پر عمل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تجہیز وتکفین اور قرضوں کی ادائیگی کے بعد جو ترکہ باقی رہے، اس کے تین مساوی حصے کریں گے، ان میں سے دو حصے ۲/۳ صرف وارثوں کا حق ہے، جو ان پر شرعی قاعدہ کے مطابق[۷۴] تقسیم ہوں گے اور ایک حصہ وصیت میں خرچ کیا جائے گا، خواہ اس ایک تہائی سے اس کی ساری وصیت پوری ہو یا پوری نہ ہو۔

مسئلہ [195] اگر ساری وصیتیں پوری ہو کر اس تہائی ۱/۳ میں سے کچھ باقی بچا، تو وہ بھی سب وارثوں کا ہے۔ مفید الوارثین (۷۵)۔

[۷۳] اگر فدیہ کی بجائے یہ وصیت کی کہ میری طرف سے اتنی نمازیں پڑھ لینا، یا میری طرف سے اتنے روزے تم لوگ رکھ لینا، یہ وصیت معتبر نہیں، کیونکہ خالص بدنی عبادتیں مثلاً نماز اور روزہ کوئی بھی کسی دوسرے کی طرف سے ادا نہیں کر سکتا، ہاں! ان کا فدیہ ادا کر سکتا ہے۔ مفید الوارثین (۷۶)۔

[۷۴] وارثوں پر میراث کی تقسیم کا بیان آگے آئے گا۔ رفیع۔

(۷۵) مفید الوارثین، فصل چہارم، وصیت کا بیان، ص: ۵۵-۵۹، مکتبۃ العلم لاہور۔

وفي الدر: وما بقي من الثلث فلأصحاب الوصايا، وما بقي من الثلثين فللورثة. رد المحتار، كتاب الوصايا، باب الوصية، بثلث المال: ٦/٦٧٦، رشيدية، وهكذا في المبسوط، كتاب الوصايا، باب الوصية في العتق: ٢٨/١٤١، دار المعرفة بيروت، وكذا في البحر، كتاب الوصايا: ٩/٢١٤، رشيدية.

(۷۶) مفید الوارثین، فصل چہارم، وصیت کا بیان، ص: ۵۵-۵۹، مکتبۃ العلم لاہور۔

وفي الدر: وما بقي من الثلث فلأصحاب الوصايا، وما بقي من الثلثين فللورثة. رد المحتار، كتاب الوصايا، باب الوصية، بثلث المال: ٦/٦٧٦، رشيدية، وهكذا في المبسوط، كتاب الوصايا، باب الوصية في العتق: ٢٨/١٤١، =

مسئلہ [196] ایک سے زیادہ وصیتوں میں بھی یہی حکم ہے کہ اس ایک تہائی کے اندر اندر جس قدر وصیتیں پوری ہو سکیں، ادا کر دی جائیں، باقی چھوڑ دیں، کیونکہ باقی وصیتوں کا پورا کرنا اور نافذ کرنا وارثوں کے ذمہ لازم نہیں۔ شامی (۷۷) بہشتی زیور (۷۸)۔

مسئلہ [197] وارثوں میں سے جو عاقل، بالغ اور حاضر ہوں، وہ اپنی خوشی سے اپنے اپنے حصوں میں سے اگر میت کی باقی وصیتوں کو پورا کرنا چاہیں، تو کر سکتے ہیں، لیکن غیر حاضر یا نابالغ یا دیوانے (مجنون) وارث کا حصہ اس ایک تہائی سے زائد خرچ میں لگانا جائز نہیں، کیونکہ نابالغ اور مجنون کی اجازت شرعاً معتبر نہیں اور غیر حاضر کا حال معلوم نہیں کہ اجازت دے گا یا نہیں، اس لئے جب وارثوں میں کوئی غیر حاضر ہو، یا نابالغ، یا دیوانہ ہو، تو ایک تہائی مال وصیت میں خرچ کرنے کے بعد باقی دو تہائی سب وارثوں میں شرعی حصوں کے مطابق تقسیم کر دیں، پھر عاقل بالغ وارثوں میں سے جو چاہے، وہ اپنے حصے سے (یا اپنا مزید مال ملا کر بھی) میت کی باقی وصیتیں پوری کر دے۔ مفید الورثین (۷۹)۔

= دارالمعرفة بيروت، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الوصايا: ٩/٢١٤، رشيدية.

(٧٧) في الدر: وتجوز بالثلث للأجنبي عند عدم المانع. وإن لم تجز الوارث ذلك، لا الزيادة عليه. الدر المختار، كتاب الوصايا: ١٠/٣٥٨، رشيدية، وهكذا في البحر، كتاب الوصايا: ٨/٤٦٠، رشيدية، وفي مجمع الأنهر: وتصح الوصية بالثلث للأجنبي، كتاب الوصايا: ٤/٤١٩، دارالكتب العلمية بيروت.

(۷۸) بہشتی زیور، وصیت کا بیان، ص: ۳۹۲، دارالاشاعت کراچی۔

(۷۹) مفید الوارثین، فصل چہارم، وصیت کا بیان، ص: ۵۸، ادارہ اسلامیات لاہور۔

في الدر: (وتجوز بالثلث للأجنبي) عند عدم المانع (وإن لم يجز الوارث ذلك، لا الزيادة عليه إلا أن تجيز ورثته بعد موته) ولاتعتبر إجازتهم حال حياته أصلاً، بل بعد وفاته (وهم كبار). قال بعد أسطر: وهم كبار، عقلاء فلم تجز إجازة صغير ومجنون وإجازة المريض الخ. الدر المختار، كتاب الوصايا: ١٠/٣٥٨، ٣٦٦، رشيدية، قوله: وتجوز بالثلث للأجنبي: عند عدم المانع، وإن لم تجز الوارث ذلك، لا الزيادة عليه. الدر المختار، كتاب الوصايا: ١٠/٣٥٨، رشيدية، وهكذا في البحر، كتاب الوصايا: ٨/٤٦٠، رشيدية، وكذا في مجمع الأنهر: وتصح الوصية بالثلث للأجنبي، كتاب الوصايا: ٤/٤١٩، دارالكتب العلمية بيروت، وهكذا في البدائع، كتاب الوصايا، فصل: وأما شرائط الركن: ٧/٣٤٠، رشيدية، وهكذا في الهندية، كتاب الوصايا، الفصل الأول في تفسيرها وجوازها: ٦/٩١، رشيدية.

ایک سے زیادہ وصیتوں میں ترتیب

مسئلہ [198] اگر میت نے چند وصیتیں کی تھیں، جو ایک تہائی مال میں انجام نہیں پا سکتیں اور زیادہ خرچ کرنے کی وارثوں نے اجازت نہیں دی، تو جو وصیتیں شرعاً زیادہ ضروری ہیں، ان کو پہلے پورا کیا جائے، ان سے کچھ باقی رہے، تو کم ضروری وصیتیں بھی پوری کرنا واجب ہے، ان سے بھی کچھ بچے، تو غیر ضروری وصیتوں پر جتنا ہو سکے، عمل کرنا واجب ہے، مثلاً قضاء روزوں کے فدیہ کی بھی وصیت کی اور صدقۃ الفطر ادا کرنے کی بھی اور کنواں بنوانے کی بھی، تو سب سے پہلے روزوں کا فدیہ ادا کیا جائے، کیونکہ روزے فرض ہیں، پھر اگر کچھ مال بچے، تو اس سے صدقۃ الفطر جتنا ادا ہو سکے، کردیں، باقی چھوڑ دیں، کیونکہ یہ واجب ہے، فرض نہیں اور کنواں بنوانا بالکل ہی چھوڑ دیں، کیونکہ یہ تو واجب بھی نہیں، صرف مستحب ہے، مال بچتا تو یہ بھی بنوانا واجب ہوتا۔ درمختار و شامی (۸۰)، مفید الوارثین (۸۱)۔

❋ — اور اگر سب وصیتیں برابر درجے کی ہیں، زیادہ ضروری اور غیر ضروری کا فرق نہیں، تو وصیت کرنے والے نے جس کی وصیت پہلے کی تھی، اس کو پہلے پورا کیا جائے، پھر کچھ مال باقی رہے، تو دوسری کو پورا کریں، ورنہ نہ کریں، مثلاً روزے کا فدیہ بھی ادا کرنے کی وصیت کی اور نماز کے فدیہ کی بھی، یہ دونوں فرض ہونے کی وجہ سے برابر ہیں، اس لئے جس کی وصیت پہلے کی تھی، اس کو پہلے ادا کریں، یا حجِ فرض اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وصیت کی تھی اور دونوں پورے نہیں ہو سکتی، تو جس کی وصیت پہلے کی ہو، وہ ادا کیا جائے (بعض معتبر علماء کا قول ہے کہ حج و زکوٰۃ اگر دونوں ادا نہ ہو سکیں، تو زکوۃ کو مقدم کر کے ادا کر دینا چاہیے) یا مثلاً ایک ہزار روپے کی وصیت مسجد کے لئے کی تھی اور ایک ہزار کی دینی مدرسہ کے لئے اور تہائی مال صرف ایک ہزار ہے، تو

---

(۸۰) قال في الدر: وإذا اجتمع الوصايا قدم الفرض. الدر المختار. قوله: الفرض، كالحج والزكوة والكفارات؛ لأن الفرض أهم من النفل: والظاهر منه البداءة بالأهم. رد المحتار، كتاب الوصايا: ۱۰/۳۷٤، رشيدية، وقال في البحر: إذا اجتمعت الوصايا، فإن كان ثلث يوفي بالكل أو أجازت الورثة الوصايا بأسرها نفذت الوصايا بأسرها وإن لم تجز الورثة الوصايا، فإن كانت الوصايا كلها للعباد يقدم الأقوى فالأقوى ولا بدئ بما بدأ به. البحر الرائق، كتاب الوصايا، باب العتق في المرض والوصية: ۸/۲۰٥، رشيدية، وهكذا في البدائع، كتاب الوصايا، فصل: وأما شرائط الركن: ۷/۳۷۱، رشيدية.

(۸۱) مفید الوارثین، فصل چہارم، وصیت کا بیان، وصیت کس طرح پوری کی جائے اور کون سی کی جائے اور کون سی نہ کی جائے، ص: ٦۵، مکتبۃ العلم لاہور۔

جس کی وصیت پہلے کی تھی، اس کو پورا کیا جائے، کیونکہ ان دونوں میں سے کوئی بھی فرض یا واجب نہیں، دونوں مستحب ہیں۔ مفید الوارثین ۶۰، ۶۱ (۸۲) وشامی ۵/ ۵۸۰، ۵۸۱ (۸۳)۔

تنبیہ: یہ قانون جو اوپر بتایا گیا ہے کہ جب ساری وصیتیں برابر درجہ کی ہوں، تو جو وصیت پہلے کی تھی، وہ مقدم کی جائے گی، یہ اس صورت میں ہے کہ وصیتیں متعین اشخاص کے لئے نہ ہوں، اگر متعین اشخاص کے لئے وصیتیں کی تھیں، مثلاً اپنے ایک تہائی مال کی وصیت زید کے لئے کی۔ پھر خالد کیلئے بھی ایک تہائی مال کی وصیت کر دی، تو اس صورت میں پہلی وصیت کو بعد کی وصیت پر مقدم نہ کریں گے، بلکہ وہ تہائی مال زید اور خالد دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ شامی ۵/ ۵۸۹ (۸۴)۔

اس مسئلہ میں تفصیلات اور باریکیاں بہت ہیں، جب ایسا مسئلہ پیش آئے تو ماہر علمائے دین سے پوچھ کر عمل کیا جائے۔

مسائل فدیہ نماز وروزہ وغیرہ اوران کی مقدار

۱- ہر روز کی نمازیں وتر سمیت چھ لگائی جائیں گی (۸۵) اور ہر نماز کا فدیہ ایک سیر ۱/۲-۱۲ چھٹانک گندم

---

(۸۲) مفید الوارثین، فصل چہارم، وصیت کا بیان، وصیت کس طرح پوری کی جائے اور کون سی کی جائے اور کون سی نہ کی جائے، ص: ۶۲، مکتبۃ العلم لاہور۔

(۸۳) قال الشامي: قوله: وإن تساوت قوة، قال في الملتقى: وإن تساوت في الفريضة وغيرها، قدم ما قدمه، وقيل: تقدم الزكوة على الحج، وقيل: بالعكس ......، فإن كان كله تطوعاً بدئ بالأول مما نطق به، حتى يأتي على آخره، أو ينتقص الثلث فيبطل ما بقي الخ. رد المحتار، كتاب الوصايا: ١/ ٣٧٥، رشيدية، وقال في الملتقى: وإن اجتمعت وصايا، وضاق الثلث عنها، قدمت الفرائض، وإن أخرها، فإن تساوت في الفريضة أو غيرها قدم ما قدمه، وقيل: تقدم الزكوة على الحج، وقيل: بالعكس، الخ. ملتقي الأبحر، كتاب الوصايا، باب العتق في المرض: ١/ ٤٤٠، دارالكتب العلمية بيروت، وهكذا في البحر، كتاب الوصايا، باب العتق في المرض: ٨/ ٥٠٢، رشيدية، وكذا في التبيين، كتاب الوصايا، باب العتق في المرض: ٦/ ١٩٨، دارالكتاب الإسلامي القاهرة.

(٨٤) فما للعباد خاصة لا يعتبر فيها التقديم، كما لو أوصى بثلثه لإنسان ثم به لآخر. رد المحتار، كتاب الوصايا: ١٠/ ٣٧٤، رشيدية، وهكذا في الهداية، كتاب الوصايا، فصل: ٤/ ٢٤٧، المكتبة الإسلامية بيروت، وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الوصايا، باب العتق في المرض: ٦/ ١٩٨، دارالكتب العلمية بيروت.

(٨٥) وفدية كل صلوة، ولو وتراً كصوم يوم، على المذهب. الدر المختار، كتاب الصوم، فصل: في العوارض: ٢/ ١١٩، =

یا اس کی قیمت ہوگی، احتیاط اس میں ہے کہ پورے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کی جائے، اس طرح ایک دن کی نمازوں کا فدیہ پورے بارہ سیر گندم یا اس کی قیمت ہوگی (۸۶)۔

۲- ہر روزہ کا فدیہ ایک نماز کے فدیہ کے برابر ہے یعنی ایک سیر ½ ۱۲ چھٹانک (اور احتیاطاً دو سیر) گندم یا اس کی قیمت (۸۷)، رمضان کے روزوں کے علاوہ اگر کوئی نذر (منت) مانی ہوئی تھی، تو اس کا بھی فدیہ دینا ہوگا (۸۸)۔

= رشيدية، وفي الهندية: لكل مكتوبة نصف صاع من الحنطة، وللوتر كذلك. فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، فصل: في الترتيب وقضاء المتروكات: ١/١١٤، رشيدية، وفي خلاصة الفتاوىٰ: لكل صلوه نصف صاع من بر، وللوتر نصف صاع. خلاصة الفتاوىٰ، الفصل التاسع عشر في قضاء الفوائت: ١/١٩٢، رشيدية.

(٨٦) في الدر: ولو مات، وعليه صلوات فائتة، وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر، كالفطرة، وكذا حكم الوتر، وفي الدر المختار: أي: أو من دقيقه، أو سويقه، أو صاع تمر، أو زبيب، أو شعير، أو قيمته، وهي أفضل عندنا؛ لإسراعها بسدّ حاجة الفقير. رد المحتار، باب قضاء الفوائت: ١/٤٩١، ٤٩٢، رشيدية، في الهندية: إذا مات الرجل، وعليه صلوات فائتة، فأوصىٰ بأن تعطى كفارة صلواته، يعطى لكل صلوة نصف صاع من بر، وللوتر نصف صاع. الفتاوىٰ العالمگيرية، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت: ١/١٢٥، رشيدية، وفي البحر: إذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة، وأوصى بأن يعطى كفارة صلاته، يعطى لكل صلوة نصف صاع من بر، وللوتر نصف صاع. البحر الرائق، باب قضاء الفوائت: ٢/١٦٠، رشيدية.

(٨٧) في البحر: ولصوم يوم نصف صاع. البحر الرائق، باب قضاء الفوائت: ٢/١٦٠، رشيدية، في التاتارخانية: فإن لم يصم بعدما صحّ، أو قام حتى مات فعليه أن يوصى أن يطعم عنه، وفي الهداية: أطعم عنه وليه لكل يوم نصف صاع من برٍ، أو صاعاً من تمر، أو صاعاً من شعير. التاتارخانية، كتاب الصوم: ٢/٢٨٢، إدارة القرآن كراتشي، وفي الفقه الإسلامي: الوجوب لقوله تعالىٰ: ﴿وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين﴾، أي: على الذين يتحملون الصوم بمشقة شديدة: الفدية. والفدية عند الحنفية: نصف صاع من بُرّ، أي: قيمته. الفقه الإسلامي وأدلته، المطلب الثالث الفدية: ٣/١٧٤٣، رشيدية.

(٨٨) في التاتارخانية: إذا قال: لله عليّ أن أصوم أبداً، فضعف عن الصوم لاشتغاله بالمعيشة، كان له أن يفطر، ويعطم لكل يوم نصف صاع من الحنطة. التاتارخانيه، كتاب الصوم، الفصل الحادى عشر في النذور: ٢/٣١٠، إدارة القرآن كراتشي، وفي الهندية: وإذا وجب على نفسه صوم شهر، فمات قبل أن يمضي شهر، يلزمه صوم شهر، حتى يلزمه أن يوصي بذلك، فيطعم عنه لكل يوم نصف صاع من الحنطة. الفتاوىٰ العالمگيرية، الباب السادس في النذر: ١/٢١٠، رشيدية، وفي خلاصة الفتاوىٰ: إذا أوجب على نفسه صوم شهر، فمات قبل أن يمضي شهر، يلزمه صوم شهر، حتى =

۳- زکوٰۃ جتنے سال کی ہو اور جتنی مقدار مال کی رہی ہے، اس کا حساب کر کے ادا کرنا ہوگا۔

۴- حج فرض اگر میت ادا نہیں کر سکا، تو میت کی بستی سے کسی کو حج بدل کیلئے بھیجا جائے گا اور اس کا پورا کرایہ، آمد و رفت اور قیام و طعام کے تمام ضروری مصارف ادا کرنے ہوں گے، اگر ترکہ کے ایک تہائی میں اتنی گنجائش نہ ہو، تو جس بستی سے مصارف کم آتے ہوں، وہاں سے بھیج دیا جائے۔

۵- جتنے صدقۃ الفطر رہے ہوں، ہر ایک کے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک (اور احتیاطاً پورے دو سیر گندم) یا اس کی قیمت ادا کی جائے۔

۶- قربانی کوئی رہ گئی ہو، تو اس سال میں ایک بکرے یا ایک گائے کی قیمت کے ساتویں حصہ کا اندازہ کر کے قیمت کا صدقہ کیا جائے۔

۷- سجدۂ تلاوت رہ گئے ہوں، تو احتیاط اس میں ہے کہ ہر سجدہ کے بدلے ایک نماز کے فدیہ کے برابر صدقہ کیا جائے۔

۸- اگر فوت شدہ نمازوں یا روزوں وغیرہ کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو تو تخمینہ سے حساب کیا جائے۔ (یہ سب مسائل رسالہ "حیلۂ اسقاط" سے ماخوذ ہیں) (۸۹)۔

ناجائز وصیتوں کی چند مثالیں

❋- یہاں تک جو احکام بیان ہوئے، یہ سب ان وصیتوں کے ہیں، جو شرعاً درست ہوں، باطل نہ ہوں، باطل وصیتوں کا بیان پیچھے آچکا ہے، انہی باطل وصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ کسی ناجائز کام میں مال خرچ کرنے کی وصیت کی ہو، مثلاً تیجہ (سوئم) کرنے کی، یا گیارہویں، بارہویں، دسواں، بیسواں، چالیسواں (چہلم) کرنے یا مروجہ میلاد، یا عرس کرانے کی وصیت کی، یا قبر پکی بنانے، یا اس پر قبہ (گنبد) بنانے کی وصیت کی، یا یہ وصیت کی کہ قبر پر کسی حافظ قرآن کو پیسے [۹۰] دے کر بٹھا دینا تاکہ پڑھ پڑھ کر ثواب بخشتا رہے، یا کسی وارث کو

[۹۰] تلاوتِ قرآن پر اجرت لینا حرام ہے، جو تلاوت اجرت لے کر کی جائے، اس کا ثواب نہ پڑھنے والے کو ملتا ہے، نہ میت ⬅

= يلزمه أن يوصي ذلك، فيطعم عنه لكل يوم نصف صاع من الحنطة. خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الصوم، الفصل الرابع في النذر: ۱/۲٦۳، رشيدية.

(۸۹) تفصیل کے لئے دیکھئے، جواہر الفقہ، رسالہ حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت: ۱/۳۹۲، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

محروم کرنے کی یا سینما ہال بنانیکی وصیت کی تو ایسی وصیتیں کرنے والا سخت گنہگار ہے اور ان وصیتوں پر عمل کرنا بھی جائز نہیں۔ شامی ۵/ ۶۰۵ (۹۱) و بہشتی زیور (۹۲)۔

وصیت کر جانے کی تاکید اور متعلقہ ہدایات

※- اگر کسی کے ذمہ نمازوں، یا روزوں کا فدیہ، یا زکوٰۃ، یا حج رہ گیا ہو، یا قَسم وغیرہ کا کفارہ، یا صدقۃ الفطر، یا نذر (منت) یا اور کوئی مالی عبادت، جو فرض یا واجب تھی، ادا ہونے سے رہ گئی ہو اور اتنا مال بھی ہو، تو ان چیزوں کی ادائیگی کے لئے مرنے سے پہلے وصیت کر جانا واجب ہے، نہیں کرے گا، تو گنہگار ہوگا۔ بہشتی زیور (۹۳)، درمختار ۵/ ۶۸ (۹۴)۔

◄ کو، بلکہ ایسا کرنے والا الٹا گنہگار ہوتا ہے۔ شرح عقود رسم المفتی (۹۵)۔

---

(۹۱) في الدر: فرع: أوصى بأن يصلي عليه فلان، أو يحمل بعد موته إلى بلد آخر، أو يكفن في ثوب كذا، أو يطين قبره، أو يضرب على قبره قبة، أو لمن يقرأ عند قبره شيئاً معيناً فهي باطلة. الدر المختار، كتاب الوصايا: ۱۰/ ۳۸۱، رشيدية، وهكذا في لسان الحكام، الفصل السابع والعشرون: ۱/ ۴۲۰، مصطفىٰ البابي القاهرة، وكذا في مجمع الضمانات، وفيه: وكذا لو أوصىٰ أن يطين قبره، أو يضرب على قبره قبة كانت باطلة: ۲/ ۸۶۸، المكتب الإسلامي بيروت، وفي البحر: إذا أوصىٰ بأن يطين قبره ويوضع على قبره قبة، فالوصية باطلة. البحرالرائق، كتاب الوصايا، باب الوصية بالخدمة: ۸/ ۵۱۸، رشيدية، وهكذا في الهندية، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الألفاظ التي تكون وصية والتي لاتكون وصية: ۶/ ۹۶، رشيدية.

(۹۲) اصلی اشرفی بہشتی زیور، وصیت کا بیان، حصہ پنجم، ص: ۳۹۳، دارالاشاعت کراچی۔

(۹۳) اصلی اشرفی بہشتی زیور، وصیت کا بیان، حصہ پنجم، ص: ۳۹۳، دارالاشاعت کراچی۔

(۹۴) في الدر: الوصية بما عليه من الفرائض، والواجبات، كالحج، والزكوة، والكفارات واجبة. الدرمختار، كتاب الوصايا: ۱۰/ ۳۵۴، رشيدية، في الهندية: والوصية مستحبة، هذا إذا لم يكن عليه حق مستحق للّٰه تعالىٰ، وإن كان عليه حق مستحق للّٰه تعالىٰ كالزكوة، أو الصيام، أو الحج، أو الصلوة التي فرط فيها فهي واجبة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الوصايا، الباب الأول: ۶/ ۹۰، رشيدية، وهكذا في البدائع، كتاب الوصايا، فصل: وأما شرائط وجوب: ۷/ ۳۳۷، رشيدية.

(۹۵) قال ابن عابدين في شرح العقود بعد ذكر طبقات الفقهاء: ومن ذلك مسألة الاستئجار على تلاوة القرآن المجردة، فقد وقع لصاحب السراج ...... بل الضرر صار في الاستئجار عليه حيث صار القرآن مكسباً وحرفةً يتجرُ بها وصار القارئ منهم لا يقرأ شيئاً لوجه اللّٰه تعالىٰ خالصاً، بل لا يقرأ إلا للأجرة، وهو الرياء المحض الذي هو إرادة العمل لغير اللّٰه تعالىٰ، فمن أين يحصل له الثواب الذي طلب المستأجر أن يهديه لميته ...... الخ. شرح عقود رسم المفتي، ص: ۶-۷، قديمي.

مسئلہ [199] جس شخص کے ذمہ لوگوں کے قرض ہوں، یا اس کے پاس امانتیں ہوں، جن کی کوئی ایسی رسید یا سند نہیں، جسے پیش کر کے قرض خواہ اور امانت کے مالک اپنا سارا مال وصول کر سکیں، یا اسی قسم کے اور معاملات ہوں، جن میں وصیت نہ ہونے کی صورت میں لوگوں کی حق تلفی کا اندیشہ ہے، تو اس پر لازم و واجب ہے کہ ان لوگوں کے حقوق کو تحریری یا زبانی طور پر واضح کر جائے، ورنہ سخت گنہگار ہوگا۔ بہشتی زیور (۹۶)، مفید الوارثین (۹۷)، شامی (۹۸)۔

زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، کسی کو نہیں معلوم کب موت کا پیغام آجائے اور اس وقت وصیت کرنے کا موقع بھی ملے گا یا نہیں، اس لئے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ موت کے لئے ہر وقت تیار رہے اور حالتِ صحت ہی میں اس قسم کے امور کی وصیت کر رکھے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس مسلمان کے پاس ایسی کوئی چیز ہے، جس کے متعلق اسے وصیت کرنی ہے، اسے دو راتیں بھی اس حالت میں گذارنے کا حق نہیں کہ وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود نہ ہو۔ صحیح مسلم ۲/۳۹ (۹۹)۔

مسئلہ [200] اگر کسی کے شرعی وارث پہلے سے مالدار ہیں، یا اس کی میراث میں سے ان کو اس

---

(۹۶) اصلی اشرفی بہشتی زیور، وصیت کا بیان، حصہ پنجم، ص: ۳۹۲، دارالاشاعت کراچی۔

(۹۷) مفید الوارثین، فصل چہارم، وصیت کا بیان، ص: ۶۳، مکتبۃ العلم۔

(۹۸) في الدر: (وهي) على ما في المجتبى: أربعة أقسام: (واجبة بالزكوة)، والكفارات، (و) فدية (الصيام، والصلوة التي فرط فيها)، ومباحة لغني، ومكروهة لأهل فسوق (وإلا فمستحبة). الدر المختار. قوله: وهي على في المجتبى ......، واجبة، كالوصية برد الودائع والديون المجهولة. رد المحتار، كتاب الوصايا: ۱۰/۳۵٤، رشيدية، وهكذا في البدائع، كتاب الوصايا، فصل: وأما شرائط الركن: ۷/۳۳۳، رشيدية، وكذا في البحر، كتاب الوصايا: ۸/٤٦۰، رشيدية، وكذا في الهندية، كتاب الوصايا: ٦/۹۰، رشيدية، وهكذا في التبيين، كتاب الوصايا: ٦/۱۸۲، دارالكتب العلمية بيروت.

(۹۹) روى مسلم، عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما، أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: ماحق امرىء مسلم له شيء يريد أن يوصي فيه يبيت ليلتين إلا ووصيته مكتوبة عنده. صحيح مسلم، كتاب الوصايا، الحديث رقم: ۱٦۲۷، والبخاري في الوصايا، باب الوصايا وقول النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، الحديث رقم: ۲۵۸۷، وأخرجه أبوداود في كتاب الوصايا، باب ماجاء في مايؤمر به من الوصية، الحديث رقم: ۲۸٦۲، والترمذي، في الوصايا، باب ماجاء في الحث على الوصية، الحديث رقم: ۹۷٤، وابن ماجه، في الوصايا، باب الحث على الوصية، الحديث رقم: ۲٦۹۹.

قدر حصہ ملے گا کہ میراث پانے کے بعد بہت غنی اور دولت مند ہو جائیں گے، تو ایسے شخص کو اپنے مال میں سے مسجدوں اور دینی مدرسوں وغیرہ کے لئے یا ایسے رشتہ داروں کے لئے، جن کو میراث میں حصہ نہیں ملے گا، وصیت کر جانا مستحب ہے، یعنی وصیت کرے تو ثواب ہوگا، نہ کی تو کوئی گناہ نہیں، لیکن اپنے ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت بہرحال ناجائز ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ ایک تہائی سے بھی کم کی وصیت کرے۔ بہشتی زیور (۱۰۰)، مفید الوارثین (۱۰۱)۔

اور اگر شرعی وارث پہلے سے بھی غنی نہیں اور اس کے پاس مال بھی اتنا زیادہ نہیں کہ میراث پا کر وہ لوگ دولت مند ہو جائیں، تو مستحب یہ ہے کہ اپنے مال میں سے صدقہ وخیرات وغیرہ کی کچھ وصیت نہ کرے اور سارا ترکہ وارثوں کے لئے چھوڑ دے، کیونکہ جب یہ لوگ بھی مفلس اور حاجت مند ہیں، تو ان کو بھی جو نفع اور فائدہ میت کے مال سے ہوگا اس کا ثواب میت کو صدقہ وخیرات سے بھی دوگنا ہوگا (۱۰۲) البتہ اگر ضروری وصیت ہو،

---

(۱۰۰) اصلی اشرفی بہشتی زیور، حصہ پنجم، وصیت کا بیان، ص: ۳۹۳، دارالاشاعت کراچی۔

(۱۰۱) مفید الوارثین، فصل چہارم، وصیت کا بیان، ص: ۶۴، مکتبۃ العلم۔

في البحر: وبدون الثلث مستحبة، إن كانت الورثة أغنياء، أو يستغنون بنصبيم، وإن كانوا فقراء لايستغنون بما يرثون، فترك الوصية أولىٰ. البحرالرائق، كتاب الوصايا: ٨/ ٤٦٠، رشيدية، وهكذا في ردالمحتار، كتاب الوصايا: ٦٥٢/٦، رشيدية، وفي مجمع الأنهر: وهي مستحبة بما دون الثلث إن كان الورثة أغنياء، أو يستغنون بأنصبائهم، وإلا فتركها أحب، ولا تصح بما زاد على الثلث. ملتقى الأبحر على صدر مجمع الأنهر، كتاب الوصايا: ٤١٨/٤، مكتبه غفاريه كوئته، وفي خلاصة الفتاوىٰ: وإن كانوا أغنياء، أو يستغنون بالثلثين فالوصية أفضل. خلاصه الفتاوىٰ، كتاب الوصايا، الفصل الأول الجنس الخ: ٢٢٤/٤ رشيدية، وفي البزازية: لمن له مال كثير يستحب أن يوصي بدون الثلث. البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الوصايا: ٤٣٣/٦، رشيدية.

(١٠٢) في مجمع الأنهر: وإن لم تكن الورثة أغنياء، ولا يستغنون بأنصبائهم فتركها، أي: الوصية، أحب؛ لما فيه من الصدقة على القريب، وقد قال عليه الصلوة والسلام: أفضل الصدقة على ذي الرحم الكاشح، ولأن فيه حق الفقير والقرابة جميعاً. مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الوصايا: ٤١٨/٤ غفاريه كوئته، وفي خلاصة الفتاوىٰ: إن كانوا فقراء لايستغنون بثلثي التركة، فترك الوصية أفضل. خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الوصايا، الفصل الأول الجنس الأول: ٢٢٣/٤، ٢٢٤، رشيدية، وفي البزازية: الأفضل لمن له مال قليل وله ورثة أن لايوصي. البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الوصايا: ٤٣٣/٦ رشيدية، وفي البحر: وبدون الثلث مستحبة، إن كانت الورثة أغنياء، أو يستغنون بنصيبيم، وإن كانوا فقراء لايستغنون بما يرثون، فترك الوصية أولىٰ. البحرالرائق، كتاب الوصايا: ٨/ ٤٦٠، رشيدية، وهكذا في ردالمحتار، كتاب الوصايا: ٦٥٢/٦، رشيدية.

جیسے نماز روزہ کا فدیہ، تو اس کی وصیت بہر حال کرنا واجب ہے، ورنہ گنہگار رہوگا۔ مفید الوارثین ۵۹ (۱۰۳)، بہشتی زیور (۱۰۴)، شامی (۱۰۵)۔

مسئلہ [201] یہ وصیت کر دینا بھی مستحب ہے کہ میرا کفن دفن سنت کے مطابق کیا جائے اور میرے مرنے پر نوحہ، ماتم اور چیخنا چلانا ہرگز نہ کیا جائے اور خلافِ شریعت رسموں اور بدعتوں سے اجتناب کیا جائے، لیکن جس شخص کے رشتہ داروں میں ان ناجائز کاموں کا رواج ہو اور گمان غالب ہو کہ یہ حرکتیں کی جائیں گی، تو اس کے لئے ان امور کی ممانعت کر دینا لازم اور ضروری ہے۔ مفید الوارثین ۵۸ (۱۰۶)۔

مسئلہ [202] اپنی تجہیز و تکفین وغیرہ کے لئے ایسے تمام امور کی وصیت کر دینا جائز ہے، جو شرعاً

---

(۱۰۳) مفید الوارثین، فصل چہارم، ص: ۶۴، مکتبۃ العلم لاہور۔

في مجمع الأنهر: وهي أربعه أقسام: واجبة بالزكوة والصيام والصلوة. مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الوصايا: ٤١٧/٤ غفاريه كوئته، وفي البدائع: أو يحمل الحديث بما عليه من الفرائض والواجبات، كالحج والزكوة والكفارات، والوصية بها واجبة عندنا. بدائع الصنائع، كتاب الوصايا: ٤٢٣/٦، رشيدية، وهكذا في البحرالرائق، كتاب الوصايا، باب العتق في المرض والوصية: ٥٠٢/٨، رشيدية، وكذا في ردالمحتار، وفيه: في البدائع: الوصية بما عليه من الفرائض والواجبات كالحج والزكوة والكفارات واجبة. آهـ. ردالمحتار، كتاب الوصايا: ٦٤٨/٦، رشيدية.

(۱۰۴) بہشتی زیور، وصیت کا بیان، ص: ۳۹۳، حصہ پنجم، دارالاشاعت کراچی۔

(١٠٥) في الدر: الوصية بما عليه من الفرائض، والواجبات كالحج والزكوة والكفارات واجبة. الدر المختار، كتاب الوصايا: ٣٥٤/١٠، رشيدية، وفي الهندية: والوصية مستحبة، هذا إذا لم يكن عليه حق مستحق لله تعالىٰ، وإن كان عليه حق مستحق لله تعالىٰ كالزكوة، أو الصيام، أو الحج، أو الصلوة التي فرط فيها فهي واجبة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الوصايا، الباب الأول: ٩٠/٦، رشيدية، وهكذا في البدائع، كتاب الوصايا، فصل: وأما شرائط وجوب: ٣٣٧/٧، رشيدية.

(۱۰۶) مفید الوارثین، فصل چہارم، ص: ۶۴، مکتبۃ العلم لاہور۔

في الدر: (وهي) على ما في المجتبى: أربعة أقسام: (واجبة بالزكوة)، والكفارات، (و) فدية (الصيام، والصلوة التي فرط فيها)، ومباحة لغني، ومكروهة لأهل فسوق (وإلا فمستحبة). الدر المختار. قوله: وهي على في المجتبى ......، واجبة، كالوصية برد الودائع والديون المجهولة. رد المحتار، كتاب الوصايا: ٣٥٤/١٠، رشيدية، وهكذا في البدائع، كتاب الوصايا، فصل: وأما شرائط الركن: ٣٣٣/٧، رشيدية، وكذا في البحر، كتاب الوصايا: ٤٦٠/٨، رشيدية، وكذا في الهندية، كتاب الوصايا: ٩٠/٦، رشيدية، وهكذا في التبيين، كتاب الوصايا: ١٨٢/٦، دارالكتب العلمية بيروت.

ممنوع و مکروہ نہ ہوں، مثلاً یہ کہ فلاں جگہ دفن کرنا، فلاں شخص نماز پڑھائے، وارثوں پر ان امور کی پابندی لازم تو نہیں، لیکن اگر کوئی بات خلافِ شریعت نہ ہو، تو ایسی وصیت کو پورا کر دینا بہتر ہے۔ مفید الوارثین ۵۹ (۱۰۷)۔

مسئلہ [203] ایسے لوگوں کو مال دیئے جانے کی وصیت کرنا مکروہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور فسق و فجور میں مبتلا ہیں اور غالب گمان یہ ہے کہ اس کے مال کو بھی اسی میں صرف کریں گے، اگر ایسے شخص کے لئے وصیت کر دی، تو وصیت کے قواعد کے مطابق مال تو اسے دیا جائے گا، لیکن وصیت کرنے والا گنہگار ہوگا۔ شامی و در مختار ۵/ ۶۰۵ (۱۰۸)۔

وصیت نامہ

وصیت کیلئے بہتر اور آسان صورت یہ ہے کہ ایک خاص ضخیم کاپی تیار کرلیں، اس کے سرِ ورق پر ''وصیت نامہ'' اور ''ضروری یادداشتیں'' لکھدیا جائے اور اندر مندرجہ ذیل عنوانات میں سے ہر عنوان کے لئے کئی کئی ورق خاص کر لئے جائیں:

---

(۱۰۷) مفید الوارثین، فصل چہارم، ص: ۶۴، مکتبۃ العلم لاہور۔

في الدر: فرع: أوصى بأن يصلي عليه فلان، أويحمل بعد موته إلى بلد آخر، أو يكفن في ثوب كذا، أو يطين قبره، أو يضرب على قبره قبة، أو لمن يقرأ عند قبره شيئاً معيناً فهي باطلة. الدر المختار، كتاب الوصايا: ۱۰/ ۳۸۱، رشيدية، وهكذا في لسان الحكام، الفصل السابع والعشرون: ۱/ ۴۲۰، مصطفىٰ البابي القاهرة، و كذا في مجمع الضمانات، وفيه: و كذا لو أوصىٰ أن يطين قبره، أو يضرب على قبره قبة كانت باطلة: ۲/ ۸۶۸، المكتب الإسلامي بيروت، وفي البحر: إذا أوصىٰ بأن يطين قبره ويوضع على قبره قبة، فالوصية باطلة. البحر الرائق، كتاب الوصايا، باب الوصية بالخدمة: ۸/ ۵۱۸، رشيدية، وهكذا في الهندية، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الألفاظ التي تكون وصية والتي لاتكون وصية: ۶/ ۹۶، رشيدية.

(۱۰۸) في الدر: ومكروهة لأهل فسوق. الدر المختار. قوله: ومكروهة لأهل فسوق ......، و كان مراده: ما إذا غلب على ظنه أنه يصرفها للفسوق والفجور. رد المحتار، كتاب الوصايا: ۱۰/ ۱۵۴، رشيدية، وفي فتاوىٰ السغدي: ولا تجوز الوصية في سبعة أشياء، وإن أجازها الورثة: أحدها: في المعاصي، وهو أن يوصي أن يشتري خمر ويسقى الناس، أو تستأجر النائحة أو تبنى كنيسة، أو بيعة، أو بيت نار، أو بيت الوثن. فتاوىٰ السغدي، كتاب الوصايا، مالا تجوز الوصية فيه: ۲/ ۸۱۶، مؤسسة الرسالة ببروت، وفي البدائع: والوصية بالمعاصي لاتصح. بدائع الصنائع، كتاب الوصايا، فصل: وأما شرائط الركن: ۷/ ۳۲۱، رشيدية.

۱-نمازیں، جواحقر کے ذمہ باقی ہیں۔

۲-زکوۃ، جواحقر کے ذمہ باقی ہیں۔

۳-رمضان اور منت کے روزے، جواحقر کے ذمہ باقی ہیں۔

۴-حجِ فرض۔

۵-صدقۃ الفطر، جواحقر کے ذمہ باقی ہیں۔

۶-قربانیاں، جن برسوں کی احقر کے ذمہ باقی ہیں، ان کی قیمت کا صدقہ کرنا ہے (کیونکہ قربانی کے ایام گذر جانے کے بعد قربانی نہیں ہوسکتی، اس کی قیمت کا صدقہ ہی واجب ہے)۔

۷-صدقۃ الفطر، جواحقر کے ذمہ اپنے بچوں کے باقی ہیں۔

۸-سجدۂ تلاوت، جواحقر کے ذمہ باقی ہیں۔

۹-قَسم کے کفارے، جواحقر کے ذمہ باقی ہیں۔

۱۰-دوسروں کا قرض، جواحقر کے ذمہ باقی ہیں۔

۱۱-احقر کا قرض، جودوسروں کے ذمہ ہے۔

۱۲-احقر کی امانتیں، جودوسروں کے پاس ہیں۔

۱۳-دوسروں کی امانتیں، جواحقر کے پاس ہیں۔

۱۴-وصیت نامہ۔

اس طرح عنوانات قائم کرنے کے بعد ہر عنوان کے تحت جو صورت حال ہو، تحریر کرتے رہیں، اگر اس عنوان سے متعلق کوئی چیز آپ کے ذمہ نہیں، تو یہی لکھ دیں، اگر ذمہ ہے تو اس کی تفصیل لکھ دیں، پھر اس میں سے جتنی جتنی ادائیگی زندگی میں ہوتی جائے، اس کو منہا کرتے رہیں، کوئی چیز مزید واجب ہو جائے، تو اس کا اضافہ کردیں۔

بہر حال ہر عنوان کے تحت مکمل حساب لکھا رہنا چاہیے اور آخری عنوان ''وصیت نامہ'' کے اندر بھی تحریر کردیں کہ پچھلے اوراق میں جو حقوق اور حسابات درج ہیں، ان کے مطابق ادائیگی کی جائے، اس کے علاوہ وصیت نامہ میں حسبِ حال اندراج کرتے رہیں اور حسبِ ضرورت ترمیم و اضافہ کرتے رہیں، اپنے کسی قابلِ

اعتماد کو بتادیا جائے کہ یہ کاپی فلاں جگہ رکھی ہے، تاکہ کسی وقت بھی پیغام اجل آجائے، تو اللہ اور بندوں کے حقوق ادا ہوسکیں اور اپنے اوپر دنیا وآخرت کا بار نہ رہے۔

مرض الموت میں تحفہ یا صدقہ دینا بھی بحکمِ وصیت ہے

❊ — وصیت کے مسائل سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوچکی ہوگی کہ وصیت خواہ مرض الموت[۱۰۹] میں کی جائے یا تندرستی میں، اس کا بہر صورت ایک ہی حکم ہے کہ تجہیز وتکفین اور ادائے قرض کے بعد بچے ہوئے مال کے صرف ایک تہائی حصہ میں نافذ ہوتی ہے، اس ایک تہائی کی حد تک ہر عاقل وبالغ کو مرنے سے پہلے ہر وقت اختیار ہے کہ چاہے تو کسی کے لئے وصیت کر جائے، باقی دو تہائی مال وارثوں کا حق ہے، چنانچہ شریعت نے ایسی ہر وصیت کو باطل اور کالعدم قرار دیدیا ہے، جس سے وارثوں کے اس حق میں کمی آتی ہو، ان کے اسی حق کے تحفظ کے لئے شریعت نے مرنے والے پر مرض الموت میں تحفے دینے یا صدقات وخیرات وغیرہ کرنے پر بھی کچھ پابندیاں لگادی ہیں، جن کا خلاصہ یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

❊ — مرض الموت سے پہلے پہلے ہر عاقل، بالغ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ اپنا جس قدر مال اور سامان وجائیداد وہ کسی کو دینا چاہے، دیدے، تہائی سے زیادہ، بلکہ سارا مال بھی دے سکتا ہے، کوئی پابندی نہیں، خواہ وہ مال لینے والا اس کا وارث ہو، یا کوئی دوسرا رشتہ دار ہو، یا اجنبی، لینے والا بہر حال اس کا مالک ہو جائے گا، البتہ شرط یہ ہے کہ جتنا مال دینا چاہتا ہے، اس کو اپنے باقی مال سے علیحدہ کردے اور جس کو دینا چاہتا ہے، اسے دے کر قبضہ کرادے، ورنہ اگر مشترک مال دے گا، یا قبضہ نہیں کرائے گا، تو یہ دینا شرعاً معتبر نہیں ہوگا، یعنی دینے والا ہی اس کا مالک رہے گا اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ میں شامل ہوگا، لینے والے کو کچھ نہ ملے گا۔ مفید الوارثین ۴۲ (۱۱۰)۔

---

[۱۰۹] یعنی وہ بیماری جس میں مریض کا انتقال ہوا، مرض الموت کی مفصل تشریح اگلے عنوان میں آئے گی۔ رفیع۔

---

(۱۱۰) مفید الوارثین، فصل سوم، مرض الموت اور مریض کا بیان، ص ۴۹، مکتبۃ العلم لاہور۔

في الهندية: ومنها: أن يكون الموهوب مقبوضاً، حتى لايثبت الملك للموهوب له قبل القبض. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الهبة: ۳/۳۷٤، رشيدية، وفي الدر: (وتجوز بالثلث للأجنبي) عند عدم المانع. وإن لم تجز الوارث ذلك، لا الزيادة عليه. الدر المختار، كتاب الوصايا: ۳۵۸/۱۰، رشيدية، وهكذا في البحر، كتاب الوصايا: ۸/٤٦۰، رشيدية، وكذا في مجمع الأنهر: وتصح الوصية بالثلث للأجنبي، كتاب الوصايا: ٤/٤۱۹، دارالكتب العلمية بيروت.

❊ — لیکن جس وقت سے مرض الموت یعنی وہ مرض شروع ہوتا ہے، جس میں یہ مسافر دنیا سے رخصت ہوجائے گا، اسی وقت سے وارثوں کا حق اس کے مال میں کسی قدر لگ جاتا ہے اور مریض کو پورا اختیار نہیں رہتا، اب اگر وہ کسی کو کوئی تحفہ یا ہدیہ دیدے، یا صدقہ خیرات کرے، تو یہ دینا بعینہ وصیت کے حکم میں ہوگا، یعنی جن شرائط کے ساتھ اور جس حد تک وصیت درست ہے، انہی شرائط اور اسی حد تک یہ دینا بھی معتبر ہوگا اور جن صورتوں میں وصیت باطل ہوجاتی ہے، ان میں یہ دینا بھی باطل اور کالعدم ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ مرض الموت میں دیئے ہوئے تحفے، ہدیے اور صدقات وخیرات سب کے سب وصیت کے حکم میں ہیں، جو پابندیاں وصیت میں ہیں، وہی ان میں بھی ہوں گی، مندرجہ ذیل مسائل اسی اصول پر مبنی ہیں۔

مسئلہ [204] جس طرح تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرجانا درست نہیں، اسی طرح مرض الموت[۱۱۱] میں اپنا مال تہائی سے زیادہ کسی کو بلا معاوضہ دینا، مثلاً ہدیہ، ہبہ یا فدیہ وصدقہ میں دینا بھی درست نہیں، کیونکہ اس میں وارثوں کی حق تلفی ہے، اگر تہائی سے زیادہ دیدیا تو جب تک میت کے انتقال کے بعد سب وارث اس کی اجازت نہ دیں، یہ دینا درست نہ ہوگا، جتنا تہائی سے زیادہ ہے، وارثوں کو واپس لینے کا اختیار ہے اور نابالغ یا مجنون اگر اجازت دیں، تب بھی معتبر نہیں اور مرض الموت میں کسی وارث کو تہائی کے اندر بھی سب وارثوں کی اجازت کے بغیر دینا درست نہیں اور یہ سب حکم اس وقت ہے، جب کہ اپنی زندگی میں دے کر قبضہ بھی کرادیا ہو اور اگر دے تو دیا، یعنی تحریری یا زبانی کہہ دیا کہ "اتنا مال میں نے فلاں کو دیدیا ہے" لیکن قبضہ ابھی نہیں ہوا، تو مرنے کے بعد وہ دینا بالکل ہی باطل اور کالعدم ہے، اس کو کچھ نہ ملے گا، وہ سب مال وارثوں کا حق ہے۔

مرض الموت میں خدا کی راہ میں دینے اور نیک کام، مثلاً وقف وغیرہ میں لگانے کا بھی یہی حکم ہے، غرض یہ کہ تہائی سے زیادہ مال بلا معاوضہ دینا کسی طرح درست نہیں اور وارث کو دینا تہائی میں بھی درست نہیں۔ بہشتی زیور(۱۱۲)، درمختار(۱۱۳)۔

---

[۱۱۱] مرض الموت کی تشریح اگلے عنوان میں آئے گی۔ رفیع۔

---

(۱۱۲) بہشتی زیور، وصیت کا بیان، ص: ۳۹۳، حصہ پنجم، دارالاشاعت کراچی۔

(۱۱۳) في الدر: (وتجوز بالثلث للأجنبي) عند عدم المانع (وإن لم يجز الوارث ذلك لا الزيادة عليه إلا أن تجيز ورثته بعد موته) ولا تعتبر إجازتهم حال حياته أصلاً، بل بعد وفاته (وهم كبار) يعني: يعتبر كونه وارثاً، أو غير وارث وقت الموت، =

مسئلہ [205] بیمار کے پاس مرض الموت میں مزاج پرسی کے لئے کچھ لوگ آ گئے اور کچھ روز یہیں رہے اور اس کے مال میں کھاتے پیتے رہے، تو اگر مریض کی خدمت کے لئے ان کے رہنے کی ضرورت ہو، تو کچھ حرج نہیں اور اگر ضرورت نہ ہو، تو ان کی دعوت، خاطر تواضع اور کھانے پینے میں بھی تہائی سے زیادہ لگانا جائز نہیں اور اگر ضرورت بھی نہ ہو اور وہ لوگ وارث ہوں، تو تہائی مال سے کم بھی بالکل جائز نہیں، یعنی ان کو اس کے مال میں کھانا جائز نہیں، ہاں! اگر سب وارث راضی ہوں، تو جائز ہے۔ بہشتی زیور (۱۱۴)۔

مسئلہ [206] مرض الموت میں اپنا قرض معاف کرنے کا بھی اختیار نہیں ہے، اگر وارث پر قرض تھا، اس کو معاف کیا، تو معاف نہیں ہوا [۱۱۵] اور کسی غیر وارث کو معاف کیا، تو تہائی مال سے جتنا زیادہ ہوگا، وہ وارثوں کی اجازت کے بغیر معاف نہ ہوگا۔ بہشتی زیور (۱۱۶)۔

---

[۱۱۵] البتہ اگر باقی سب وارث عاقل بالغ ہوں اور وہ سب بخوشی معاف کر دیں تو معاف ہو جائے گا۔ رفیع۔

= لا وقت الوصية (وقال بعد أسطر) ولا لوارثه الخ. الدر المختار. قوله: وهم كبار، المراد أن يكونوا من أهل التصرف. رد المحتار، كتاب الوصايا: ۱۰/۳۵۸، رشيدية، وهكذا في البحر، كتاب الوصايا: ۸/۴۶۰، رشيدية، وكذا في مجمع الأنهر: وتصح الوصية بالثلث للأجنبي: ۴/۴۱۹، دارالكتب العلمية بيروت، وفي الهندية: ولاتجوز هبة المريض ولا صدقته إلا مقبوضة، فإذا قبضت فجازت من الثلث، وإذا مات الواهب قبل التسليم بطلت. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الهبة، الباب العاشر في هبة المريض: ۳/۴۰۰، رشيدية.

(۱۱۴) بہشتی زیور، کتاب وصیت کا بیان، ص:۳۹۴، حصہ پنجم، دارالاشاعت کراچی۔

قال الشامي: فرع: اجتمع قرابة المريض عنده يأكلون من ماله، إن كانوا ورثة لم يجز إلا أن يحتاج المريض إليهم؛ لتعاهده فيأكلون مع عياله بلا إسراف، وإن لم يكونوا ورثة، جاز من ثلث ماله لو بأمر المريض. رد المحتار، كتاب الوصايا: ۱۰/۳۶۵، رشيدية، وفي البحر: مريض اجتمع عنده قرابته يأكلون من ماله، قال أبو القاسم الصفار: إن أكلوا بأمر المريض، فمن كان منهم وارثاً ضمن، ومن كان غير وارث حُسِبَ ذلك من ثلثه. البحرالرائق، كتاب الوصايا، باب الوصي: ۸/۵۳۲، رشيدية، وهكذا في الهندية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي وما يملكه: ۶/۱۵۱، رشيدية.

(۱۱۶) بہشتی زیور، وصیت کا بیان، ص:۳۹۴، حصہ پنجم، دارالاشاعت کراچی۔

في المجلة: إذا أبرأ المريض الذي في مرض موته أحد ورثته من دينه، فلا يكون صحيحاً ونافذاً وأما لو أبرأ من لم يكن وراثه، فيعتبر من ثلث ماله، مريض له على وارثه دين فأبرأه لم يجز، ولو قالت مريضة: ليس لي على زوجي صداق لايبرأ عندنا. مجلة الأحكام العدلية، كتاب الصلح، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلقة بأحكام الإبراء، المادة رقم: ۱۵۷۰: ۱/۳۰۶، دارالكتب العلمية بيروت، وفي الهداية: المريضة: إذا قالت: ليس لي على زوجي صداق، =

مسئلہ [207] اکثر دستور ہے کہ بیوی اپنی موت کے وقت مہر معاف کر دیتی ہے، یہ معاف کرنا بھی بیوی کے سب وارثوں کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں، کیونکہ معاف کرنا مرض الموت میں وارث (شوہر) کے لئے ہوا ہے، جس سے دوسرے وارثوں کی حق تلفی ہوگی۔ بہشتی زیور (۱۱۷)، اصلاحِ انقلابِ امت ۱/ ۲۳۸ (۱۱۸)۔

مسئلہ [208] اگر مرض الموت میں یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص کا اتنا قرضہ میرے ذمہ ہے، یا یہ اقرار کیا کہ میرا قرضہ، جو فلاں کے ذمہ تھا، وہ میں نے وصول کر لیا ہے، تو بعض صورتوں میں یہ اقرار معتبر ہے اور بہت سی صورتوں میں معتبر نہیں، کیونکہ ایسے اقرار سے وارثوں کے حصہ میں کمی آتی ہے، اس لئے جو صورت پیش آئے، کسی مستند عالم کو بتا کر مسئلہ دریافت کر لیا جائے، اپنے قیاس سے ہرگز عمل نہ فرمائیں۔ (مفید الوارثین میں ان مسائل کی تفصیل موجود ہے، وہاں دیکھے جا سکتے ہیں) (۱۱۹)۔

تنبیہ: جن امراض میں مبتلا ہو کر مریض صحت یاب ہو گیا ہو، وہ بالکل مثل صحت کے شمار ہوں گے اور

= لا يبرأ عندنا، كذا في خزانة الفتاوى. الهداية، الباب الحادي عشر في المتفرقات: ٤/ ٤٠٢، رشيدية، وهكذا في مجمع الضمانات: ٢/ ٩٣٢، المكتب الإسلامي بيروت، وقال الشامي: مريض له على وارثه دين فأبرأه، لم يجز، ولو قال: لم يكن لي عليك شيء، ثم مات، جاز إقراره قضاءً، لا ديانةً. ردالمحتار، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض: ٥/ ٦١٢، رشيدية، وهكذا في درر الحكام شرح مجلة الأحكام، المادة رقم: ١٥٧٠: ٤/ ٦٦، دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۱۷) بہشتی زیور، وصیت کا بیان، ص: ۳۹۴، حصہ پنجم، دارالاشاعت کراچی۔

(۱۱۸) اصلاح انقلاب امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں، اگر عورت مرتے وقت شوہر کو مہر معاف کر دے تو اس کا اعتبار نہیں ہوتا ۱/ ۲۳۸، ادارۃ المعارف کراچی

قال الشامي: مريض له على وارثه دين فأبرأه، لم يجز، ولو قال: لم يكن لي عليك شيء، ثم مات، جاز إقراره قضاءً، لا ديانةً. ردالمحتار، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض: ٥/ ٦١٢، رشيدية، وفي المحلة: إذا أبرأ المريض الذي في مرض موته أحد ورثته من دينه، فلا يكون صحيحاً ونافذاً وأما لو أبرأ من لم يكن وراثه، فيعتبر من ثلث ماله، مريض له على وارثه دين فأبرأه لم يجز، ولو قالت مريضة: ليس لي على زوجي صداق لايبرأ عندنا. مجلة الأحكام العدلية، كتاب الصلح، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلقة بأحكام الإبراء، المادة رقم: ١٥٧٠: ١/ ٣٠٦، دارالكتب العلمية بيروت، وفي الهداية: المريضة: إذا قالت: ليس لي على زوجي صداق، لا يبرأ عندنا، كذا في خزانة الفتاوى. الهداية، الباب الحادي عشر في المتفرقات: ٤/ ٤٠٢، رشيدية، وهكذا في مجمع الضمانات: ٢/ ٩٣٢، المكتب الإسلامي بيروت، وهكذا في درر الحكام شرح مجلة الأحكام، المادة رقم: ١٥٧٠: ٤/ ٦٦، دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۱۹) مفید الوارثین، فصل سوم، مرض الموت اور مریض کا بیان، ص: ۹۴، ادارہ اسلامیات لاہور

ان امراض میں جتنے تصرفات کئے تھے، وہ سب نافذ اور جاری ہوں گے۔

یعنی جو کچھ کسی کے لئے اقرار تھا، یا کسی کو کچھ تحفہ یا صدقہ وغیرہ دیا تھا، یا کسی کو قرض معاف کیا تھا، وغیرہ وغیرہ، وہ سب صحیح اور درست ہوگا، خواہ وہ امراض شدید اور مہلک ہوں، یا خفیف اور معمولی۔ مفید الوارثین (۱۲۰)۔

مرض الموت کب شمار ہوگا؟

❊- مرض الموت اس بیماری کو کہتے ہیں، جس میں مبتلا ہوکر آدمی دنیا سے رخصت ہوجائے، زندگی میں ہرگز یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ وہ بیماری کون سی ہے، جن میں مریض دنیا سے رخصت ہوجائے گا۔ مفید الوارثین (۱۲۱)۔

مسئلہ [209] جب کوئی شخص کسی مرض میں مبتلا ہوکر مرجائے تو جس وقت سے مبتلا ہوا تھا اسی وقت سے مرض الموت کی حالت شمار ہوگی، لیکن جو مرض سال بھر تک یا زیادہ رہا ہو اس کو ابتداء ہی سے مرض

---

(۱۲۰) مفید الوارثین، فصل سوم، مرض الموت اور مریض کے اقرار کا بیان، ص:۴۹-۵۷، مکتبۃ العلم لاہور۔

في الشامية: فرع: أقر بدين لوارثه، أو لغيره، ثم برئ فهو كدين صحته. الدرالمختار، باب إقرار المريض: ٦١٤/٥، رشيدية، وفي الهندية: ولو كان المجيز مريضاً وهو بالغ، إن برأ من ذلك المرض صحت إجازته، وإن مات في ذلك المرض، فإن إجازته بمنزلة ابتداء الوصية الخ. الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوصايا، الباب الأول في تفسيرها: ٩١/٦، رشيدية، وفي درر الحكام: أما إذا أفاق المريض بعد ذلك الإبراء من مرضه فيكون صحيحاً ونافذاً، حيث لم يكن ذلك المرض مرض موت، فلا يكون قد تعلق به حق الورثة. درر الحكام شرح مجلة الأحكام، المادة رقم: ١٥٧٠: ٦٦/٤، دار الكتب العلمية بيروت، وفي مجلة الأحكام: لو أقر أحد حال مرضه بمالٍ لأحد ورثته وأفاق بعد ذلك المرض، يكون إقراره هذا معتبراً. مجلة الأحكام العدلية، المادة رقم: ١٥٩٧: ٣١٤/١، دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۲۱) مفید الوارثین، فصل سوم، مرض الموت اور مریض کے اقرار کا بیان، ص:۴۹، مکتبۃ العلم لاہور۔

قال الشامي: في تعريف مرض الموت: بل العبرة للغلبة، لو الغالب من هذا المرض الموت فهو مرض الموت، وإن كان يخرج من البيت. الدر المختار، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض: ٣٨٤/٣، رشيدية، وفي البحر: إذ مرض الموت: ما هو سبب للموت. البحر، باب طلاق المريض: ٥١/٤، رشيدية، وهكذا في المبسوط للسرخسي، باب طلاق المريض: ١٦٨/٦، دار المعرفة بيروت، وفي مجلة الأحكام: مرض الموت: هو المرض الذي يخاف فيه الموت في الأكثر الذي يعجز المريض عن رؤية مصالحه الخارجة عن داره، إن كان من الذكور، ويعجزه عن رؤية المصالح الداخلة في داره، إن كان من الإناث، ويموت على ذلك الحال قبل مرور سنة، صاحب فراش كان، أو لم يكن. مجلة الأحكام العدلية، المادة رقم: ١٥٩٥، الفصل الثالث في بيان إقرار المريض: ٣١٤/١، دار الكتب العلمية بيروت.

الموت شمار نہ کریں گے، بلکہ جس وقت سے مرض شدید ہوکر ہلاکت کی نوبت پہنچی ہے، اس روز سے مرض الموت شمار ہوگا اور اسی روز سے مرض الموت کے وہ احکام جاری ہوں گے جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص سال دو سال سے تپ دق (ٹی بی) میں یا فالج یا مرگی یا بواسیر وغیرہ امراض مزمنہ میں مبتلا تھا، اس کے بعد ایک ہفتہ کے لئے مرض شدید ہوکر اسی میں انتقال ہوگیا، تو مرض الموت صرف ایک ہفتہ شمار ہوگا، اس سے پہلے کے سب معاملات ہبہ، صدقہ وغیرہ بالکل جائز اور مثل حالتِ صحت کے سمجھے جائیں گے۔ شامی، درمختار ۵/۵۷۹ (۱۲۲)، مفید الوارثین (۱۲۳)۔

مسئلہ [210] جس مرض میں مریض بلا تکلف نماز وغیرہ کے لئے مسجد میں جاتا تھا، بازار سے اپنی ضروریات خرید لاتا تھا، یا گھر میں کچھ کام کرتا رہتا تھا، صاحبِ فراش نہیں ہوا تھا، یعنی بستر سے نہیں لگ گیا تھا، وہ بھی ابتداء سے مرض الموت شمار نہ ہوگا۔

اسی طرح عورت جس مرض میں اپنے گھر کے کام کاج کرتی تھی، وہ مرض الموت شمار نہ ہوگا، مثلاً بہت دنوں سے تیسرے یا چوتھے روز بخار آتا تھا، کوئی زیادہ مرض نہ تھا، پھر ایک مہینہ کے بعد ایسا ہوا، شدید بخار چڑھا کہ آٹھ روز تک نہ اترا اور اسی میں انتقال ہوگیا، بس یہ آٹھ روز مرض الموت کے سمجھے جائیں گے، ایک ماہ سے جو بخار آتا تھا وہ دن مثل صحت کے شمار ہوں گے اور ان میں کئے ہوئے سب معاملات، ہبہ اور صدقہ وغیرہ جائز اور

---

(١٢٢) في الدر: (وهبة مقعد، ومفلوج، وأشل، ومسلول) به علة السل، وهو قرح في الرئة (من كل ماله إن طالت مدته) سنة (ولم يخف موته منه، وإلا) تطل، وخيف موته (فمن ثلثه)؛ لأنها أمراض مزمنة، لاقاتلة، قبل مرض الموت، أن لايخرج لحوائج نفسه. وعليه اعتمد في التجريد، بزازية. والمختار: أنه ماكان الغالب منه الموت، وإن لم يكن صاحب فراش. الدر المختار. قوله: وإلا الخ. قال في المنح: وفي الفصول العمادية: وأما المقعد والمفلوج، قال في الكتاب: إن لم يكن قديماً، فهو بمنزلة الصحيح، وإن كان قديما فهو بمنزلة الصحيح؛ لأن هذه علة مزمنة وليست بقاتلة. قوله: وعليه اعتمد في التجريد، وفي المعراج: وسئل صاحب المنظومة، عن حد مرض الموت، فقال. كثرت فيه أقوال المشايخ واعتمادنا في ذلك على قول الفضلي، وهوأن لايقدر أن يذهب في حوائج نفسه خارج الدار والمرأة لحاجتها داخل الدار؛ لصعود السطح ونحوه. رد المحتار، كتاب الوصايا: ١٠/٣٧٣، ٣٧٤، رشيدية، وهكذا في البحرالرائق، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض إقراره بدين: ٧/٢٥٤، رشيدية، وهكذا في الهندية، كتاب الإقرار، الباب السادس في أقارير المريض وأفعاله: ٤/١٧٦، رشيدية.

(۱۲۳) مفید الوارثین، فصل سوم، مرض الموت اور مریض کے اقرار کا بیان، ص: ۵۰، مکتبۃ العلم۔

درست ہوں گے۔ مفید الوارثین (۱۲۴)۔

❊ – غرض جس مرض میں مریض مرجائے اور وہ مرض سال بھر سے کم ہو اور اس میں اپنے معمولی وضروری کام نہ کر سکے، اس کو مرض الموت کہتے ہیں۔ حوالہ بالا (۱۲۵)۔

مسئلہ [211] عورت اگر ولادت کی تکلیف میں مرگئی، تو جس وقت سے دردِ زِہ شروع ہوا تھا،

---

(۱۲۴) مفید الوارثین، فصل سوم، مرض الموت اور مریض کے اقرار کا بیان، ص: ۵۰، مکتبۃ العلم۔

في الدر: وسئل صاحب المنظومة عن حد مرض الموت، فقال: كثرت فيه أقوال المشايخ، واعتمادنا في ذلك على قول الفضلي، وهو: أن لايقدر أن يذهب في حوائج نفسه خارج الدار، والمرأة لحاجتها داخل الدار، لصعود السطح ونحوه. أقول: والظاهر أنه مقيد بغير الأمراض المزمنة التي طالت، ولم يخف منها الموت، كالفالج ونحوه، وإن صيرته ذا فراش ومنعته عن الذهاب في حوائجه. الدر المختار، كتاب الوصايا: ۱۰/۳۷٤، رشيدية، وقال الشامي: في تعريف مرض الموت: بل العبرة للغلبة، لو الغالب من هذا المرض الموت فهو مرض الموت، وإن كان يخرج من البيت. الدر المختار، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض: ۳/۳۸٤، رشيدية، وفي البحر: إذ مرض الموت: ما هو سبب للموت. البحر، باب طلاق المريض: ٤/٥١، رشيدية، وهكذا في المبسوط للسرخسي، باب طلاق المريض: ٦/١٦٨، دارالمعرفة بيروت، وفي مجلة الأحكام: مرض الموت: هو المرض الذي يخاف فيه الموت في الأكثر الذي يعجز المريض عن رؤية مصالحه الخارجة عن داره، إن كان من الذكور، ويعجزه عن رؤية المصالح الداخلة في داره، إن كان من الإناث، ويموت على ذلك الحال قبل مرور سنة، صاحب فراش كان، أو لم يكن. مجلة الأحكام العدلية، المادة رقم: ١٥٩٥، الفصل الثالث في بيان إقرار المريض: ١/٣١٤، دار الكتب العلمية بيروت. وهكذا في الهندية، الباب السادس في أقارير المريض وأفعاله: ٤/١٧٦، رشيدية.

(۱۲۵) مفید الوارثین، فصل سوم، مرض الموت اور مریض کے اقرار کا بیان، ص: ۵۰، مکتبۃ العلم۔

قال في البحر: إذ مرض الموت: ما هو سبب للموت. البحر، باب طلاق المريض: ٤/٥١، رشيدية، وفي الدر: وسئل صاحب المنظومة عن حد مرض الموت، فقال: كثرت فيه أقوال المشايخ، واعتمادنا في ذلك على قول الفضلي، وهو: أن لايقدر أن يذهب في حوائج نفسه خارج الدار، والمرأة لحاجتها داخل الدار، لصعود السطح ونحوه. أقول: والظاهر أنه مقيد بغير الأمراض المزمنة التي طالت، ولم يخف منها الموت، كالفالج ونحوه، وإن صيرته ذا فراش ومنعته عن الذهاب في حوائجه. الدر المختار، كتاب الوصايا: ۱۰/۳۷٤، رشيدية، وقال الشامي: في تعريف مرض الموت: بل العبرة للغلبة، لو الغالب من هذا المرض الموت فهو مرض الموت، وإن كان يخرج من البيت. الدر المختار، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض: ۳/۳۸٤، رشيدية، وهكذا في المبسوط للسرخسي، باب طلاق المريض: ٦/١٦٨، دارالمعرفة بيروت، وفي مجلة الأحكام: مرض الموت: هو المرض الذي يخاف فيه الموت في =

اسی وقت سے مرض الموت شمار ہوگا۔ مفید الوارثین (۱۲۶)، بہشتی زیور (۱۲۷)۔

جس خطرناک حالت میں موت کا گمان غالب ہو

مسئلہ [212] اگر جہاز یا کشتی پر سوار تھے اور اس قدر طوفان آیا کہ بچنے کی امید نہ رہی اور موت کا گمان غالب ہوگیا، پھر جہاز یا کشتی غرق ہوکر لوگ ہلاک ہوگئے، تو جتنی دیر زندگی سے مایوسی رہی تھی، وہ وقت ان لوگوں کے حق میں مثل مرض الموت کے شمار ہوگا اور اس میں مرض الموت کے وہی احکام جاری ہوں گے، جو پچھلے عنوان کے تحت بیان ہوئے ہیں، لیکن اگر جہاز و کشتی سلامت نکل آئی، تو اس حالتِ مایوسی کے سب معاملات بالکل صحیح اور پوری طرح نافذ ہوں گے۔ مفید الوارثین (۱۲۸)۔

= الأكثر الذي يعجز المريض عن رؤية مصالحه الخارجة عن داره، إن كان من الذكور، ويعجزه عن رؤية المصالح الداخلة في داره، إن كان من الإناث، ويموت على ذلك الحال قبل مرور سنة، صاحب فراش كان، أو لم يكن. محلة الأحكام العدلية، المادة رقم: ١٥٩٥، الفصل الثالث في بيان إقرار المريض: ٣١٤/١، دار الكتب العلمية بيروت. وهكذا في الهندية، الباب السادس في أقارير المريض وأفعاله: ١٧٦/٤، رشيدية.

(۱۲۶) مفید الوارثین، فصل سوم، مرض الموت اور مریض کے اقرار کا بیان، ص: ۵۰، مکتبۃ العلم۔

(۱۲۷) بہشتی زیور، وصیت کا بیان، ص: ۳۹۴، حصہ پنجم، دارالاشاعت کراچی۔

في الهندية: والمرأة إذا أخذها الطلق فما فعلته في تلك الحالة يعتبر من الثلث، فإن سلمت جاز ما فعلته من ذلك كله ولو وهبت المرأة مهرها من الزوج في حالة الطلق وماتت في النفاس لم يصح. الفتاوىٰ العالمگيرية: ٤٠٢/٤، رشيدية، وفي رد المحتار: تنبيه! تبرع الحامل حالة الطلق من الثلث. رد المحتار، كتاب الوصايا، فرع: ٦٦١/٦، رشيدية، وفي البحر: واختلف في تفسير الطلق، فقيل: الوجع الذي لايسكن حتى تموت أو تلد. البحر الرائق، باب طلاق المريض: ٥١/٤، رشيدية، وفي المبسوط: وعن إبراهيم في المرأة يضربها الطلق، قال: هي بمنزلة المريض في الوصية والتبرع، والطلق: اسم لوجع الولادة، ويسمى ذلك مخاضاً. المبسوط للسرخسي، كتاب الوصايا: ١٥٣/٢٧، دار المعرفة بيروت، وفي البدائع: والمرأة إذا ما أخذها الطلق، فهي في حكم المريض، إذا ماتت من ذلك؛ لأن الغالب منه خوف الهلاك، وإذا سلمت من ذلك، فهي في حكم الصحيح، كما إذا كانت مريضة ثم صحت. بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل: وأما أحكام العدة: ٢٢٤/٣، رشيدية.

(۱۲۸) مفید الوارثین، فصل سوم، مرض الموت اور مریض کے اقرار کا بیان، ص: ۵۰، مکتبۃ العلم لاہور۔

قال الشامي: وراكب البحر إن كان ساكناً فليس بمخوف، وإن هبت لريح، أو اضطرب فهو مخوف. رد المحتار، كتاب الوصايا: ٣٧٤/١٠، رشيدية، وقال ابن قدامة في المغني: الثالثة: إذا ركب البحر فإن كان ساكناً فليس =

مسئلہ [213] جس شخص کے قتل کا حکم ہو چکا ہے اور جیل میں بند ہے، اس کی یہ حالت مرض الموت کی مانند نہیں سمجھی جائے گی، البتہ جس وقت اس کو قید سے نکال کر قتل کرنے کی جگہ کی طرف لے چلیں اور قتل کر ڈالیں، تو قید سے نکل کر قتل ہونے تک جتنی دیر لگی ہے، یہ مرض الموت کے حکم میں ہے اور اگر اس روز کسی وجہ سے قتل ملتوی رہا، یا قتل بالکل منسوخ ہو گیا، تو جیل سے نکل کر قتل گاہ تک آنے کی حالت مرض الموت کے حکم میں نہ ہو گی اور اس میں جو تصرفات کئے تھے، وہ بالکل جاری اور صحیح اور درست ہو جائیں گے۔ مفید الوارثین (۱۲۹)۔

وصی یعنی میت کا وکیل اور نائب

*- وصیت کرنے والا جس شخص کو اپنی موت کے بعد ترکہ سے قرضوں کی ادائیگی، یا وصیتوں کی تعمیل، میراث کی تقسیم اور اپنے بچوں کے معاملات کا انتظام وغیرہ کرنے کے لئے اپنا نائب اور وکیل مقرر کر دے، اس کو ''وصی'' کہتے ہیں، جس کو وصی بنایا تھا، اگر اس نے زبان سے قبول کر لیا، تب بھی اس پر لازم ہو گیا، یا کوئی کام ایسا کیا جس سے معلوم ہو گیا کہ یہ شخص وصی بننے پر راضی ہے، تب بھی وصی بن گیا (۱۳۰)۔

= بمخوف، وإن تموج، واضطرب، وهبت الريح العاصف فهو مخوف. المغني لابن قدامة، كتاب الوصايا، فصل: فيما يختلف من الفروع باختلاف المذهبين مسألة: قال: وكذلك الحامل ......: ١١١/٦، دارالفكر بيروت، وفي الحاوي الكبير: وكذلك راكب البحر فإن كانت الريح ساكنةً والأمواج هادئة، فهو غير مخوف، وهكذا لو اشتدت بهم ريح معهودة وأمواج مألوفة، فغير مخوفة. الحاوي الكبير، كتاب الخوف، مسألة: ٣٢٦/٨، دار الكتب العلمية بيروت، وفي البحر: بخلاف غلبة خوف الهلاك، ودخل تحته: من كان راكب السفينة إذا انكسرت وبقي على لوح. البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض: ٥٠/٤، رشيدية، وفي الهندية: ولو كان في السفينة، فحكمه حكم الصحيح، وإذا هاج الموج، فحكمه في تلك الحالة حكم المريض ...... أو سكن الموج صار حكمه كحكم المريض الذي برأ من مرضه، ينفذ جميع تصرفاته من جميع ماله. الهندية، كتاب الوصايا، فصل: في اعتبار حالة الوصية: ١٠٩/٦، رشيدية.

(۱۲۹) مفید الوارثین، فصل سوم، مرض الموت اور مریض کے اقرار کا بیان، ص: ۵۱، مکتبۃ العلم لاہور۔

قال ابن عابدين: والمحبوس إذا كان من عادته القتل فهو خائف وإلا فلا. رد المحتار، كتاب الوصايا: ٣٧٤/١٠، رشيدية، وهكذا في التبيين، باب المريض: ٢٤٨/٢، دارالكتب الإسلامي بيروت، وفي الهندية: ومن كان محبوساً في السجن، ليقتل قصاصاً أو رجماً، لايكون حكمه حكم المريض، وإذا أخرج ليقتل، فحكمه في تلك الحال حكم المريض. الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الوصايا، فصل: في اعتبار حالة الوصية: ١٠٩/٦، رشيدية.

(١٣٠) في البحر: والقبول تارة يكون بالقبول، وتارة بالفعل، فالقبول بالفعل كتنفيذ في وصيته، أو شراء شيء للورثة، أو =

لیکن جب تک وصیت کرنے والا زندہ ہے، وصی کو اختیار ہے کہ وصی بننے سے انکار کردے، البتہ اس کی موت کے بعد اختیار نہ رہے گا۔ مفید الوارثین ۶۵ (۱۳۱)۔

❊- اگر ایک شخص کو بعض امور کا وصی بنایا اور دیگر امور کا کچھ ذکر نہیں کیا اور نہ ان کے لئے کسی اَور کو وصی بنایا ہے، تو تمام امور کا وصی یہی شخص سمجھا جائے گا، اگر تمام امور میں دو شخصوں کو وصی بنایا ہے، تو ان دونوں کو باہم مل کر کام کرنا چاہیے، صرف ایک شخص اگر تصرفات کرے گا، تو ناجائز ہوں گے، البتہ اگر تجہیز و تکفین کا انتظام اور میت کے اہل وعیال کی فوری ضروریات کو ایک شخص بھی انجام دے دے، تو جائز و معتبر ہوگا۔ درمختار: ۶۱۶/۵ (۱۳۲)، مفید الوارثین (۱۳۳)۔

= قضاء دين، كقبوله بالقول. البحر الرائق، باب الوصي وما يملكه: ۳۰۷/۹، رشيدية، وفي المبسوط: ثم دليل القبول الصريح، القبول، حتى لو باع بعض تركة الميت، أو اشترى للورثة بعض ما يحتاجون إليه، أو اقتضى مالاً، أو قضاه لزمته الوصية. المبسوط للسرخسي، باب الوصي والوصية: ۲۸/۱٤، دارالمعرفة بيروت، وكذا في الهندية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي وما يملكه: ۱۳٦/٦، رشيدية.

(۱۳۱) مفید الوارثین، وصی کا ذکر، ص:۶۹، مکتبۃ العلم۔

في المبسوط: وإذا قبل الوصي الوصية في حياة الموصي، ثم أراد الخروج منها بعد موته، فليس له ذلك، والوصية له لازمة. المبسوط للسرخسي، باب الوصي والوصية: ۲۸/۱٤، دارالمعرفة بيروت، وفي الهندية: رجل يوصي إلى رجل فقبله في حياة الموصي، فالوصاية لازمة، حتى لو أراد الخروج منها بعد موت الموصي ليس له ذلك. الفتاوىٰ العالمگيرية، الباب التاسع في الوصي ومايملكه: ۱۳۷/٦، رشيدية، وهكذا في البحر، كتاب الوصايا، باب الوصي: ۳۰۸/۹، رشيدية.

(۱۳۲) قال في الدر: "(بطل فعل أحد الوصيين كالمتوليين)؛ فإنهما في الحكم كالوصيين، ...... (ولو كان إيصاؤه منهما على الانفراد)، وقيل: ينفرد. الدرالمختار. وقال الشامي: ثم قيل: الخلاف فيما لو أوصى إليهما متعاقباً، فلو معاً بعقدٍ واحدٍ، لاينفرد أحدهما بالإجماع، وقيل: الخلاف في العقد الواحد، أما في العقدين فينفرد أحدهما بالتصرف بالإجماع، قال أبوالليث: وهو الأصح. ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الوصايا، باب الوصي: ۸۰۳/٦، رشيدية. وفي الملتقى: وإن أوصى إلى اثنين لاينفرد أحدهما، إلا بشراء كفن وتجهيز وخصومة وقضاء دين وطلبه وشراء حاجة الطفل. ملتقى الأبحر على صدر مجمع الأنهر، باب الوصي: ٤٥٦/٤، ٤٥٧، غفاريه، وفي الهندية: أحد الوصيين لاينفرد إلا في ثمانية: تجهيز الميت وشراء مالا بدمنه للصغير الخ. بزازية على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية: ٤٤٦/٦ رشيدية، وفي البحر: إذا أوصىٰ إلى اثنين لم يكن لأحدهما أن يتصرف في مال الميت، فإن تصرف فيه فهو باطل. البحرالرائق، كتاب الوصايا، باب الوصي: ٥٢٤/٨، رشيدية، وهكذا في التبيين، كتاب الوصايا، باب الوصي: ۲۰۸/٦، دارالكتب الإسلامي بيروت.

(۱۳۳) في الهندية: لاينبغي للرجل أن يقبل الوصية؛ لأنها أمر على خطر؛ لما روي، عن أبي يوسف رحمه الله، أنه قال: =

❊– وصی بننا اور پھر دیانتداری سے کام کرنا نہایت ہی دشوار اور سخت مشکل ہے، لہٰذا اس سے حتی الامکان بچنا چاہیے اور سخت مجبوری کے بغیر ہرگز اختیار نہ کرنا چاہیے اور اگر کسی ضرورت و مصلحت سے کبھی اختیار کرے، تو مواخذۂ خداوندی اور عذابِ آخرت سے ڈر کر پوری دیانتداری اور خیر خواہی سے کام کرنا چاہیے، مالِ مفت سمجھ کر بے جا خرچ کرنا اور بلا پس و پیش مالکانہ تصرف کرنا ہرگز جائز نہیں، البتہ اگر اس کے انتظامی کام اتنے زیادہ ہوں کہ ان میں لگ کر اپنے فکرِ معاش کی فرصت نہ ملتی ہو، تو بقدرِ ضرورت اپنے اخراجات اور ضروریات کے لئے وصیت کرنے والے مال سے لے لینا جائز ہے، ایسی صورت پیش آئے تو معتبر علماء سے پوچھ لیا جائے۔ مفید الوارثین ۶۵ (۱۳۴)۔
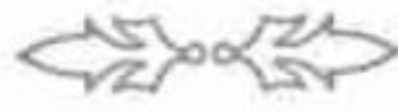
۴– وارثوں پر میراث کی تقسیم

میت کے ترکہ میں ترتیب وار جو چار حقوق واجب ہوتے ہیں، ان میں سے تین کی تفصیل پیچھے آچکی ہے، یعنی تجہیز و تکفین، قرضوں کی ادائیگی اور جائز وصیتوں کی تعمیل، اب چوتھے حق یعنی ''وارثوں پر میراث کی تقسیم'' کا بیان ہوتا ہے۔

جائز وصیتوں کی تعمیل تہائی ترکہ کی حد تک کرنے کے بعد جو کچھ مال باقی رہے، وہ سب کا سب میت کے تمام وارثوں کی ملکیت ہے، جو ان میں شریعت کے مقرر کئے ہوئے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا۔

مسئلہ [214] اگر میت پر نہ کوئی قرض تھا، نہ اس نے کوئی وصیت کی تھی، تو تجہیز و تکفین سے بچا ہوا سارا مال وارثوں میں تقسیم ہوگا اور اگر قرض تھا، وصیت نہ تھی، تو قرض سے جتنا مال بچا، وہ وارثوں کو

= الدخول في الوصية أول مرة غلط، والثانية خانية، والثالثة سرقة. وعن بعض العلماء: لو كان الوصي عمر بن الخطاب لاينجو عن الضمان، وعن الشافعي: لايدخل في الوصية إلا أحمق أولص. الفتاوىٰ العالمگيرية، الباب التاسع في الوصي ومايملكه: ٦/١٣٦، ١٣٧، رشيدية، وهكذا في مغني المحتاج، كتاب الفرائض، قبيل الوديعة، وفيه: ونقل الربيع عن الشافعي، أنه قال: لايدخل في الوصية إلا أحمق، أو لص: ٣/٧٧، دارالفكر بيروت، وهكذا في مجمع الضمانات، كتاب الوصايا، الباب الخامس والثلاثون في الوصي والولي والقاضي: ٢/٨٢٧، دارالكتب العلمية بيروت.

(۱۳۴) مفید الوارثین، وصی کا بیان، ص:۶۹، مکتبۃ العلم لاہور۔

ملے گا۔ درمختار (۱۳۵)۔

❊ - شریعت نے ہر وارث کا حصہ خود مقرر کر دیا ہے، جس میں ردوبدل ترمیم یا کمی بیشی کا کسی کو اختیار نہیں، البتہ خود شریعت ہی نے ہر وارث کا حصہ ہر حالت میں ایک نہیں رکھا، بلکہ مختلف حالات میں مختلف حصے مقرر کئے ہیں، یعنی وارثوں کی کمی بیشی سے ان کے حصوں کا تناسب بدل دیا ہے، بعض وارثوں کی وجہ سے بعض دوسرے وارثوں کا حصہ یا تو بالکل ختم ہو جاتا ہے، یا اس میں کمی ہو جاتی ہے، جس کی تفصیلات علم میراث کی کتابوں میں مذکور ہیں، یہاں بیان نہیں کی جا سکتیں، کیونکہ علمِ میراث ایک مستقل فن ہے، جس میں بہت باریکیاں ہیں، عوام کے لئے ان کا سمجھنا دشوار ہے۔

اس لئے جب کسی کا انتقال ہو، تو انتقال کے وقت اس کے ماں، باپ، لڑکے، لڑکیاں اور بیوی یا شوہر میں سے جو جو زندہ ہو (خواہ وہ مختلف ملکوں میں ہوں) ان کی مکمل فہرست، تعداد اور رشتہ لکھ کر کسی معتبر عالم و مفتی سے، جو میراث کے مسائل میں مہارت رکھتا ہو، وارثوں کے حصے دریافت کر لیں اور اس کے بتائے ہوئے طریقہ اور حساب کے مطابق میراث تقسیم کر دیں، اگر میت کے انتقال کے وقت مذکورہ بالا وارثوں میں سے بعض زندہ ہوں، بعض نہ ہوں، تو میت کے دوسرے زندہ رشتہ داروں کی تعداد بھی مع رشتہ لکھیں، میت کے جو حقیقی بھائی بہن ہوں، یا صرف باپ شریک ہوں، یا صرف ماں شریک، ان کی بھی الگ الگ ضرور وضاحت کریں، سوتیلے ماں باپ اور ساس، سسر اور سسرالی رشتہ دار شرعاً وارث نہیں، ان کو فہرست میں شامل نہ کیا جائے۔

❊ - میت کے انتقال کے بعد اگر اس کا کوئی وارث تقسیم میراث سے پہلے فوت ہو گیا، تو اس کا حصہ

---

(۱۳۵) في الدر: ثم تقدم ديونه التي لها مطالب من جهة العباد ثم تقدم وصيته ولو مطلقة ......، من ثلث ما بقي بعد تجهيزه وديونه ......، ثم يقسم الباقي بعد ذلك بين ورثته. الدر المختار، كتاب الفرائض: ٥/٤٨٤، ٤٨٥، رشيدية، وفي البزازية: يبدأ من تركة الميت بتجهيزه، ودفنه، ثم قضاء ديونه، ثم تنفيذ وصاياه، والباقي لوارثه. البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الفرائض: ٦/٤٥٣، رشيدية، وفي السراجية: أول مايبدأ من تركة الميت تجهيز وتكفينه بما يحتاج إليه ودفنه، ثم قضاء ديونه الأولى، فالأولىٰ، ثم ينفذ وصاياه من ثلث ما بقي بعد الدين، والكفن، ثم قسمه الباقي بين ورثته. الفتاوىٰ السراجية، كتاب الفرائض، ص: ١٤٩، سعيد، والبحر الرائق، كتاب الفرائض: ٩/٣٦٦، رشيدية، وفي مجمع الأبحر: يبدأ من تركة الميت بتجهيزه ودفنه بلا إسراف ولا تقتير، ثم تقضي ديونه، ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقي بعد الدين، ثم يقسم الباقي بين ورثته. ملتقى الأبحر على صدر مجمع الأنهر: ٤/٤٩٣، ٤٩٥، كتاب الفرائض، رشيدية.

اس کے وارثوں میں تقسیم ہوگا، لہٰذا اس فوت ہونے والے کو بھی فہرست میں شامل کرنا ضروری ہے۔

کئی رشتہ دار ایک حادثہ میں ہلاک ہو گئے تو اس کا حکم

مسئلہ [215] اگر کئی رشتہ دار ایک حادثہ میں ہلاک ہو گئے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کس کی موت پہلے اور کس کی بعد میں ہوئی، مثلاً ایک جہاز میں بہت سے رشتہ دار ایک ساتھ غرق ہو گئے، یا کسی گاڑی وغیرہ کے حادثہ میں یا کسی عمارت کے گر جانے سے ہلاک ہو گئے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کون پہلے مرا ہے، کون بعد میں؟ تو ایسی صورت میں کوئی دوسرے کا وارث نہ ہوگا اور شرعاً یوں سمجھا جائے گا کہ گویا سب ایک ساتھ ہلاک ہوئے ہیں، نہ یہ اس کا وارث ہوگا، نہ وہ اس کا، ان کے بعد جو وارث زندہ رہے ہیں، صرف ان میں میراث تقسیم ہوگی۔ مفید الوارثین ۷۰(۱۳۶)۔

شوہر عدتِ طلاق میں مر جائے تو عورت وارث ہوگی یا نہیں؟

❊— میت کے انتقال کے وقت اس کی بیوی اگر عدتِ طلاق میں تھی، تو وہ بعض صورتوں میں وارث ہوگی، بعض میں نہ ہوگی، اس کی تفصیل پیچھے عدت کے بیان میں آچکی ہے، وہاں دیکھ لی جائے، پوری طرح سمجھ

---

(۱۳۶) مفید الوارثین، فصل اول، جو چیزیں میراث پانے سے محروم کر دیتی ہیں، ص:۴۷، مکتبۃ العلم لاہور۔

قال الشامي: اعلم أن أحوالهم خمسة، على ما في سكب الأنهر وغيره: أحدها: هذا، وهو: ما إذا علم سبق موت أحدهما، ولم يلتبس، فيرث الثاني من الأول. ثانيها: أن يعرف التلاحق، ولا يعرف عين السابق. ثالثها: أن يعرف وقوع الموتين معاً. رابعها: أن لا يعرف شيء، ففي هذه الثلاثة لا يرث أحدهما من الآخر شيئاً. خامسها: أن يعرف موت أحدهما أولاً بعينه، ثم أشكل أمره بعد ذلك ...... جعلوا كأنهم ماتوا معاً، فمال كل واحد لورثته الأحياء، ولا يرث بعض الأموات من بعض. هذا مذهب أبي حنيفة. ردالمحتار، كتاب الفرائض، فصل: في الغرقى والحرقى وغيرهم: ٧٩٨/٦، رشيدية، وفي المبسوط: اتفق أبوبكر الصديق، وعمر بن الخطاب، وزيد بن ثابت -رضى الله تعالىٰ عنهم- في الغرقى والحرقى، إذا لم يعلم أيهم مات أولاً: أنه لايرث بعضهم من بعض، وإنما يجعل ميراث كل واحد منهم لورثة الأحياء. المبسوط للسرخسي، كتاب الفرائض، باب الحرقى الغرقى: ٢٧/٣٠، دارالمعرفة بيروت، وفي البحر: إذا مات جماعة في الغرق، أو الحرق ولايدرى أيهم مات أولاً: جعلوا كأنهم ماتوا جميعاً، فيكون مال كل واحد منهم لورثته، ولايرث بعضهم بعضاً. البحر الرائق، كتاب الفرائض: ٣٩٥/٩، رشيدية، وفي الخلاصة: الغرقى والحرقى والهدمى جعلوا كأنهم ماتوا معاً لايتوارث جميعاً. خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الفرائض: ٢٢١/٤، رشيدية. وهكذا في الهندية، كتاب الفرائض، الباب الثامن في المفقود والأثير والغرقى والحرقى: ٤٥٧/٦، رشيدية.

میں نہ آئے، تو علمائے کرام سے دریافت فرمالیں۔

مفقود (گم شدہ) وارث کا حصۂ میراث

❋— جو وارث میت کے انتقال سے پہلے کہیں لاپتہ ہوگیا ہو اور تلاش کے باوجود یہ معلوم نہ ہو سکے کہ زندہ ہے یا مرگیا؟ تو ایسے شخص کو "مفقود" کہا جاتا ہے (۱۳۷)، اس کے متعلق شرعی حکم یہ ہے کہ اس کا حصۂ میراث بطورِ امانت محفوظ رکھا جائے، اگر آگیا تو لے لے گا، نہ آیا یہاں تک کہ انتظار کی مقررہ شرعی مدت گزر جانے کے بعد مسلمان حاکم نے شرعی قاعدے کے مطابق اُسے مردہ قرار دے دیا، تو وہ امانت رکھا ہوا حصہ بھی میت کے باقی وارثوں میں تقسیم ہوگا (۱۳۸)، مفقود کے وارثوں میں نہیں، البتہ مفقود کا اپنا مال مفقود ہی کے موجودہ وارثوں میں تقسیم ہوگا۔ اصلاحِ انقلابِ امت: ۲/۲۱۳-۲۱۸ (۱۳۹)۔

---

(۱۳۷) في الدر: هو لغة: المعدوم، وشرعاً: غائب لم يدر، أحي هو فيتوقع قدومه، أم ميت؟. الدر المختار، كتاب المفقود: ۲۹۲/٤، رشيدية، وفي الهندية: المفقود: هو الرجل يخرج في وجه، فيفقد، ولا يعرف موضعه، ولا تستبين حياته ولا موته. الفتاوىٰ العالمگيريه، كتاب الفرائض، الباب الثامن في المفقود والأمير والحرقى والغرقى: ٤٥٦/٦، رشيدية، وهكذا في التبيين، كتاب المفقود: ٥٣٧/١، دارالكتب العلمية بيروت، وهكذا في فتح القدير، كتاب المفقود: ١٤١/٦، دار الفكر بيروت، وفي الفقه الإسلامي: المفقود: هو الغائب الذي انقطع خبره، فلم تعرف حياته أو موته. الفقه الإسلامي وأدلته: ٧٨٩٢/٨، رشيدية.

(۱۳۸) اصلاحِ انقلابِ امت، مفقود کے بارے میں چند کوتاہیوں کا بیان: ۲/۲۱۴، ادارۃ المعارف کراچی۔

قال الشامي: وبعده يحكم بموته في حق ماله يوم علم ذلك، أي: موت أقرانه، فتعتد منه عرسه للموت، ويقسم ماله بين من يرثه الآن، ويحكم بموته في حق مال غيره من حين فقده. الدر المختار، كتاب المفقود: ٢٩٨/٤، رشيدية، وفي التاتارخانية: ويعتبر ميتاً في ماله يوم تمت المدة، أو مات الأقران، وفي مال الغير يعتبر كأنه مات يوم فقده. التاتار خانيه: ٤١٦/٥، كتاب المفقود، قديمي، وفي الفقه الإسلامي: وإن ثبت موته بالبينة الشرعية اعتبر ميتاً من الوقت الذي يثبت أنه مات فيه، ويرثه ورثته من ذلك الوقت ......، ويرث مال المفقود من كان ميتاً من كان موجوداً عند تاريخ فقدانه. الفقه الإسلامي وأدلته، المبحث الثالث ميراث المفقود: ٧٨٩٣/١-٧٨٩٩، رشيدية.

(۱۳۹) اصلاحِ انقلابِ امت، اگر میت کا کوئی وارث بطنِ مادر میں ہو......: ۲/۲۴۲، ادارۃ المعارف کراچی۔

قال في الهندية: أما نصيب المفقود من الارث فيتوقف، فإن ظهر حياً علم أنه كان مستحقًا، وإن لم يظهر حياً، حتى بلغ تسعين سنة، فما وقف له، يرد على ورثة صاحب المال يوم مات صاحب المال. الفتاوىٰ العالمكيريه، كتاب المفقود: ٣٠٠/٢، رشيدية، وفي البدائع: فإذا مات واحد من أقاربه يوقف نصيبه إلىٰ أن يظهر حاله أنه حي أم =

اس مسئلہ میں بھی تفصیلات بہت ہیں، ایسی صورت پیش آجائے تو کسی صاحبِ فتویٰ عالمِ دین سے پوچھ کر عمل کیا جائے (۱۴۰)۔

کوئی وارث، بطنِ مادر میں ہو تو تقسیمِ میراث موقوف رہے گی

❊ -اگر میت کے انتقال کے وقت اس کا کوئی وارث بطنِ مادر میں یعنی ماں کے پیٹ میں ہے، ابھی اس کی ولادت نہیں ہوئی، تو میراث میں شرعاً وہ بھی حصہ دار ہے، مگر چونکہ معلوم نہیں کہ لڑکا ہے یا لڑکی، اس لئے جب تک اس کی ولادت نہ ہو جائے، میراث تقسیم نہ کی جائے، کیونکہ لڑکے اور لڑکی کا حصہ مساوی تو نہیں، نیز جب تک یہ طے نہ ہو کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی، بہت سے صورتوں میں باقی وارثوں کے حصے بھی یقینی طور پر طے نہیں ہو سکتے، اگر لڑکا فرض کر کے میراث تقسیم کر دی، بعد میں لڑکے کی بجائے لڑکی ہوئی، تو سارا حساب کتاب اور تقسیم از سرِ نو کرنی پڑے گی۔اصلاحِ انقلابِ امت (۱۴۱)۔

= ميت. بدائع الصنائع: ٢٨٧/٥، كتاب المفقود، رشيدية، وفي البحر: فإن تبين حياته في وقت مات فيه قريبه وإلا يرد الموقوف؛ لأجله إلىٰ وارث مورثه الذى وقف من ماله. البحرالرائق: ٦٧٨/٥، كتاب المفقود، رشيدية، وهكذا في المبسوط، كتاب المفقود: ٤٥/١١، دار المعرفة بيروت.

(۱۴۰) مزید تفصیل کے لئے حیلہ ناجزہ دیکھئے۔

(۱۴۱) اصلاح انقلاب امت، اگر میت کا کوئی وارث بطن مادر میں ہو تو اس کے تولد تک میراث تقسیم نہیں ہوگی: ۲۴۲/۲، ادارۃ المعارف کراچی۔

قال في البحر: ذكر الصدر الشهيد في فرائضه: أن الجنين يرث إذا كان موجوداً في البطن عند موت المورث، بأن جاء لأقل من ستة أشهر، مذ مات المورث، هكذا ذكر محمد المسألة مطلقةً. البحر الرائق، كتاب الفرائض: ٥٧٤/٨، رشيدية، وفي المبسوط: وإن كان مات بعض من يرثه المفقود قبل هذا، نصيبه من الميراث يوقف إلى أن يتبين حاله؛ لأنه غير محكوم بموته، ولكنه يشتبه الحال بمنزلة الجنين في الرطن. فيوقف نصيبه، فإن ظهر حياً، كان ذلك مستحقاً له، وإن لم يظهر حاله، فذلك مردود إلى ورثة صاحب المال على سهامهم، بمنزلة الموقوف للجنين إذا انفصل الجنين ميتاً الخ. المبسوط للسرخسي، كتاب المفقود: ٤٤/١١، دارالمعرفة بيروت، وفي الهندية: أما نصيب المفقود من الإرث فيتوقف، فإن ظهر حياً علم أنه كان مستحقًا، وإن لم يظهر حياً حتى بلغ تسعين سنة فما وقف له يرد على ورثة صاحب المال يوم مات صاحب المال. الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب المفقود: ٣٠٠/٢، رشيدية، وفي البدائع: فإذا مات واحد من أقاربه يوقف نصيبه إلىٰ أن يظهر حاله أنه حي أم ميت. بدائع الصنائع: ٢٨٧/٥، كتاب المفقود، رشيدية، وفي البحر: فإن تبين حياته في وقت مات فيه قريبه وإلا يرد الموقوف؛ لأجله إلىٰ وارث مورثه الذى وقف من ماله. البحرالرائق: ٦٧٨/٥، كتاب المفقود، رشيدية.

مسئلہ [216] قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہوتا، یعنی اگر میت کو کسی ایسے رشتہ دار نے ظلماً قتل کیا ہو، جو شرعاً اس کا وارث تھا، تو اس قتل کی وجہ سے شریعت نے اسے اپنے مقتول کی میراث سے محروم کردیا ہے۔ اگر چہ وہ مقتول کا کتنا ہی قریبی رشتہ دار ہو، مثلاً باپ یا بیٹا ہو، تب بھی وارث نہ رہے گا (۱۴۲)، لیکن شرط یہ ہے کہ قتل کرنے والا عاقل، بالغ ہو، اگر نابالغ یا مجنون نے قتل کیا، تو وہ اپنے مقتول کی میراث سے محروم نہ ہوگا۔ شریفیہ شرح سراجی:۱۱، ۱۲ (۱۴۳)۔

مسئلہ [217] مسلمان اور کافر کے درمیان بھی میراث جاری نہیں ہوتی، یعنی مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا، اگر چہ دونوں میں کتنی ہی قریبی رشتہ داری ہو، خواہ باپ بیٹے ہی ہوں۔ شریفیہ شرح سراجی:۱۴ (۱۴۴)۔

---
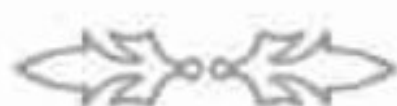
(۱٤۲) في الدر: وموانعه: الرق، والقتل، الموجب للقود، أو الكفارة، وإن سقط بحرمة الأبوة. الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الفرائض: ٥/٤٨٨-٤٨٩، رشيدية، وفي البزازية: منها: القتل الذي يتعلق به وجوب القصاص أوالكفارة......، الابن إذا قتل أباه عمداً أو خطأ لايرثه......، وكذا الأب إذا قتل ابنه خطأ يمنع الإرث......، أما إذا قتله عمداً، فإنه يوجب حرمان الميراث أيضاً. البزازية على هامش الهندية، الفصل الخامس في موانع الإرث: ٦/٤٦٨، ٤٦٩-٤٧٠، رشيدية، وفي الخلاصة: والحاصل أن المحرم من الميراث مباشرة: القتل بغير حق سواء كان عمداً أو خطأ. خلاصة الفتاوى: ٤/٢٢١، كتاب الفرائض، رشيدية، وهكذا في البحر، كتاب الفرائض. ٨/٥٥٦، رشيدية، وكذا في ملتقى الأبحر، كتاب الفرائض: ١/٤٩٧، دارالكتب العلمية بيروت.

(١٤٣) شريفيه شرح سراجيه، فصل: في موانع الإرث، ص: ١١-١٢، حقانيه پشاور، وفي الخلاصة: أما الصبي والمجنون إذا قتل مورثه لايحرم عن الميراث. خلاصة الفتاوى، كتاب الفرائض: ٤/٢٢١، غفاريه كوئٹه، وفي الهندية: وقتل الصبي، والمجنون، والمعتوه، والمبرسم، والموسوس لا يوجب حرمان الميراث؛ لأن الحرمان يثبت جزاء قتل محظور، وفعل هؤلاء ليس بمحظور. الفتاوى العالمگيرية، الباب الخامس في الموانع: ٦/٤٥٤، رشيدية، وفي المبسوط: وأما الصبي والمجنون إذا قتل مورثه لا يحرم الميراث عندنا. المبسوط للسرخسي، باب ميراث القاتل: ٣/٥٧، دار المعرفة بيروت.

(١٤٤) شريفيه شرح سراجيه، فصل: في موانع الإرث، ص: ١٤، حقانيه پشاور، وموانعه: الرق، والقتل، واختلاف الدين إسلاماً وكفراً. رد المحتار، كتاب الفرائض: ٥/٤٨٨، ٤٨٩، رشيدية، وفي الهندية: واختلاف الدين أيضًا يمنع الإرث، والمراد به: الاختلاف بين الإسلام والكفر. الهندية، الباب الخامس في الموانع: ٦/٤٥٤، رشيدية، وفي البحر: واختلاف الدين أيضًا يمنع الإرث، والمراد به: الاختلاف بين الإسلام والكفر، بقوله صلى الله عليه وسلم: لا يرث المسلم الكافر، ولا الكافر المسلم. البحر الرائق، كتاب الفرائض: ٩/٣٨٦، رشيدية.

ترکہ کے متعلق کوتاہیاں

شریعت کا حکم ہے کہ ترکہ میں جن حقوق کی ادائیگی واجب ہے، جلد ان کو ادا کر کے باقی میراث، وارثوں کے درمیان تقسیم کردی جائے، تاخیر ہونے سے بہت زیادہ پیچیدگیاں اور بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں اور بعض مرتبہ زیادہ تاخیر ہونے سے تقسیمِ میراث میں سخت الجھنیں اور مشکلات پیدا ہوجاتی ہیں اور حق تلفی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

یہ جذبات محض مہمل ہیں کہ اگر مرحوم کا ترکہ فوراً تقسیم کیا جائے، تو دنیا یہ کہے گی کہ بس اسی کے منتظر تھے کہ مرحوم کی آنکھ بند ہو اور اس کے سرمایہ پر قبضہ کرلیا جائے، مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے یہ سب خیالات وجذبات لغو ہیں، سب وارثوں کو بتادیا جائے کہ ترکہ کی تقسیم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اس کے مطابق جلد از جلد عمل کیا جائے، اب ہم ترکہ کے متعلق بعض اہم اہم کوتاہیاں ذکر کرتے ہیں، جو کثرت سے ہمارے معاشرہ میں پھیلی ہوئی ہیں، انہیں توجہ سے پڑھیے اور اصلاح کی فکر کیجیے (۱۴۵)۔

میت کا قرض ادا نہ کرنا

❊— عام طور پر ایک کوتاہی یہ کی جاتی ہے کہ تحریری قرضہ کے علاوہ اگر کوئی دوسرا قرضہ دلیلِ شرعی سے میت کے ذمہ ثابت ہو، تو شاذ ونادر ہی کوئی ترکہ سے اس کو ادا کرتا ہے، ورنہ صاف انکار کردیتے ہیں، جیسے کہ میت کے ایسے ہی قرضے، جو دوسروں کے ذمہ ہوں، وہ لوگ ان سے مکر جاتے ہیں، دونوں باتیں صریح ظلم ہیں، خصوصاً میت پر اگر قرض ہو، تو ورثاء کو سمجھنا چاہیے کہ مرحوم کی روح جنت میں جانے سے معلق رہے گی، جب تک قرض نہ ادا ہو، تو کیا اپنے عزیز کے لئے اتنی زبردست محرومی قابلِ برداشت ہے؟ اصلاحِ انقلابِ امت: ۲۴۲ (۱۴۶)۔

---

(۱۴۵) اصلاحِ انقلابِ امت، میت کے معاملے کے متعلق کوتاہیاں: ۲۴۱/۱، ادارۃ المعارف کراچی۔

(۱۴۶) اصلاحِ انقلابِ امت، میت پر کسی قسم کا قرض اگر دلیل سے ثابت ہو انکار نہ کرنا چاہیے: ۲۴۲/۱، ادارۃ المعارف کراچی۔

أخرج الحاكم، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: نفس المؤمن معلقة بدنيه حتى يقضي عنه، الحاكم للمستدرك، كتاب البيوع، الحديث رقم: ٢٢١٩: ٣٢/٢، دارالكتب العلمية بيروت، والترمذي، في الجنائز، باب ماجاء عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه، الحديث رقم: ١٠٧٨، والبيهقي في السنن الكبرىٰ، كتاب التفليس، باب حلول الدين على الميت، الحديث رقم: ١١٠٤٨: ٤٩/٦، =

جائز وصیت پوری نہ کرنا

❁ - ایک بڑی بے احتیاطی یہ ہو رہی ہے کہ میت کی جائز وصیت کی پرواہ نہیں کی جاتی، حالانکہ جہاں تک شرع نے وصیت کا اختیار دیا ہے، یعنی تہائی ترکہ تک وہ اس کی مِلک ہے، وصیت کرنے کے بعد کسی کو اس میں مداخلت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، اگر اس میں مرحوم کی خلاف ورزی کر کے اس کی جائز وصیت پوری نہ کی، تو اس کی حق تلفی ہوگی اور حق العبد رہ جائے گا، اس لئے بڑے فکر و اہتمام سے میت کی وصیت پوری کرنی چاہیے، اگر مرحوم نے کسی ناجائز کام میں خرچ کرنے کی وصیت کی ہو، تو اسے پورا کرنا جائز نہیں۔ ماخوذ از وعظ، اسلام حقیقی (۱۴۷)۔

بلا وصیت نماز روزہ کا فدیہ مشترک ترکہ سے دینا

❁ - ایک کوتاہی یہ ہے کہ بعض لوگ تقویٰ کی جوش میں میت کی وصبت کے بغیر ہی مشترک ترکہ میں سے میت کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ دے دیتے ہیں، یا اس کی طرف سے زکوٰۃ یا حج کرا دیتے ہیں، حالانکہ پیچھے بار بار معلوم ہو چکا ہے کہ اگر میت نے وصیت نہ کی ہو، تو اس کی طرف سے جو وارث فدیہ یا زکوٰۃ حج ادا کرنا چاہے، اپنے حصۂ میراث یا اپنے دوسرے مال سے ادا کرے، جس کا بہت ثواب ہے، لیکن دوسرے وارثوں کے حصہ میں سے ان کی مرضی کے بغیر دینا جائز نہیں اور نابالغ یا مجنون کے حصہ میں سے دینا ان کی اجازت سے بھی

= مكتبة دارالباز مكة المكرمة، وابن ماجه، في الصدقات، باب التشديد في الدين، الحديث رقم: ٢٤١٣، وأحمد في مسند أبي هريرة، الحديث رقم: ٩٦٧٧: ٢/٤٤٠، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۱۴۷) وعظ، اسلام حقیقی، مومن کا کام، از خطبات حکیم الامت: ۵۳۳/۱۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ لاہور۔

قال في البحر: الوصية بالمعصية باطلة؛ لأن تنفيذها تقرير للمعصية. البحر الرائق، كتاب الوصايا، باب وصية الذمي: ٥١٩/٨، رشيدية، في الدر: ومكروهة لأهل فسوق. الدر المختار. قوله: ومكروهة لأهل فسوق ......، وكان مراده: ما إذا غلب على ظنه أنه يصرفها للفسوق والفجور. رد المحتار، كتاب الوصايا: ٣٥٤/١٠، رشيدية، وفي فتاوى السغدي: ولا تجوز الوصية في سبعة أشياء، وإن أجازها الورثة: أحدها: في المعاصي، وهو أن يوصي أن يشتري خمر ويسقى الناس، أو تستأجر النائحة أو تبنى كنيسة، أو بيعة، أو بيت نار، أو بيت الوثن. فتاوى السغدي، كتاب الوصايا، مالا تجوز الوصية فيه: ٨١٦/٢، مؤسسة الرسالة بيروت، وفي البدائع: والوصية بالمعاصي لاتصح. بدائع الصنائع، كتاب الوصايا، فصل: وأما شرائط الركن: ٣٢١/٧، رشيدية.

جائز نہیں ۔اصلاح انقلاب امت:۱/ ۲۳۹ (۱۴۸)۔

نماز روزوں کے فدیہ کی پرواہ نہ کرنا

❊ - ایک کوتاہی یہ ہے کہ کوئی وصیت کئے بغیر مر جائے تو وارث نماز، روزوں کے فدیہ وغیرہ سے کم درجہ کے مصارف میں، بلکہ فضول مصارف میں، حتیٰ کہ اس سے بڑھ کر یہ کہ جائز رسموں اور بدعتوں میں میت کا ترکہ اڑاتے ہیں، مگر اس طرف بہت کم لوگ توجہ کرتے ہیں کہ اَور مصارف بند کر کے حصۂ میراث میں سے کچھ میت کی طرف سے فدیہ میں دیدیں، یا اگر میت کے ذمہ زکوٰۃ یا حج وغیرہ رہ گئے ہیں، تو وہ ادا کردیں۔

اگر چہ وصیت کے بغیر ادا کرنے سے بعض فقہاء کے نزدیک میت اپنے فرائض وواجبات سے سبکدوش نہیں ہوتا، لیکن بعض فقہاء کے نزدیک سبکدوش ہوجاتا ہے اور جن فقہاء کے نزدیک نہیں ہوتا، ان کے نزدیک بھی یہ ادائیگی اس طرح سے تو نافع ہونا تو یقینی ہے کہ میت کو اس کا ثواب ہی پہنچ جائے گا، کیا عجب! کہ وہ ثواب اس کے ترکِ فرائض وواجبات کے عذاب کو زائل کردے۔اصلاحِ انقلابِ امت:۲۰۰ (۱۴۹)،بحوالہ ردالمحتار (۱۵۰)۔

---

(۱۴۸) اصلاحِ انقلابِ امت، میت اگر وصیت نہ کرے، تو اس کی نماز روزہ کا فدیہ نہ ترکہ مشترکہ نہ دیں:۱/ ۲۳۹،ادارۃ المعارف کراچی۔

في الدر: (ولو مات وعليه صلوات فائتة، وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر) كالفطرة وكذا حكم الوتر) والصوم وإنما يعطى (من ثلث ماله). الدر المختار. قوله: وإنما يعطى من ثلث ماله، أي: فلو زادت الوصية على الثلث لا يلزم الولي إخراج الزائد إلا بإجازة الورثة. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب قضاء الفوائت: ٢/٤٤٣-٦٦٤، رشيدية، وفي البحر: إذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة، وأوصى بأن يعطى كفارة صلوته يعطى لكل صلوة نصف صاع من بر، وللوتر نصف صاع، ولصوم يوم نصف صاع، وإنما يعطى من ثلث ماله. البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب قضاء الفوائت: ٢/٩٧، رشيدية، وهكذا في الهندية، كتاب الصلوة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت: ١/١٢٥، رشيدية.

(۱۴۹) اصلاحِ انقلاب امت، عنوان: وارثوں کی کوتاہیاں، حصہ اول، ص:۲۱۵، ۲۱۶، مکتبہ ادارۃ المعارف۔

(١٥٠) في الدر: وإن لم يوص وتبرع وليه جاز، إن شاء الله تعالىٰ. الدر المختار، كتاب الصوم، فصل: في العوارض المبيحة للصوم: ٣/٤٦٧، رشيدية، وفي مجمع الأنهر: وإن تبرع الولي أي: بالإطعام، من غير وصية صح، ويكون له ثواب ذلك. مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب الزكوة، تفريع على الشروط المذكور: ١/٣٦٨، دار الكتب العلمية ببروت، وقال الشامي تحت قوله: ويكون الثواب للولي: ...... وإن لم يوص، لايجب على الورثة الإطعام؛ لأنها عبادة، فلا تؤدي إلا بأمره، وإن فعلوا ذلك جاز ويكون له ثواب. ردالمحتار، كتاب الصوم، فصل: في العوارض: ٣/٤٦٧، رشيدية، وفي التبيين: ولو لم يوص فتبرع به الولي يجزيه إن شاء الله. تبيين الحقائق، كتاب الصوم، فصل: في =

ندیہ کی ادائیگی کے لئے ''حیلہ اسقاط''

❊- آج کل بہت سے دیہات میں لوگوں نے ایک رسم نکالی ہے، جس کو ''دور'' یا ''حیلۂ اسقاط'' کہتے ہیں، جنازہ کے بعد کچھ لوگ دائرہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں اور میت کے وارث کچھ نقد روپے دائرہ میں لاتے ہیں، امامِ مسجد جو دائرے میں ہوتا ہے، وہ لے کر عربی میں کچھ الفاظ پڑھتا ہے، پھر وہ روپے دائرہ کے ایک شخص کو یدیتا ہے، وہ شخص دوسرے کو اور دوسرا تیسرے کو دیتا ہے، اسی طرح ہر ایک اپنے برابر والے کو دیتا جاتا ہے، یہاں تک کہ روپے پھر پہلے شخص کے پاس آجاتے ہیں، اسی طرح تین مرتبہ اس رقم کو پھرایا جاتا ہے، اس کے بعد صف امام کو اور نصف غرباء کو تقسیم کردیا جاتا ہے اور جاہلوں کو بتلایا جاتا ہے کہ اس رسم کے ذریعہ میت کی تمام عمر کے نماز، روزوں اور زکوۃ وحج اور تمام فرائض وواجبات سے سبکدوشی ہوجاتی ہے۔

بلاشبہ فقہاء کے کلام میں ''دور'' و''اسقاط'' کا ایک خاص طریقہ مذکور ہے، لیکن وہ جن شرائط کے ساتھ لکور ہے، عوام نہ ان شرائط کو جانتے ہیں، نہ ان کی کوئی رعایت کی جاتی ہے، بلکہ فوت شدہ فرائض وواجبات سے نعلق تمام شرعی احکام کو نظر انداز کر کے اس رسم کو تمام فرائض وواجبات سے سبکدوشی کا ایک آسان نسخہ بنالیا گیا ہے، جو چند پیسوں میں حاصل ہوجاتا ہے، پھر کسی کو کیا ضرورت رہی کہ عمر بھر نماز وروزہ کی محنت اٹھائے؟

خوب سمجھ لینا چاہئے کہ ''حیلۂ اسقاط'' بعض فقہائے کرام نے ایسے شخص کے لئے تجویز فرمایا تھا، جس کے کچھ نماز، روزے وغیرہ اتفاقاً فوت ہوگئے ہوں، قضاء کرنے کا موقع نہیں ملا اور موت کے وقت وصیت کی، بن اتنا ترکہ نہیں چھوڑا کہ جس کے ایک تہائی سے تمام فوت شدہ نماز، روزوں کا فدیہ ادا کیا جاسکے، یہ نہیں کہ اس کے ترکہ میں مال موجود ہو، اس کو تو وارث بانٹ کھائیں اور تھوڑے سے پیسے لے کر یہ حیلہ حوالہ کر کے خدا اور وقِ خدا کو فریب دیں، فقہ کی کتابوں درمختار، وشامی (۱۵۱) وغیرہ میں اس کی صراحت موجود ہے۔ ساتھ ہی اس

لعوارض: ۱/۳۳۵، دارالکتب الإسلامي، بیروت، وهكذا في البدائع، كتاب الصوم، فصل: وأما حكم الصوم: ۲/۱۰۳، رشيدية.

(۱۵۱) قال الشامي: وبه ظهر حال وصايا أهل زماننا، فإن الواحد منهم يكون في ذمته صلوات كثيرة وغيرها من زكوة، نساحي، وأيمان، ويوصي لذلك بدراهم يسيرة، ويجعل معظم وصيته لقراءة الختمات والتهاليل التي نص علماؤنا على م صحة الوصية بها، وأن القراءة لشيء من الدنيا لاتجوز، وأن الآخذ والمعطي آثمان؛ لأن ذلك يشبه الاستئجار على راءة، ونفس الاستئجار عليها لاتجوز، فكذا ما أشبهه، كما صرح بذلك في عدة كتب من مشاهير كتب المذهب ......

. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب قضاء الفوائت، مطلب: في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل: ۲/۷۳، رشيدية. =

حیلہ کی کچھ اَور شرطیں بھی ہیں، جن کی آج کل بالکل رعایت نہیں کی جاتی، بس چند آدمی بیٹھ کر ایک رقم کی ہیرا پھیری کا ایک ٹوٹکا سا کر کے اُٹھ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے میت کا حق ادا کر دیا اور وہ تمام فرائض وواجبات سے سبکدوش ہوگیا، حالانکہ اس لغو حرکت سے میت کو نہ تو کوئی ثواب پہنچا، نہ اس کے فرائض وواجبات ادا ہوئے، کرنے والے مفت میں گنہگار رہوئے۔

الغرض اس حیلہ کی ابتدائی بنیاد ممکن ہے کہ کچھ صحیح اور شرعی قواعد کے مطابق ہو،لیکن جس طرح کا رواج اور پابندی آج کل چل گئی ہے، وہ بلاشبہ ناجائز اور بہت سے مفاسد پر مشتمل ہے، جن کی تفصیل مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''حیلہ اسقاط'' [۱۵۲] میں دیکھی جا سکتی ہے(۱۵۳)۔

کسی خاص شخص سے نماز پڑھوانے یا خاص جگہ دفن کرنے کی وصیت

❋ ـ بعض لوگ کسی خاص شخص سے نماز پڑھوانے یا کسی خاص مقام پر دفن ہونے کی وصیت کر جاتے ہیں، پھر وارث اس کا اس قدر اہتمام کرتے ہیں کہ بعض اوقات شرعی واجبات کی بھی خلاف ورزی ہوجاتی ہے،

[۱۵۲] یہ پورا رسالہ اب ''جواہر الفقہ'' جلد اول میں بھی چھپ گیا ہے۔ رفیع۔

= وفي الدر: ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت؛ لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة ......، ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول، والثالث، وبعد الأسبوع، ونقل الطعام إلى القبر في المواسم ......، وهذه الأفعال كلها للسمعة والرياء، فيحترز عنها؛ لأنهم لايريدون بها وجه الله تعالىٰ ......، ولا سيما إذا كان في الورثة صغار، أو غائب، مع قطع النظر عما يحصل عند ذلك غالباً من المنكرات الكثيرة الخ. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت: ۳/۱۷۵، ۱۷۶، رشيدية، وهكذا في فتح القدير، كتاب الجنائز، فصل: في الدفن: ۲/۱٤۲، دارالفكر بيروت، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الجنائز، فصل: في حملها ودفنها: ۱/٤۰۹، المطبعة الكبرىٰ مصر.

امداد الفتاویٰ میں ہے: ''وآنکہ طعام روبرو نہادہ چیزے خوانند، ایں ہم طریقہ ہنود است، ترک چنیں رسم واجب است کہ "من تشبه بقوم فهو منهم" وہرگاہ طعام چنیں بدعات متلبس شد، بہتر آنکہ ایں چنیں طعام نخوردہ شود الخ''۔ امداد الفتاویٰ، کتاب البدعات: ۵/۲۶۰، ۲۶۱، دارالعلوم کراچی۔ مزید تفصیل کے لئے: جواہر الفقہ ''حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت'': ۱/۳۸۷، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۵۳) حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت، جواہر الفقہ: ۱/۳۸۷، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

یادرکھئے! ازروئے شرع ایسی وصیتیں لازم نہیں ہوتیں، اگر کوئی بات خلافِ شرع لازم نہ آئے، تواس پر عمل جائز ہے، ورنہ نہیں۔ اصلاح انقلاب امت:۱/۲۴۳ (۱۵۴)۔

میراث تقسیم نہ کرنا

※- ایک سنگین کوتاہی، جو بہت کثرت سے ہورہی ہے، یہ ہے کہ میت کی میراث تقسیم نہیں کی جاتی، جس کے قبضہ میں جو مال ہے، وہی اس کا مالک بن بیٹھتا ہے اور طرح طرح کے حیلے بہانے کرکے اس کو اپنے لئے حلال بنانے کی کوشش کرتا ہے، پڑھے لکھے لوگ بھی اس میں گرفتار ہیں اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم سب ایک ہی تو ہیں، باہم ایک دوسرے کو تصرف کی اجازت بھی ہے، لہٰذا تقسیم کی کیا ضرورت ہے اور یہ تاویل وہی شخص کرسکتا ہے، جو قابض ہے، کیونکہ اسی میں اس کا نفع ہے۔

دوسرے ورثاء چھوٹے یا ماتحت ہونے کے باعث شرما شرمی سے کچھ نہیں کہتے، مگر دل سے کوئی اجازت نہیں دیتا، اس لئے ان کی یہ ظاہری اجازت، خوش دلی سے نہیں ہوتی (۱۵۵)، جس کی بنا پر ایک وارث کا

---

(۱۵۴) اصلاح انقلاب امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں:۲/۲۴۳، مکتبہ ادارۃ المعارف۔

في الهندية: الميت اذا أوصى بأن يصلى عليه فلان، فالوصية باطلة، وعليه الفتوى. الفتاوى العالمكيريه كتاب الجنائز، الفصل الخامس في الصلوة على الميت: ١٦٣/١، رشيدية، وفي الدر: أوصى بأن يصلى عليه فلان أويحمل بعد موته إلى بلد آخر، أو يكفن في ثوب كذا، أو يطين قبره، أو يضرب على قبره قبة، أولمن يقرأ عند قبره شيئاً معيناً، فهي باطلة. الدر المختار، كتاب الوصايا: ٣٨١/١٠، رشيدية، وفي الدر: أوصىٰ بأن يتخذ الطعام بعد موته لناس ثلاثة أيام فالوصية باطلة. الدر المختار، كتاب الوصايا: ٦٦٥/٦، رشيدية، قال الشامي، تحت قوله: بقيد ثلاثة أيام: ...... وأما في اليوم الثالث فلا؛ لأن فيه اجتماع النائحات، فيكون إعانة على المعصية. ردالمحتار، كتاب الوصايا: ٦٦٥/٦ رشيدية، وفي الدر أيضاً: فرع: أوصى بأن يصلي عليه فلان، أويحمل بعد موته إلى بلد آخر، أو يكفن في ثوب كذا، أو يطين قبره، أو يضرب على قبره قبة، أو لمن يقرأ عند قبره شيئاً معيناً فهي باطلة. الدر المختار، كتاب الوصايا: ٣٨١/١٠، رشيدية، وهكذا في لسان الحكام، الفصل السابع والعشرون: ٤٢٠/١، مصطفىٰ البابي القاهرة، وكذا في مجمع الضمانات، وفيه: وكذا لو أوصىٰ أن يطين قبره، أو يضرب على قبره قبة كانت باطلة: ٨٦٨/٢، المكتب الإسلامي بيروت، وفي البحر: إذا أوصىٰ بأن يطين قبره ويوضع على قبره قبة، فالوصية باطلة. البحرالرائق، كتاب الوصايا، باب الوصية بالخدمة: ٥١٨/٨، رشيدية.

(١٥٥) ألا ولا يحل لامرئ من مال أخيه شيءٌ إلا بطيب نفس منه. أخرجه أحمد، في حديث عمرو بن يثربي، الحديث =

تمام ترکہ پر قبضہ کر لینا بالکل حرام اور ناجائز ہوتا ہے، خاص کر اس صورت میں جبکہ بعض وارث نابالغ یا مجنون ہوں، یا غائب ہوں، کیونکہ غائب کی اجازت کا کچھ علم نہیں اور نابالغ یا مجنون اگر صراحۃً بھی اجازت دیدے اور خوش دلی سے دے، تب بھی اس کی اجازت معتبر نہیں (۱۵۶)، لہٰذا عذاب قبر اور عذابِ جہنم سے ڈریں اور ظلم وغصب سے باز آئیں اور وارثوں کو شرع کے مطابق ان کا پورا پورا حق پہنچائیں۔ ملخص از وعظ 'سلام حقیقی (۱۵۷)۔

ترکہ پر قبضہ کر کے تجارت کرنا

❊- ایک کوتاہی یہ ہو رہی ہے کہ میت کے انتقال کے بعد میت کا کاروبار اس کی حیات سے جس وارث کے قبضہ میں ہوتا ہے، وہی بعد میں بھی اس پر قابض رہتا ہے اور اس کو چلاتا ہے، جس سے کاروبار بڑھتا ہے اور ترقی کرتا ہے اور یہ سب کچھ ورثاء کی بلا اجازت ہوتا ہے۔ کچھ ورثاء نابالغ ہوں، تو ان کی اجازت کا کچھ اعتبار نہیں، پھر بعد میں ایک عرصہ گزرنے کے بعد تقسیم کا خیال آتا ہے، تو پھر اصل اور نفع دونوں کی تقسیم میں سخت جھگڑا ہوتا ہے اور شرعی اعتبار سے بھی اس نفع میں بڑی الجھنیں ہیں، اس لئے پہلے تقسیم کریں، اس کے بعد باہمی رضامندی سے مشترک یا علیحدہ علیحدہ کاروبار کریں، نابالغ کی طرف سے ان کا ولی شرکت یا عدمِ شرکت کا معاملہ کر سکتا ہے (۱۵۸)۔

لڑکیوں کو میراث نہ دینا ظلم ہے

❊- ایک کوتاہی یہ ہے کہ بعض لوگ بہنوں اور لڑکیوں کو میراث نہیں دیتے، ان کو شادی کے موقع پر

= رقم: ۲۱۱۱۹: ۱۱۳/۵، وأيضا برقم: ۲۰۷۱٤: ۷۲/۵، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۱۵٦) قال السرخسي: وأصحابنا رحمهم الله، يقولون: لا يصح من الصبي والمجنون، كالهبة والصدقة، وهذا؛ لأن اعتبار عقله فيما ينفعه دون ما يضره. المبسوط للسرخسي، كتاب الوصايا، باب وصية الصبي والوارث: ۹۲/۲۸، دار المعرفة بيروت، وفي البدائع: لا بد من أهلية التبرع، فلا تصح من الصبي والمجنون؛ لأنهما ليسا من أهل التبرع؛ لكونه من التصرفات الضارة المحضة؛ إذ لا يقابله عوض دنيوي. بدائع الصنائع، كتاب الوصايا، فصل: وأما شرائط الركن: ۳۳٤/۷، رشيدية، وهكذا في مجمع الأنهر، كتاب الوصايا: ٤۱۹/٤، دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۵۷) وعظ اسلام حقیقی، مومن کا کام، از خطبات حکیم الامت: ۵۳۴/۱۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ لاہور۔

(۱۵۸) قال القاري في عمدة القاري: وسميت المواريث فرائض وفروضاً؛ لما أنها مقدرات لأصحابها ومبينات في كتاب الله تعالىٰ ومقطوعات لا تجوز الزيادة عليها ولا النقصان منها. عمدة القاري، كتاب الفرائض: ۲۲۹/۲۳، دار إحياء التراث العربي بيروت.

تحفے تحائف دینے سے سمجھتے ہیں کہ ان کا جو حق تھا، وہ ادا ہو گیا، یاد رکھئے! اس طرح تحفے تحائف دینے سے ہرگز میراث سے ان کا حق ختم نہیں ہوتا، ان کا حصۂ میراث پورا پورا ادا کرنا واجب ہے اور ان کو میراث سے محروم کرنا حرام اور ظلم ہے۔ اصلاح انقلاب امت: ۲۴۱ (۱۵۹)۔

بہنوں سے حصۂ میراث معاف کرالینا

❊— یہ ظلم تو اکثر دیندار اور اہل علم گھرانوں میں بھی پایا جاتا ہے کہ بہنوں سے حصۂ میراث معاف کرالیتے ہیں، لیکن خوب سمجھ لیں! اور یاد رکھیں! کہ رسمی طور پر بہنوں کے معاف کرنے سے آپ ہرگز بری الذمہ نہیں ہوسکتے، اس لئے کہ بہنیں دورِ جاہلیت کے رواج کے مطابق اپنا حصۂ میراث طلب کرنے کو بہت معیوب سمجھتی ہیں اور بھائیوں کی ناراضگی اور لوگوں کے طعن و تشنیع سے ڈرتی ہیں، کافرانہ رواج نے ظلمِ عظیم کے ساتھ ساتھ ان مظلوم عورتوں کی زبان بھی بند کر رکھی ہے۔ اگر ایسا ظالم دنیاوی عذاب سے بچ بھی گیا، تو حساب و کتاب کا ایک متعین دن یقیناً آنے والا ہے، جس کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ﴾ (۱٦۰). یعنی: یقیناً آخرت کا عذاب (دنیا کے عذاب سے) بہت بڑا ہے۔

غرضیکہ اول تو بہنوں کا بادلِ ناخواستہ، محض زبان سے اپنا حصہ معاف کرنا ہی شرعاً معتبر نہیں، دوسرے اگر شاذ و نادر کوئی عورت خوش دلی کے ساتھ معاف کر دے، تب بھی یہ معاف کرانا اسلامی اصول کے خلاف ہے، کیونکہ یہ کیسے معلوم ہوگا کہ اس نے واقعی خوش دلی سے معاف کیا ہے (۱٦۱)؟ پھر اس میں خلافِ شرع ہندوؤں کی ظالمانہ رسم کی ترویج اور تائید بھی ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے (۱٦۲)۔

---

(۱۵۹) اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں لڑکیوں کے واسطے حصۂ میراث مقرر فرمایا ہے، ان کا حصہ میراث نہ دینا نصِ قرآنی کے خلاف اور سراسر ظلم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿للذكر مثل حظ الأنثيين﴾ (سورة النساء: ۱۱). اصلاح انقلاب امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں: ۲/۲۴۱، مکتبہ ادارۃ المعارف کراچی۔

(١٦٠) الآية رقم من سورة الزمر: ٢٦

(١٦١) ألا لا تظلموا، ألا لا تظلموا، ألا لا تظلموا؛ إنه لايحل مال امرئ إلا بطيب نفسٍ منه، ألا وإن كل دمٍ ومالٍ ومأثرةٍ كانت في الجاهلية تحت قدمي هذه إلى يوم القيامة ...... مسند أحمد، حديث عم أبي حرة الرقاشي عن عمه، الحديث رقم: ٢٠٧١٤: ٥/٧٢، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(١٦٢) أخرج أبو داود، عن العرباض بن سارية، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ...... وإياكم ومحدثات الأمور؛ =

❊ - بعض لوگ کہتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً عید وغیرہ کے مواقع پر بہنوں کو جو ہدایا دینے کا دستور ہے، وہ اس کے عوض میں اپنا حصۂ میراث بھائیوں کو دیتی ہیں، جو ایک طرح کا سودا ہے، لیکن یہ خیال غلط ہے، کیونکہ اس پر بہنوں کی رضامندی نہیں پائی جاتی، بلکہ وہ رواج سے مجبور ہیں، نیز مختلف مواقع میں دیئے جانے والے ہدیوں اور تحائف کی مقدار، جنس اور مالیت معلوم نہیں، لہٰذا یہ سودا یعنی خرید وفروخت صحیح نہیں۔

خلاصہ یہ کہ حرام کو حلال بنانے اور بے زبان مظلوم بہنوں کا حصۂ میراث ہضم کرنے کیلئے جو چالیں بھی چلی جاتی ہیں، وہ از روئے شرع مردود اور باطل ہیں، سلامتی اسی میں ہے کہ صاف دل سے ان کا پورا پورا حصہ ان کے قبضہ میں دیدیا جائے (۱۶۳)۔

بیوہ کو نکاحِ ثانی کرنے پر میراث سے محروم کرنا

❊ - بعض جگہ یہ دستور ہے کہ اگر بیوہ دوسرا نکاح کرے، تو اسے مرحوم شوہر کی میراث سے محروم کر دیتے ہیں، اس لئے وہ بیچاری حصۂ میراث محفوظ رکھنے کی خاطر دوسرا نکاح نہیں کرتی اور عمر بھر بیوگی کے مصائب برداشت کرنے کے ساتھ مرحوم شوہر کے اعزہ واقرباء کے شب وروز، طرح طرح کے مظالم کا تختۂ مشق بنی رہتی ہے، یاد رکھئے! یہ بھی سراسر ظلم اور حرام ہے، نکاحِ ثانی کرنے کے باوجود از روئے شرع بیوہ بدستور اپنے حصہ میراث کی مالک رہتی ہے (۱۶۴)۔

= فإن كل محدثة بدعة وكل بدعةٍ ضلالة. أبو داود، كتاب السنة، باب: في لزوم السنة، الحديث رقم: ٤٦٠٧، والحاكم في المستدرك، كتاب العلم، الحديث رقم: ٣٢٩ :١/١٧٤، دار الكتب العلمية ببروت، والترمذي في كتاب العلم، باب ماجاء: في الأخذ بالسنة واجتناب البدع، الحديث رقم: ٢٦٧٦، وأحمد في مسند العرباض بن سارية، الحديث رقم: ١٧١٨ : ٤/١٢٤، دار إحياء التراث العربي ببروت.

(۱۶۳) اللہ تعالیٰ نے لڑکی کا حصہ خود مقرر فرمایا ہے، لہٰذا لڑکی کو اس کا مقرر شدہ حصۂ میراث دینا لازمی ہے۔

قال الله تعالى: ﴿يوصيكم الله في أولادكم، للذكر مثل حظ الأنثيين، فإن كن نساء فوق اثنتين، فلهن ثلثا ما ترك، وإن كانت واحدةً، فلها النصف﴾ (النساء: ١١) وقال النبي صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لا تظلموا، ألا لا تظلموا! إنه لايحل مال امرئٍ إلا بطيب نفسٍ منه، ألا وإن كل دمٍ ومالٍ ومأثرةٍ كانت في الجاهلية تحت قدمي، هذه إلى يوم القيامة ...... مسند أحمد، حديث عم أبي حرة الرقاشي عن عمه، الحديث رقم: ٢٠٧١٤ : ٥/٧٢، دار إحياء التراث العربي ببروت.

(۱۶۴) اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں زوجہ کا حصۂ میراث مقرر فرمایا ہے کہ بیوہ کو اگر میت کی اولاد نہ ہو تو چوتھا حصہ ملے گا، اور اگر اولاد ہو تو =

بیوہ کو دوسرے قبیلہ سے ہونے کی بناء پر محروم کرنا

❊ -سندھ میں ایک رواج یہ بھی ہے کہ جو عورت شوہر کے قبیلہ سے نہ ہو، اسے شوہر کے مال سے حصۂ میراث نہیں دیتے، یہ بھی بہت بڑا ظلم اور جہالت ہے۔ بیوہ کا حصہ قرآن کریم نے بہرحال فرض کیا ہے، خواہ وہ شوہر کے خاندان سے ہو، یا کسی دوسرے خاندان سے (١٦٥)۔

بیوہ کا ناحق تمام ترکہ پر قبضہ کرنا

❊ -ایک کوتاہی یہ ہے کہ بعض عورتیں مرحوم کے انتقال کے بعد اپنے کو تمام منقول مال کا مالک سمجھتی ہیں، یہ بھی ظلم ہے، جو چیز شوہر نے اس کو اپنی زندگی میں مرض الموت سے پہلے ہبہ کر کے قبضہ میں دے دی، وہ بیشک اس کی ہے، باقی سب ترکہ مشترک ہے، قواعدِ شرعیہ کے مطابق سب وارثوں پر تقسیم کرنا واجب ہے۔ اصلاحِ انقلابِ امت: ٢۴١ (١٦٦)۔

ترکہ میں سے چوری کرنا

❊ -ایک کوتاہی یہ ہے کہ جو چیز جس وارث کے قبضہ میں آجاتی ہے، وہ اس کو چھپالیتا ہے، یاد رکھئے!

=آٹھواں حصہ ملے گا۔

قال الله تعالىٰ: ﴿ولهن الربع مما تركتم إن لم يكن لكم ولد، فإن كان لكم ولد، فلهن الثمن مما تركتم من بعد وصية توصون بها، أو دين﴾ (النساء: ١٢)

(١٦٥) قال الله تعالىٰ: ﴿ولهن الربع مما تركتم إن لم يكن لكم ولد، فإن كان لكم ولد، فلهن الثمن مما تركتم من بعد وصية توصون بها، أو دين﴾ (النساء: ١٢).

دوسری شادی یا خاندانی اختلاف سے بیوہ کے حصۂ میراث پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(١٦٦) اصلاح انقلاب امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں: ٢/٢۴١، ادارۃ المعارف کراچی۔

ولا تجوز هبة المريض ولا صدقته إلا مقبوضة، فإذا قبضت جازت من الثلث وإذا مات الواهب قبل التسليم بطلت. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الهبة، الباب العاشر في هبة المريض: ٣/٤٠٠، رشيدية، وهكذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الهبة، باب هبة المريض: ١٢/١٠٢، دار المعرفة بيروت، وهكذا في البدائع، كتاب الوصايا، فصل: وأما شرائط الركن: ٧/٣٣٧، رشيدية.

یامت کے دن سب اگلنا پڑے گا۔اصلاحِ انقلابِ امت:۲۴۱ (۱۶۷)۔

ہن میکے یا سُسرال میں مرجائے تو اس کے جہیز کا حکم

٭ -ایک کوتاہی یہ ہے کہ اگر دلہن اپنے میکہ میں مرجائے ،تو اس کے تمام ساز وسامان اور جہیز وغیرہ سرال کے لوگ قبضہ کرلیتے ہیں اور اگر سسرال میں مرجائے تو شوہر اور اس کے اولیاء قبضہ کرلیتے ہیں، یہ بھی راسر ناجائز ہے، آخرت میں ایک ایک پائی کا حساب دینا ہوگا، بہرحال دلہن کے جہیز اور تمام ترکہ میں دلہن کے نام وارثوں کا حصہ ہے، جن میں شوہر بھی داخل ہے اور دلہن کے والدین وغیرہ بھی، اگرچہ دلہن کا انتقال کہیں بھی واہو۔اصلاحِ انقلابِ امت:۲۴۲/۱ (۱۶۸)۔

حیثیتِ متولی ترکہ پر قبضہ کرنا

٭ -بعض مرتبہ کوئی وارث اپنے آپ کو سب سے بڑا اور متولی سمجھ کر پورے ترکہ پر جبراً قابض اور تصرف رہتا ہے اور اس میں من مانی کارروائی کرتا رہتا ہے، دوسرے وارثوں کے مطالبہ پر بھی تقسیم نہیں کرتا اور یموں کے مال میں بھی تصرف کرنے سے نہیں ڈرتا (۱۶۹)، فَمَا أَصْبَرَ هُمْ عَلَى النَّارِ. یہ لوگ جہنم کی آگ پر

---

۱۶۷) اصلاحِ انقلابِ امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں:۲۴۱/۲، مکتبہ ادارۃ المعارف کراچی۔

۱۶۸) اصلاحِ انقلابِ امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں:۲۴۲/۱، ادارۃ المعارف کراچی۔

قال الله تعالىٰ: ﴿ولا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل، وتدلوا بها إلى الحكام، لتأكلوا فريقاً من أموال الناس بالإثم وأنتم تعلمون﴾ (البقر، الآية رقم: ۱۸۸)، وقال ابن كثير في تفسيره، تحت هذه الآية: ينهى الله تبارك وتعالىٰ عباده المؤمنين عن أن يأكلوا أموال بعضهم بعضاً بالباطل، أي: بأنواع المكاسب التي هي غير شرعية، كأنواع الربا والقمار وما يجري مجرىٰ ذلك من سائر صنوف الحيل...... الخ. تفسير ابن كثير، النساء: ۱/ ۴۸۰، دار الفكر بيروت.

۱۶۹) وقال الله تعالىٰ: ﴿الذين يأكلون أموال اليتامىٰ ظلماً إنما يأكلون في بطونهم ناراً، وسيصلون سعيراً﴾ (النساء، الآية رقم: ۱۰، وقال ابن كثير في تفسيرها: وذلك؛ لأن الله تعالىٰ غضبان عليهم؛ لأنهم كتموا، وقد علموا فاستحقوا الغضب، فلا ينظر إليهم، ولا يزكيهم ...... بل يعذبهم عذاباً أليماً. تفسير ابن كثير، البقرة: ۱/ ۲۰۷، دار الفكر بيروت، وقال تعالىٰ: ﴿ولا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل﴾ (البقرة: ۱۸۸)، وقال ابن كثير في تفسيره، تحت هذه الآية: ينهى الله تبارك وتعالىٰ عباده المؤمنين عن أن يأكلوا أموال بعضهم بعضاً بالباطل، أي: بأنواع المكاسب التي هي غير شرعية، كأنواع الربا والقمار وما يجري مجرىٰ ذلك من سائر صنوف الحيل...... الخ. تفسير ابن كثير، النساء: ۱/ ۴۸۰، دار الفكر بيروت.

کتنے صابر اور جری ہیں) قیامت کے روز ایک ایک پائی کا حساب دینا ہوگا اور جو آگ اپنے پیٹ میں بھری ہے، اس کا عذاب بھگتنا ہوگا (۱۷۰)۔

مرنے سے پہلے بندوں کے حقوق کی معافی تلافی ضروری ہے

✽- حقوق العباد (بندوں کے حقوق) کا معاملہ نہایت سنگین ہے، کیونکہ وہ صاحبِ حق کی معافی کے بغیر معاف نہیں ہوتے، ایک حدیث میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"جس کے ذمہ کسی (مسلمان یا انسان) بھائی کا کچھ حق ہو، اس کی آبرو کے متعلق یا اور کسی قسم کا، وہ آج اس سے معاف کرالے، ایسے وقت (یوم حساب) سے پہلے کہ جب اس کے پاس نہ دینار ہوگا نہ درہم مشکوٰۃ باب الظلم (۱۷۱)۔

حقوق العباد دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مالی، دوسرے غیر مالی۔ مالی حقوق کے متعلق ضروری مسائل پیچھے اسی باب میں ترکہ، قرضوں، وصیت اور میراث کے بیان میں آچکے ہیں، ان کا بغور مطالعہ کرلیا جائے اور غیر

---

(۱۷۰) البقرة، الآية رقم: ۱۷۵، وقال الله تعالىٰ: ﴿فبظلمٍ من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبٰت أحلت لهم، وبصدهم عن سبيل الله كثيراً، وأخذهم الربوا وقد نُهُوْا عنه، وأكلهم أموال الناس بالباطل وأعتدنا للكافرين منهم عذاباً أليما﴾ النساء، الآية رقم: ۱۶۰-۱۶۱.

(۱۷۱) وعن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أوشيء فليتحلله منه اليوم، قبل أن لا يكون دينار ولا درهم، إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته، وإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئاتِ صاحبه، فحمل عليه. مشكوة، كتاب الاداب، باب الظلم، الحديث رقم: ۵۱۲۶: ۱۴۱۷/۳، المكتب الإسلامي بيروت، وأخرجه البخاري في كتاب المظالم باب من كانت له مظلمة عند الرجل فحللها له ...... الحديث رقم: ۲۳۱۷، وأيضاً في الرقاق، باب القصاص يوم القيٰمة، وهي الحاقة، الحديث رقم: ۶۱۶۹، والترمذي في كتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب ما جاء: في شأن الحساب والقصاص، الحديث رقم: ۲۴۱۹، وابن حبان في صحيحه، ذكر أخذ المظلوم في القيامة حسنات مَنْ ظَلَمَه في الدنيا، الحديث رقم: ۷۳۶۱: ۳۶۱/۱۶، مؤسسة الرسالة بيروت، وعن أبي أسيدٍ مالك بن ربيعة الساعدي، قال: بينا نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذ جاءه رجلٌ من بني سلمة: يا رسول الله! هل بقي من برّ أبوَيّ شيءٌ أبرُّهما به بعد موتهما؟ قال: نعم! الصلوة عليهما، والاستغفار لهما، وإنفاذ عهدهما من بعدهما، وصلة الرحم التي لا توصل إلا بهما، وإكرام صديقهما. أبو داود، كتاب الأدب، باب: في بر الوالدين، الحديث رقم: ۵۱۴۲.

حقوق کا مختصر بیان یہ ہے:

روں کے غیر مالی حقوق

٭ — روزمرہ کی زندگی میں عزیز واقارب ودوست واحباب کے تعلقات میں اور لین دین کے معاملات
ں اکثر وبیشتر ایسی باتیں ہوجاتی ہیں، جن سے حقوقِ واجبہ پر اثر پڑتا ہے اور جس کا بھی حق تلف ہو، اس کو اذیت
ں ہے، بعض باتوں میں بدگمانی کی وجہ سے رشتہ داروں سے تعلقات توڑ لئے جاتے ہیں، کہیں بے موقع غصہ پر
یات بے قابو ہوجاتے ہیں اور فریقِ ثانی کو جان یا آبرو کا شدید نقصان پہنچ جاتا ہے۔ کہیں حسد اور کینہ کا ارتکاب
یا جاتا ہے، یا غیبت اور جھوٹ یا دھوکہ فریب سے دوسرے شخص کو آبرو یا مال کا نقصان ہوجانے سے تکلیف پہنچ جاتی
، اسی طرح اور بھی بہت سی باتیں ہیں، جن سے دوسرے شخص کی حق تلفی ہوتی ہے اور اس کے لئے اذیت
یف کا باعث ہوتی ہیں، یہ سب گناہِ کبیرہ ہیں، قرآن وسنت میں ان کی سخت ممانعت آئی ہے اور ان پر آخرت
شدید عذاب کی خبر دی گئی ہے، اس لئے لازمی اور ضروری ہے کہ اپنی زندگی کا جائزہ لے کر اپنی موت سے پہلے
کا تدارک وتلافی کی جائے، (۱۷۲) اور صاحبِ معاملہ سے معافی مانگی جائے اور اللہ تعالیٰ سے بھی ان گناہوں
لئے ندامتِ قلب کے ساتھ توبہ واستغفار کی جائے، اگر کسی وجہ سے حقداروں سے معاف کرانا ممکن نہیں رہا،

---

۱۷) وعن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كانت له مظلمة لأخيه من
رضه أو شيء فليتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم، إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته وإن لم
ن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه. مشكوة، كتاب الآداب، باب الظلم، الحديث رقم: ٥١٢٦:
١٤١١، المكتب الإسلامي بيروت، وعن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء فليتحلله منه اليوم، قبل أن لا يكون دينار ولا درهم، إن كان له عمل صالح
ذ منه بقدر مظلمته، وإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئاتِ صاحبه، فحمل عليه. مشكوة، كتاب الآداب، باب
لم، الحديث رقم: ٥١٢٦: ٣/١٤١٧، المكتب الإسلامي بيروت، وأخرجه البخاري في كتاب المظالم، باب من
ت له مظلمة عند الرجل فحللها له ...... الحديث رقم: ٢٣١٧، وأيضاً في الرقاق، باب القصاص يوم القيٰمة، وهي
ناقة، الحديث رقم: ٦١٦٩، والترمذي في كتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب ما جاء: في شأن الحساب
قصاص، الحديث رقم: ٢٤١٩، وابن حبان في صحيحه، ذكر أخذ المظلوم في القيامة حسنات مَنْ ظَلَمَه في الدنيا،
يث رقم: ٧٣٦١: ١٦/٣٦١، موسسة الرسالة بيروت،

مثلاً وہ لوگ مر چکے ہوں تو ان کے لئے ہمیشہ مغفرت کی دعا کرتا رہے اور ایصالِ ثواب بھی کرے، عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں ان لوگوں کو راضی کر کے معاف کرادے۔ بہشتی زیور (۱۷۳)۔

اس کے برعکس یہی سب باتیں دوسروں کی طرف سے ہمارے ساتھ بھی واقع ہوتی ہیں، اس لئے شرافتِ نفس اسی میں ہے اور عقل کا تقاضا اور شریعت کا مطالبہ یہی ہے کہ ہمیں بھی اپنے اہلِ تعلقات کو فراخ دلی کے ساتھ معاف کر دینا چاہئے، اس میں اپنے نفس کو اطمینان ہوتا ہے اور دوسرے شخص کو مواخذۂ آخرت سے بچانے کا ذریعہ بھی ہے اور یہ بات عند اللہ بہت محبوب ہے۔

قرآن وحدیث میں کسی مسلمان بھائی کی معذرت قبول کر لینے اور اسے معاف کر دینے کے بڑے فضائل آئے ہیں (۱۷۴)۔ بلکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

> ”جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے معذرت کرے اور وہ اس کو قبول نہ کرے، اس پر ایسا گناہ ہوگا جیسا ظلماً محصول وصول کرنے والے پر ہوتا ہے“۔ ابن ماجہ (۱۷۵)۔

ایک دوسری حدیث میں ہے ”جس شخص سے اس کا بھائی معذرت کرے اور وہ اس کو قبول نہ کرے وہ میرے پاس حوضِ کوثر پر نہیں آنے پائے گا۔ ترغیب وترہیب منقول از ”العذر والنذر“ (۱۷۶)۔

---

(۱۷۳) بہشتی زیور، حصہ چہارم، حقوق کا بیان، ص: ۳۴۵، دار الاشاعت کراچی۔

(۱۷٤) قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿لاخير في كثير من نجواهم مَن أمر بصدقةٍ، أو معروفٍ، أو إصلاحٍ بين الناس، ومن يفعل ذلك ابتغاء مرضاة الله فسوف نوتيه أجراً عظيماً﴾(النساء: ١١٤)، وقال الله تعالىٰ: ﴿أن يصلحا بينهما صلحاً والصلح خير﴾ (النساء: ١٢٨)

(١٧٥) عن جوذان رضي اللّٰه تعالىٰ عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم: من اعتذر إلى أخيه بمعذرةٍ فلم يقبلها كان عليه مثل خطيئة صاحب مكس. سنن ابن ماجه، أبواب الآداب، باب المعاذير، الحديث، رقم: ٣٧١٨، ورواه الطبراني في المعجم الكبير، جوذان، ويقال: ابن جوذان، الحديث رقم: ٢١٥٦: ٢/٢٧٥، مكتبة الزهراء الموصل. ورواه في مجمع الزوائد، كتاب الأدب، باب العتذار: ٨/٨١، دارالكتاب بيروت.

(١٧٦) أخرج الحاكم، عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه، عن النبي صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم، قال: عفوا عن نساء الناس تعف نساء كم، وبروا آباء كم تبركم أبناؤ كم، ومن أتاه أخوه متنصلاً، فليقبل ذلك منه محقاً كان، أو مبطلا، فإن لم يفعل لم يرد علي الحوض. رواه الحاكم في المستدرك، كتاب البر والصلة، الحديث رقم: ٧١٥٨: ٤/١٧٠، دارالكتب العلمية بيروت. وضعفه الذهبي: ٤/١٧٠، دار الكتب العلمية بيروت، وهكذا في الترغيب والترهيب، كتاب الأدب، الترهيب، أن يعتذر إلى المرء أخوه فلا يقبل عذره، الحديث رقم: ٤٢٦٣: ٣/٣٢١، دار الكتب العلمية بيروت، وكذا =

خلاصہ یہ ہے کہ مرنے سے پہلے ہر شخص کو عند اللہ وعند الخلق اپنے ایمانی تقاضہ کے بموجب، اپنے ضمیر کو بالکل پاک وصاف کرلینا چاہئے۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ جن لوگوں سے معافی وتلافی کی جائے، ان سے ربط وضبط، ملاقات اور دوستی بھی رکھی جائے، کیونکہ ایسا کرنا بعض وقت مشکل اور بعض وقت خلافِ مصلحت ہوتا ہے۔ لہٰذا معاف کرنا یا معافی چاہنا اس لئے نہیں ہے کہ آئندہ دوستی اور بے تکلفی بھی قائم رکھی جائے، بلکہ حقوقِ شرعیہ سے سبکدوشی حاصل کرنا مقصود ہے۔

❊ — رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کے لئے حدیث شریف میں ہے کہ "وہ رشتہ توڑیں، مگر تم رشتہ جوڑو" (۱۷۷) یعنی موقع پر ان کے رنج وغم میں یا اور مشکلات زندگی میں شریک رہو، اپنی طرف سے ان کے لئے قدمے، درمے، سخنے امداد کرو اور حسن سلوک کرتے رہو، اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

= رواه ابن حجر الهيثمي في الزواجر، الكبيرة الثلاث مائة: ٢/٦٦٥، المكتبة العصرية بيروت، وكنز العمال: حرف العين، قبول المعذرة، الحديث رقم: ٧٠٢٩: ٣/١٥٣، دار الكتب العلمية بيروت.

(١٧٧) قال المناوي: صل من قطعك، وأحسن إلى من أساء إليك، وقل لاحق ولو على نفسك. فيض القدير شرح الجامع الصغير، رقم الحديث: ٥٠٠٤: ٤/١٩٦، دار المعرفة بيروت، وأحمد في مسند عقبة بن عمار الجهني، " حديث رقم: ١٧٣٧٢: ٤/١٤٨، دار إحياء التراث العربي بيروت، والترغيب والترهيب في كتاب البر والصلة، الحديث رقم: ٣٨١٢: ٣/٢٣٢، دار الكتب العلمية بيروت، وكذا في تلخيص الحبير، كتاب الإقرار، الحديث رقم: ١٢٦٥: ٣/٥٠، مكتبة المدينة المنورة.

بابِ ہشتم

بدعات اور غلط رسمیں

احکامِ میت

❊-بدعت کے ناجائز ہونے کی وجوہ

❊-بدعت کی مذمت قرآن و حدیث میں

❊-موت سے پہلے کی رسمیں اور کوتاہیاں

❊-عین وقتِ موت کی رسمیں

❊-موت کے بعد کی رسمیں

❊-برسی اور عرس منانا

❊-ایصالِ ثواب کے لئے اجرت دے کر قرآن پڑھوانا

بابِ ہشتم

بدعات اور غلط رسمیں

موت، میت اور پسماندگان کے متعلق جو فطری دستور العمل اسلام نے دیا ہے، وہ حدیث اور فقہ کی مستند و معتبر کتابوں کے حوالہ سے آپ کے سامنے آچکا ہے، یہی وہ معتدل اور متوازن طریق کار ہے، جو قرآن وسنت اور فقہ میں مسلمانوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں آپ کے کتنے ہی لختِ جگر اور عزیز وقریب فوت ہوئے اور کتنے ہی جاں نثار صحابہؓ داغِ مفارقت دے گئے، کوئی میدانِ کارزار میں شہید ہوا، کسی نے بسترِ علالت پر جان دی، کوئی لاوارث رخصت ہوا، کسی نے اہل وعیال اور رشتہ داروں کو غمگین چھوڑا، کسی کا ترکہ تجہیز وتکفین کے لئے بھی کافی نہ ہوا اور کسی کا مال ودولت اس کے وارثوں میں تقسیم ہاو، ان طرح طرح کے حالات میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہی ان سب کی رہبر ورہنما تھی، جس طرح کا واقعہ پیش آیا، اس کے مناسب شرعی احکام وآداب اسی ذاتِ اقدس نے بتائے اور سکھلائے۔ زبانی تعلیم بھی دی اور عملی تربیت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو جہاں ایمان اور زہد وعبادت سے لے کر جہاں بانی تک کے ضابطے اور آئین سکھلا رہے تھے، وہیں شادی اور غمی کے احکام وآداب کی بھی تعلیم وتربیت دے رہے تھے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصدِ بعثت ہی یہ تھا کہ امت کے لئے زندگی کا ہر گوشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وہدایات سے روشن ہو جائے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ہر شادی وغمی میں شریک رہے، ان کی عیادت بھی فرمائی اور تجہیز وتکفین بھی، نمازِ جنازہ اور دفن کے انتظامات بھی فرمائے اور تعزیت وایصالِ ثواب بھی، قبروں کی زیارت بھی فرمائی اور ان کے ترکہ کی تقسیم، قرضوں کی ادائیگی، وصیتوں پر عمل اور تقسیم میراث بھی، پسماندگان کے ساتھ

غمگساری، بیواؤں کی خبر گیری اور یتیموں کی سرپرستی، غرض موت، میت اور پسماندگان سے متعلق ایک مکمل دستور العمل اپنے اقوال وافعال کے ذریعہ امت کو دے گئے کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جو تشنہ رہ گیا ہو، یا جو ہمیں کسی اور قوم سے لینے یا خود ایجاد کرنے کی ضرورت ہو۔

اس پاکیزہ دستور العمل میں انسانی ضرورتوں اور فطری جذبوں کی رعایت قدم قدم پر نمایاں ہے، اس میں غمزدوں کے لئے تسلی وغمگساری کا بھی پورا سامان ہے اور عدل وانصاف کا بھی نہایت معتدل اور جامع انتظام، میت کا احترام بھی ہر جگہ ملحوظ ہے۔ اور اس کا اخروی راحت وآرام بھی اور طریق کار ایسا رکھا گیا ہے کہ دنیا کی کوئی تہذیب آج تک اس سے زیادہ آسان، پاکیزہ، باوقار اور سادہ طریق کار تجویز نہیں کرسکی۔

اس دستور العمل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابۂ کرام نے سیکھ کر تاحیات اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں عمل کیا اور اس کی زبانی وعملی تعلیم اپنی نسلوں کو کر گئے، محدثینِ کرام نے اس کو بعینہ اپنی کتابوں میں محفوظ کیا، ائمہ مجتہدین نے اس کی تشریح وتوضیح فرمائی اور بعد کے فقہاء کرام نے اپنی کتابوں کے ذریعہ ہم تک اسے من وعن پہنچادیا، انہی حضرات کی بے مثال کاوشوں کی بدولت آج یہ ہمارے سامنے مکمل ومستند شکل میں موجود ہے۔

لیکن ایک نظر اس دستور العمل پر ڈالنے کے بعد جب دوسری نظر ان بدعتوں اور رسوم ورواج پر ڈالی جاتی ہے جو موت، میت اور پسماندگان کے متعلق ہمارے معاشرہ میں آج وباء کی طرح پھیل چکی ہیں، تو حیرت وافسوس کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا، یہ المیہ حیرت ناک اور حسرت ناک نہیں تو پھر کیا ہے؟ کہ جس امت کے پاس ایسا قیمتی اور بے نظیر دستور العمل موجود ہے، وہ اسے چھوڑ کر اپنے خود ساختہ یا دیگر مذاہب کی تقلید میں بیہودہ رسموں اور بدعتوں کی جکڑ بند، افراط وتفریط اور طرح طرح کے خرافات میں گرفتار ہے۔

ہماری شامتِ اعمال کے نتیجہ میں یوں تو ہمارے ہر مذہبی شعبہ میں بدعتوں اور خود ساختہ رسموں کا رواج بڑھتا جارہا ہے، لیکن ان کی جتنی بھرمار موت اور میت کے معاملہ میں ہے، شاید ہی کسی اور شعبہ میں ہو، جس گھر میں موت ہوجاتی ہے مہینوں بلکہ برسوں تک بھی یہ خرافات اس گھر کا پیچھا نہیں چھوڑتیں، کہیں ہندوؤں کی رسمیں اختیار کرلی گئی ہیں، کہیں پارسیوں کی، کہیں انگریزی رسم ورواج کو شامل کرلیا گیا ہے، کہیں خود ساختہ بدعتوں کو اور ان کی ایسی پابندی کی جاتی ہے جیسے ان پر فرض یا واجب کردی گئی ہوں، ان جاہلانہ رسموں اور بدعتوں میں کتنا وقت، کتنی محنت اور کتنی دولت برباد کی جاتی ہے، اگر کوئی ان کے اعداد وشمار جمع کرے تو سر پیٹ کر

رہ جائے، بسا اوقات ان رسموں میں اخراجات میت کے ترکہ سے کئے جاتے ہیں، جو یتیم وارثوں پر کھلا ہوا ظلم ہے، غرض ہم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دستور العمل اور نمونہ زندگی کو چھوڑ کر کہیں دوسری قوموں کی مشرکانہ رسموں میں مبتلا ہوں، کہیں خود ساختہ بدعتوں کی بھول بھلیوں میں، حالانکہ قرآن کریم اپنے واشگاف انداز میں اب بھی یہ اعلان کر رہا ہے کہ:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(١) یعنی "تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عمدہ نمونہ موجود ہے"۔

ہم پیچھے بھی کئی مقامات پر غلط رسموں اور بدعتوں کی نشاندہی کرتے آئے ہیں، لیکن ضرورت اس کی ہے کہ یہاں بدعت کے موضوع پر کسی قدر تفصیل سے کام کیا جائے اوران بدعتوں کی خاص طور پر نشان دہی کی جائے، جو زیادہ رائج ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"إذا حَدَثَ فِيْ أُمَّتِيْ الْبِدَعُ وشُتِمَ أصحابِيْ، فلْيَظْهر العَالِمُ عِلْمَه، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ والْمَلائكَةِ والنَّاسِ أَجْمَعِيْن" كتاب الاعتصام للشاطبي: ١/٨٨(٢). ترجمہ: "جب میری امت میں بدعیں پیدا ہو جائیں اور میرے صحابہ کو برا کہا جائے تو اس وقت کے عالم پر لازم ہے کہ اپنا علم دوسروں تک پہنچائے اور جو ایسا نہ کرے گا، تو اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب انسانوں کی۔ سنت و بدعت، ص: ۲۶، بحوالہ کتاب الاعتصام(۳)۔

---

(١) سورة أحزاب: الآية رقم: ٢١

(٢) قال الشاطبي: وفي كتاب السنة للآجري، من طريق الوليد بن مسلم، عن معاذ بن جبل رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا حدث في أمتي البدع، وشتم أصحابي، فليظهر العالم علمه، فمن لم يفعل فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين. الاعتصام للشاطبي، فصل: الوجه الثاني من النقل ما جاء في الأحاديث المنقولة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: ١/٧٧، دارالمعرفة بيروت.

(۳) سنت و بدعت، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، عنوان: بدعت کی مذمت قرآن وحدیث میں، ص: ۲۰، مکتبہ خلیل لاہور۔

والاعتصام للشاطبي، فصل: الوجه الثاني من النقل ما جاء في الأحاديث المنقولة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: ١/٧٧، دارالمعرفة بيروت.

قبل اس کے کہ ان بدعتوں کی ایک ایک کر کے نشاندہی کی جائے، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بدعت کی حقیقت کو اصولی طور پر واضح کردیا جائے، کیونکہ بہت سی بدعتوں میں لوگ محض اس وجہ سے مبتلا ہیں کہ بظاہر وہ "نیکی" معلوم ہوتی ہیں اور ان کو موجبِ ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے، یہ بات دین مبین کی تعلیم سے ناواقفی ہے۔

بدعت کیا ہے؟

اصل لغت میں "بدعت" ہر نئی چیز کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں ہر ایسے نو ایجاد طریقۂ عبادت کو بدعت کہتے ہیں، جو ثواب کی نیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے بعد اختیار کیا گیا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے عہد مبارک میں اس کا داعیہ اور سبب موجود ہونے کے باجود نہ قولاً ثابت ہو، نہ فعلاً نہ تقریراً، نہ صراحۃً نہ اشارۃً۔ سنت و بدعت، ص:۱۱ (۴)، بحوالہ کتاب الاعتصام (۵)۔

اس تعریف سے یہ معلوم ہوا کہ دنیوی ضروریات کے لئے جو نئے نئے آلات اور طریقے روزمرہ ایجاد ہوتے رہتے ہیں، ان کا شرعی بدعت سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ وہ بطور عبادت اور بہ نیت ثواب نہیں کئے جاتے، یہ سب جائز اور مباح ہیں، بشرطیکہ وہ کسی شرعی حکم کے مخالف نہ ہوں، نیز یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جو عبادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابۂ کرام سے قولاً ثابت ہو، یا فعلاً، صراحۃً یا اشارۃً وہ بھی بدعت نہیں ہو سکتی (۶)۔

نیز یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جس کام کی ضرورت عہدِ رسالت میں موجود نہ تھی، بعد میں کسی دینی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پیدا ہوگئی، وہ بھی بدعت میں داخل نہیں، جیسے مروجہ مدارسِ اسلامیہ اور تعلیمی و تبلیغی انجمنیں اور دینی نشر و اشاعت کے ادارے اور قرآن و حدیث سمجھنے کے لئے صَرف و نحو اور ادبِ عربی اور فصاحت و بلاغت کے فنون، یا مخالفِ اسلام فرقوں کا رَد کرنے کے لئے منطق اور فلسفہ کی کتابیں، یا جہاد کے لئے جدید اسلحہ اور جدید

---

(۴) سنت و بدعت، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، بدعت کیا چیز ہے اور اس میں کیا خرابی ہے؟ ص:۷، مکتبہ خلیل لاہور۔

(٥) قال الشاطبي: أصل مادة بدع للاختراع على غير مثال سابق...... فالبدعة إذن عبارة عن طريقة في الدين مخترعة تضاهي الشرعية، يقصد بالسلوك عليها المبالغة في التعبد لله سبحانه. الاعتصام للشاطبي، الباب الأول في تعريف البدع: ١/٣٦، ٣٧، دار المعرفة بيروت.

(٦) قال الشاطبي: وإنما قيدت بالدين؛ لأنها فيه تخترع، وإليه يضيفها صاحبها، وأيضاً فلو كانت طريقة مخترعة في الدنيا على الخصوص لم تسم بدعة، كإحداث الصنائع، والبلدان التي لا عهد بها فيما تقدم. الاعتصام للشاطبي، الباب الأول في تعريف البدع: ١/٣٦، ٣٧، دار المعرفة بيروت.

طریقِ جنگ کی تعلیم وغیرہ، یہ سب چیزیں ایک حیثیت سے عبادت بھی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے عہد میں موجود بھی نہ تھیں، مگر پھر بھی ان کو بدعت اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ ان کی ضرورت اس عہدِ مبارک میں موجود نہ تھی، بعد میں جیسی جیسی ضرورت پیدا ہوتی گئی، علماءِ امت نے اس کو پورا کرنے کے لئے مناسب تدبیریں اور صورتیں حدود ونصوص کے اندر اختیار کرلیں (۷)۔

اس کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب چیزیں نہ اپنی ذات میں عبادت ہیں، نہ کوئی ان کو اس خیال سے کرتا ہے کہ ان میں زیادہ ثواب ملے گا، بلکہ وہ چیزیں عبادت کا ذریعہ ہونے کی حیثیت سے عبادت کہلاتی ہیں، یعنی کسی منصوص دینی مقصد کو پورا کرنے کے لئے بضرورتِ زمان ومکان کوئی نئی صورت اختیار کرلینا ممنوع نہیں۔سنت وبدعت،ص:۱۳(۸)۔

اس تفصیل سے یہ معلوم ہوگیا کہ جن کاموں کی ضرورت عہدِ رسالت میں اور زمانِ مابعد میں یکساں ہے، ان میں کوئی ایسا طریقہ ایجاد کرنا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے ثابت نہیں، اس کو بدعت کہا جائے گا اور یہ از روئے قرآن وحدیث ممنوع وناجائز ہوگا۔

مثلاً درود وسلام کے وقت کھڑے ہوکر پڑھنے کی پابندی، فقراء کو کھانا کھلا کر ایصالِ ثواب کرنے کے لئے کھانا سامنے رکھ کر مختلف سورتیں پڑھنے کی پابندی، نماز با جماعت کے بعد پوری جماعت کے ساتھ کئی کئی مرتبہ دعا مانگنے کی پابندی، ایصالِ ثواب کے لئے تیجہ، چہلم وغیرہ کی پابندی، رجب وشعبان وغیرہ کی متبرک راتوں میں خود ایجاد قسم کی نمازیں اور ان کے لئے چراغاں وغیرہ اور پھر ان خود ایجاد چیزوں کو فرض وواجب کی طرح سمجھنا، ان میں شریک نہ ہونے والوں پر ملامت اور لعن طعن کرنا وغیرہ۔

ظاہر ہے کہ درود وسلام، صدقہ وخیرات، اموات کو ایصالِ ثواب، متبرک راتوں میں نماز وعبادت،

---

(۷) وقال الشاطبي: ومنها: ما ليس له أصل فيها، خص منها ما هو المقصود بالحد، وهو القسم المخترع، أي: طريقة ابتدعت على غير مثالٍ تقدمها من الشارع؛ إذ البدعة إنما خاصتها أنها خارجة عما رسمه الشارع، وبهذا القيد انفصلت عن كل ما ظهر لبادي الرأي أنه مخترع مما هو متعلق بالدين، كعلم النحو، والتصريف، ومفردات اللغة، وأصول الفقه، وأصول الدين، وسائر العلوم الخادمة للشريعة؛ فإنها وإن لم توجد في الزمان الأول فأصولها موجودة في الشرع.
الاعتصام للشاطبي، الباب الأول في تعريف البدع: ۱/۳۷، دار المعرفة بيروت.

(۸) سنت وبدعت، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، بدعت کیا چیز ہے اور اس میں کیا خرابی ہے؟ ص:۸، مکتبہ خلیل لاہور۔

نمازوں کے بعد دعا، یہ سب چیزیں عبادات ہیں، ان کی ضرورت جیسے آج ہے، ایسے ہی عہدِ صحابہ میں بھی تھی، ان کے ذریعہ ثوابِ آخرت اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کا ذوق وشوق، جیسے آج کسی نیک بندہ کو ہوسکتا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو ان سب سے زائد تھا، کون دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس کو صحابہ کرام سے زائد ذوقِ عبادت اور شوقِ رضاءِ الٰہی حاصل ہے؟ حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"كل عبادة لم يتعبدها أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا تعبدوها؛ فإن الأول لم يدع للآخر مقالاً، فاتقوا الله يا معشر المسلمين! وخذوا بطريق من كان قبلكم. جو عبادت صحابہ کرام نے نہیں کی، وہ عبادت نہ کرو، کیونکہ پہلے لوگوں نے پچھلوں کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی جس کو یہ پورا کریں، اے مسلمانو! خدا تعالیٰ سے ڈرو اور پہلے لوگوں کے طریقہ کو اختیار کرو۔

اور اسی مضمون کی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ سنت وبدعت، ص:۱۴(۹)، بحوالہ الاعتصام (۱۰)۔

بدعت کے ناجائز وممنوع ہونے کی وجوہ

غور کرنا چاہیے کہ جب یہ سب کام عہدِ صحابہ میں بھی عبادت کی حیثیت سے جاری تھے، تو ان کے لئے ایسے طریقے اختیار کرنا، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اختیار نہیں کئے، آخر ان کا کیا مقصد ہے؟ کیا یہ مقصد ہے کہ ان عبادات کے نئے طریقے معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کو معلوم نہ تھے، آج ان دعویداروں پر انکشاف ہوا ہے، اس لئے یہ کر رہے ہیں (۱۱)۔

---

(۹) سنت وبدعت، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، بدعت کیا چیز ہے اور اس میں کیا خرابی ہے؟ ص:۸، مکتبہ خلیل لاہور۔

(۱۰) قال الشاطبي: ومن أجل ذلك قال حذيفة رضي الله عنه: كل عبادة لم يتعبدها أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلا تعبدوها؛ فإن الأول لم يدع للآخر مقالاً، فاتقوا الله يا معشر القراء! وخذوا بطريق من كان قبلكم، ونحوه لابن مسعود أيضاً. الاعتصام للشاطبي، الباب الثامن في الفرق بين البدع والمصالح المرسلة والاستحسان: ۱۳۲/۲، دار المعرفة بيروت.

(۱۱) وأنه إنما أرسل الرسول صلى الله عليه وسلم رحمة للعالمين، فالمبتدع رادٌّ لهذا كله؛ فإنه يزعم أن ثَمّ طرقاً أُخَرَ ليس ما حصره الشارع بمحصورٍ، ولا ما عينه بمتعينٍ، كأن الشارع يعلم ونحن أيضاً نعلم، بل ربما يفهم من استدراكه الطرق على الشارع: أنه علم ما لم يعلمه الشارع. الاعتصام للشاطبي، الباب الثاني في ذم البدع: ۴۹/۱، دار المعرفة بيروت.

دین میں کوئی بدعت نکالنا، رسول اللہ پر خیانت کی تہمت لگانا ہے

اور اگر کہا جائے کہ ان کو معلوم تھے، مگر لوگوں کو نہیں بتلایا تو کیا یہ معاذ اللہ ان حضرات پر دین میں خیانت اور تبلیغِ رسالت کے فرائض میں کوتاہی کا الزام نہیں۔ ہے؟ اسی لئے حضرت امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے، وہ گویا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ رسالت میں خیانت کی کہ پوری بات نہیں بتلائی۔ سنت وبدعت ص:۱۵ (۱۲)۔

بدعت نکالنا، یہ دعویٰ کرنا ہے کہ دین عہدِ رسالت میں مکمل نہیں ہوا تھا

ایک طرف تو قرآن کریم کا یہ اعلان ہے کہ:

﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدة: ٣) میں نے آج تم پر اپنا دین مکمل کر دیا۔

دوسری طرف عبادات کے نئے نئے طریقے نکال کر عملاً یہ دعویٰ کہ شریعتِ اسلام کی تکمیل آج ہو رہی ہے، کیا کوئی مسلمان جان بوجھ کر اس کو قبول کر سکتا ہے؟

اس لئے یقین کیجئے کہ عبادات کا جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اختیار نہیں کیا، وہ دیکھنے میں کتنا ہی دل کش اور بہتر نظر آئے، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اچھا نہیں ہے، اسی کو حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ ''جو کام اس زمانہ میں دین نہیں تھا، اسے آج بھی دین نہیں کہا جا سکتا'' (۱۳)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے ان طریقوں کو معاذ اللہ نہ تو ناواقفیت کی بناء پر چھوڑا تھا، نہ سستی یا غفلت کی بناء پر، بلکہ ان کو غلط اور مضر سمجھ کو چھوڑا تھا۔

آج اگر کوئی شخص مغرب کی نماز، تین کے بجائے چار رکعت اور صبح کی، دو کے بجائے تین، یا چار

---

(۱۲) سنت وبدعت، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، بدعت کیا چیز ہے اور اس میں کیا خرابی ہے؟ ص:۸، ۹، مکتبہ خلیل لاہور۔

وقال ابن الماجشون: سمعت مالكاً رحمه الله، يقول: من ابتدع في الإسلام بدعةً يراها حسنةً، فقد زعم أن محمداً صلى الله عليه وسلم، خان الرسالة؛ لأن الله تعالىٰ يقول: ﴿أليوم أكملت لكم دينكم﴾ فما لم يكن يومئذٍ ديناً، فلا يكون اليوم ديناً. الاعتصام للشاطبي، الباب الثامن في ذم البدع وسوء منقلب أصحابها: ١/٤٩، دار المعرفة بيروت.

(١٣) قال ابن الماجشون: سمعت مالكاً رحمه الله، يقول:...... فما لم يكن يومئذٍ ديناً، فلا يكون اليوم ديناً. الاعتصام للشاطبي، الباب الثامن في ذم البدع وسوء منقلب أصحابها: ١/٤٩، دار المعرفة بيروت.

پڑھنے لگے، یا روزہ مغرب تک رکھنے کے بجائے، عشا کے بعد تک رکھے، تو ہر سمجھ دار مسلمان اس کو برا اور غلط اور ناجائز کہے گا، حالانکہ اس غریب نے بظاہر کوئی گناہ کا کام نہیں کیا، کچھ تسبیحات زیادہ پڑھیں، کچھ اللہ کا نام زیادہ لیا، پھر اس کو باتفاق برا اور ناجائز سمجھنا کیا صرف اسی لئے نہیں کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے اور سکھائے ہوئے طریقۂ عبادت پر زیادتی کر کے عبادت کی صورت بدل ڈالی اور ایک طرح سے اس کا دعویٰ کیا کہ شریعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل نہیں کیا تھا، اس نے کیا ہے، یا معاذ اللہ آپ نے ادائے امانت میں کوتاہی اور خیانت برتی ہے کہ عبادت کے یہ نئے اور مفید طریقے لوگوں کو نہیں بتلائے۔

اب غور کیجئے کہ نماز کی رکعات تین کے بجائے چار پڑھنے میں اور نمازوں، دعاؤں، درود و سلام کے ساتھ ایسی شرطیں اور طریقے اضافہ کرنے میں کیا فرق ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے منقول نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ عبادات میں اپنی طرف سے قیدوں، شرطوں کا اضافہ شریعتِ محمدیہ کی ترمیم اور تحریف ہے، اس لئے اس کو شدت کے ساتھ رد کیا گیا ہے۔

بدعت، تحریفِ دین کا راستہ ہے

بدعت کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر عبادات میں اپنی طرف سے قیدیں، شرطیں اور نئے نئے طریقے ایجاد کرنے کی اجازت دے دی جائے، تو دین کی تحریف ہو جائے گی، کچھ عرصہ کے بعد یہ بھی پتہ نہیں چلے گا کہ اصل عبادت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی تھی، کیا اور کیسی تھی؟ پچھلی امتوں میں تحریفِ دین کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوئی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب اور اپنے پیغمبر کی بتلائی ہوئی عبادات میں اپنی طرف سے عبادات کے نئے نئے طریقے نکال لئے اور ان کی رسم چل پڑی کچھ عرصہ کے بعد اصل دین اور نو ایجاد رسموں میں کوئی امتیاز نہ رہا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ جو چیز اصطلاح شرع میں بدعت ہے، وہ مطلقاً ممنوع و ناجائز ہے، البتہ بدعات میں پھر کچھ درجات ہیں، بعض سخت حرام قریبِ شرک کے ہیں، بعض مکروہ تحریمی بعض تنزیہی۔ سنت و بدعت، ص: ۱۴-۲۱ (۱۴)۔

قرآن وحدیث اور آثارِ صحابہ وتابعینؒ وائمہ دین میں بدعات کی خرابی اور ان سے اجتناب کی تاکید پر

---

(۱۴) سنت و بدعت، دین میں کوئی بدعت نکالنا رسول اللہؐ پر خیانت کی تہمت لگانا ہے، ص: ۱۰، مکتبہ خلیل لاہور۔

بے شمار آیات وروایات ہیں، ان میں سے بعض اس جگہ نقل کی جاتی ہیں۔
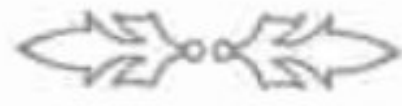
بدعت کی مذمت قرآن وحدیث میں

علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے ''کتاب الاعتصام'' میں آیاتِ قرآنیہ، کافی تعداد میں اس موضوع پر جمع فرمائی ہیں، ان میں سے دو آیتیں اس جگہ لکھی جاتی ہیں:

۱- ﴿وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعاً كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ﴾ (١٥). یعنی مت ہو مشرکین سے، جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اپنے دین کو اور ہو گئے فرقے اور پارٹیاں، ہر ایک پارٹی اپنے طرز پر خوش ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر میں نقل فرمایا کہ اس سے مراد اہلِ بدعت کی پارٹیاں ہیں۔اعتصام:۱/۶۵ (۱۶)۔

۲- ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالاً، الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾ (سورة الكهف: ١٠٣، ١٠٤)، یعنی آپ فرمایئے کہ کیا ہم تمہیں بتلائیں کہ کون لوگ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ خسارہ والے ہیں، وہ لوگ جن کی سعی وعمل دنیا کی زندگی میں ضائع وبے کار ہو گئی اور وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھا عمل کر رہے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سفیان ثوری وغیرہ نے أخسرین أعمالاً کی تفسیر اہل بدعت سے کی ہے اور بلاشبہ اس آیت میں اہل بدعت کی حالت کا پورا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے کہ وہ اپنے خود تراشیدہ اعمال کو نیکی سمجھ کر

---

(١٥) سورة الروم: الآية رقم: ٣٢،٢١.

(١٦) قال الشاطبي: ومنها قوله تعالىٰ: ﴿ولا تكونوا من المشركين من الذين فرّقوا دينهم وكانوا شيعاً، كل حزب بما لديهم فرحون﴾ قرئ: فارقوا دينهم، وفسر عن أبي هريرة رضي الله عنه: أنهم الخورج، ورواه أبو أمامة مرفوعاً. وقيل هم أصحاب الأهواء والبدع، قالوا: روته عائشة رضي الله تعالىٰ عنها مرفوعاً إلى النبي صلى الله عليه وسلم. الاعتصام للشاطبي، فصل: وأما النقل فمن وجوه: ٦١/١، دارالمعرفة بيروت.

خوش ہیں کہ ہم ذخیرۂ آخرت حاصل کررہے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان کے اعمال کا نہ کوئی وزن ہے، نہ ثواب، بلکہ الٹا گناہ ہے۔ سنت وبدعت، ص:۲۲ (۱۷)۔

روایاتِ حدیث، بدعت کی خرابی اور اس سے روکنے کے بارے میں بے شمار ہیں، ان میں سے بعض چند روایات لکھی جاتی ہیں:

۱-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. مشکوۃ بحوالہ بخاری (۱۸)۔

"جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی چیز داخل کرے، جو دین میں داخل نہیں وہ مردود ہے۔

۲-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے:

"أما بعد! فإن خير الحديث كتاب الله، وخير الهدي هدي محمدٍ، وشرّ الأمور محدثاتها، وكل بدعةٍ ضلالةٌ. أخرجه مسلم. وفي رواية للنسائي: كل محدثةٍ بدعةٌ، وكلُّ بدعةٍ في النار" اعتصام: ۷۶/۱، (۱۹).

---

(۱۷) سنت وبدعت، بدعت حسنہ اور سیئہ، ص:۱۶، مکتبہ خلیل لاہور۔

وقد جاء عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أنه فسر: الأخسرين أعمالاً: بالحرورية أيضاً......، وهو أيضاً منقول في تفسير سفيان الثوري رحمه الله. الاعتصام، فصل: وأما النقل فمن وجوه: ۶۵/۱، دارالمعرفة بيروت.

(۱۸) فمن ذلك: ما في الصحيح من حديث عائشه رضي الله تعالىٰ عنها، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. الاعتصام، فصل: الوجه الثاني عن النقل ما جاء في الأحاديث: ۶۸/۱، دارالمعرفة بيروت، والحديث أخرجه البخاري، في صحيحه في كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، الحديث رقم: ۲۵۵۰، ومشكاة، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، الحديث رقم: ۱۴۰، ۵۱/۱، المكتب الإسلامي بيروت، وأحمد في مسند عائشة، الحديث رقم: ۲۶۰۷۵، ۲۴۰/۶، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۱۹) قال الشاطبي: وخرج مسلم، عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالىٰ عنهما، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان يقول في خطبته: أما بعد! فإن خير الحديث كتاب الله، وخير الهدي هدي محمدٍ، وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعةٍ ضلالةٌ ......، وفي رواية النسائي: وكل محدثةٍ بدعةٌ، وكل بدعةٍ في النار. الاعتصام، فصل: الوجه الثاني عن النقل ما جاء في الأحاديث: ۶۸/۱، دارالمعرفة بيروت. ....

''حمد وصلوۃ کے بعد سمجھو! کہ بہترین کلام، اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ اور طرزِ عمل، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرزِ عمل ہے اور بدترین چیز، نئی ایجاد کی جانے والی بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ ہر نو ایجاد عبادت بدعت ہے اور ہر بدعت جہنم میں (لے جانے کا باعث) ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی یہی خطبہ دیا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود اپنے خطبہ میں الفاظِ مذکورہ کے بعد یہ بھی فرماتے تھے:

"إنكم ستحدثون، ويحدث لكم، فكل محدثةٍ ضلالة، وكل ضلالةٍ في النار"

اعتصام: ١/٦٧، (٢٠).

''تم بھی نئے نئے کام نکالو گے اور لوگ تمہارے لئے نئی نئی صورتیں عبادت کی نکالیں گے، خوب سمجھ لو کہ ہر نیا طریقہ عبادت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

۳-صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من دعا إلى الهدى كان له من الأجر مثل أجورِ من يتبعه، لاينقصُ ذلك من أجورهم شيئاً، ومن دعا إلى ضلالةٍ كان عليه من الإثم مثل آثام من يتبعه،

= **تنبیہ!** نسائی کی روایت میں "وكل بدعةٍ في النار" کا اضافہ نہیں، نہ ہی حدیث کی معتبر کتابوں میں یہ مذکور ہے، البتہ بعض علماء نے نسائی کے حوالے سے یہی ذکر کیا ہے، چنانچہ علامہ شاطبی اور علامہ ابن تیمیہ نے الفتاوی الکبری میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ (سنزرخیل)۔دیکھئے:

الفتاوى الكبرى لابن تيمية، كتاب إقامة الدليل على إبطال التحليل، الوجه الثالث عشر: ٣/١٣٦، دار المعرفة بيروت، وأخرجه مسلم في صحيحه، في: كتاب الجمعة، باب: في تخفيف الصلاة، والخطبة، الحديث رقم:٨٦٧، وأبو داود، في كتاب السنة، باب: في لزوم السنة، الحديث رقم: ٤٦٠٧، وابن ماجه، في باب اجتناب البدع والجدل، الحديث رقم: ٤٥، والنسائي، في المجتبى، في كتاب العيدين، باب: كيف الخطبة؟ الحديث رقم: ١٥٧٨، وأحمد في مسند أبي سعيد الخدري، الحديث رقم: ١٤٣٧٣، ٣/٣١٠، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(٢٠) قال الشاطبي: وذكر أن عمر رضي الله تعالىٰ عنه، كان يخطب بهذه الخطبة، وعن ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه، موقوفاً ومرفوعاً: أنه كان يقول: إنما هما اثنتان: الكلام، والهدى......، وكان ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه يخطب بهذ كل خميس. الاعتصام، فصل: الوجه الثاني عن النقل ما جاء في الأحاديث: ١/٦٨، ٦٩، دار المعرفة بيروت.

ولا ينقصُ ذلكَ من آثامهم شيئاً. (٢١).

''جو شخص لوگوں کو صحیح طریقِ ہدایت کی طرف بلائے تو ان تمام لوگوں کے عمل کا ثواب اس کو ملے گا، جو اس کا اتباع کریں، بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے اور جو شخص کسی گمراہی کی طرف لوگوں کو دعوت دے تو اس پر ان سب لوگوں کا گناہ لکھا جائے گا، جو اس کا اتباع کریں گے، بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔

بدعات کے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے والے اور ان کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والے اس کے انجامِ بد پر غور کریں کہ ان کا وَبال تنہا اپنے عمل ہی کا نہیں، بلکہ جتنے مسلمان اس سے متاثر ہوں گے، ان سب کا وبال ان پر ہے۔ سنت وبدعت (۲۲)۔

۴- ابوداوٗد (۲۳) اور ترمذی (۲۴) نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے بہ سندِ صحیح روایت

---

(٢١) روى مسلم، عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: من دعا إلى هدىً، كان له من الأجر مثل أجور من تبعه، لا ينقص ذلك من أجورهم شيئاً، ومن دعا إلى ضلالةٍ، كان عليه من الإثم مثل آثام من تبعه، لا ينقص ذلك من آثامهم شيئاً. صحيح مسلم، كتاب العلم، باب من سن سنةً حسنةً، أو سيئةً......، الحديث رقم: ٢٦٧٤، وأبو داود، في كتاب السنة، باب: في لزوم السنة، الحديث رقم: ٤٦١١، والترمذي في كتاب العلم، باب ما جاء: في من دعا إلى هدىً فاتبع، أو إلى ضلالةٍ، الحديث رقم: ٢٨٨٩، وابن ماجه، في باب ما جاء: فيمن سن سنة حسنةً، أو سيئةً، الحديث رقم: ٢١١.

(۲۲) سنت وبدعت، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، بدعت کی مذمت قرآن وحدیث میں، ص: ۱۷، مکتبہ خلیل لاہور۔

وروى مسلم، عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: من دعا إلى هدىً، كان له من الأجر مثل أجور من تبعه، لا ينقص ذلك من أجورهم شيئاً، ومن دعا إلى ضلالةٍ، كان عليه من الإثم مثل آثام من تبعه، لا ينقص ذلك من آثامهم شيئاً. صحيح مسلم، كتاب العلم، باب من سن سنةً حسنةً، أو سيئةً......، الحديث رقم: ٢٦٧٤، وأبو داود، في كتاب السنة، باب: في لزوم السنة، الحديث رقم: ٤٦١١، والترمذي في كتاب العلم، باب ما جاء: في من دعا إلى هدىً فاتبع، أو إلى ضلالةٍ، الحديث رقم: ٢٨٨٩، وابن ماجه، في باب ما جاء: فيمن سن سنة حسنةً، أو سيئةً، الحديث رقم: ٢١١.

(٢٣) الحديث ذكره أبو داود بطوله: فقال العرباض: صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، ذات يومٍ، ثم أقبل علينا، فوعظنا موعظة بليغة، ذرفت منها العيون، ووجلت منها القلوب، فقال قائل: يا رسول الله! كأن هذه موعظة مودّ ع، فماذا تعهد علينا؟ فقال: أوصيكم بتقوى الله......، الحديث. أخرجه أبو داود، في كتاب السنة، باب: في لزوم السنة، الحديث رقم: ٤٦٢٣، والحاكم في المستدرك، في كتاب العلم، الحديث رقم: ٣٢٩، ١/١٧٤، دار الكتب العلمية بيروت، والبيهقي في شعب الإيمان، الخمسون من شعب الإيمان، فصل: في فضل الجماعة والألفة، وكراهية =

کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہمیں خطبہ دیا، جس میں نہایت مؤثر اور بلیغ وعظ فرمایا، جس سے آنکھیں بہنے لگیں اور دل ڈر گئے، بعض حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آج کا وعظ تو ایسا ہے، جیسے رخصتی وصیت ہوتی ہے، تو آپ ہمیں بتلائیں کہ ہم آئندہ کس طرح زندگی بسر کریں؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أوصيكم بتقوىٰ الله والسمع والطاعة لولاةِ الأمر، وإن كان عبداً حبشياً؛ فإن من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافاً كثيراً، فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، تَمَسَّكُوْا بها وعَضُّوْا عليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثاتِ الأمور؛ فإن كل محدثةٍ بدعةٌ، وكل بدعةٍ ضلالةٌ. اعتصام(۲۵).

"میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور حکام اسلام کی اطاعت کرنے کی، اگر چہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے، وہ بڑا اختلاف دیکھیں گے، اس لئے تم میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کو اختیار کرو اور اس کو مضبوط پکڑو اور دین میں نو ایجاد (نئے ایجاد کئے جانے والے) طریقوں سے بچو، کیونکہ ہر نو ایجاد طرزِ عبادت بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

۵-اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو شخص کسی بدعتی کے پاس گیا اور اس کی تعظیم کی، تو گویا اس نے اسلام کو ڈھانے میں اس کی مدد کی۔ سنت و بدعت بحوالہ اعتصام للشاطبی: ۸۴/۱(۲۶)۔

۶-اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "اگر تم

= الاختلاف والفرقة، الحديث رقم: ٧٥١٦، ٦٧/٦، دار الكتب العلمية بيروت.

(٢٤) أخرجه الترمذي في سننه، في أبواب العلم، باب ما جاء: في الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، الحديث رقم: ٢٦٧٦، والحاكم في المستدرك، في كتاب العلم، الحديث رقم: ٣٢٩، ١٧٤/١، دار الكتب العلمية بيروت، والبيهقي في شعب الإيمان، الخمسون من شعب الإيمان، فصل: في فضل الجماعة والألفة، وكراهية الاختلاف والفرقة، الحديث رقم: ٧٥١٦، ٦٧/٦، دار الكتب العلمية بيروت.

(٢٥) انظر: الاعتصام، فصل: الوجه الثاني عن النقل ما جاء في الأحاديث: ٧٠/١، دار المعرفة بيروت.

(۲۶) سنت و بدعت، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، بدعت کی مذمت قرآن وحدیث میں، ص:۱۸، مکتبہ خلیل لاہور۔ =

چاہتے ہو کہ پل صراط پر تمہیں دیر نہ لگے اور سیدھے جنت میں جاؤ، تو اللہ کے دین میں اپنی رائے سے کوئی نیا طریقہ نہ پیدا کرو۔ اعتصام (۲۷)۔

۷-حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے جن چیزوں کا مجھے خطرہ ہے، ان میں سب سے زیادہ خطرناک دو چیزیں ہیں، ایک یہ کہ جو چیز وہ دیکھیں اس کو اس پر ترجیح دینے لگیں، جو ان کو سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ غیر شعوری طور پر گمراہ ہو جائیں۔ سنت و بدعت، ص:۲۶ (۲۸)۔

۸-اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! آئندہ زمانہ میں بدعتیں اس طرح پھیل جائیں گی کہ اگر کوئی شخص اس بدعت کو ترک کرے گا تو لوگ کہیں گے کہ تم نے سنت چھوڑ دی۔ اعتصام ۱/۹۰ (۲۹)۔

= وقال الشاطبي: ولابن وضاح وغيره، من حديث عائشة رضي الله عنها: من أتى صاحب بدعة ليوقره فقد أعان على هدم الإسلام. الاعتصام، فصل: الوجه الثاني عن النقل ما جاء في الأحاديث: ۱/۷٤، دارالمعرفة بيروت، وهكذا رواه الطبراني في المعجم الكبير، في حديث معاذ بن جبل، الحديث رقم: ۱۸۸، ۹٦/۲۰، مكتبة الزهراء الموصل، وكذا رواه أبو نعيم في حلية الأولياء، في حديث ثور بن يزيد: ۹۷/٦، دار الكتاب العربي بيروت، والبيهقي في شعب الإيمان، في السادس والستون من شعب الإيمان، الحديث رقم: ۹٤٦٤، ٦۱/۷، دار الكتب العلمية بيروت.

(۲۷) وعن الحسن: أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: إن أحببت أن لا توقف على الصراط طرفة عين حتى تدخل الجنة، فلا تحدث في دين الله حدثا برأيك. الاعتصام للشاطبي، فصل: الوجه الثاني عن النقل ما جاء في الأحاديث: ۱/۷٤، دارالمعرفة بيروت، وكذا رواه في كنز العمال، في كتاب العلم من قسم الأفعال، باب: في فضله والتحريض عليه، الحديث رقم: ۲۹۳۷۷، ٤۷۲/۱۰، مؤسسة الرسالة بيروت، وكذا في تنزيه الشريعة المرفوعة، الحديث رقم: ٤۹، ۲٦۸/۱، دار الكتب العلمية بيروت.

(۲۸) سنت وبدعت، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، بدعت کی مذمت قرآن وحدیث میں، ص:۲۰، مکتبہ خلیل لاہور۔

وقال الشاطبي: وعنه، أي: حذيفة بن اليمان رضي الله عنه، أيضاً: أخوف ما أخاف على الناس اثنتان: أن يؤثروا ما يرون على ما يعلمون، وأن يضلوا وهم لا يشعرون. قال سفيان رحمه الله: وهو صاحب البدعة. الاعتصام للشاطبي، فصل: الوجه الثالث من النقل ما جاء عن السلف الخ: ۷۸/۱، دارالمعرفة بيروت، وهكذا ذكره ابن وضاح في كتابه: البدع، باب إحداث البدع، الحديث رقم: ۸۲، ص: ۸۸، دار المأمون للتراث بيروت، وأخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء، في حديث حذيفة بن اليمان: ۲۷۸/۱، دار الكتاب العربي بيروت، وهكذا في الزهد، لهناد، باب الورع، الحديث رقم: ۹۳۵، ٤٦٥/۲، دار الخلفاء للكتاب الإسلامي الكويت.

(۲۹) قال الشاطبي: وعنه أيضاً......: والله! لتفشون البدع، حتى إذا ترك منها شيء قالوا: تركت السنة. الاعتصام =

۹-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو! بدعت اختیار نہ کرو اور عبادت میں مبالغہ اور تعمق نہ کرو، پرانے طریقوں کو لازم پکڑے رہو، اس چیز کو اختیار کرو جو از روئے سنت تم جانتے ہو اور جس کو اس طرح نہیں جانتے، اس کو چھوڑو (۳۰)۔

۱۰-حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بدعت والا آدمی جتنا زیادہ روزہ اور نماز میں محنت کرتا جاتا ہے، اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے (۳۱)۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ: صاحبِ بدعت کے پاس نہ بیٹھو کہ وہ تمہارے دل کو بیمار کر دے گا۔ سنت و بدعت، ص:۲۷ (۳۲)۔

= للشاطبي، فصل: الوجه الثالث من النقل ما جاء عن السلف الخ: ۷۸/۱، دارالمعرفة بيروت، وهكذا ذكره ابن وضاح في كتابه: البدع، وفيه: عن حذيفة بن اليمان: أنه أخذ حجرين، فوضع أحدهما على الآخر، ثم قال لإصحابه: هل ترون من بين هذين الحجرين من النور؟ قالوا: يا أبا عبد الله! ما نرى بينهما من النور إلا قليلاً، قال: والذي نفسي بيده! لتظهرن البدع، حتى لا يرى من الحق إلا قدر ما ترون من بين هذين الحجرين من النور، والله! لتفشون البدع، حتى إذا ترك منها شيء، قالوا: تركت السنة. البدع لابن وضاح، باب: في نقض عرى الإسلام، ودفن الدين، وإظهار البدع، الحديث رقم: ۱٤۹، ص: ۱٦۳، دار المأمون للتراث بيروت.

(۳۰) قال الشاطبي: وقال، أي: ابن مسعود رضي الله عنه، أيضاً: أيها الناس! لا تبتدعوا، ولا تنطعوا، ولا تعقموا، وعليكم بالعتيق، خذوا ما تعرفون، ودعوا ما تنكرون. الاعتصام للشاطبي، فصل: الوجه الثالث من النقل ما جاء عن السلف الخ: ۷۹/۱، دارالمعرفة بيروت، وأخرج الطبراني في المعجم الكبير، وفيه: عليكم بالعلم قبل أن يقبض، وقبضه ذهاب أهله، وعليكم بالعلم؛ فإن أحدكم لايدري متى يفتقر إلى ما عنده، وعليكم بالعلم، وإياكم والتنطع، والتعمق، وعليكم بالعتيق؛ فإنه سيجيء قوم يتلون كتاب الله، ينبذون وراء ظهورهم، المعجم الكبير في باب العين، في حديث: عبد الله بن مسعود الهذلي، الحديث رقم: ۸۸٤٥، ۱۷۰/۹، مكتبة الزهراء الموصل، وكذا رواه عبد الرزاق، في مصنفه، باب العلم، الحديث رقم: ۲۰٤٦٥، ۲٥۲/۱۱، المكتب الإسلامي بيروت.

(۳۱) قال الشاطبي: ومما جاء عمّنْ بعدَ الصحابة رضي الله عنهم: ما ذكر ابن وضاح، عن الحسن، قال: صاحب البدعة لا يزداد اجتهاداً، صياماً وصلاةً، إلا ازداد من الله بُعْداً. الاعتصام للشاطبي، فصل: الوجه الثالث من النقل ما جاء عن السلف الخ: ۸۲/۱، ۸۳، دارالمعرفة بيروت، وكذا رواه أبو نعيم في حلية الأولياء، في حديث أيوب السختياني: ۹/۳، دار الكتاب العربي بيروت، وهكذا ابن وضاح، في البدع، باب: كل محدثة بدعة، الحديث رقم: ٦٦، ص: ۷۰، دار المأمون للتراث بيروت.

(۳۲) سنت و بدعت، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، بدعت کی مذمت قرآن و حدیث میں، ص:۲۱، مکتبہ خلیل لاہور۔ =

۱۱-حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: کوئی قول بغیر عمل کے مستقیم نہیں اور کوئی قول وعمل بغیر نیت کے مستقیم نہیں اور کوئی قول اور عمل اور نیت اس وقت تک مستقیم نہیں، جب تک کہ وہ سنت کے مطابق نہ ہو۔ سنت وبدعت،ص:۲۷(۳۳)۔

۱۲-ابوعمرو شیبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صاحبِ بدعت کو توبہ نصیب نہیں ہوتی (کیونکہ وہ تو اپنے گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتا، توبہ کس سے کرے؟) سنت وبدعت،ص:۲۷(۳۴)۔

بدعات کے متعلق ان اصولی گزارشات کے بعد اب ہم ان کوتاہیوں، غلط رسموں اور بدعتوں کی نشاندہی کرتے ہیں، جو بیماری، موت، میت اور پسماندگان کے متعلق آج کل زیادہ رائج ہوگئی ہیں اور سہولت

= قال الشاطبي: وعن الحسن: لا تجالس صاحب بدعة؛ فإنه يمرض قلبك. الاعتصام للشاطبي، فصل: الوجه الثالث من النقل ما جاء عن السلف الخ: ۸۲/۱، ۸۳، دارالمعرفة بيروت، وهكذا في البدع، لابن وضاح، باب: النهي عن الجلوس مع أهل البدع، وخلطتهم، والمشي معهم، الحديث رقم: ۱۱۳، ص: ۱۲٤، دار المأمون للتراث بيروت، وذكر البيهقي، عن يونس بن عبيد، قال: لاتجالس صاحب بدعة، ولاصاحب سلطان، ولاتخلون بامرأة، شعب الإيمان للبيهقي، السابع والثلاثون من شعب الإيمان، وهو باب: في: تحريم الفروج، وما يجب من التعفف عنها، الحديث رقم: ۵٤۵۳، ۳۷٤/٤، دار الكتب العلمية بيروت.

(۳۳) سنت وبدعت، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، بدعت کی مذمت قرآن وحدیث میں، ص:۲۱، مکتبہ خلیل لاہور۔

وقال الشاطبي: وخرج عنه، أي: عن سفيان رضي الله عنه، أنه كان يقول: لا يستقيم قولٌ إلا بعملٍ، ولا قولٌ وعملٌ إلا بنيةٍ، ولا قولٌ ولا عملٌ ولا نيةٌ إلا موافقاً للسنة. الاعتصام للشاطبي، فصل: الوجه الثالث من النقل ما جاء عن السلف الخ: ۳٤/۱، دارالمعرفة بيروت، وذكره ابن بطة العكبري، في الإبانة الكبرى، وفيه: أبو حسان، قال: سمعت الحسن، يقول: الإيمان قول، ولا قول إلا بعملٍ، ولا قول وعمل إلا بنيةٍ، ولا قول، وعمل، ونية إلا بسنةٍ، الإبانة الكبرى، لابن بطة العكبري، باب ذكر الآيات من كتاب الله عز وجل في ذلك، الحديث رقم: ۱۰۹۸، ۱۱٦/۳، دار إحياء التراث العربي بيروت، وكذا في الشريعة للآجري، باب القول بأن الإيمان تصديق بالقلب، وإقرار باللسان، وعمل بالجوارح، الحديث رقم: ۲۵۸، ۲۸۵/۱، دار الكتاب العربي بيروت.

(۳۴) سنت وبدعت، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، بدعت کی مذمت قرآن وحدیث میں، ص:۲۲،۲۱، مکتبہ خلیل لاہور۔

قال الشاطبي: وعن يحيى بن أبي عمرو الشيباني، قال: كان يقال: يأبى الله لصاحب بدعةٍ بتوبةٍ، وما انتقل صاحب بدعةٍ إلا إلى شرٍ منها. الاعتصام للشاطبي، فصل: الوجه الثالث الخ: ۸۵/۱، دارالمعرفة بيروت، وهكذا في البدع، لابن وضاح، باب: هل لصاحب البدعة توبة؟ الحديث رقم:۱۹، ص: ۱۵۱، دار المأمون للتراث بيروت.

کے لئے ان کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

۱-موت سے پہلے کی رسمیں اور کوتاہیاں۔

۲-عین وقتِ موت کی رسمیں۔

۳-موت کے بعد کی رسمیں۔

اور امید کرتے ہیں کہ قارئین خود بھی ان سے اجتناب فرمائیں گے اور دوسروں کو بھی حکمت اور نرمی کے ساتھ روکنے کی کوشش کریں گے۔
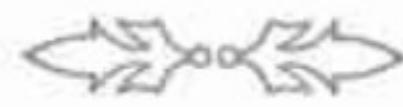
موت سے پہلے کی رسمیں اور کوتاہیاں

مرنے سے پہلے جس بیماری میں مرنے والا مبتلا ہوتا ہے، اس میں میت اور اہلِ میت طرح طرح کی کوتاہیاں کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

نماز کی پابندی نہ کرنا

❊- ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ بعض مریض نماز کا اہتمام نہیں کرتے، حالانکہ ممکن ہے، یہ زندگی کا آخری مرض ہو، کیونکہ ہر بیماری موت کی یاددہانی کراتی ہے، صحت میں فکر نہ کی، تو اب بھی غافل رہنا اور اہتمام نہ کرنا بڑے ہی اندیشہ اور خطرہ کی بات ہے۔ اصلاح انقلاب امت، ص:۲۲۶(۳۵)۔

---

(۳۵) اصلاح انقلاب امت، حالت مرض میں بھی حتی الامکان نماز کی پابندی ضروری ہے: ۱/۲۴۱، ادارۃ المعارف کراچی۔

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، قال: لقد رأيتنا، وما يتخلف عن الصلوة إلا منافق، قد علم نفاقه، أو مريض إن كان المريض ليمشي بين رجلين، حتى يأتي الصلوة. أخرجه مسلم، في كتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى، الحديث رقم: ١٥١٩، وأبو يعلى في مسند عبد الله بن مسعود، الحديث رقم: ٥٠٢٣، ٨/٧٣٤، دار المأمون للتراث بيروت، ومشكوه المصابيح، كتاب الصلوة، باب الجماعة: الفصل الأول، الحديث رقم: ١٠٧٢، ١/٢٣٦، المكتب الإسلامي بيروت، وقال القاري في شرحه:، أو مريض، أي: مريض كامل في مرضه ......، المريض، أي: خفيف المرض، أو قويه، لكن لحرصه على تحصيل الثواب، وهو الأظهر؛ بدليل قوله: يمشي بين رجلين، أي: يتوكأ عليهما؛ لشدة ما به من قوة المرض، وضعف البدن، حتى يأتي الصلاة الخ. مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب الصلوة، باب الجماعة: الفصل الأول، ٣/٦٢، دار الكتب العلمية بيروت.

❁- بعض مریض زمانۂ تندرستی میں تو نماز کے پابند ہوتے ہیں، مگر بیماری میں نماز کا خیال نہیں رکھتے اور خیال نہ رکھنے کی عمومی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بیماری، یا وسوسہ کی بناء پر کپڑے یا بدن ناپاک اور گندے ہیں، یا وضو اور غسل نہیں کر سکتے اور تیمّم کو دل گوارا نہیں کرتا کہ اس سے طبیعت صاف نہیں ہوتی، اس لئے نماز قضا کر دیتے ہیں، یہ سخت جہالت اور نادانی کی بات ہے۔ ایسے مواقع پر اہل علم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرنا چاہیے اور شریعت کی عطا کردہ سہولتوں پر عمل کرنا چاہیے۔ ان وجوہات کی بنیاد پر نماز قضاء کرنا جائز نہیں۔ اصلاح انقلاب امت ۱/۲۲۴(۳۶)۔

❁- بعض مریض ڈاکٹر اور طبیب کے منع کر دینے کا عذر کرتے ہیں اور نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں، حالانکہ جب تک اشارہ سے نماز پڑھنے پر قدرت ہو، اشارہ سے نماز ادا کرنا لازم ہے۔ ہاں! جب اشارہ پر بھی قدرت نہ ہو، تو بے شک نماز مؤخر کرنا اور بعد میں قضا کر لینا درست ہے، بیماری پیام موت ہے، اس سے انسان

---

(۳۶) اصلاح انقلاب امت، حالت مرض میں بھی حتی الامکان نماز کی پابندی ضروری ہے: ۱/۲۴۳، ادارۃ المعارف کراچی۔

واضح رہے! کہ نماز کسی صورت میں معاف نہیں، وضو کر کے نماز پڑھے، اگر وضو کی قدرت نہ ہو تو دوسرا آدمی وضو کرائے اور اگر ڈاکٹر نے پانی سے منع کیا ہے، تو تیمم کر کے کھڑے ہو کر نماز ادا کرے، اگر کھڑے ہونے کی قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھی جائے، بیٹھنے پر قدرت نہ ہو تو لیٹے لیٹے اشارہ سے نماز پڑھی جائے۔

روى أبو داود، عن عمران بن حصين رضي الله عنه، قال: كان بي الناصور، فسألت النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: صل قائماً، فإن لم تستطع فقاعداً، فإن لم تستطع فعلى جنبٍ. أخرجه أبو داود، كتاب الصلوة، باب: في صلوة القاعد، الحديث رقم: ٩٥٢، ورواه ابن ماجه، في كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء: في صلاة المريض، الحديث رقم: ١٢٢٣، وأحمد في حديث عمران بن حصين، الحديث رقم: ١٩٨٣٢، ٤/٤٢٦، دار إحياء التراث العربي ببروت، وقال في الدر: (واستعماله) ...... (أو لمرض) يشتد، أو يمتد بغلبة ظن، أو قول حاذق مسلم، ولو بتحرك، أو لم يجد من توضئه الخ. الدر المختار. قوله:، أو لم يجد الخ، أي: ، أو كان لايخاف الاشتداد ولا الامتداد، لكنه لايقدر بنفسه، ولم يجد من يوضئه. رد المحتار، كتاب الطهارة، باب التيمم: ١/٢٣٣، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول: ١/٢٨، رشيدية، ..... وفي البدائع: فإذا عجز عن القيام يصلي قاعداً بركوع وسجود، فإن عجز عن الركوع والسجود يصلى قاعداً ......، فإن عجز عن القعود يستلقي ويؤمي إيماءً الخ. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، صلوة المريض، فصل: وأما أركانها فستة: ١/٢٨٤، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض: ١/١٣٦، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل: في عوارض الفطر في رمضان: ٦/٢٤٦، رشيدية.

کو اَور زیادہ ہوشیار اور فکرِ آخرت کی طرف اَور زیادہ متوجہ ہونا چاہیے۔ اصلاحِ انقلاب امت ۱/۲۲۶(۳۷)۔

❊۔ بعض مریض نماز کے پورے پابند ہوتے ہیں، مگر بیماری کے غلبہ سے یا نماز کے وقت نیند کے غلبہ سے، یا بہت زیادہ ضعف ونقاہت سے آنکھیں بند ہوکر غفلت سی ہوجاتی ہے اور نماز کے اوقات وغیرہ کی پوری طرح خبر نہیں ہوتی، یہاں تک کہ نماز قضاء ہوجاتی ہے، حالانکہ اگر انہیں نماز کی اطلاع کی جائے، تو ہرگز کوتاہی نہ کریں، لیکن اُوپر کے لوگ خدمت کرنے والے، مریض کی راحت کا خیال کر کے نماز کی اطلاع نہیں کرتے اور اگر بیمار کو کسی طرح اطلاع بھی ہوجائے، تو الٹا منع کر دیتے ہیں، یا اس کی امداد نہیں کرتے، مثلاً وضو، تیمّم، کپڑوں کی تبدیلی، قبلہ رخ کرنا وغیرہ کچھ نہیں کرتے، جس سے خود بھی گنہگار ہوتے ہیں، ایسا کرنا نہ مریض کے ساتھ خیر خواہی ہے، نہ اپنے ساتھ۔ اصلاحِ انقلاب امت ۱/۲۲۶(۳۸)۔

❊۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب مریض ہوش میں نہیں ہے، تو نماز معاف ہے۔ یہ بھی درست

---

(۳۷) اصلاح انقلاب امت، حالت مرض میں بھی حتی الامکان نماز کی پابندی ضروری ہے: ۱/۲۴۳، ادارۃ المعارف کراچی۔

قال في الدر: (أو لمرض) يشتد، أو يمتد بغلبة ظن، أو قول حاذق مسلم، أي: إخبار طبيب حاذقٍ، ولو بتحرك، أو لم يجد من توضئه الخ. الدر المختار. قوله:، أو لم يجد الخ، أي: ، أو كان لايخاف الاشتداد، ولا الامتداد، لكنه لايقدر بنفسه، ولم يجد من يوضئه. رد المحتار، كتاب الطهارة، باب التيمم: ۱/۲۳۳، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول: ۱/۲۸، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل: في عوارض الفطر في رمضان: ۲٤٦/٦، رشيدية، وفي البدائع: فإذا عجز عن القيام يصلي قاعداً بركوع وسجود، فإن عجز عن الركوع والسجود يصلى قاعداً ...... فإن عجز عن القعود يستلقي ويؤمي إيماءً الخ. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، صلوة المريض، فصل: وأما أركانها فستة: ۱/۲۸٤، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض: ۱/۱۳٦، رشيدية.

(۳۸) اصلاح انقلاب امت، حالت مرض میں بھی حتی الامکان نماز کی پابندی ضروری ہے: ۱/۲۴۳، ادارۃ المعارف کراچی۔

قال في البدائع: أن الصلاة فرض دائم، لا يسقط إلا بالعجز، فما عجز عنه يسقط، وما قدر عليه يلزمه بقدره. بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض: ۱/۲۸٥، رشيدية، قال في الدر: (أو لمرض) يشتد، أو يمتد بغلبة ظن، أو قول حاذق مسلم، أي: إخبار طبيب حاذقٍ، ولو بتحرك، أو لم يجد من توضئه الخ. الدر المختار. قوله:، أو لم يجد الخ، أي: ، أو كان لايخاف الاشتداد، ولا الامتداد، لكنه لايقدر بنفسه، ولم يجد من يوضئه. رد المحتار، كتاب الطهارة، باب التيمم: ۱/۲۳۳، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول: ۱/۲۸، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل: في عوارض الفطر في رمضان: ۲٤٦/٦، رشيدية.

نہیں، کیونکہ ہر بے ہوشی میں نماز معاف نہیں ہوتی، جس میں نماز معاف ہوتی ہے، وہ وہ بے ہوشی ہے، جس میں خبردار کرنے سے بھی آگاہ نہ ہو اور متصل چھ نمازیں بے ہوشی میں گزر جائیں، ایسی شکل میں نماز بالکل معاف ہے، قضاء بھی واجب نہیں اور اگر اس سے کم بے ہوشی ہو، مثلاً چار یا پانچ نمازیں اس حالت میں گزر جائیں، تو اس وقت تو مریض بے ہوشی کی بناء پر نمازیں ادا کرنے کا مکلّف نہیں، البتہ ہوش آنے پر ان کی قضاء واجب ہے(۳۹)۔ اور اگر قضاء میں سستی کی، تو مرنے سے پہلے ان نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔ اصلاحِ انقلاب امت ۱/ ۲۲۷ (۴۰)۔

نماز کے فرائض وواجبات میں کوتاہی کرنا

❋ - بعض مریض یہ کوتاہی کرتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وضو کچھ مضر نہیں، پھر تیمّم کر لیتے ہیں، بعض مرتبہ خدمت گزار یا دوسرے خیرخواہ وضو سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میاں شرع میں آسانی ہے، تیمّم کر لو۔ یہ سخت نادانی ہے، جب تک وضو کرنا مضر نہ ہو، تیمّم کرنا جائز نہیں۔ اصلاح انقلاب امت ۱/ ۲۲۷ (۴۱)۔

---

(۳۹) روى إبراهيم الحربي في أواخر كتابه: "غريب الحديث" عن عبيد الله بن نافع، قال: أغمي على عبد الله بن عمر رضي الله عنهما يوماً وليلةً، فأفاق، فلم يقض ما فاته، واستقبل. غريب الحديث، باب: غم، الحديث رقم: ١٤، ١/ ٢٢، مكتبة دار الباز مكة المكرمة، وكذا في نصب الراية، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض: ٢/ ١٢٣، دار الحديث مصر، وكذا في إعلاء السنن، كتاب الصلوة، باب المغمى عليه: ٧/ ١٩١، إدارة القرآن كراتشي، وقال العلامة الحصكفي: (ومن جن، أو أغمي عليه)، ولو بفزع من سبع، أو آدمي (يوماً وليلةً، قضى الخمس، وإن زادت وقت صلاةٍ) سادسةٍ (لا)؛ للحرج، ولو أفاق في المدة. الدر المختار، باب صلاة المريض: ٢/ ١٠٩، رشيدية، وكذا في فتح القدير، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض: ٣/ ١٠٣، دار الفكر بيروت.

(۴۰) اصلاح انقلاب امت، ایک شبہ کا ازالہ: ۱/۲۴۴، ادارۃ المعارف کراچی۔

قال في البدائع: أو يحمل الحديث بما عليه من الفرائض والواجبات كالحج والزكوة والكفارات والوصية بها واجبة عندنا. بدائع الصنائع، كتاب الوصايا: ٧/ ٣٣٠، رشيدية، وفي الدر: (ولو مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة، يعطي لكل صلوة نصف صاع من بر)، كالفطرة، وكذا الحكم في الوتر، والصوم، وإنما يعطي (من ثلث ماله). الدر المختار. قوله: وعليه صلوات فائتة الخ، أي: بأن كان لايقدر على أدائها، ولو بالإيماء، فيلزمه الإيماء بها، وإلا فلا يلزمه. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب قضاء الفوائت: ٢/ ٨٢، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ٢/ ١٤٥، رشيدية.

(۴۱) اصلاح انقلاب امت، وضو اور قیام کی قدرت ہوتے ہوئے تیمّم سے اور بیٹھ کر نماز نہیں ہوتی: ۱/۲۴۴، ادارۃ المعارف کراچی۔ =

❊- بعض بیمار کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی قدرت رکھتے ہیں، مگر پھر بھی وہ بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں، حالانکہ جب تک کھڑے ہوکر نماز ادا کرنے کی قدرت ہو، بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہیں۔ لہٰذا بڑی احتیاط سے نماز کو پورا کرنا چاہیے۔ اصلاحِ انقلاب امت ۱/۲۲ (۴۲)۔

❊- بعض مریض نماز میں باوجود اس کے کہ کراہنے کو ضبط کر سکتے ہیں، لیکن "آہ آہ" خوب صاف لفظوں سے کہتے ہیں اور اس کی بالکل پرواہ نہیں کرتے کہ نماز رہے گی، یا جائے گی۔ یاد رکھنا چاہیے کہ قدرتِ ضبط ہوتے ہوئے نماز میں "ہائے ہائے" یا "آہ"، "اُوئی" وغیرہ کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ نماز بڑے احتیاط کی چیز ہے، خیال سے ادا کرنی چاہیے۔ اصلاح انقلاب امت ۱/ ۲۲۷ (۴۳)۔

عذرِ شرعی کے باوجود تیمّم نہ کرنا

❊- بعض مریض یہ بے احتیاطی کرتے ہیں کہ خواہ اُن پر کیسی ہی مصیبت گزرے، خواہ کیسا ہی مرض

= قال الشامي: فلا يجوز أصلاً؛ لأن الشرع ورد بمشروعية التيمم عند فقد الماء، فلا يشرع عند وجوده حقيقةً، وحكماً. رد المحتار، كتاب الطهارة، باب التيمم: ۱/۲٦٥، رشيدية، وكذا في البحر، كتاب الطهارة، باب التيمم: ۱/۲۳۲، رشيدية، وهكذا في البدائع، كتاب الطهارة، التيمم، فصل: وأما شرائط جوازه: ۱/۳٥٤، رشيدية.

(۴۲) اصلاح انقلاب امت، وضو اور قیام کی قدرت ہوتے ہوئے تیمم سے اور بیٹھ کر نماز نہیں ہوتی: ۱/۲۴۴، ادارۃ المعارف کراچی۔

قال في رد المحتار، في باب صلاة المريض: فلا تجوز الصلاة قاعداً مع القدرة على القيام، كما في الإمداد. رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض: ۲/۳٥٤، رشيدية، وقال في الجوهرة النيرة: الإجماع منعقد على أن صلاة الفرض قاعداً مع القدرة على القيام لايجوز. الجوهرة النيرة، كتاب الصلاة، باب النوافل: ۱/۲۹٤، دار الكتاب العربي بيروت.

(۴۳) اصلاح انقلاب امت، وضو اور قیام کی قدرت ہوتے ہوئے تیمم سے اور بیٹھ کر نماز نہیں ہوتی: ۱/۲۴۴، ادارۃ المعارف کراچی۔

وفي الدر: (والأنين)، هو قوله: أه بالقصر (والتأوه)، هو قوله: آه بالمد (والتافيف)، أف أو تف (والبكاء بصوت)، يحصل به حروف (لوجع، أو مصيبة)، قيد للأربعة إلا لمريض لا يملك نفسه عن أنين وتأوّه الخ. الدر المختار. قوله: إلا لمريض الخ: قال في المعراج: ثم إن كان الأنين مع وجع مما يمكن الامتناع عنه: فعن أبي يوسف رحمه الله: يقطع الصلاة، وإن كان مما لايمكن لا يقطع. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة: ۱/٦۱۹، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب السابع فيما يفسد الصلوة: ۱/۱۰۰، ۱۰۱، رشيدية، وهكذا في التبيين، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها: ۲/۲٤٦، دار الكتب الإسلامي بيروت، وهكذا في فتح القدير، كتاب الصلاة، باب ما يفسد في الصلاة، وما يكره فيها: ۲/۱۸۱، دار الفكر بيروت.

بڑھ جائے، جان نکل جائے، مگر تیمّم جانتے ہی نہیں، مر جائیں گے، مگر وضو ہی کریں گے۔ یہ بھی غلو (انتہا پسندی) اور دَر پردہ حق تعالیٰ شانہ کی عطا کردہ سہولت کو قبول نہ کرنا ہے، جو سخت گستاخی اور بے ادبی ہے، جس طرح وضو حق تعالیٰ کا حکم ہے، تیمّم بھی انہی کا حکم ہے، بندہ کا کام حکم ماننا ہے، نہ کہ دل کی چاہت اور صفائی کو دیکھنا، بندگی تو اسی کا نام ہے کہ جس وقت جو حکم ہو، جان ودل سے اطاعت کرے۔ حوالہ بالا (۴۴)۔

بلاضرورت مریض کا ستر دیکھنا

❊ - ایک کوتاہی عام طور پر یہ ہو رہی ہے کہ بیمار کا ستر (وہ اعضاء جن کو چھپانا شرعاً واجب ہے) چھپانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا، زانو کھل گیا، تو کوئی پرواہ نہیں، ران کھل گئی، تو کچھ خیال نہیں، مریض اگر تکلیف کی شدت سے اس کا خیال نہ رکھ سکے، تو اُوپر والوں کو اس کا پورا خیال رکھنا لازم ہے۔ بلاضرورت اس کا ستر دیکھنا جائز نہیں۔ اصلاح انقلاب امت ۱/ ۳۳۸ (۴۵)۔

❊ - ایک کوتاہی اکثر یہ ہوتی ہے کہ مریض کو مثلاً انجکشن لگوانے یا آپریشن یا مرہم پٹی کروانے یا معالج کو مرض کی جگہ دکھلانے کی ضرورت پیش آئے، تو اس کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ جتنا بدن کھولنے کی ضرورت ہے، صرف اتنا ہی کھلے اور صرف ان لوگوں کے سامنے کھلے، جن کا تعلق علاج، معالجہ سے ہے۔ بے دھڑک معالج اور

---

(٤٤) اصلاح انقلاب امت، وضو اور قیام کی قدرت ہوتے ہوئے تیمّم سے اور بیٹھ کر نماز نہیں ہوتی: ۱/ ۲۴۵، ادارۃ المعارف کراچی۔

قال الله تعالى: ﴿وإن كنتم مرضى، أو على سفر، أو جاء أحد منكم من الغائط، أو لامستم النساء، فلم تجدوا ماءً، فتيمموا صعيداً طيباً، فامسحوا بوجوهكم وأيديكم؛ إن الله كان عفواً غفوراً. سورة النساء، الآية رقم: ٤٣،

وقال تعالى: فاتقوا الله وأصلحوا ذات بينكم، وأطيعوا الله ورسوله إن كنتم مؤمنين، إنما المؤمنون الذين إذا ذكر الله وجلت قلوبهم، وإذا تليت عليهم آياته زادتهم إيماناً وعلى ربهم يتوكلون، الذين يقيمون الصلاة، ومما رزقناهم ينفقون، أولئك هم المؤمنون حقاً، لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم﴾. سورة الأنفال: الآية رقم: ١-٤.

(۴۵) اصلاح انقلاب امت، حالت مرض میں بھی مریض کا ستر بغیر ضرورت کے دیکھنا جائز نہیں ہے: ۱/ ۲۴۵، ادارۃ المعارف کراچی۔

وفي ملتقى الأبحر: ويحرم النظر إلى العورة إلا عندالضرورة كالطبيب. ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، كتاب الكراهية، فصل: في النظر واللمس: ٤/ ١٩٩، غفاريه كوئته، وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الكراهية، فصل: في النظر واللمس: ٧/ ٣٨، دارالكتب الإسلامي بيروت، وقال في البحر: ولأن النظر إلى العورة يباح عند الضرورة، كذا في الخانية. البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب العنين: ١١/ ١٨، رشيدية.

غیر معالج سب کے سامنے بدن کھول دیا جاتا ہے، حالانکہ غیر متعلقہ حضرات کو مریض کے ستر کا حصہ دیکھنا جائز نہیں۔اس میں بہت ہی زیادہ غفلت ہے،اس کا بہت خیال رکھیں۔اصلاح انقلاب امت ۱/ ۳۳۸ (۴۶)۔

❊- مریض مرد ہو یا عورت، معالج کو بقدرِ ضرورت ان کا بدن دیکھنا جائز ہے، لیکن دوسرے حاضرین کو ان کے ستر کا حصہ دیکھنا جائز نہیں، وہاں سے ہٹ جانا، یا آنکھیں بند کرلینا، یا منہ پھیر لینا واجب ہے۔حوالہ بالا (۴۷)۔

ناپاک اور حرام دوا استعمال کرنا

❊- ایک کوتاہی یہ عام ہورہی ہے کہ بیمار کے علاج معالجہ میں پاک وناپاک اور حلال وحرام دوا کا کچھ خیال ہی نہیں کیا جاتا، بلاتحقیق اور بلا شدید ضرورت کے، حرام ونجس دوائیں پلا دی جاتی ہیں۔اصلاح انقلاب امت ۱/ ۲۲۹ (۴۸)۔

---

(۴۶) اصلاح انقلاب امت، حالت مرض میں بھی مریض کا ستر بغیر ضرورت کے دیکھنا جائز نہیں ہے: ۱/ ۲۴۶، ادارۃ المعارف کراچی۔

قال في الدر: (ينظر) الطبيب (إلى موضع مرضها، بقدر الضرورة)؛ إذ الضرورات تتقدر بقدرها. الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل: في النظر والمس: ٦/ ٣٧٠، رشيدية، وهكذا في تبيين الحقائق، كتاب الكراهية، فصل: في النظر واللمس: ٧/ ٣٨، دارالكتب الإسلامي بيروت، وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل: في النظر واللمس: ٨/ ١٣٣، رشيدية، وكذا في درر الحكام شرح غرر الأحكام، كتاب الكراهية والاستحسان، فصل: عورة الرجل والمرأة: ٣/ ٤٨٢، دار المأمون للتراث بيروت.

(٤٧) قال في درر الحكام: ورجل يداويها فينظر إلى موضع مرضها بقدر الضرورة. درر الحكام شرح غرر الأحكام، كتاب الكراهية والاستحسان، فصل: عورة الرجل والمرأة: ٣/ ٤٨٢، دار المأمون للتراث بيروت، قال في الدر: (ينظر) الطبيب (إلى موضع مرضها، بقدر الضرورة)؛ إذ الضرورات تتقدر بقدرها. الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل: في النظر والمس: ٦/ ٣٧٠، رشيدية، وهكذا في تبيين الحقائق، كتاب الكراهية، فصل: في النظر واللمس: ٧/ ٣٨، دارالكتب الإسلامي بيروت، وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل: في النظر واللمس: ٨/ ١٣٣، رشيدية.

(۴۸) اصلاح انقلاب امت، حالت مرض میں بھی مریض کا ستر بغیر ضرورت کے دیکھنا جائز نہیں ہے: ۱/ ۲۴۶، ادارۃ المعارف کراچی۔

وفي الدر: قال في النهاية: وفي التهذيب: يجوز للعليل شرب البول، والدم، والميتة؛ للتداوي، إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه...... وما قيل: إن الاستشفاء بالحرام حرام، غير مجرى على إطلاقه، وأن الاستشفاء بالحرام إنما لايجوز، إذا لم يعلم أن فيه شفاءً، أما إذا علم وليس له دواء غيره يجوز. الدر المختار، =

دعا کی طرف توجہ نہ دینا

❊ - ایک کوتاہی یہ ہے کہ مریض کی دوا، دارو، علاج، معالجہ اور دیگر تمام تدابیر اختیار کی جاتی ہیں، پیسہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے، لیکن دعا کا اہتمام نہیں کرتے، بلکہ اس کا خیال ہی نہیں آتا، حالانکہ یہ دعائے منصوص عظیم ترین تدبیر ہے اور اس کی توفیق نہ ہونا سخت محرومی کی بات ہے، مریض کو اگر ہو سکے تو خود دعا کرنی چاہیے، کیونکہ حالتِ مرض میں دعا قبول ہوتی ہے، (ورنہ اُوپر والوں کو اور اعزاء واقارب کو) پوری توجہ اور دھیان سے دعا کرنا چاہیے، گھر کے ایک فرد کا بیمار ہونا اور تمام اہل خانہ کا پریشان ہونا، خود حق تعالیٰ کی طرف توجہ دلا رہا ہے اور ایمان کا تقاضا بھی یہ ہے کہ اپنے خالق و مالک کی طرف توجہ کی جائے اور اسی سے مدد مانگی جائے اور صحت وعافیت کی دعا کی جائے۔ اصلاح انقلاب امت ۱/۲۳۰ (۴۹)۔

دعا کا غلط طریقہ

❊ - ایک کوتاہی یہ ہے کہ بعض لوگ دعا میں شرعی حدود کو ملحوظ نہیں رکھتے، شکایت کے انداز میں دعا کرنے لگتے ہیں، مثلاً یوں دعا کرتے ہیں: اے اللہ! کیا ہوگا؟ بس میں تو بالکل ہی تباہ ہو جاؤں گا، یا تباہ ہو جاؤں گی، یہ بچے کس پر ڈالوں گی، میرے بعد ان کا کون ہوگا؟ خدایا! ایسا نہ کیجیو، بس جی میرا تو کہیں بھی ٹھکانہ ہی نہ رہے گا، وغیرہ۔ گویا شکایت الگ کی جاتی ہے اور مشورہ الگ دیا جاتا ہے، اَستغفر اللہ۔ کیا حق تعالیٰ کا یہی ادب ہے، اسی کا نام عظمت ہے؟ دعا ہمیشہ ایک عاجز غلام کی طرح کرنی چاہیے، اس کے بعد خدائے پاک جو فیصلہ فرمائیں، اس پر راضی رہنا واجب ہے۔ اصلاح انقلاب امت ۱/۲۳۱ (۵۰)۔

= كتاب البيوع، باب المتفرقات من أبوابها، مطلب: في التداوي بالمحرم: ٥/٣٥٧، رشيدية، وفي المحيط: الاستشفاء بالمحرم: إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاء، إما إذا علم أن فيه شفاء، وليس له دواء آخر غيره، فيجوز الاستشفاء به. المحيط البرهاني، كتاب الإستحسان، الفصل التاسع عشر في التداوي والمعالجات: ٦/١١٦، غفاريه كوئته، وهكذا في البحر، كتاب الطهارة، التداوي ببول ما يؤكل لحمه: ١/٤٣٧، رشيدية، وكذا في التبيين، كتاب الكراهية، فصل: في البيع: ٨/٤٤٨، دار الكتب الإسلامي بيروت.

(۴۹) اصلاح انقلاب امت، ناپاک اور حرام دوا سے پرہیز کرنا چاہئے: ۱/۲۴۶، ادارۃ المعارف کراچی۔

(۵۰) اصلاح انقلاب امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں، دعا غلاموں کی طرح کرنی چاہیے الخ: ۱/۲۴۸، ادارۃ المعارف کراچی۔ =

صدقہ کے متعلق کوتاہیاں

❊ - مریض یا اس کے متعلقین صدقہ کرنے میں ایک غلطی یہ کرتے ہیں کی کسی بزرگ مرحوم کے نام کا کھانا پکوا کر تقسیم کرتے ہیں، یا کھلاتے ہیں اور اس میں اُن کا یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ وہ بزرگ خوش ہوکر کچھ سہارا لگا دیں گے۔ یہ عقیدہ شرک ہے، بعض لوگ بجائے مدد کے ان کی دعا کا یقین رکھتے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ ان کی دعا رَد نہیں ہوسکتی، ایسا اعتقاد بھی خلافِ شرع ہے۔ اصلاحِ انقلاب امت ۱/۲۳۱ (۵۱)۔

= قال الغزالي: ومن شرائط الدعاء أن يكون مطعمه حلالاً ......، آداب الدعاء عشرة: ......، الخامس: ألا يتكلف السجع؛ وقد فسر به الاعتداء في الدعاء، والأولى أن يقتصر على الدعوات المأثورة، فما كل أحد يحسن الدعاء. السادس: التضرع والخشوع والرهبة. السابع: أن يجزم بالطلب ويوقن بالإجابة ويصدق رجاه فيه. ودلائله كثيرة مشهورة الخ. إحياء علوم الدين للغزالي رحمه الله تعالىٰ، كتاب الأذكار والدعوات، الباب الثاني في: آداب الدعاء، وهي: عشرة، ۳۰۶/۱، دار المعرفة بيروت. وقال النووي في الأذكار: وفيه من الفوائد ما ذكرناه، وهو: حضور القلب والافتقار، وهما: نهاية العبادة والمعرفة. والله أعلم. الأذكار للنووي رحمه الله، كتاب جامع الدعوات، باب: في آداب الدعاء، ص: ۴۸۹، ۴۹۰، دارالبيان بيروت، وكذا في غذاء الألباب: في شرح منظومة الآداب، مطلب: في آداب الدعاء: ۱۲۳/۴، دار الريان بيروت.

(۵۱) اصلاحِ انقلابِ امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں، دعا غلاموں کی طرح کرنی چاہیے الخ: ۱/ ۲۴۸، ادارۃ المعارف کراچی۔

روى مسلم، عن أبي مرثد الغَنَوي رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا إليها. صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب: في النهي عن الجلوس على القبر والصلوة إليه، الحديث رقم: ۹۷۲، وقال ابن القيم: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اتخاذ القبور مساجد، وإيقاد السرج عليها، واشتد نهيه في ذلك، حتى لعن فاعله. زاد المعاد، فصل: ونهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اتخاذ القبور مساجد......، الخ، ۵۲۵/۱-۵۲۶، مؤسسة الرسالة بيروت، وفي البدائع: ويكره أن يصلي على القبر؛ لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم: أنه نهى أن يصلي على القبر. بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل: وأما سنة الدفن: ۶۵/۲، رشيدية، وفي الدر: وتكره الصلاة عليه وإليه؛ لورود النهي عن ذلك. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۱۸۳/۳، رشيدية، وفي الدر أيضاً: واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام، وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام؛ تقرّباً إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. الدر المختار، كتاب الصوم، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات: ۴۹۱/۳، رشيدية، وفي البحر: فإذا علمت هذا: فما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت وغيرها، وينقل إلى ضرائح الأولياء؛ تقرباً إليهم فحرامٌ بإجماع المسلمين. البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل: في النذر: ۵۲۱/۲، رشيدية.

❊ - بعض لوگ صدقہ میں جان کا بدلہ جان ضروری سمجھتے ہیں اور بکرے وغیرہ کو تمام رات مریض کے پاس رکھ کر اور بعض لوگ مریض کا ہاتھ لگوا کر خیرات کرتے ہیں، یا مریض کے پاس بکرے کو ذبح کرتے ہیں اور اس کے بعد خیرات کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مریض کا بکرے پر ہاتھ لگانے سے تمام بلائیں گویا اس کی طرف منتقل ہو گئیں، پھر خیرات کرنے سے وہ بھی چلی جاتی ہیں اور جان کے بدلے جان دے دینے سے مریض کی جان بچ جائے گی۔ یاد رکھئے! ایسا اعتقاد خلافِ شرع ہے۔ اصلاحِ انقلاب امت ۱/۲۳۱ (۵۲)۔

❊ - بعض لوگ کھانا، گندم، آٹا اور روپیہ پیسہ مریض کے پاس رکھ دیتے ہیں اور مریض کے چاروں طرف تین یا پانچ یا سات مرتبہ گھما کر اور مریض کا ہاتھ لگوا کر خیرات کرتے ہیں، اس میں بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے مریض کی بیماری اور بلائیں اس شئ میں منتقل ہو کر خیرات کرنے سے سب چلی جاتی ہیں۔ یہ اعتقاد بھی خلافِ شرع ہے۔ اصلاحِ انقلاب امت ۱/۲۳۱ (۵۳)۔

❊ - بعض لوگوں نے صدقہ کے لئے خاص خاص چیزیں مقرر کر رکھی ہیں، جیسے ماش، تیل اور پیسے، جن میں امرِ مشترک سیاہ رنگ کی چیز معلوم ہوتی ہے، گویا بلا کو کالی سمجھ کر اس کو دور کرنے کے لئے بھی کالی چیزیں منتخب کی گئی ہیں، یہ سب من گھڑت باتیں ہیں اور خلافِ شرع ہیں، شرعاً مطلق صدقہ دافعِ بلا ہے، کوئی خاص شئ یا

---

(۵۲) اصلاح انقلاب امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں، صدقہ کے متعلق کوتاہیاں: ۱/ ۲۴۸-۲۴۹، ادارۃ المعارف کراچی۔

وفي الدر: واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام، وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام؛ تقرّباً إليهم، فهو بالإجماع باطل وحرام. قوله: باطل وحرام: لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق، والنذر للمخلوق لايجوز......، ومنها: أن المنذور له ميت، والميت لا يملك......، ومنها: أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله واعتقاده ذلك كفر، الخ. الدر المختار، كتاب الصوم، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات: ٣/٤٩١، رشيدية، وقال في البحر: وأما النذر الذي ينذره أكثر العوام، على ما هو شاهد كأن يكون لإنسان غائب، أو مريض ......، فهذا النذر باطل بالإجماع؛ لوجوه: منها أنه نذر مخلوق والنذر للمخلوق لايجوز؛ لأنه عبادته، والعبادة لا تكون للمخلوق، ومنها: أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالىٰ، واعتقاده ذلك كفر. البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل: في النذر: ٢/٥٢٠، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به: ٢/٢٤٣، المطبعة الكبرى مصر.

(۵۳) اصلاح انقلاب امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں، صدقہ کے متعلق کوتاہیاں: ۱/ ۲۴۸-۲۴۹، ادارۃ المعارف کراچی۔

خاص رنگ بالکل طے نہیں ہے۔ اصلاحِ انقلاب امت ۱/۲۳۲ (۵۴)۔

❋۔ بعض لوگ صدقہ میں گوشت وغیرہ، چیلوں کو دینا ضروری خیال کرتے ہیں، یہ بھی غلط ہے۔ شرع نے صدقہ کا مصرف مقرر کردیا ہے، چنانچہ مسلمان مسکین اس کا بہترین مصرف ہیں، چیلیں اس کا مصرف نہیں۔ اصلاح انقلاب امت ۱/۲۳۲ (۵۵)۔

---

(۵۴) اصلاح انقلاب امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں، صدقہ کے متعلق کوتاہیاں: ۱/۲۴۹، ادارۃ المعارف کراچی۔

روی الترمذي، عن أنس بن مالك رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الصدقة لتطفئ غضب الرب، وتدفع عن ميتة السوء. جامع ترمذى، كتاب الزكوة، باب فضل الصدقة: الحديث رقم: ٦٦٤، وفي لطائف المعارف، في بيان معنى: لا هامة: قال: وفي الحديث: إن الصدقة تدفع ميتة السوء. لطائف المعارف، بيان معنى: لا هامة: ص: ٨١، دار الكتاب الإسلامي بيروت، وأخرج السخاوي في المقاصد الحسنة، من طريق الترمذي، عن أنس مرفوعاً: إن الصدقة تطفئ غضب الرب، وتدفع ميتة السوء، من غير تقييد بالسر. المقاصد الحسنة، الحديث رقم: ٦١٨، ١/٤٢٠، دار الكتاب العربي بيروت.

(٥٥) قال الله تعالىٰ: ﴿إنما الصدقات للفقراء، والمساكين، والعاملين عليها، والمؤلفة قلوبهم، وفي الرقاب، والغارمين، وفي سبيل الله، وابن السبيل فريضة من الله، والله عليكم حكيم﴾ (التوبة: ٦٠). وقال الإمام الرازي في تفسير هذه الآية: الآية تدل على أنه لا حق في الصدقات لأحدٍ إلا لهذه الأصناف الثمانية، وذلك مجمع عليه. التفسير الكبير، التوبة: ٦٠: ١٦/٨٦، دار الكتب العلمية بيروت، وهكذا في تفسير ابن كثير، التوبة: ٦٠: ٢/٣٦٥، دار الفكر بيروت، وقال القرطبي: روى المنهال، عن زر بن حبيش، عن حذيفة، في قوله تعالىٰ: ﴿إنما الصدقات للفقراء والمساكين، قال: إنما ذكر الله هذه الأصناف؛ لتعرف، وأي صنفٍ منها أعطيتَ أجزأك. تفسير القرطبي، التوبة: ٦٠: ٨/١٦٨، دار الشعب القاهرة، وفي الدر: واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام، وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام؛ تقرّباً إليهم، فهو بالإجماع باطل وحرام. قوله: باطل وحرام: لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق، والنذر للمخلوق لايجوز......، ومنها: أن المنذور له ميت، والميت لا يملك......، ومنها: أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله واعتقاده ذلك كفر. الخ. الدر المختار، كتاب الصوم، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات: ٣/٤٩١، رشيدية، وقال في البحر: وأما النذر الذي ينذره أكثر العوام، على ما هو شاهد كأن يكون لإنسان غائب، أو مريض ......، فهذا النذر باطل بالإجماع؛ لوجوه: منها أنه نذر مخلوق والنذر للمخلوق لايجوز؛ لأنه عبادته، والعبادة لا تكون للمخلوق، ومنها: أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالىٰ، واعتقاده ذلك كفر. البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل: في النذر: ٢/٥٢٠، رشيدية، وهكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به: ٢/٢٤٣، المطبعة الكبرى مصر.

وصیت خلافِ شرع کرنا

❊- بعض مرتبہ مریض اپنے بعد کے لئے خلافِ شرع وصیت کرتا ہے، لیکن دوسرے اس کو بالکل تنبیہ نہیں کرتے کہ جس سے اس کی اصلاح ہو جائے اور ناجائز وصیت سے باز رہے، یا پھر جائز وصیت کرے۔ اصلاح انقلاب امت ا/۲۳۲ (۵۶)۔

❊- بعض دفعہ دوسرے لوگ مریض کو خلافِ شرع وصیتوں کی رائے اور ترغیب دیتے ہیں، مثلاً اپنے تہائی سے زیادہ مال کی وصیت، یا کسی وارث کے حق میں وصیت، یا کسی جائز وارث کے محروم کرنے کی وصیت، یا تیجہ، دسواں، چالیسواں کرنے، یا قبر میں عہد نامہ رکھنے کی وصیت وغیرہ، یہ سب شرع کے خلاف ہیں، ان کی ترغیب دینا بھی جائز نہیں، بلکہ اگر مریض خود ہی ان کی وصیت کرنے لگے، تو دوسروں کو اسے منع کر دینا چاہیے اور اس کی اصلاح کر دینی چاہیے، بالفرض مریض ایسی وصیتوں سے باز نہ آئے، تو ایسی خلافِ شرع وصیت لازم نہیں ہوتی، بلکہ بعض پر تو عمل جائز بھی نہیں۔ تفصیل پچھلے باب میں وصیت کے بیان میں آچکی ہے۔ اصلاحِ انقلاب امت ا/۲۳۳ (۵۷)۔

---
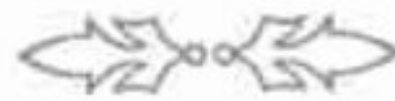
(۵۶) اصلاح انقلاب امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں، صدقہ کے متعلق کوتاہیاں: ا/۲۵۰، ادارۃ المعارف کراچی۔

في الدر: (ثم) تقدم (وصيته)، ولو مطلقة على الصحيح، خلافاً لما اختاره في الاختيار (من ثلث مابقي) بعد تجهيزه وديونه. الدر المختار، كتاب الفرائض: ۱۰/۵۳۰، ۵۳۱، رشيدية، وقال في الدر: (وتجوز بالثلث للأجنبي) عند عدم المانع (وإن لم يجز الوارث ذلك، لا الزيادة عليه إلا أن تجيز ورثته بعد موته)، ولا تعتبر إجازتهم حال حياته أصلاً، بل بعد وفاته (وهم كبار). الدر المختار، كتاب الوصايا: ۱۰/۳۵۸، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الوصايا: ۹/۲۱۳، ۲۱۴، رشيدية، وفي البدائع: أن الوصية بما زاد على الثلث ممن له وارث تقف على إجازة وارثه. بدائع الصنائع، كتاب الوصايا: ۶/۴۳۰، رشيدية، وهكذا في العالمگيرية، كتاب الوصايا، الباب الثامن، مسائل شتى: ۶/۱۳۲، رشيدية.

(۵۷) اصلاح انقلاب امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں، صدقہ کے متعلق کوتاہیاں: ا/۲۵۰، ادارۃ المعارف کراچی۔

في البدائع: أن الوصية بما زاد على الثلث ممن له وارث تقف على إجازة وارثه. بدائع الصنائع، كتاب الوصايا: ۶/۴۳۰، رشيدية، وفي الدر: (ثم) تقدم (وصيته)، ولو مطلقة على الصحيح، خلافاً لما اختاره في الاختيار (من ثلث مابقي) بعد تجهيزه وديونه. الدر المختار، كتاب الفرائض: ۱۰/۵۳۰، ۵۳۱، رشيدية، وقال في الدر: (وتجوز بالثلث للأجنبي) عند عدم المانع (وإن لم يجز الوارث ذلك، لا الزيادة عليه إلا أن تجيز ورثته بعد موته)، ولا تعتبر إجازتهم حال حياته أصلاً، بل بعد وفاته (وهم كبار). الدر المختار، كتاب الوصايا: ۱۰/۳۵۸، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الوصايا: ۹/۲۱۳، ۲۱۴، رشيدية، وهكذا في العالمگيرية، كتاب الوصايا، الباب الثامن، مسائل شتى: ۶/۱۳۲، رشيدية.

عین وقتِ موت کی رسمیں

روح نکلنے سے پہلے جو حالت انسان پر طاری ہوتی ہے، اس میں انسان کو سخت تکلیف ہوتی ہے، اس حالت کو ''عالمِ نزع'' اور ''جاں کنی کا عالم'' کہتے ہیں، اس حالت کی پہچان یہ ہے کہ سانس اُکھڑ جاتا ہے اور جلدی جلدی چلنے لگتا ہے، ٹانگیں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں، کھڑی نہیں ہوسکتیں، ناک ٹیڑھی ہوجاتی ہے اور کنپٹیاں بیٹھ جاتی ہیں۔

ٹھیک یہی یا اس سے ملتے جلتے آثار جب دکھلائی دیں، تو سمجھ لیجئے کہ یہ وقت ''نزع'' کا ہے، اللہ پاک سب پر آسان فرمائے۔ آمین (۵۸)۔

اس وقت بھی طرح طرح کی کوتاہیاں اور غلطیاں کی جاتی ہیں، خاص طور پر عورتیں ان میں زیادہ مبتلا ہوجاتی ہیں۔ اب ان باتوں کو لکھا جاتا ہے، توجہ سے پڑھیں اور ان کا ارتکاب نہ ہونے دیں۔

رونا، پیٹنا اور گریبان پھاڑنا

❊—عام طور پر ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ میت کی جانکنی کے وقت بجائے اس کے کہ کلمہ پڑھیں، سورۂ یٰسین پڑھیں، میت کی سہولتِ نزع اور خاتمہ بالخیر کی دعا کریں، عورتیں رونا پیٹنا پھیلاتی ہیں، مریض کو اگر کچھ ہوش ہو، تو وہ پریشان ہوتا ہے، جس میں طرح طرح کی خرابیاں ہیں، پھر اس غریب کو نزع کی تکلیف ہی کیا کم ہے، مزید یہ تکلیف دیتی ہیں۔ یاد رکھئے! بلند آواز سے رونا چلانا، ماتم کرنا اور گریبان پھاڑنا، سب حرام اور گناہ ہے۔ البتہ رونا آئے، تو چیخے چلائے بغیر، صرف آنسوؤں سے رونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اصلاحِ انقلاب امت ۱/۲۳۳ (۵۹)۔

---

(۵۸) في الدر: وعلامته: استرخاء قدميه، واعوجاج منخره، وانخساف صدغيه. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۹۱، رشيدية، وفي الهندية: وعلامات الاحتضار: أن تسترخي قدماه، فلا تنتصبان، ويتعوّج أنفه، وينخسف صدغاه، وتمتد جلدة الخصية ......، وتمتدّ جلدة وجهه، فلا يرى فيها تعطف. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول في المحتضر: ۱/۱۵۷، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز: ۱/۳۶۵، المطبعة الكبرى مصر، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز: ۲/۲۹۸، رشيدية، وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز: ۱/۲۶۳، دار الكتب العلمية بيروت.

(۵۹) اصلاح انقلاب امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں، وصیت کے متعلق کوتاہیاں: ۱/۲۵۰، ادارۃ المعارف کراچی۔

روى البخاري، عن عبد الله رضي الله عنه، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ليس منّا من لطم الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية. صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب، الحديث رقم: =

بیوی بچوں کو سامنے کرنا

❋- ایک نامعقول حرکت یہ کی جاتی ہے کہ بعض عورتیں مرنے والے کی بیوی کو اس کے سامنے کھڑا کر دیتی ہیں، یا بیوی خود ہی سامنے آجاتی ہے اور پھر مریض سے پوچھتے ہیں کہ اس کو یا مجھ کو کس پر چھوڑے جاتے ہو؟ اور اس غریب کو جواب دینے پر مجبور کرتی ہیں۔ بڑے ہی افسوس کی بات ہے، اس کا یہ وقت خالق کی طرف متوجہ ہونے کا ہے، مگر یہ نالائق اس کو اب بھی مخلوق کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں، جو اس غریب پر سراسر زیادتی ہے، ہونا تو یہ چاہیے کہ اگر وہ خود بھی بلا ضرورتِ شرعیہ (مثل وصیت وغیرہ) کے، اس عالم کی طرف متوجہ ہو، تو اس کی توجہ حق تعالیٰ کی طرف پھیر دی جائے۔ اصلاح انقلاب امت ۱/۲۳۴ (٦٠)۔

= ١٢٣٢، والترمذي، في كتاب الجنائز، باب ماجاء في النهي عن ضرب الخدود وشق الجيوب عند المصيبة، الحديث رقم: ٩٩٩، وابن ماجه، في الجنائز، باب ماجاء في النهي عن ضرب الخدود، الحديث رقم: ١٥٨٤، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس منا من حلق، ومن سلق، ومن خرق. سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب: في النوح، رقم الحديث: ٣١٣٠، وأخرج أبو داود، عن أنس بن مالك رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وُلِدَ لي الليلةَ غلامٌ فسميته باسم أبي: إبراهيم، فذكر الحديث، قال أنس رضي الله عنه: لقد رأيته يكيد بنفسه بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم، فدمعت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال صلى الله عليه وسلم: تدمع العين ويحزن القلب، ولا نقول إلا ما يرضي ربنا، إنا بك يا إبراهيم لمحزونون. أخرجه أبو داود، في الجنائز، باب: في البكاء على الميت، رقم الحديث: ٣١٢٦، والبخاري في الجنائز، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: إنا بك لمحزونون، الحديث رقم: ١٢٤١.

(٦٠) اصلاح انقلاب امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں، وصیت کے متعلق کوتاہیاں: ۱/۲۵۰، ادارۃ المعارف کراچی۔

جب مریض مرض الموت میں مبتلا ہو آثار سے معلوم ہو جائے کہ عنقریب انتقال ہونے والا ہے، تو حدیث میں آیا ہے کہ مریض کے نزدیک کلمہ شریف پڑھا جائے تاکہ وہ بھی پڑھ لے اور اس دنیا سے جاتے وقت سب سے آخری بات لا إله إلا الله محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ہو، باقی بیوی بچوں کو حاضر کر کے مریض کی تکلیف کو نہ بڑھائے۔ (سنز خیل)

روى مسلم، عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لقنوا موتاكم لا إله إلا الله. الصحيح لمسلم، كتاب الجنائز، باب: في تلقين المحتضر بلا إله إلا الله، الحديث رقم: ٩١٦، وعن معاذ بن جبل رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، من كان آخر كلامه: لا إله إلا الله دخل الجنة. سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب: في التلقين، الحديث رقم: ٣١١٥، وفي الدر: (يلقن) ندباً، وقيل وجوباً (بذكر الشهادتين) الخ. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الجنائز: ٢/١٩٠، رشيدية.

بعض اوقات مریض کے بچوں کو اس کے سامنے لاتی ہیں اور پوچھتی ہیں کہ ان کا کون ہوگا؟ انہیں پیار کرلو، ان کے سر پر ہاتھ تو رکھ دو، جس سے وہ غریب اور پریشان ہو جاتا ہے اور آخری وقت میں مخلوق کی طرف متوجہ ہونے کا نقصان الگ ہوتا ہے، دوسری طرف بچے کس قدر شکستہ دل ہوتے اور نا اُمید ہوتے ہیں، یہ وقت تو ایسا ہے کہ اگر وہ خود بھی بچوں کو یاد کرتا تو اس کو حق تعالیٰ کی طرف توجہ رکھنے کی تلقین کی جاتی۔

اور اگر وہ بہت ہی یاد کرے، تو سرسری طور پر سامنے کر دیں، تا کہ اس کا دل ان میں اٹکا نہ رہے، لیکن اگر وہ خود یاد نہ کرے، تو ہرگز اس کو یاد نہ دلائیں، اسی طرح بعض مرد بھی، جو زنانہ مزاج رکھتے ہیں، وہ بھی یہی مذکورہ بالا ناشائستہ حرکات کرتے ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ جانکنی کے وقت میت کے پاس دین دار اور سمجھ دار لوگ ہوں، گھر کی عورتیں اتفاق سے ایسی سمجھ دار اور دیندار ہوں، تو ان کے رہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، جو لوگ بھی رہیں، ان تمام اُمور کی احتیاط رکھیں۔ اصلاح انقلاب امت ۱/۲۳۴ (۶۱)۔

بدفالی سے یٰسین نہ پڑھنا اور میت سے دور رہنا

✽- بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ بدفالی کے خیال سے، یا دین کی عظمت دل میں نہ ہونے سے نہ اس وقت سورۂ یٰسین پڑھیں اور نہ اس کا پڑھنا گوارا کریں اور نہ کلمہ کا اہتمام کریں، نہ میت کو کلمہ کی طرف متوجہ کریں، جب کہ اس کو ہوش ہو اور نہ خود ہی اس میں مشغول ہوں، بلکہ فضول باتوں اور ان کاموں میں لگ جاتے ہیں، جن کی ضرورت بعد میں ہوگی۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں، ان سے بچنا لازم ہے۔ اصلاحِ انقلاب امت ۱/ ۲۳۵ (۶۲)۔

---

(۶۱) اصلاح انقلاب امت، حالتِ نزع میں رونے پیٹنے کے بجائے اس کو کلمہ کی تلقین: ۱/ ۲۵۱، ادارة المعارف کراچی۔

أخرج أبو داود، عن معاذ بن جبل رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، من كان آخر كلامه: لا إله إلا الله دخل الجنة. سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب: في التلقين، الحديث رقم: ۳۱۱۵، وروى مسلم، عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لقنوا موتاكم لا إله إلا الله. الصحيح لمسلم، كتاب الجنائز، باب: في تلقين المحتضر بلا إله إلا الله، الحديث رقم: ۹۱۶، وفي الدر: (يلقن) ندباً، وقيل وجوباً (بذكر الشهادتين) الخ. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الجنائز: ۲/ ۱۹۰، رشيدية.

(۶۲) اصلاح انقلاب امت، حالت وقت الموت، حالت نزع میں رونے پیٹنے کی بجائے الخ: ۱/ ۲۵۱-۲۵۲، ادارة المعارف کراچی۔

أخرج أحمد في مسند معقل بن يسار، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اقرؤوها على موتاكم، يعني: يس، أخرجه أحمد في مسند معقل بن يسار، الحديث رقم: ۲۰۳۱۶: ۵/ ۲۶، دار إحياء التراث العربي بيروت، =

بعض جگہ میت کے ورثاء اس کے مال و دولت، روپیہ پیسہ اور دیگر ساز و سامان پر قبضہ کرنے کی فکر میں بھاگتے پھرتے ہیں، مریض کے پاس کوئی نہیں رہتا اور وہ تنہا ہی ختم ہو جاتا ہے، بڑی ہی نادانی اور ظلم کی بات ہے اور پھر مرنے والے کے مال پر اس طرح قبضہ کرنا کہ جس کے قبضہ میں جو آ جائے، وہ اس کا مالک بن بیٹھے، جائز نہیں۔ مرحوم کے تمام ترکہ کو شرع کے مطابق تقسیم کرنا فرض ہے۔ اصلاح انقلاب امت ۱/۲۳۵ (۶۳)۔

❊۔ بعض لوگ مریض کے پاس اس بناء پر نہیں بیٹھتے کہ انہیں بیماری لگ جانے کا خوف رہتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی بیماری کسی کو نہیں لگ سکتی، اگر کہیں لگ گئی ہو، تو وہ بھی خالق کی حکمت و مشیت سے ہے، بغیر ان کی مشیت کے کچھ نہیں ہوتا، چنانچہ مشاہدہ ہے کہ اکثر جگہ کچھ بھی نہیں ہوتا، اس لئے ایسا کرنا بڑی سنگ دلی کی بات ہے، ہرگز وہم نہ کریں، مریض کو تنہا نہ چھوڑیں اور اس کی دل شکنی نہ کریں۔ اصلاح انقلاب امت ۱/۲۳۵ (۶۴)۔

= وابن ماجه في سننه في الجنائز، باب ما جاء في ما يقال عند المريض إذا حضر، الحديث رقم: ١٤٤٨. وفي الدر: (ويلقن) ندباً، وقيل: وجوباً (بذكر الشهادتين ......، (عنده) ......، (من غير أمره بها) ......، ويندب قراءة يس والرعد. الدر المختار. وفي الرد: تحت قوله: ويندب قراءة يس؛ لقوله عليه السلام: اقرؤوا على موتاكم يس، صححه ابن حبان. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: مطلب: في التلقين بعد الموت: ٢/١٩١، رشيدية، وفي البحر: ويقرأ عنده سورة يس، ويحضر عنده من الطيب، و يلقن: لا إله إلا الله. البحر الرائق، كتاب الجنائز: ٢/٣٠٠، رشيدية، وأخرجه أبو داود في سننه في كتاب الجنائز، باب القراءة عند الميت، الحديث رقم: ٣١٢١

(۶۳) اصلاح انقلاب امت، حالت نزع میں رونے پیٹنے کی بجائے الخ: ۱/۲۵۲، ادارۃ المعارف کراچی۔

قال الشامي: لأن التركة في الاصطلاح: ماتركه الميت من الأموال صافياً عن تعلق حق الغير بعين من الأموال. رد المحتار، كتاب الفرائض: ٥/٤٨٣، رشيدية، وفي البحر: المراد من التركة: ماتركه الميت خالياً عن تعلق حق الغير بعينه. البحر الرائق، كتاب الفرائض: ٩/٣٦٥، رشيدية، وفي الفقه الإسلامي: وهي عند الحنفية: الأموال والحقوق المالية التي كان يملكها الميت، فتشمل الأموال المادية: من عقارات، ومنقولات، وديون على الغير الخ. الفقه الإسلامي وأدلته: ٩/٧٧٢٦، الباب السادس في الميراث، رشيدية.

(۶۴) اصلاح انقلاب امت، حالت نزع میں رونے پیٹنے کی بجائے الخ: ۱/۲۵۲، ادارۃ المعارف کراچی۔

روى البخاري، عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا عدوى ولا صفر ولا هامة، فقال أعرابي: يا رسول الله! فما بال إبلي، تكون في الرمل كأنها الظباء، فيأتي البعير الأجرب، فيدخل بينها فيجربها؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فمن أعدى الأول. وقال ابن حجر: قوله: فيجرب بها ...... وهو بناء على =

کلمہ کی تلقین میں حد سے تجاوز کرنا

❊ - بعض لوگ مرنے والے کو کلمہ پڑھوانے میں اس قدر سختی کرتے ہیں کہ اس کے پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں، وہ ذرا غافل ہوا، خاموش ہوا، فوراً توبہ استغفار اور کلمہ کا تقاضا شروع کر دیتے ہیں اور برابر اس کے سر رہتے ہیں، وہ بے چارہ تنگ آ کر تکلیف جھیل کر کسی طرح پڑھ لے، تو اس پر بھی کفایت نہیں کرتے، یہ چاہتے ہیں کہ برابر پڑھتا ہی رہے، دم نہ لے، یہ سراسر جہالت کی بات ہے، خدا بچائے۔ اصلاحِ انقلاب امت ۱/۲۳۶ (۶۵)۔

مرنے والے کو کلمہ طیبہ کی تلقین کا طریقہ اسی کتاب کے بابِ دوم میں آ چکا ہے، اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

❊ - بعض لوگ اس سے بڑھ کر یہ زیادتی کرتے ہیں کہ مرنے والے سے اَخیر تک باتیں کرانا چاہتے ہیں، ذرا اسے ہوش آیا اس کو پکارتے ہیں: میاں فلانے! ذرا آنکھ تو کھولو، مجھ کو تو دیکھو میں کون ہوں؟ تم کیسے ہو؟ کچھ کہو گے؟ کس بات کو دل چاہتا ہے؟ اس طرح کی خرافات اور لغویات میں اس کو تنگ کرتے ہیں، جو کسی طرح درست نہیں، البتہ شرعاً کسی بات کو دریافت کرنا ضروری ہو، مثلاً کسی کی امانت کو پوچھا جائے کہ تم نے کہاں رکھی ہے؟ یا قرض دار اور لین دین کے بارے میں پوچھا جائے کہ جس کا حال کسی اَور سے معلوم نہیں ہو سکتا، یا اسی قسم کا

- ما كانوا يعتقدون من العدوى، أي: يكون سبباً لوقوع الجرب بها، وهذا من أوهام الجهال، كانوا يعتقدون أن المريض إذا دخل في الأصحاء أمرضهم، فنفى الشارع ذلك وأبطله. فتح الباري، كتاب الطب، باب لاهامة: ۲٤۲/۱۰، دار المعرفة بيروت.

(۶۵) اصلاح انقلاب امت، حالت نزع میں رونے پیٹنے کی بجائے الخ: ۲۵۳/۱، ادارۃ المعارف کراچی۔

روى مسلم، عن أم سلمة، قالت: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم، على أبي سلمة، وقد شق بصره، فأغمضه، ثم قال: إن الروح إذا قبض تبعه البصر، فضَجَّ ناسٌ من أهله، فقال: لا تدعوا على أنفسكم إلا بخير؛ فإن الملائكة يؤمنون على ما تقولون، ثم قال: اللهم اغفر لأبي سلمة، وارفع درجته في المهديّين، واخلفه في عقبة في الغابرين، واغفرلنا وله يا رب العالمين!، وافسح له في قبره، ونوِّر له فيه. صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب: في إغماض الميت والدعاء له إذا حضر، الحديث رقم: ۹۲۰، وابن حبان، في الجنائز، فصل: في النياحة ونحوها، ذكر أبي سلمة بن عبد الأسد المخزومي رضي الله عنه، الحديث رقم: ۷۰٤۱، ۵۱۵/۱۵، مؤسسة الرسالة بيروت، وأبو داود، في الجنائز، باب في تغميض الميت، الحديث رقم: ۳۱۱۸، وأحمد في حديث أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث رقم: ۲٦٥٨٥، ۲۹۷/٦، دار إحياء التراث العربي بيروت.

کوئی اَور حق واجب ہو، تو اسے دریافت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ ضروری ہے، بشرطیکہ مریض کو بتلانے میں ناقابل برداشت تکلیف نہ ہو۔ اصلاحِ انقلاب امت ۱/۲۳۶ (۶۶)۔

✽ – بعض جاہل لوگ اس بیچارے کو قبلہ رخ کرنے میں یہ کرتے ہیں کہ اس کا تمام بدن اور منہ پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں، اگر وہ نزع کے عالم میں بدن یا گردن کو حرکت دے، جو غیر اختیاری طور پر ہوتی ہے، تو پھر مروڑ تروڑ کر رخ بدل دیتے ہیں۔ یہ بھی غلط اور جہالت کی بات ہے، یاد رکھو! قبلہ رخ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب مریض پر شاق نہ ہو، یا جب وہ بالکل بے حس وحرکت ہو جائے، اس وقت قبلہ رو کر دیا جائے، نہ یہ کہ زبردستی کر کے اس کو تکلیف پہنچائیں۔ اصلاح انقلاب امت ۱/۲۳۷ (۶۷)۔

نزع میں نامحرم مرد کو دیکھنا

✽ – ایک بے احتیاطی یہ ہوتی ہے کہ نزع کی حالت میں نامحرم عورتیں بھی اس کے سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں اور اس وقت پردہ کو ضروری نہیں سمجھتیں، یہ بڑی جہالت کی بات ہے، کیونکہ اگر اس کو اتنا ہوش ہے کہ وہ دیکھتا اور سمجھتا ہے، تب تو اس کے سامنے آنا اور دیکھنا جائز نہیں اور اگر اتنا ہوش نہیں ہے، تو بہت سے بہت مریض نے نہ دیکھا، مگر ان عورتوں نے بلاضرورت نامحرم مرد کو دیکھا اور حدیث شریف میں اس کی بھی ممانعت آئی ہے، اس لئے نامحرم عورتیں ہرگز مریض کے سامنے نہ آئیں، اسی طرح بعض مرد بھی ایسی حالت میں نامحرم عورت کے سامنے چلے

---

(۶۶) اصلاح انقلاب امت، حالت نزع میں رونے پیٹنے کی بجائے الخ: ۱/۲۵۳، ادارۃ المعارف کراچی۔

في الدر: أوصى لرجل بكل ماله ومات ولم يترك وارثا إلا امرأته، فإن لم تجز فلها السدس، والباقي للموصى له؛ لأن له الثلث بلا إجازة، فيبقى الثلثان، فلها ربعهما وهو سدس الكل، ولو كان مكانها زوج، فإن لم يجز فله الثلث، والباقي للموصى له. الدر المختار، كتاب الوصايا: ٦/٦٥٦، رشيدية، وفي البحر: وأما إذا لم يترك وارثا فتصح وصيته بما زاد على الثلث حتى بجميع ماله عندنا. البحر الرائق، كتاب الوصايا: ٩/٢١٢، رشيدية، وهكذا في تبيين الحقائق، كتاب الوصايا: ٦/١٨٣، دار الكتاب القاهرة.

(۶۷) اصلاح انقلاب امت، حالت نزع میں رونے پیٹنے کی بجائے الخ: ۱/۲۵۳، ادارۃ المعارف کراچی۔

في الدر: (يوجه المحتضر) ...... (القبلة) على يمينه هو السنة ...... يتوجه للقبلة (وقيل: يوضع كما تيسر على الأصح) ...... (وإن شق عليه ترك على حاله). الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٢/١٨٩، رشيدية.

جاتے ہیں اور دیکھنے لگتے ہیں، سواُن کے لئے بھی ایسا کرنا جائز نہیں۔ اصلاح انقلاب امت ا/۲۳۷ (۶۸)۔

نزع کی حالت میں عورت کے مہندی لگانا

❊۔ بعض جگہ یہ قبیح رسم ہوتی ہے کہ جب کسی عورت کے انتقال کا وقت قریب ہوتا ہے، تو دوسری عورتیں اس کے ہاتھوں پر مہندی لگاتی ہیں اور اس کو مسنون سمجھتی ہیں، واضح رہے کہ یہ مسنون نہیں، بلکہ ناجائز ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل مدلل: ۵/ ۲۴۵ (۶۹)۔

---

(۶۸) اصلاح انقلاب امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں، نامحرم مرد کو مرنے الخ: ۱/ ۲۵۵، ادارۃ المعارف کراچی۔

روى البخاري، عن عقبة بن عامر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إياكم والدخول على النساء، فقال رجل من الأنصار: يا رسول الله! أرايت الحمو؟ فقال الحمو الموت. صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب: لا يخلون رجل بامرأة، الحديث رقم: ٤٩٣٤، وعن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: لعن الله الناظر والمنظور إليه. مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثالث، الحديث رقم: ٣١٢٥: ٢/٩٣٦، المكتب الإسلامي بيروت، وفي المرقاة: والمراد بحموها أقارب الزوج غير آبائه؛ لأن الخوف من الأقارب أكثر والفتنة منهم أوقع. مرقاة: ٦/٢٥٣، رقم لحديث: ٣١٠٢، دار الكتب العلمية بيروت، وفي الهندية: وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل قال فليجتنب بجهده، وهو دليل الحرمة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الكراهية، الباب الثامن: ٥/٣٢٧، رشيدية.

(۶۹) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل مدلل، کتاب الجنائز، فصل اول، نزع کے وقت عورت کو مہندی لگانا ناجائز ہے: ۵/ ۲۴۵، امدادیہ ملتان۔

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهورد. صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا صطلحوا على صلح جورٍ فهو مردود، الحديث رقم: ٢٥٥٠، وفي المرقاة: مَن أصرّ على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعةٍ أو منكرٍ. مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد تحت حديث عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، رقم الحديث: ٩٤٦: ٣/٢٦، دار الكتب العلمية بيروت، وفي السعاية: الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل لها في الشرع. السعاية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: في القراة: ٢/٢٦٥، سهيل أكيڈمي لاهور، وفي الرد: بأنها أي: البدعة، ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن علمٍ أو عملٍ أو حالٍ أو بنوع شبهةٍ أو استحسانٍ، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ١/٥٦٠، ٥٦١، رشيدية، وقال المناوي: أي أنشأ، واخترع، وأتى بأمرٍ حديثٍ من قبل نفسه...... (ما ليس منه)، أي: رأياً ليس له في الكتاب، أو السنة ظاهرٍ أو خفي ملفوظ، أو مستنبط (فهو رد) أي: مردود على فاعله لبطلانه. فيض القدير: ١١/٥٥٩٤، المكتبة التجارية الكبرى مصر.

موت کے وقت مہر معاف کرانا

❊ — ایک کوتاہی، جو بہت ہی عام ہے، یہ ہے کہ جب کوئی عورت مرنے لگتی ہے، تو اس سے کہتے ہیں کہ مہر معاف کر دے، وہ معاف کر دیتی ہے اور خاوند اس معافی کو کافی سمجھ کر اپنے آپ کو دَینِ مہر سے سبکدوش سمجھتا ہے اور کوئی وارث مانگے بھی، تو نہیں دیتا، یاد رکھئے! اول تو اس وقت اس طرح معاف کرانا بڑی سنگ دلی کی بات ہے، دوسرے اگر وہ پوری طرح ہوش میں ہو اور خوش دلی سے معاف بھی کر دے، تو مہر معاف نہ ہوگا، کیونکہ پچھلے باب میں مرض الموت کے مسائل سے معلوم ہو چکا ہے کہ مرض الموت میں معافی بحکمِ وصیت ہے اور وصیت شوہر کے لئے نہیں کی جا سکتی، کیونکہ وارث کے حق میں وصیت باطل ہے، البتہ اگر عورت کے دوسرے وارث، جو عاقل بالغ ہوں اور وہ اپنا اپنا حصۂ میراث اس مہر سے بخوشی چھوڑنا چاہیں، تو چھوڑ سکتے ہیں، لیکن جو وارث مجنون یا نابالغ ہو، اس کا حصہ اس کی اجازت سے بھی معاف نہ ہوگا۔ اصلاح انقلاب امت ۱/ ۲۳۸ (۷۰)۔

❊ — ایک کوتاہی بعض لوگوں میں یہ ہوتی ہے کہ جس کا انتقال ہونے لگے، اگر اس نے مہر ادا نہ کیا تو اس کی بیوی کو مجبور کرتے ہیں کہ اپنا مہر معاف کر دے، حالانکہ بیوی اس پر بالکل راضی نہیں ہوتی، مگر لوگوں کے اصرار، یا رسم سے مجبور ہو کر شرما شرمی میں معاف کر دیتی ہے، یاد رکھئے! اس طرح مہر معارف کرانا جائز نہیں، بڑا ظلم ہے (۷۱)۔

---

(۷۰) اصلاح انقلاب امت، اگر عورت مرتے وقت شوہر کو مہر معاف کر دے الخ: ۱/ ۲۵۶، ادارۃ المعارف کراچی۔

في الدر: (سببها) ما هو (سبب التبرعات). ......، (وعدم استغراقه بالدين)؛ لتقدمه على الوصية. وقال بعد أسطر: وتؤخر عن الدين؛ لتقدم حق العبد. الدر المختار. قوله: وعدم استغراقه، أي: الموصى به بالدين: أي: إلا بإبراء الغرماء". رد المحتار، كتاب الوصايا: ۱۰/ ۳۵۵، رشيدية، وقال في البحر: من شرائطها أن لايكون الموصي مديوناً بدون التقييد، بأن يكون الدين مستغرقاً لتركته الخ. البحر الرائق، كتاب الوصايا: ۹/ ۲۱۲، رشيدية، وقال الكاساني: ومنها: أن لايكون على الموصي دين مستغرق لتركته، فإن كان، لاتصح وصيته؛ لأن الله تبارك وتعالىٰ قدم الدين على الوصية والميراث. بدائع الصنائع، كتاب الوصايا: ۶/ ۴۳۰، رشيدية، وهكذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الفرائض: ۲۹/ ۱۳۷، ‌دارالمعرفة بيروت، وهكذا في تبيين الحقائق، كتاب الوصايا: ۶/ ۲۳۰، دارالكتاب القاهرة.

(۷۱) عن أبي حرة الرقاشي، عن عمه رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. أخرجه أحمد في حديث عم أبي حرة الرقاشي، عن عمه، الحديث رقم: ۲۰۷۱۴: ۵/ ۷۲، دار إحياء التراث العربي بيروت.

موت کے بعد کی رسمیں

اظہارِ غم میں گناہوں کا ارتکاب

❊-بہت سی جگہ رونے پیٹنے میں عورتیں بے پردہ ہو جاتی ہیں اور پردہ کا مطلق خیال نہیں رکھتیں (۷۲)۔

❊-بعض جگہ اس سے بڑھ کر یہ غضب ہوتا ہے کہ نوحہ کرنے ولوں اور والیوں کی تصویریں کھینچی جاتی ہیں اور اخبارات میں شائع کی جاتی ہیں، یہ بھی حرام اور گناہِ کبیرہ ہے (۷۳)۔

❊-بعض جگہ عورتیں فرطِ غم سے اپنے نامحرم عزیزوں مثلاً دیور، چچازاد، تایازاد اور خالہ زاد بھائی وغیرہ سے لپٹ لپٹ کر روتی ہیں، یہ بھی حرام ہے، کیونکہ رنج وغم میں شریعت کے احکام ختم نہیں ہو جاتے (۷۴)۔

---

(۷۲) روی البخاري، عن عقبة بن عامر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إياكم والدخول على النساء، فقال رجل من الأنصار: يا رسول الله! أرايت الحمو؟ فقال الحمو الموت. صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب: لا يخلون رجل بامرأة، الحديث رقم: ٤٩٣٤، وعن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: لعن الله الناظر والمنظور إليه. مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثالث، الحديث رقم: ٣١٢٥: ٩٣٦/٢، المكتب الإسلامي بيروت، وفي المرقاة: والمراد بحموها أقارب الزوج غير آبائه؛ لأن الخوف من الأقارب أكثر والفتنة منهم أوقع. مرقاة: ٢٥٣/٦، رقم الحديث: ٣١٠٢، دار الكتب العلمية بيروت، وفي الهندية: وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل قال فليجتنب بجهده، وهو دليل الحرمة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الكراهية، الباب الثامن: ٣٢٧/٥، رشيدية.

(۷۳) قال العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر؛ لأنه متوعّد عليه بهذا الوعيد الشديد أى أشد الناس عذاباً عند الله المصورون وسواء صنعه لما يمتهن أم لغيره فصنعه حرام بكل حال. فتح البارى، كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، رقم الحديث: ٥٩٥٠: ٤٧٠/١٠، قديمي.

(۷٤) في الهندية: ولا يحل له أن يمس وجهها ولا كفها وإن كان يأمن الشهوة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الكراهية، الباب الثامن الخ: ٣٢٩/٥، رشيدية، وروى البخاري، عن عقبة بن عامر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إياكم والدخول على النساء، فقال رجل من الأنصار: يا رسول الله! أرايت الحمو؟ فقال الحمو الموت. صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب: لا يخلون رجل بامرأة، الحديث رقم: ٤٩٣٤، وعن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: لعن الله الناظر والمنظور إليه. مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثالث، الحديث رقم: ٣١٢٥: ٩٣٦/٢، المكتب الإسلامي بيروت، وفي المرقاة: والمراد =

❊ - بعض جگہ اوپر کی عورتیں دیدہ ودانستہ ایسی باتیں کرتی ہیں جس سے رونا آئے اور بعض عورتیں بن بن کر بتکلف روتی ہیں، یہ سب غلط ہے اور منع ہے۔ اصلاح الرسوم (٧٥)۔

❊ - بعض جگہ گھر کی اور برادری کی عورتیں میت کے گھر سے نکلتے وقت نوحہ کرتی ہوئی گھر کے باہر تک آجاتی ہیں اور تمام غیر مردوں کے سامنے بے حجاب ہوجاتی ہیں، یہ سب ناجائز وحرام ہے (٧٦)۔

= يحموها أقارب الزوج غير آبائه؛ لأن الخوف من الأقارب أكثر والفتنة منهم أوقع. مرقاة: ٢٥٣/٦، رقم الحديث: ٣١٠٢، دار الكتب العلمية بيروت، وفي الهندية: وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل قال فليجتنب بجهده، وهو دليل الحرمة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الكراهية، الباب الثامن: ٣٢٧/٥، رشيدية.

(٧٥) اصلاح الرسوم، تیسرا باب، چوتھی فصل، مرنے کے بعد کی رسمیں، ص: ١٤٧-١٤٨، مکتبہ حقانیہ ملتان۔

أخرج أبو داود، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس منا من حلق، ومن سلق، ومن خرق. سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب: في النوح، رقم الحديث: ٣١٣٠، وأخرج أبو داود، عن أنس بن مالك رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وُلِدَ لي الليلةَ غلامٌ فسميته باسم أبي: إبراهيم، فذكر الحديث، قال أنس رضي الله عنه: لقد رأيته يكيد بنفسه بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فدمعت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال صلى الله عليه وسلم: تدمع العين ويحزن القلب، ولا نقول إلا ما يرضي ربنا، إنا بك يا إبراهيم لمحزونون. أخرجه أبو داود، في الجنائز، باب: في البكاء على الميت، رقم الحديث: ٣١٢٦، روى البخاري، عن عبد الله رضي الله عنه، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ليس منّا من لطم الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية. صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب، الحديث رقم: ١٢٣٢، والترمذي، في كتاب الجنائز، باب ماجاء في النهي عن ضرب الخدود وشق الجيوب عند المصيبة، الحديث رقم: ٩٩٩، وابن ماجه، في الجنائز، باب ماجاء في النهي عن ضرب الخدود، الحديث رقم: ١٥٨٤، والبخاري في الجنائز، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: إنا بك لمحزونون، الحديث رقم: ١٢٤١.

(٧٦) روى البخاري، عن عقبة بن عامر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إياكم والدخول على النساء، فقال رجل من الأنصار: يا رسول الله! أرأيت الحمو؟ فقال الحمو الموت. صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب: لا يخلون رجل بامرأة، الحديث رقم: ٤٩٣٤، وعن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: لعن الله الناظر والمنظور إليه. مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثالث، الحديث رقم: ٣١٢٥: ٩٣٦/٢، المكتب الإسلامي بيروت، وفي المرقاة: والمراد يحموها أقارب الزوج غير آبائه؛ لأن الخوف من الأقارب أكثر والفتنة منهم أوقع. مرقاة: ٢٥٣/٦، رقم الحديث: ٣١٠٢، دار الكتب العلمية بيروت، وفي الهندية: وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل قال فليجتنب بجهده، وهو دليل الحرمة. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الكراهية، الباب الثامن: ٣٢٧/٥، رشيدية.

پوسٹ مارٹم

❊- آج کل حادثات میں ہلاک یا قتل ہونے والوں کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے اور جسم کو چیر پھاڑ کر اندرونی حصے دیکھے جاتے ہیں، ان میں بیشتر صورتیں ایسی ہوتی ہیں جہاں پوسٹ مارٹم شرعی ضرورت کے بغیر کیا جاتا ہے، جو جائز نہیں اور اگر کہیں شرعی ضرورت ہو، یعنی کسی دوسرے زندہ شخص کی جان بچانے یا کسی کا مال ضائع ہونے سے بچانے کے لئے پوسٹ مارٹم ناگزیر ہو تو اس میں بھی شرعی احکام مثلاً ستر اور احترامِ میت وغیرہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور فارغ ہونے کے بعد اس کے تمام اعضاء کو دفن کر دینا ضروری ہے۔ امداد الفتاویٰ ۱/۵۰۸ (۷۷)، وکفایت المفتی ۴/۱۸۸ (۷۸)۔

تجہیز و تکفین اور تدفین میں تاخیر

❊- بعض جگہ میت کے مال و دولت کی جانچ پڑتال یا تقسیمِ ترکہ کے انتظام واہتمام یا دوستوں اور

---

(۷۷) امداد الفتاویٰ، کتاب الجنائز، باب ہشتم، عنوان: شقِ لاش و تاخیر دفن بعض اعضاء: ۱/۵۸۹، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كسر عظم الميت ككسره حيًّا. أخرجه أبو داود في الجنائز، باب: في الحفار يجد العظم، هل يتنكب ذلك المكان، الحديث رقم: ٣٢٠٧، ومشكوة المصابيح، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، الفصل الثالث، الحديث رقم: ١٧١٤، ١/٥٣٧، المكتب الإسلامي بيروت، وقال الباجي: يريد أن له من الحرمة في حال موته مثل ماله منها حال حياته: وإن كسر عظامه في حال موته يحرم كما يحرم كسرها حال حياته ...... وقال الزرقاني رحمه الله: الاتفاق على حرمة فعل ذلك به في الحيوة والموت. أوجز المسالك، كتاب الجنائز، باب ما جاء: في الاختفاء، رقم الباب: ١٢٣: ٤/٤٢١، دار الكتب العلمية بيروت.

(۷۸) کفایت المفتی، کتاب الجنائز، آٹھواں باب، پوسٹ مارٹم: ۴/۲۰۰، دار الاشاعت کراچی۔

في فتح القدير: وفي التجنيس من علامة النوازل: "إمرأة حامل ماتت، واضطرب في بطنها شئ وكان رأيهم أنه ولد حي شق بطنها. فتح القدير، فصل في الدفن: ٢/١٤٢، دار الفكر بيروت، وفي الخانية: إمرأة ماتت والولد يضطرب في بطنها، قال محمد رحمه الله تعالىٰ: يشق بطنها ويخرج الولد لا يسع إلا ذلك. فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، باب غسل الميت ومايتعلق بها: ١/١٨٨، رشيديه، وفي المراقي: ماتت، واضطرب الولد في بطنها يشق ويخرج لا يسع إلا ذلك كذا في شرح المقدسي. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ١/٣٨٤، المطبعة الكبرىٰ مصر، وكذا في درر الحكام شرح غرر الأحكام، كتاب الصلوة، باب الجنائز: ١/١٦٧، دار الكتب العلمية بيروت.

رشتہ داروں کے انتظار یا نمازیوں کی کثرت، یا ایسی ہی اور کسی غرض سے میت کی تدفین میں دیر کرتے ہیں، حتی کہ بعض جگہ کامل دو دن تک میت کو پڑا رکھتے ہیں، یہ سب ناجائز و منع ہے۔ دلیل الخیرات (۷۹)۔

❊۔ بعض جگہ یہ رسم ہے کہ میت کی تجہیز و تکفین سے پہلے گٹھلیوں پر ایک لاکھ مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھوانا ضروری سمجھتے ہیں اور اس کی تکمیل کے واسطے دوسروں کو بلاوے دیئے جاتے ہیں اور انہیں خواہی نخواہی آنا پڑتا ہے اور جو شخص نہ آئے یا نہ آسکے تو وہ تعزیت اور جنازہ میں بھی ندامت کے باعث شرکت نہیں کرتا، اس میں بھی متعدد خرابیاں ہیں اور تجہیز و تکفین میں بھی تاخیر ہوتی ہے، اس لئے یہ رسم بھی واجب الترک ہے۔ امداد الاحکام ۱/۱۰۳ (۸۰)۔

---

(۷۹) دلیل الخیرات فی ترک المنکرات، از حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ، رسم نمبر ۱، ص: ۱۴، مکتبہ تھانوی بندر روڈ کراچی۔

(۸۰) امداد الاحکام، کتاب السنۃ والبدعۃ، تجہیز و تکفین سے قبل گٹھلیوں پر کلمہ طیبہ پڑھوانا: ۱/۱۹۵، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا صطلحوا على صلح جورٍ فهو مردود، الحديث رقم: ٢٥٥٠، وفي المرقاة: مَن أصرّ على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعةٍ أو منكرٍ. مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد تحت حديث عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، رقم الحديث: ٩٤٦: ٣/٢٦، دار الكتب العلمية بيروت، وفي السعاية: الاصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل لها في الشرع. السعاية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: في القراة: ٢/٢٦٥، سهيل أكيڈمي لاهور، وفي الرد: بأنها أي: البدعة، ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن علمٍ أو عملٍ أو حالٍ أو بنوع شبهةٍ أو استحسانٍ، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ١/٥٦٠، ٥٦١، رشيدية،، وعن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهورد. صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا صطلحوا على صلح جورٍ فهو مردود، الحديث رقم: ٢٥٥٠، وفي المرقاة: مَن أصرّ على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعةٍ أو منكرٍ. مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد تحت حديث عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، رقم الحديث: ٩٤٦. ٣/٢٦، دار الكتب العلمية بيروت، وفي السعاية: الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل ابها في الشرع. السعاية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: في القراة: ٢/٢٦٥، سهيل أكيڈمي لاهور، وفي الرد: بأنها أي: البدعة، ما أحدث على خلاف، الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم. عن علمٍ أو عملٍ أو حالٍ أو بنوع شبهةٍ أو استحسان، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ١/٥٦٠، ٥٦١، رشيدية.

میت کو سِلا ہوا پائجامہ اور ٹوپی پہنانا

❁ —بعض جگہ میت کو کفنانے کے وقت مرد ہو یا عورت پائجامہ اور ٹوپی پہنا۔ تے ہیں، یہ ناجائز ہے۔ فتاویٰ دار العلوم مکمل مدلل ۲۷۱/۵(۸۱)۔

میت کے کفن سے بچا کر امام کا مصلی بنانا

❁ —ایک عام رسم یہ بھی ہے کہ میت کے کفن سے کوئی گز بھر کپڑا بچا لیتے ہیں یا زائد خرید لیتے ہیں، جو نمازِ جنازہ کے بعد امام کا حق سمجھا جاتا ہے، بعض جگہ اوپر کی چادر بھی امام کو دے دی جاتی ہے، سو یہ مصلی اور چادر بنانا غلط ہے، کفن کے مصارف سے اس کا کچھ تعلق نہیں، امام کا ان میں کوئی حق نہیں اور مشترک ترکہ سے اس کا صدقہ میں دینا بھی جائز نہیں۔ احسن الفتاویٰ ۳۷۹/۱، بزیادہ (۸۲)۔

میت کے سینہ اور کفن پر کلمہ لکھنا اور شجرہ وعہد نامہ رکھنا

❁ —بعض جگہ میت کے سینہ یا پیشانی یا کفن پر کلمۂ طیبہ، کلمۂ شہادت، آیت الکرسی اور دیگر آیات اور دعائیں روشنائی وغیرہ سے لکھی جاتی ہیں، اس طرح لکھنا جائز نہیں، کیونکہ میت کے پھٹنے سے بے حرمتی ہوگی، البتہ بغیر روشنائی کے صرف انگلی کے اشارہ سے کچھ لکھ دیا جائے کہ لکھنے کے نشان ظاہر نہ ہوں، تو یہ جائز ہے، بشرطیکہ اس کو بھی مسنون یا مستحب یا ضروری نہ سمجھیں، ورنہ یہ بھی بدعت اور واجب الترک ہوگا۔ احسن الفتاویٰ ۳۵۱/۱ بایضاح (۸۳)۔

---

(۸۱) فتاویٰ دار العلوم، کتاب الجنائز، مسائل کفن میت، مردہ کو سلا ہوا پائجامہ اور ٹوپی کفن میں دینا کیسا ہے: ۲۷۱/۵، امدادیہ ملتان۔

قال الشامي: والقميص من أصل العنق إلى القدمين بلا دخريص. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الجنائز: ۲۰۲/۲، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الجنائز: ۳۰۷/۲، رشيدية.

(۸۲) احسن الفتاویٰ، باب رد البدعات، کفن سے بچا کر امام کے لئے مصلیٰ بنانا: ۳۷۹/۱، سعید کراچی۔

(۸۳) احسن الفتاویٰ، باب رد البدعات، میت کے سینہ پر کلمہ شہادت لکھنا: ۳۵۱/۱، سعید کراچی۔

قال الشامي: وقد أفتى ابن الصلاح: لايجوز أن يكتب على الكفن يس والكهف ونحوهما خوفاً من صديد الميت، وقدمنا قبيل باب المياه عن الفتح: أنه تكره كتابة القرآن وأسماء الله تعالىٰ على الدارهم، والمحاريب، والجدران، ومايفرش، وما ذاك إلا لإحترامه وخشية وطئه ونحوه مما فيه إهانة، فالمنع هنا بالأولىٰ ما لم يثبت عن المجتهد أو ينقل فيه حديث ثابت. ردالمحتار، كتاب الصلوة الجنازة، باب الشهيد، مطلب: فيما يكتب على كفن الميت: ۱۸۶/۳، رشيدية، وهكذا في فتح القدير، فصل في الآسار وغيرها: فروع: تكره كتابة القرآن وأسماء الله تعالىٰ على الدارهم، والمحاريب، =

❊۔بعض لوگ میت کے سینہ پر عہد نامہ یا شجرہ یا سورۂ یٰس وغیرہ رکھ دیتے ہیں، یا پتھر پر لکھ کر اس کے ساتھ قبر میں رکھ دیتے ہیں، میت کے گلنے سڑنے سے اس کی بے ادبی ہوتی ہے، لہٰذا اس کو بھی ترک کرنا چاہیے، البتہ جس چیز کا ادب شریعت میں اس درجہ کا نہیں اس کا قبر میں رکھ دینا درست ہے، جیسے کسی بزرگ کا کپڑا وغیرہ۔ اصلاح انقلاب امت ۱/۲۱۴ (۸۴)۔

میت کو کفن میں عمامہ دینا

❊۔بعض جگہ علماء اور سرداروں وغیرہ کی میت کو کفن کے تین ٹکڑوں کے علاوہ ایک عدد عمامہ بھی دیتے ہیں، سو یہ عمامہ دینا مکروہ ہے، خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین یمنی چادروں میں کفنایا گیا تھا، جس میں عمامہ نہیں تھا، احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ امداد الفتاویٰ ۱/۵۱۰ (۸۵)، وفتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ۵/۲۵۹ (۸۶)۔

= والحدران، ومايفرش، ١/١٦٩، دار الفكر بيروت، وفي فتاوى اللكنوي: الاستفسار: قد تعارف في بلادنا أنهم يلقون على قبر الصلحاء ثوباً مكتوباً فيه سورة الإخلاص، هل فيه بأس؟. الاستبشار: هو استهانة بالقرآن؛ لأن هذا الثوب إنما يلقي تعظيماً للميت، ويصير هذا الثوب مستعملاً مبتذلاً، وابتذال كتاب الله من أسباب عذاب القبر. فتاوىٰ اللكنوى المسماة نفع المفتى والسائل، ما يتعلق بتعظيم اسم الله الخ، ص: ٤٠٣، دارابن حزم بيروت.

(۸۴) اصلاح انقلاب امت، میت کے معاملہ کے متعلق کوتاہیاں: ۱/۲۴۱، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

في فتاوى اللكنوي: الاستفسار: قد تعارف في بلادنا أنهم يلقون على قبر الصلحاء ثوباً مكتوباً فيه سورة الإخلاص، هل فيه بأس؟. الاستبشار: هو استهانة بالقرآن؛ لأن هذا الثوب إنما يلقي تعظيماً للميت، ويصير هذا الثوب مستعملاً مبتذلاً، وابتذال كتاب الله من أسباب عذاب القبر. فتاوىٰ اللكنوى المسماة نفع المفتي والسائل، ما يتعلق بتعظيم اسم الله الخ، ص: ٤٠٣، دارابن حزم بيروت، وقال الشامي: وقد أفتى ابن الصلاح: لايجوز أن يكتب على الكفن يس والكهف ونحوهما؛ خوفاً من صديد الميت، وقدمنا قبيل باب المياه عن الفتح: أنه تكره كتابة القرآن وأسماء الله تعالىٰ على الدارهم، والمحاريب، والجدران، ومايفرش، وما ذاك إلا لإحترامه وخشية وطئه ونحوه مما فيه إهانة، فالمنع هنا بالأولىٰ ما لم يثبت عن المجتهد أو ينقل فيه حديث ثابت. ردالمحتار، كتاب الصلوة الجنازة، باب الشهيد، مطلب: فيما يكتب على كفن الميت: ٣/١٨٦، رشيدية، وهكذا في فتح القدير، فصل في الآسار وغيرها: فروع: تكره كتابة القرآن وأسماء الله تعالىٰ على الدارهم، والمحاريب، والجدران، ومايفرش، ١/١٦٩، دار الفكر بيروت.

(۸۵) امداد الفتاویٰ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، عمامہ دادن میت علماء وسرداررا، الخ: ۱/۵۹۰، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

(۸۶) فتاویٰ دارالعلوم، کتاب الجنائز، فصل ثالث، عنوان: کفن میں عمامہ دینا مکروہ ہے: ۵/۲۵۹، امدادیہ ملتان۔ .... =

میت کے سرمہ لگانا اور کنگھی کرنا

❊ ـبعض لوگ میت کی آنکھوں میں سرمہ اور کاجل لگاتے ہیں، سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں کنگھا بھی کرتے ہیں، بعض لوگ ناخن اور بال کتر دیتے ہی، یہ سب ناجائز ہے۔فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل: ۵/ ۲۴۸ (۸۷)۔

کفنانے کے بعد امام کا خط میت کو دینا

❊ ـبعض لوگ میت کو کفن پہنانے کے بعد امام مسجد کا لکھا ہوا خط میت کے دونوں ہاتھوں میں دیتے ہیں، سو یہ بھی بے اصل اور لغو ہے۔فتاویٰ دارالعلوم مدلل ۵/ ۲۵۶ (۸۸)۔

نماز جنازہ سے پہلے اور بعد اجتماعی دعا کرنا

❊ ـبعض جگہ یہ رسم ہے کہ میت کو کفنانے کے بعد جنازہ تیار کر کے تمام حاضرین اجتماعی طور پر فاتحہ پڑھتے اور دعا کرتے ہیں اور بعض جگہ نمازِ جنازہ کے بعد بھی اجتماعی دعا کی جاتی ہے۔

تو یاد رکھئے کہ نماز جنازہ خود دعا ہے، میت کے لئے جو شریعت نے دعا مقرر فرمائی ہے اس میں اجتماعی طور پر جو دعا پڑھی جاتی ہے، وہ میت اور تمام مسلمانوں کے لئے اتنی جامع اور مفید دعا ہے کہ ہم اور آپ عمر بھی سوچ بچار سے بھی اس سے بہتر دعا نہیں کر سکتے، نماز جنازہ سے پہلے یا بعد اجتماعی دعا یا فاتحہ پڑھنے کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، اس لئے یہ ناجائز اور بدعت ہے (۸۹)۔

= في الدر: (ولابأس في الكفن ببرودٍ، وكتانٍ، وفي النساء بحريرٍ ومزعفرٍ ومعصفرٍ)؛ لجوازه الخ. الدرالمختار. قوله:وفي النساء، على تقدير مضاف: أي: وفي كفن النساء، واحترز عن الرجال؛ لأنه يكره لهم ذلك. ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/ ۱۱۸، رشيدية، وفي الهندية: ولابأس ...... وفي حق النساء بالحرير والإبريسم والمعصفر والمزعفر. ويكره للرجال ذلك. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثالث في التكفين: ۱/ ۱۶۱، رشيدية

(۸۷) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، کتاب الجنائز، فصل ثانی، مسائل غسل میت، میت کے سرمہ لگانا اور کنگھی کرنا کیسا ہے؟ ۵/ ۲۴۸، إمدادیہ ملتان۔

في الدر: (ولا يسرح شعره)، أي: يكره تحريما (ولا يقص ظفره) إلا المكسوره (ولا شعره) الخ. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الجنائز: ۲/ ۱۹۸، رشيدية.

(۸۸) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، کتاب الجنائز، فصل ثالث، عنوان: کفن پہنانے کے بعد امام کی چٹھی دینا، الخ: ۵/ ۲۵۶–۲۵۷، امدادیہ ملتان۔

(۸۹) رد المحتار، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة: ۱/ ۴۲۳، رشيدية، وكذا في البحر، كتاب الصلوة: ۱/ ۲۲۹، رشيدية، وهكذا في البدائع، كتاب الصلوة، فصل: وأما بيان ماتصح به وما تفسد به......: ۱/ ۳۱۵، رشيدية.

❊ - اگر کسی کو شبہ ہو کہ دعا تو تمام زندہ و مردہ مسلمانوں کے لئے ہر وقت جائز ہے، پھر اس موقع پر دعا مکروہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب یہ ہے کہ فقہائے کرامؒ نے انفرادی طور پر دعا کرنے سے منع نہیں فرمایا، میت کے وقتِ انتقال، بلکہ اس سے بھی پہلے عیادت کے زمانے سے اس کے لئے فرداً فرداً دعا مانگنے کا ثبوت، احادیث اور فقہ کی کتابوں میں موجود ہے، ہر مسلمان کو اختیار ہے، بلکہ بہتر ہے کہ جب وہ کسی مریض کی عیادت کو جائے، تو اس کے لئے دعا کرے اور اگر اس کا انتقال ہو جائے تو اس کیلئے مغفرت کی دعا کرے اور دفن تک بلکہ اپنی زندگی بھر میت کے لئے دعا کرتا رہے، تلاوتِ قرآن کریم اور دیگر مالی و بدنی عبادتوں کا ثواب اسے پہنچاتا رہے، ان تمام حالات میں فرداً فرداً دعا کرنے یا ایصالِ ثواب کرنے کی کوئی ممانعت نہیں، بشرطیکہ اپنی طرف سے کوئی ایسی بات ایجاد نہ کرے، جو شریعت کے خلاف ہو اور کوئی ایسی شرط یا پابندی اپنی طرف سے نہ لگائے، جو شریعت نے عائد نہیں کی۔

اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان میت کے لئے اجتماع کے ساتھ دعا کرنے کا طریقہ صرف وہ مقرر فرمایا ہے، جسے نماز جنازہ کہتے ہیں، انفرادی طور پر ہر شخص، ہر وقت دعا کر سکتا ہے، لیکن جمع ہو کر دعا کرنے کا ثبوت صرف نمازِ جنازہ کے اندر ہے، اس سے پہلے یا اس کے بعد جن جن مواقع میں دعا کے لئے لوگوں کو جمع کیا جاتا ہے یہ لوگوں کی اپنی ایجاد ہے اور فقہائے کرام اسی اجتماع کو مکروہ اور بدعت فرماتے ہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں اس ممانعت کی صراحت موجود ہے (۹۰)۔ دلیل الخیرات: ۵۱-۵۳ (۹۱)، امداد المفتین: ۴۴۴ (۹۲)۔

---

(۹۰) قال في البزازية: ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع والأعياد. الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، قبيل الفصل السادس والعشرون في حكم المسجد: ٤/٨١، رشيدية، وقال في الشامي: ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول، والثالث، وبعد الأسبوع، ونقل الطعام إلى القبر في المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن، وجمع الصلحاء، والقراء للختم، أو لقراءة سورة الأنعام، أو الإخلاص......، وهذه الأفعال كلها للسمعة والرياء، فيحترز عنها؛ لأنهم لايريدون بها وجه الله تعالىٰ رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت: ٣/١٧٦، رشيدية.

(۹۱) دلیل الخیرات فی ترک المنکرات، از حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ، ص: ۵۱-۵۳، مکتبہ تھانوی بندر روڈ کراچی۔

(۹۲) امداد المفتین (فتاویٰ دار العلوم دیوبند)، کتاب الجنائز، فصل: في الصلوة على الميت، عنوان: نماز جنازہ کے بعد وہیں ٹھہر کر دعا کرنا، ص: ۴۷۶، دار الاشاعت کراچی۔

آج کل اس پر مزید ستم یہ ہونے لگا ہے کہ جو شخص اس بدعت میں شریک نہیں ہوتا، اس پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی بدعت اور جہالت و گمراہی سے محفوظ رکھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر جینے اور اسی پر مرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین (۹۳)۔

جنازہ یا قبر پر پھولوں کی چادر ڈالنا

❊ —قبر پر اور جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے کا بھی ایک رواج چل نکلا ہے اور اس کو تجہیز و تکفین کے اعمال میں سے ایک عمل سمجھا جاتا ہے اور قبر پر اگر بتیاں جلائی جاتی ہیں، حالانکہ قرآن وسنت اور صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین سے ان تینوں امور کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا یہ بھی بدعت اور ناجائز ہیں۔ امداد الاحکام (۹۴)، وعلماء کا متفقہ فیصلہ (۹۵)۔

جنازہ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا

❊ —ایک رواج یہ عام ہو گیا ہے کہ اگر کسی شخص کا انتقال اس کے وطن کے علاوہ اَور کسی شہر یا ملک میں ہو، تو اسے وہیں دفن نہیں کیا جاتا، بلکہ اس کے وطن میں پہنچانا اور وہاں پر دفن کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے اور ہوائی جہاز تک کے اخراجات کو اس سلسلہ میں برداشت کیا جاتا ہے، یہ بھی حدِ شرعی سے تجاوز ہے۔ مستحب یہ ہے کہ جس شخص کا جہاں انتقال ہو، اسے وہیں دفن کیا جائے۔ ایک ملک سے دوسرے ملک یا ایک شہر سے دوسرے شہر دفن

---

(۹۳) قال الله تعالى: ﴿ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله، فيسبوا الله عدواً بغير علمٍ، كذلك زيّنا لكل أمة عملهم، ثم إلى ربهم مرجعهم، فينبّئهم بما كانوا يعملون.﴾ (الأنعام، الآية رقم: ١٠٨، وعن جابر بن عبدالله، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم......، يقول: ......، وشر الأمور محدثاتها و كل بدعةٍ ضلالة. صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلوة والجمعة، الحديث رقم: ٨٦٧، وأخرج أبوداود، عن العرباض بن سارية، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ...... وإياكم ومحدثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة و كل بدعةٍ ضلالة. أبو داود، كتاب السنة، باب: في لزوم السنة، الحديث رقم: ٤٦٠٧، والحاكم في المستدرك، كتاب العلم، الحديث رقم: ٣٢٩ :١/١٧٤، دار الكتب العلمية بيروت، والترمذي في كتاب العلم، باب ماجاء: في الأخذ بالسنة واجتناب البدع، الحديث رقم: ٢٦٧٦، وأحمد في مسند العرباض بن سارية، الحديث رقم: ١٧١٨ :٤/١٢٤، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۹۴) امداد الاحکام، کتاب السنۃ والبدعۃ، عنوان: قبر اور جنازے پر تخفیفِ عذاب کے لئے پھول ڈالنے کا حکم: ۱/۱۸۲، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۹۵) علماء کا متفقہ فیصلہ

کے لئے لے جانا خلافِ اولیٰ ہے، بشرطیکہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ دور نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ دور ہو تو پھر میت کو دوسری جگہ لے جانا جائز ہی نہیں ہے اور دفن کرنے کے بعد کھود کر لے جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے۔ بہشتی گوہر:۹۲(۹۶)۔

غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنا

❊- فقہ حنفی میں نمازِ جنازہ صحیح ہونے کے لئے میت کا سامنے موجود ہونا شرط ہے، بغیر اس کے نمازِ جنازہ درست نہیں۔ لیکن اب غائبانہ نماز جنازہ کا بھی رواج ہو رہا ہے، فقہ حنفی میں اس کی کوئی گنجائش نہیں، اس لئے حنفی مسلک رکھنے والوں کو اس میں شرکت کرنا درست نہیں۔ امداد الاحکام:۱/۷۴۳(۹۷)۔

---

(۹۶) بہشتی گوہر، حصہ یازدہم، نمازِ جنازہ اور اس کے احکام، ص:۸۹۷، دار الاشاعت کراچی۔

قال في الهندية: ويستحب في القتيل والميت دفنه في المكان الذي مات في مقابر أولئك القوم، إن نقل قبل الدفن إلى قدر ميل، أو ميلين، فلا بأس به، وكذا لو مات في غير بلده، يستحب تركه، فإن نقل إلى مصر آخر، لا بأس به، ولا ينبغي إخراج الميت من القبر بعد ما دفن الخ. الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن: ١٦٧/١، رشيدية، وكذا في رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٧٣/٣، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣٧٢/٢، رشيدية.

(۹۷) امداد الاحکام، کتاب الجنائز، عنوان: غائبانہ نمازِ جنازہ کا حکم: ۸۳۴/۱، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

وعن أمامة رضي الله تعالىٰ عنه، قال: أتى رسولَ الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم جبريلُ، وهو بتبوك، فقال: يا محمد! اشهد جنازة معاوية بن معاوية المزني. فخرج رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ونزل جبريل في سبعين ألفاً من الملائكة، فوضع جناحه الأيمن على الجبال، فتواضعت، ووضع جناحه الأيسر على الأرض فتواضعت، حتى نظر إلى مكة والمدينة، فصلى عليه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وجبريل، والملائكة ......، الحديث. أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، محمد بن زياد الألهاني عن أبي أمامة، الحديث رقم: ٧٥٣٧: ١١٦/٨، مكتبة الزهراء الموصل، وكذا في مجمع الزوائد للهيثمي، كتاب الجنائز، باب الصلوة على الغائب: ٣٨/٣، دار الريان بيروت، وفي زاد المعاد: ولم يكن من هديه وسنته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الصلوة على كل ميت غائب، فقد مات خلق كثير من المسلمين وهم غيّب، فلم يصل عليهم الخ. زاد المعاد في هدي خير العباد لابن القيم، فصل: في هديه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في الصلوة على الغائب: ٥١٩/١، مؤسسة الرسالة بيروت، وقال الملا علي القاري: وقد مات من الصحابة خلق كثير وهم غائبون عنه، وسمع بهم، فلم يصل عليهم إلا غائباً واحداً، ورد أنه طويت له الأرض حتى حضره. عمدة القاري، كتاب الجنائز، باب الرجل ينبغي إلى أهل الميت بنفسه، ذكر ما يستفاد منه، فرع: ٢٢/٨، دار إحياء التراث =

نمازِ جنازہ مکرر پڑھنا

✽ —ایک غلطی یہ بھی ہو رہی ہے کہ میت پر متعدد بار جنازہ کی نماز ہوتی ہے اور یہ عموماً اس وقت ہوتا ہے جب میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کیا جائے، اس وقت دونوں شہروں میں نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ نمازِ جنازہ مکرر پڑھنا بدعت اور مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر ولی کی اجازت کے بغیر دوسروں نے جنازہ کی نماز پڑھ لی ہو اور خود ولی نے ان کے پیچھے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو تو اس کو دوبارہ پڑھنے کا حق ہے۔ امداد الاحکام: ۱/ ۷۳۵ (۹۸)۔

نمازِ جنازہ کے فوٹو شائع کرنا

✽ —دورِ حاضر کی ایک لعنت یہ بھی ہے کہ نمازِ جنازہ کے فوٹو اخبارات میں شائع کئے جاتے ہیں اور فوٹو میں ممتاز شخصیات کو نمایاں کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، حالانکہ یہ تصویر کشی حرام ہے (۹۹)۔

= العربي ببيروت، وفي الدر: وشرطها أيضاً حضوره (ووضعه) وكونه هو، أو أكثره (أما المصلي) وكونه للقبلة، فلا تصح على غائب. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۲۳/۳، رشيدية، وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلوة، فصل: في صلوة الجنائز، الرابع في الصلوة عليه، ص: ۵۸۳، سهيل أكيڈمي لاهور، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳۱٤/۲، رشيدية.

(۹۸) امداد الأحکام، کتاب الجنائز، عنوان: نماز جنازہ کی تکرار بدعت اور مکروہ تحریمی ہے: ۱/ ۸۲۷، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

قال في الدر: (فإن صلى غيره)، أي: الولي (من ليس له حق التقدم) على الولي (ولم يتابعه) الولي، (أعاد الولي)، ولو على قبره، إن شاء؛ لأجل حقه، لا لإسقاط الفرض، وكذا قلنا: ليس لمن صلى عليها إن يعيد مع الولي؛ لأن تكرارها غير مشروع الخ. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱٤٤/۳، ۱٤٦، رشيدية، وفي البحر: قوله: ولم يصل غيره بعده، أي: بعد ما صلى الولي؛ لأن الفرض قد تأدى بالأولى، والتنفل بها غير مشروع إلا لمن له الحق، وهو الولي عند تقدم الأجنبي الخ. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳۱۸/۲، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلوة على الميت: ۱٦٤/۱، رشيدية

(۹۹) عن عبدالله، قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب التصاوير، الحديث رقم: ۵۹۵۰، ومسلم في اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، الحديث رقم: ۲۱۰۹، وقال السيوطي في الدر المنثور، في تفسير قوله تعالىٰ: ﴿إن الذين يؤذون الله ورسوله﴾، قال: أصحاب التصاوير. الدر المنثور، الأحزاب: ٦۵۷/٦، دار الفكر ببيروت.

جوتے پہن کر نمازِ جنازہ پڑھنا

❊ ۔ ایک کوتاہی عام طور سے یہ بھی ہو رہی ہے کہ لوگ روزمرہ کے عام زیرِ استعمال جوتے پہن کر یا ان کے اوپر قدم رکھ کر جنازہ کی نماز پڑھ لیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ وہ جوتے پاک بھی ہیں یا نہیں، حالانکہ اگر جوتے پہنے پہنے نماز پڑھی جائے، تو ضروری ہے کہ زمین اور جوتے کے اندر اور نیچے کی دونوں جانبیں پاک ہوں، ورنہ نماز نہ ہوگی اور اگر جوتوں سے پَیر نکال کر اوپر رکھ لئے ہیں، تو یہ ضروری ہے کہ جوتوں کا اوپر کا حصہ، جو پَیر سے متصل ہے، پاک ہو، اگرچہ نیچے کا ناپاک ہو، اگر اوپر کا حصہ بھی ناپاک ہو تو اس پر نماز درست نہ ہوگی۔ امداد الاحکام: ۱/۷۴۰(۱۰۰)۔

میت کے فوٹو کھینچنا

❊ ۔ بعض لوگ نمازِ جنازہ سے فارغ ہو کر، میت کا منہ کھول کر اس کا فوٹو کھینچتے یا کھنچواتے ہیں، تاکہ بطور یادگار اس کو رکھیں، یاد رکھئے! تصویر کشی مطلقاً حرام ہے، لہٰذا میت کا فوٹو لینا بھی حرام ہے، فوٹو کھینچنے اور کھنچوانے والے دونوں گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ تصویر کے شرعی احکام (۱۰۱)۔

---

(۱۰۰) امداد الاحکام، کتاب الجنائز، عنوان: جوتوں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟: ۱/۸۳۲-۸۳۳، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

في البحر: ولو افترش نعليه وقام عليهما جازت، وبهذا يعلم مايفعل في زماننا من القيام على النعلين في صلوة الجنازة، لكن لابد من طهارة النعلين، كما لايخفي. البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۲/۳۱۵، رشيدية، وقال اللكنوي: لو افترش نعليه وقام عليهما جازت صلاته، بمنزلة ما لو بسط الثوب الطاهر على الأرض النجسة، وصلى عليه، فإنه يجوز. مجموعة رسائل اللكنوي، رسالة: غاية المقال فيما يتعلق بالنعال، فصل: أحكام النعال المتعلقة بالصلوة: ۲۹/۱، إدارة القرآن كراجي، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز، فصل: الصلوة عليه: ۱/۴۰۴، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۱۰۱) تصویر کے شرعی احکام، از مفتی اعظم محمد شفیع صاحبؒ، ص: ۷۸، ادارۃ المعارف کراچی۔

روى البخاري، عن عبدالله، قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب التصاوير، الحديث رقم: ۵۶۰۶، ومسلم في اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، الحديث رقم: ۲۱۰۹، وقال السيوطي في الدر المنثور، في تفسير قوله تعالىٰ: ﴿إن الذين يؤذون الله ورسوله﴾، قال: أصحاب التصاوير. الدر المنثور، الأحزاب: ۶/۶۵۷، دار الفكر بيروت.

بلند آواز سے جنازہ کی نیت کرنا

❊- بعض جگہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نمازِ جنازہ کی نیت بلند آواز سے کرتے ہیں سو اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے، البتہ امام اتفاقاً کبھی تعلیم کی غرض سے جنازہ کی نیت بتلادے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، درست ہے، لیکن اس کا معمول بنالینا اور ضروری سمجھنا بدعت ہے۔ علماء کا متفقہ فیصلہ (۱۰۲)۔

جنازہ کے ساتھ کلمہ شہادت بآواز بلند پڑھنا

❊- ایک رسم یہ پڑگئی ہے کہ میت کو کندھا دیتے وقت اور دورانِ راہ ایک یا کئی آدمی بلند آواز سے ''کلمۂ شہادت'' پکارتے ہیں اور سب حاضرین بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھتے ہیں، حالانکہ جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے کلمۂ شہادت اور کلمۂ طیبہ، یا اَور کوئی ذکر کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں، اس موقع پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش رہتے تھے (۱۰۳) جیسا کہ اسی کتاب میں جنازہ اٹھانے کے بیان میں آپ پڑھ

---

(۱۰۲) علماء کا متفقہ فیصلہ

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا صطلحوا على صلح جورٍ فهو مردود، الحديث رقم: ٢٥٥٠، وفي المرقاة: مَن أصرّ على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعةٍ أو منكرٍ. مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد تحت حديث عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، رقم الحديث: ٩٤٦: ٢٦/٣، دار الكتب العلمية بيروت، وفي السعاية: الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل لها في الشرع. السعاية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: في القراة: ٢٦٥/٢، سهيل أكيڈمي لاهور، وفي الرد: بأنها أي: البدعة، ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن علمٍ أو عملٍ أو حالٍ أو بنوع شبهةٍ أو استحسانٍ، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ٥٦٠/١، ٥٦١، رشيدية، وقال المناوي: أي أنشأ، واخترع، وأتى بأمرٍ حديثٍ من قبل نفسه...، (ما ليس منه)، أي: رأياً ليس له في الكتاب، أو السنة ظاهر، أو خفي ملفوظ، أو مستنبط (فهو رد) أي: مردود على فاعله لبطلانه. فيض القدير: ٥٥٩٤/١١، مصطفىٰ الباز مكة المكرمة.

(١٠٣) عن قيس بن عباد، قال: كان أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يكرهون رفع الصوت عند الجنائز، وعند القتال، وعند الذكر. سنن الكبرى للبيهقي، جماع أبواب البكاء على الميت، باب كراهية رفع الصوت في الجنائز والقدر الذي لايكره منه، الحديث رقم: ٦٩٧٤: ٧٤/٤، دارالكتب العلمية بيروت، وفي الهندية: وعلى متبعي الجنازة: الصمت، =

چکے ہیں۔ لہٰذا یہ رسم بھی سنت کے خلاف اور بدعت ہے۔ امداد المفتیین :۶۱۷ (۱۰۴)۔

جنازہ کے ساتھ اناج، پیسہ اور کھانا بھیجنا

❊ - بعض جگہ جنازہ کے ساتھ اناج یا پیسے یا کھانے کے خوانچے آگے آگے لے کر چلتے ہیں، جن میں مختلف کھانے اور میوے ہوتے ہیں، پھر یہ اناج، کھانے اور میوے قبرستان میں تقسیم ہوتے ہیں، سو واضح ہو کہ ایصالِ ثواب تو بہت اچھا کام ہے، لیکن ایصالِ ثواب کی یہ اپنی طرف سے طے کردہ صورت کہیں ثابت نہیں، متعدد وجوہ سے یہ بدعت اور ناجائز ہے۔ دلیل الخیرات (۱۰۵)۔

آدابِ قبرستان کی رعایت نہ رکھنا

❊ - ایک عام کوتاہی یہ ہے کہ قبرستان میں پہنچ کر بھی لوگ دنیا کی باتیں نہیں چھوڑتے، حالانکہ یہ عبرت کی جگہ ہے، قبر اور آخرت کے مراحل، ان کی ہولناکیوں اور اپنے انجام کی فکر کرنے کی جگہ ہے۔

❊ - قبرستان میں داخلہ کے وقت اہلِ قبرستان کو سلام کرنے کے جو کلمات منقول ہیں (۱۰۶)، اکثر لوگ

= ويكره لهم رفع الصوت بالذكر، وقراءة القرآن. الفتاوىٰ العالمگيرية، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع في حمل الجنازة: ١٦٢/١، رشيدية، وفي البدائع: ويكره رفع الصوت بالذكر؛ لما روي عن قيس بن عبادة رضي الله تعالىٰ عنه، أنه قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يكرهون الصوت عند القتال، وعند الجنازة، والذكر، ولأنه تشبه بأهل الكتاب، فكان مكروهاً. بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل والكلام في حمله: ٤٦/٢، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٣٣٦/٢، رشيدية.

(۱۰۴) امداد المفتیین (فتاویٰ دار العلوم دیوبند)، کتاب السنۃ والبدعۃ، جنازہ کے ساتھ جہر سے ذکر کرنا بدعت ہے، ص:۱۶۴، دار الاشاعت کراچی۔

(۱۰۵) دلیل الخیرات فی ترک المنکرات، از حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ، رسم نمبر ۳، ص:۱۹، مکتبہ تھانوی بندر روڈ کراچی۔

(١٠٦) عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما، قال: مر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، بقبور المدينة، فأقبل عليهم بوجهه، فقال: السلام عليكم يا أهل القبور! يغفر الله لنا ولكم، أنتم سلفنا ونحن بالأثر. جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب مايقول الرجل إذا دخل المقابر، الحديث رقم: ١٠٥٣، وفي ردالمحتار: والسنة زيارتها قائماً، والدعاء عندها قائماً، كما كان يفعله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ويقول: السلام عليكم الخ......، ومن آدابها: أن يسلم بلفظ: السلام عليكم ......؛ فإنه ورد: السلام عليكم دارقوم مؤمنين وإنا إن شاء الله بكم لاحقون، ونسئل الله لنا ولكم العافية الخ. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ١٧٨/٣، ١٧٩، رشيدية، وفي حاشية الطحطاوي: والسنة زيارتها قائماً، =

اس سے غافل رہتے ہیں۔

❊ -اکثر لوگ قبرستان میں داخل ہونے کا معروف راستہ چھوڑ کر قبروں کے اوپر سے پھلانگ کر میت کی قبر تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں، بسا اوقات قبروں پر بھی چڑھ جاتے ہیں، یاد رکھئے! ایسا کرنا منع ہے، معروف اور مقررہ راستہ خواہ کچھ طویل سہی، مگر اسی پر چلنا چاہئے (۱۰۷)۔

❊ -بعض لوگ قبرستان پہنچ کر میت کے اردگرد جم کر بیٹھ جاتے ہیں، مقصد میت کی تدفین کی کاروائی دیکھنا ہوتا ہے، لیکن ان کے اس اجتماع سے اہل میت اور قبر بنانے والوں کو بہت کلفت ہوتی ہے اور ہجوم کی بناء پر آپس میں بھی ایک دوسرے کو اذیت ہوتی ہے، پھر اکثر قرب وجوار کی دوسری قبروں کو بھی اپنے پیروں سے بری طرح روندتے ہیں، یاد رکھئے! دفن کی کاروائی دیکھنا کوئی فرض وواجب نہیں، لیکن دوسروں کو اپنے اس طرزِ عمل سے تکلیف دینا حرام ہے اور قبروں کو روندنا بھی جائز نہیں۔ لہٰذا ان گناہوں سے اجتناب کیجئے، قبر کے پاس صرف کام کرنے والوں کو رہنے دیجئے، تاکہ سہولت سے وہ اپنا کام کرسکیں اور جب مٹی دینے کا وقت آئے مٹی دے دیجئے۔

= والدعاء عندها قائماً، كما كان يفعل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، في الخروج إلى البقيع، ويقول: السلام عليكم دارقوم مؤمنين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون، أسئل الله لي ولكم العافية. مراقي الفلاح. قوله: والمستحب في زيارة القبور: أن يقف مستدبر القبلة، مستقبلاً لوجه الميت، وأن يسلم الخ. حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب أحكام الجنائز، فصل: في زيارة القبور: ۱/۴۱۲، المطبعة الكبرىٰ مصر.

(۱۰۷) وروى الترمذي، عن جابر رضي الله عنه، قال: نهى النبي صلى الله عليه وسل أن تجصص القبور، وأن يكتب عليها، وأن يبنى عليها، وأن توطأ. سنن الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء ني كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها، الحديث رقم: ۱۰۵۲، وكان من هديه صلى الله عليه وسلم: أن لاتهان القبور وتوطأ ويجلس عليها ويتكأ عليها. زادالمعاد، فصل: في هديه صلى الله عليه وسلم في الجنائز، فصل: ۱/۶۲۵، مؤسسة الرسالة بيروت، وفي الدر: ويكره الجلوس على القبر ووطؤه. رد المحتار، كتاب صلاة الجنازة: ۳/۱۸۳، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۳۴۱، رشيدية، وكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن: ۱/۱۶۶، رشيدية، وهكذا في عون المعبود، كتاب الجنائز، باب في البناء على القبر: ۹/۳۳، دار الكتب العلمية بيروت.

❁ - بعض لوگ مٹی دینے میں بھی بہت عجلت کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر چڑھ جاتے ہیں اور سخت تکلیف پہنچاتے ہیں، یہ بھی ناجائز ہے (۱۰۸)۔

میت کا منہ قبر کو دکھلانا

❁ - بعض لوگ میت کو قبر میں رکھ کر اس کا منہ کھول کر قبر کو دکھلانا ضروری سمجھتے ہیں، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ۔ اصلاحِ انقلابِ امت: ۱/ ۲۴۱ (۱۰۹)۔

میت کا صرف چہرہ قبلہ رخ کرنا

❁ - بعض لوگ میت کو قبر میں چت لٹا دیتے ہیں اور صرف میت کا منہ قبلہ کی طرف کرتے ہیں، باقی سارے جسم کو کروٹ نہیں دیتے، یہ بھی فقہاء کی تصریحات کے خلاف ہے، بلکہ میت کے تمام بدن کو کروٹ دے کر قبلہ رخ کرنا چاہیے ۔ اصلاحِ انقلابِ امت ۱/ ۲۴۰ (۱۱۰)۔

---

(۱۰۸) المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده. أخرجه البخاري، في كتاب الإيمان، باب: المسلم من سلم المسلمون ...... الحديث رقم: ١٠، ومسلم في كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل، الحديث رقم: ٤٠-٤١.

(۱۰۹) اصلاح انقلاب امت، عنوان: میت کا منہ کھول کر قبر کو دکھانے کی کوئی اصل نہیں: ۱/ ۲۵۹، ادارۃ المعارف کراچی۔

عن جابر بن عبدالله، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم...... يقول: ......، وشر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة. صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلوة والجمعة، الحديث رقم: ٨٦٧، وأخرج أبو داود، عن العرباض بن سارية، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ...... وإياكم ومحدثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. أبو داود، كتاب السنة، باب: في لزوم السنة، الحديث رقم: ٤٦٠٧، والحاكم في المستدرك، كتاب العلم، الحديث رقم: ٣٢٩: ١/ ١٧٤، دار الكتب العلمية بيروت، والترمذي في كتاب العلم، باب ماجاء: في الأخذ بالسنة واجتناب البدع، الحديث رقم: ٢٦٧٦، وأحمد في مسند العرباض بن سارية، الحديث رقم: ١٧١٨: ٤/ ١٢٤، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۱۱۰) اصلاح انقلاب امت، قبر میں رکھ کر میت کے بدن کو روبقبلہ اچھی طرح کروٹ دے دینا چاہیے: ۱/ ۲۵۹، ادارۃ المعارف کراچی۔

في الدر: (ويوجه إليها) وجوباً، وينبغي كونه على شقه الأيمن. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/ ١٦٦، رشيدية، وفي البحر: (ووجه إلى القبلة)، بذلك أمر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ويكون على شقه الأيمن. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ٢/ ٣٣٩، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، أحكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها: ١/ ٣٩٨، المطبعة الكبرىٰ مصر.

امانت کے طور پر دفن کرنا

✲۔ بعض جگہ لوگ میت کو، جو کسی دوسرے علاقہ میں ہوگئی ہو، تابوت وغیرہ میں رکھ کر امانت کہہ کر دفن کرتے ہیں اور پھر بعد میں کسی موقع پر تابوت نکال کر اپنے علاقہ میں لے جا کر دفن کرتے ہیں، واضح رہے کہ دفن کرنے کے بعد خواہ امانۃً دفن کرنا بھی شرعاً بے اصل ہے۔عزیز الفتاویٰ ۱/۳۴۲ (۱۱۱)۔

میت کے سرہانے قُل پڑھی ہوئی کنکریاں رکھنا

✲۔ بعض لوگ قُل پڑھی ہوئی کنکریاں یا مٹی کے ڈھیلے میت کے سرہانے رکھا کرتے ہیں، شرع میں ان کا بھی کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا بدعت ہے اور واجب الترک ہے۔علماء کا متفقہ فیصلہ (۱۱۲) اور بعض لوگ میت کے

---

(۱۱۱) عزیز الفتاویٰ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند)، کتاب الجنائز، فصل: فی حمل الجنازہ ونقلہا، عنوان: میت کو زمین میں بطور امانت رکھ کر نکالنا جائز نہیں، ص: ۳۴۵-۳۴۶، دار الاشاعت کراچی۔

في الدر: (ولا يخرج منه) بعد (إهالة التراب). الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۷۰/۳، رشيدية، في البحر: قوله: ولايخرج من القبر إلا أن تكون الأرض، أي: بعد ما أهيل التراب عليه، لايجوز إخراجه لغير ضرورة؛ للنهي الوارد عن نبشه، وصرحوا بحرمته. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳٤۱/۲، رشيدية، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن: ۱٦۷/۱، رشيدية.

(۱۱۲) علماء کا متفقہ فیصلہ

أخرج البخاري، عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهورد. صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا صطلحوا على صلح جورٍ فهو مردود، الحديث رقم: ۲٥٥۰، وفي المرقاة: مَن أصرّ على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعةٍ أو منكرٍ. مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد تحت حديث عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، رقم الحديث: ۹٤٦: ۲٦/۳، دار الكتب العلمية بيروت، وفي السعاية: الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل لها في الشرع. السعاية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: في القراة: ۲٦٥/۲، سهيل أكيڈمي لاهور، وفي الرد: بأنها أي: البدعة، ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن علمٍ أو عملٍ أو حالٍ أو بنوع شبهةٍ أو استحسانٍ، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ٥٦۰/۱، ٥٦۱، رشيدية.

سرہانے دوروٹی اور سالن رکھتے ہیں، بعض لوگ قبر میں میت کے نیچے گدا بچھاتے ہیں، یہ دونوں باتیں بے اصل اور واجبُ الترک ہیں (۱۱۳)۔

دفن کے بعد منکر نکیر کے سوالوں کے جواب بتلانا

⁂۔بعض لوگ جب مردہ کو قبر میں دفن کر چکتے ہیں، تو قبر پر انگلی رکھ کر مردہ کو مخاطب کر کے یوں کہتے ہیں، "اے فلاں! اگر تم سے کوئی فرشتہ پوچھے کہ تمہارا رب کون ہے؟ تو تم یوں کہنا کہ میرا رب اللہ ہے اور میرا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور میرا دین اسلام ہے، وغیرہ وغیرہ، سو واضح ہو کہ یہ روافض کا شعار ہے اور اس میں متعدد مفاسد اور خرابیاں ہیں، اس لئے یہ تلقین درست نہیں، اس سے پرہیز کیجئے۔امداد الاحکام:۱/۱۱۵-۱۱۹(۱۱۴)۔

دفن کے بعد سورۂ مزمل اور اذان دینا

⁂۔بعض جگہ دفن کے بعد حلقہ بنا کر سورۂ مزمل پڑھنے کو یا اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو لازم سمجھا جاتا ہے اور دفن کے بعد قبر پر اذان بھی دیتے ہیں، پنجاب میں یہ رسم بہت عام ہے، قرآن وسنت، صحابہؓ وتابعینؒ، ائمہ مجتہدین اور سلفِ صالحین کسی سے اس کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا یہ رسم بدعت ہے۔علماء کا متفقہ فیصلہ (۱۱۵)۔

---

(۱۱۳) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جورٍ فهو مردود، الحديث رقم: ٢٥٥٠، وفي المرقاة: مَن أصرّ على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعةٍ أو منكرٍ. مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد تحت حديث عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، رقم الحديث: ٩٤٦: ٣/٢٦، دار الكتب العلمية بيروت، وفي الرد: بأنها أي: البدعة، ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن علمٍ أو عملٍ أو حالٍ أو بنوع شبهةٍ أو استحسانٍ، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ١/٥٦٠، ٥٦١، رشيدية، وقال المناوي: أي أنشأ، واخترع، وأتى بأمرٍ حديثٍ من قبل نفسه...... (ما ليس منه)، أي: رأياً ليس له في الكتاب، أو السنة ظاهر، أو خفي ملفوظ، أو مستنبط (فهو رد) أي: مردود على فاعله لبطلانه. فيض القدير: ١١/٥٥٩٤، مصطفى الباز مكة المكرمة، وفي السعاية: الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل لها في الشرع. السعاية، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، قبيل فصل: في القراة: ٢/٢٦٥، سهيل اكيڈمي لاهور.

(۱۱۴) امداد الاحکام، کتاب السنۃ والبدعۃ، عنوان: تلقین میت کے متعلق ایک سوال:۱/۲۱۱، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

(۱۱۵) علماء کا متفقہ فیصلہ .... =

قبر کو پختہ بنانا

❊– قبر کو پختہ بنانے کا رواج بہت عام ہو چکا ہے، بعض لوگ چونے، ریت سے پختہ کراتے ہیں، بعض سیمنٹ، اینٹ لگواتے ہیں اور بعض لوگ سنگِ مرمر سے پختہ کرواتے ہیں، یہ سب ناجائز ہے، احادیث میں صاف صاف ممانعت موجود ہے۔ فتاویٰ دار العلوم مکمل مدلل ۵/ ۳۷۷ (۱۱۲)۔

= عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهورد. صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا صطلحوا على صلح جورٍ فهو مردود، الحديث رقم: ٢٥٥٠، وفي المرقاة: مَن أصرَّ على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعةٍ أو منكرٍ. مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة ، باب الدعاء في التشهد تحت حديث عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، رقم الحديث: ٩٤٦: ٣/ ٢٦، دار الكتب العلمية بيروت، وفي السعاية: الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل لها في الشرع. السعاية، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، قبيل فصل: في القراة: ٢/ ٢٦٥، سهيل أكيڈمي لاهور، وفي الرد: بأنها أي: البدعة، ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن علمٍ أو عملٍ أو حالٍ أو بنوع شبهةٍ أو استحسانٍ، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً. رد المحتار، كتاب الصلاة ، باب الإمامة: ١/ ٥٦٠، ٥٦١، رشيدية، وقال الشامي: رأيت في كتب الشافعية أنه قد يسن الأذان لغير الصلوة ...... قيل: وعند إنزال الميت القبر، قياساً على أول خروجه للدنيا، لكن رده ابن حجر في شرح العباب. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الأذان: ١/ ٣٨٥، رشيدية.

(۱۱۲) فتاویٰ دار العلوم دیوبند، کتاب الجنائز، فصل سادس، قبر کے اطراف کا پختہ کرنا اور پتھر لگانا کیسا ہے؟: ۵/ ۳۷۷-۳۷۸، امدادیہ ملتان۔

روى الترمذي، عن جابر رضي الله عنه، قال: نهى النبي صلى الله عليه وسل أن تجصص القبور، وأن يكتب عليها، وأن يبنى عليها، وأن توطأ. سنن الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها، الحديث رقم: ١٠٥٢، وقال الملا علي القاري، رحمه الله: قال في الأزهار: النهي عن تجصيص القبور للكراهة وهو يتناول البناء بذلك وتجصيص وجهه الخ. مرقاة المفاتيح، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، الفصل الأول: ٤/ ١٧٧، رشيدية، وصحيح مسلم، كتاب الجنائز، فصل النهي عن تجصيص القبور والقعود والبناء عليها، الحديث رقم: ٩٧٠، وقال الإمام النووي رحمه الله تعالىٰ تحته: وفي هذا الحديث كراهة تجصيص القبر وأن يبنى عليه ...... هذا مذهب الشافعي وجمهور العلماء: ١/ ٣١٢، قديمي، وكان من هديه صلى الله عليه وسلم: أن لاتهان القبور وتوطأ ويجلس عليها ويتكأ عليها. زادالمعاد، فصل: في هديه صلى الله عليه وسلم، في الجنائز، فصل: ١/ ٦٢٥، مؤسسة الرسالة بيروت، وفي الدر: ويكره الجلوس على القبر ووطؤه. رد المحتار، كتاب صلاة الجنازة: ٣/ ١٨٣، رشيدية، =

قبر پر قبہ اور کٹہرا بنانا

❋ -بعض لوگ قبر کا بالائی حصہ تو کچا رکھتے ہیں، لیکن قبر کا باقی تعویذ یعنی دائیں بائیں اور آگے پیچھے کا حصہ پختہ بنواتے ہیں اور قبر کے چاروں طرف جالیوں یا سنگِ مرمر وغیرہ کا کٹہرا بنواتے ہیں اور بعض لوگ اس سے بھی آگے بڑھ کر قبر کے اوپر قبہ بنواتے ہیں، یہ سب ناجائز اور بدعت ہے، احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل مدلل: ۳۹۵/۵ (۱۱۷)۔

قبر پر چراغ جلانا

❋ -قبروں پر چراغ جلانے کی رسم بھی نہایت کثرت سے کی جاتی ہے۔ شبِ جمعہ، شبِ معراج، شبِ برأت اور شبِ قدر میں خاص طور پر اس کا اہتمام ہوتا ہے اور باقاعدہ برقی قمقمے اور لائٹیں لگوائی جاتی ہیں، یہ سب

= وهكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳٤۱/۲، رشيدية، وكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن: ۱٦٦/۱، رشيدية، وهكذا في عون المعبود، كتاب الجنائز، باب في البناء على القبر: ۳۳/۹، دار الكتب العلمية بيروت، وفي الدر: ولا يربع، للنهي (ويسنم) ندباً ......، (ولا تجصص)؛ للنهي عنه، ولا يطين، ولا يرفع عليه بناء. الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱٦۹/۳، رشيدية، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، باب السلطان أحق بصلاته: ۳٤۰/۲، رشيدية.

(۱۱۷) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، کتاب الجنائز، فصل سادس، قبر کی حفاظت کی غرض سے چہار دیواری بنوانا کیسا ہے؟: ۳۹۵/۵، امدادیہ ملتان۔

روى الترمذي، عن جابر رضي الله عنه، قال: نهى النبي صلى الله عليه وسل أن تجصص القبور، وأن يكتب عليها، وأن يبنى عليها، وأن توطأ. سنن الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها، الحديث رقم: ۱۰۵۲، ومسلم، في كتاب الجنائز، فصل: في النهي عن تجصيص القبور والقعود والبناء عليها، الحديث رقم: ۹۷۰، وكان من هديه صلى الله عليه وسلم: أن لاتهان القبور وتوطأ ويجلس عليها ويتكأ عليها. زادالمعاد، فصل: في هديه صلى الله عليه وسلم، في الجنائز، فصل: ٦۲٥/۱، مؤسسة الرسالة بيروت، وفي الدر: ويكره الجلوس على القبر ووطؤه. رد المحتار، كتاب صلاة الجنازة: ۱۸۳/۳، رشيدية، وهكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۳٤۱/۲، رشيدية، وكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن: ۱٦٦/۱، رشيدية، وهكذا في عون المعبود، كتاب الجنائز، باب في البناء على القبر: ۳۳/۹، دار الكتب العلمية بيروت.

ناجائز اور بدعت ہے۔ سنت وبدعت، ص: ۸۲، ۸۳ (۱۱۸)۔

ایصالِ ثواب کے لئے ختم کے اجتماعات

✲-قبرستان سے واپسی پر اسی دن یا دوسرے، تیسرے دن جمع ہو کر قرآن کریم یا آیتِ کریمہ یا کلمۂ طیبہ کا ختم ہوتا ہے، جس کے لئے اب تو اخبارات وغیرہ میں بھی اشتہارات دیئے جاتے ہیں، پھر اجتماعی ایصالِ ثواب اور دعا کے بعد حاضرین کو کہیں کھانا، کہیں نقد اور کہیں شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے (۱۱۹)۔

اول تو اس خاص طریقہ سے جمع ہو کر ختم اور ایصالِ ثواب کی رسم کی شریعت میں کہیں ثبوت نہیں، اس لئے بدعت ہے، دوسرے اس میں مزید خرابیاں یہ ہیں کہ دوست، رشتہ دار تو عموماً محض شکایت سے بچنے کے لئے آتے ہیں، ایصالِ ثواب ہرگز مقصود نہیں ہوتا، حتیٰ کہ اگر کوئی عزیز اپنے گھر بیٹھ کر پورا قرآن پڑھ کر بخش دے، اہلِ میت ہرگز راضی نہیں ہوتے اور نہ آنے کی شکایت باقی رہتی ہے اور یہاں آ کر یوں ہی تھوڑی دیر بیٹھ کر اور کوئی حیلہ بہانہ کر کے چلا جائے تو شکایت سے بچ جاتا ہے، جو عمل ایسے لغو مقاصد کے لئے ہو، اس کا کچھ ثواب نہیں ملتا، جب پڑھنے والے ہی کو ثواب نہ ملا، تو مُردے کیا بخشے گا؟ رہ گئے فقراء ومساکین، تو ان کو اگر یہ معلوم

---

(۱۱۸) سنت وبدعت، بدعت کی مذمت، الخ، ص: ۷۱، مکتبہ خلیل لاہور۔

قال الشامي: على أنه بحث في المنقول في مذهبنا ومذهب غيرنا، كالشافعية، والحنابلة؛ استدلالاً بحديث جرير المذكور، على الكراهة، ولا سيما إذا كان في الورثة صغار، أو غائب، مع قطع النظر عند ذلك غالباً من المنكرات الكثيرة، كإيقاد الشموع، والقناديل التي لا توجد في الأفراح، وكدق الطبول، والغناء بالأصوات الحسان، واجتماع النساء والمردان، وأخذ الأجرة على الذكر وقراءة القرآن، وغير ذلك مما هو مشاهدة في هذه الأزمان، وما كان كذلك، فلا شك في حرمته وبطلان الوصية به. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز، مطلب: في كراهية الضيافة من أهل الميت: ۲/ ۲٤۱، رشيدية.

(۱۱۹) ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول، والثالث، وبعد الأسبوع، ونقل الطعام إلى القبر في المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن، وجمع الصلحاء، والقراء للختم، أو لقراءة سورة الأنعام، أو الإخلاص......، وهذه الأفعال كلها للسمعة والرياء، فيحترز عنها؛ لأنهم لايريدون بها وجه الله تعالىٰ. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت: ۳/ ۱۷٦، رشيدية، وقال في البزازية: ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع والأعياد. الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، قبيل الفصل السادس والعشرون في حكم المسجد: ٤/ ۸۱، رشيدية.

ہو جائے کہ وہاں جا کر صرف پڑھنا پڑے گا، ملے گا کچھ نہیں، تو ہرگز ایک بھی نہ آئے گا، معلوم ہوا کہ ان کا آنا محض اس توقع سے ہوتا ہے کہ کچھ ملے گا، جب ان کا پڑھنا دنیاوی غرض سے ہوا تو اس کا ثواب بھی نہ ملے گا، پھر میت کو کیا بخشے گا؟ پھر قرآن خوانی کو جو اِن لوگوں نے جاہ و مال کا ذریعہ بنایا، اس کا گناہ سر پر الگ رہا اور جس طرح قرآن خوانی کا عوض لینا جائز نہیں، اسی طرح دینا بھی جائز نہیں۔ پیچھے بار بار بیان ہو چکا ہے کہ ایصالِ ثواب اور دعا بہت اچھا کام ہے، مگر اس کے لئے اجتماع یا کسی خاص دن، تاریخ یا وقت کی کوئی قید شریعت نے نہیں لگائی، ہر شخص جب اور جہاں چاہے، کسی بھی عبادت کا ثواب میت کو پہنچا سکتا ہے اور دعا کر سکتا ہے، اپنی طرف سے نت نئی قیدیں، شرطیں اور پابندیاں بڑھانا بدعت اور ناجائز ہے۔ اصلاح الرسوم: ۱۷۲/۲ (۱۲۰)۔

اہلِ میت کی طرف سے دعوتِ طعام

✽- ایک رسم یہ کی جاتی ہے کہ دفن کے بعد میت کے گھر والے برادری وغیرہ کو دعوت دیتے ہیں کہ فلاں روز آ کر کھانا تناول فرمائیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ دعوت اور اس کا قبول کرنا، دونوں ممنوع ہیں، ہرگز جائز نہیں، اس قبیح رسم سے اجتناب لازم ہے، علامہ شامیؒ نے اس دعوت کے متعلق لکھا ہے کہ ''اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں'' اور علاوہ حنفی مذہب کے دیگر فقہی مذاہب، مثلاً شافعیہ وغیرہ کا بھی اس کے ناجائز ہونے پر اتفاق بیان کیا ہے (۱۲۱) اور مسندِ احمد و سننِ ابن ماجہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہؓ کے زمانہ میں بھی اس دعوت

---

(۱۲۰) اصلاح الرسوم، تیسرا باب، چوتھی فصل: مرنے کے بعد کی رسمیں، ص: ۱۴۵-۱۴۶، مکتبہ حقانیہ ملتان۔

قال الشامي: ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول، والثالث، وبعد الأسبوع، ونقل الطعام إلى القبر في المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن، وجمع الصلحاء، والقراء للختم، أو لقراءة سورة الأنعام، أو الإخلاص……، وهذه الأفعال كلها للسمعة والرياء، فيحترز عنها؛ لأنهم لايريدون بها وجه الله تعالى. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت: ۱۷۶/۳، رشيدية، وقال في البزازية: ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع والأعياد. الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، قبيل الفصل السادس والعشرون في حكم المسجد: ۸۱/٤، رشيدية.

(۱۲۱) قال الشامي: على أنه بحث في المنقول في مذهبنا ومذهب غيرنا كالشافعية والحنابلة؛ استدلالاً بحديث جرير المذكور، على الكراهة، ولا سيما إذا كان في الورثة صغار، أو غائب، مع قطع النظر عند ذلك غالباً من المنكرات الكثيرة كإيقاد الشموع والقناديل التي لا توجد في الأفراح وكدق الطبول والغناء بالأصوات الحسان واجتماع النساء والمردان، وأخذ الأجرة على الذكر وقراءة القرآن، وغير ذلك مما هو مشاهدة في هذه الأزمان، وما كان كذلك، فلا =

کو ناجائز سمجھا جاتا تھا (۱۲۲)۔ امداد الاحکام: ۱/۱۱۵ (۱۲۳)۔

میت کے کپڑے، جوڑے خیرات کرنا

❊— ایک رسم یہ بھی ہے کہ میت کے انتقال کے بعد اس کے کپڑے اور جوڑے خاص کر استعمالی کپڑے خیرات کر دیتے ہیں، حالانکہ ورثاء میں اکثر نابالغ ورثاء بھی ہوتے ہیں، یاد رکھئے! میت کے تمام کپڑے اور ہر چھوٹی بڑی چیز اس کا ترکہ ہے، جس کو شرع کے مطابق تقسیم کرنا واجب ہے، اس سے پہلے کوئی چیز خیرات نہ کی جائے، البتہ اگر سب وارث بالغ ہوں اور وہاں موجود ہوں اور خوش دلی سے سب متفق ہو کر دیدیں تو یہ خیرات کرنا جائز ہے، لیکن اسے واجب یا ضروری سمجھنا پھر بھی بدعت ہے۔ اصلاح الرسوم: ۱۷۱ (۱۲۴)۔

میت کے گھر عورتوں کا اجتماع

❊— میت کے گھر عورتیں بھی کئی مرتبہ جمع ہوتی ہیں، حالانکہ ایک بار تعزیت کر لینے کے بعد دوبارہ تعزیت کے لئے جانا مکروہ ہے، بظاہر ان کا آنا صبر و تسلی کے لئے ہوتا ہے، لیکن ہوتا یہ ہے کہ اہلِ میت کو صبر دلانے، دل تھامنے اور تسلی دینے کی ایک بات نہیں، اُلٹا ان کو غم یاد دلا دلا کر رونا پیٹنا شروع کر دیتی ہیں، یا وہاں بیٹھ کر دنیا جہاں کی باتیں کرتی ہیں اور اہلِ میت زیر بار کرتی ہیں اور کپڑے اتنے بھڑک دار پہن کر آتی ہیں، جیسے کسی کی شادی میں شریک ہو رہی ہوں، علاوہ ان کے اَور بھی منکرات و مفاسد ہوتے ہیں، جن سے اجتناب لازم ہے۔ اصلاح الرسوم: ۱۷۴ (۱۲۵)۔

= شك في حرمته وبطلان الوصية به. رد المحتار، باب صلوة الجنائز، مطلب: في كراهية الضيافة من أهل الميت: ٢٤١/٢، رشيدية.

(١٢٢) روى الإمام أحمد وابن ماجه بإسنادٍ صحيحٍ، عن جرير بن عبدالله، قال: كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت: ٢٤٠/٢، رشيدية، وروى أحمد، عن قيس بن جرير بن عبدالله البجلي، قال: كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنيعة الطعام بعد دفنه من النياحة، مسند أحمد، مسند عبدالله بن عمر، الحديث رقم: ٦٩٠٥: ٢٠٤/٢، دار إحياء التراث العربي بيروت، وابن ماجه، في كتاب الجنائز، باب ماجاء في النهي عن الاجتماع إلى أهل الميت وصنعة الطعام، الحديث رقم: ١٦١٢.

(۱۲۳) امداد الاحکام، کتاب السنۃ والبدعۃ، عنوان: دفنِ میت کے بعد قبرستان میں اقاربِ میت کا لوگوں کو دعوت دینا: ۱/۲۰۷، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۱۲۴) اصلاح الرسوم، تیسرا باب، چوتھی فصل: مرنے کے بعد کی رسمیں، ص: ۱۴۵، مکتبہ حقانیہ پشاور۔

(۱۲۵) اصلاح الرسوم، تیسرا باب، چوتھی فصل: مرنے کے بعد کی رسمیں، ص: ۱۴۷-۱۴۸، مکتبہ حقانیہ پشاور۔

تیسرے دن زیارت کرنا

✽ - بعض جگہ خاص اہتمام سے تیسرے روز میت کے مزار پر سب لوگ حاضری دیتے ہیں، جس کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے کہ سب سے پہلے میت کے گھر فاتحہ، پھر محلہ کی مسجد میں ایک فاتحہ، پھر قبرستان جا کر مردہ کی قبر پر ایک فاتحہ، پھر وہاں سے واپسی پر چالیس قدم پر فاتحہ، پھر مردہ کے گھر جا کر دوبارہ ایک فاتحہ، یہ تمام رسمیں اور پابندیاں محض بدعت اور واجب الترک ہیں (۱۲۶)۔

تیجہ، دسواں، بیسواں اور چالیسواں کرنا

✽ - میت کے انتقال کے بعد تیجہ کرنا، دسواں، بیسواں اور بالخصوص چالیسواں کرنے میں، تین ماہی اور چھ ماہی کرنے کا عام رواج ہے اور ان کو کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے اور جو نہ کرے، اس کو طرح طرح کے طعنے دیئے جاتے ہیں، یہ بھی سب بدعت اور ناجائز ہیں۔ علماء کا متفقہ فیصلہ (۱۲۷)۔

---

(١٢٦) وعن جابر بن عبدالله، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ...... يقول: ...... وشر الأمور محدثاتها و كل بدعة ضلالة. صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلوة والجمعة، الحديث رقم: ٨٦٧، وأخرج أبوداود، عن العرباض بن سارية، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ...... وإياكم ومحدثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. أبوداود، كتاب السنة، باب: في لزوم السنة، الحديث رقم: ٤٦٠٧، والحاكم في المستدرك، كتاب العلم، الحديث رقم: ٣٢٩ :١/١٧٤، دار الكتب العلمية بيروت، والترمذي في كتاب العلم، باب ماجاء: في الأخذ بالسنة واجتناب البدع، الحديث رقم: ٢٦٧٦، وأحمد في مسند العرباض بن سارية، الحديث رقم: ١٧١٨ :٤/١٢٤، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۱۲۷) علماء کا متفقہ فیصلہ

في البزازية: ويكره اتخاذ الضيافة ثلاثة أيام وأكلها؛ لأنها مشروعة للسرور ......، ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع والأعياد. الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوى العالمگيرية، قبيل الفصل السادس والعشرون في حكم المسجد: ٤/٨١، رشيدية، وقال الشامي: ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع، ونقل الطعام إلى القبر في المواسم ......، هذه الأفعال كلها للسمعة والرياء، فيحترز عنها؛ لأنهم لا يريدون وجه الله. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/١٧٦، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها: ١/٣٩٨، المطبعة الكبرىٰ مصر.

شعبان کی چودھویں تاریخ کو عید منانا

❊ ۔بعض جگہ لوگ شعبان کی چودھویں تاریخ کو مُردہ کی عید مناتے ہیں اور قسم قِسم کے کھانے، حلوے، مشروبات، فروٹ وغیرہ تیار کرا کر ایصالِ ثواب کی غرض سے کسی غریب کو دیتے ہیں، ایصالِ ثواب تو پسندیدہ اور ثواب کا کام ہے، جس کے لئے شرع نے دن، تاریخ اور کھانوں کی کوئی پابندی نہیں رکھی (۱۲۸)، لہٰذا لوگوں کا اپنی طرف سے یہ پابندیاں بڑھانا بدعت ہے اور مردہ کی عید منانا بالکل خلافِ اصل اور ناجائز ہے۔علماء کا متفقہ فیصلہ (۱۲۹)۔
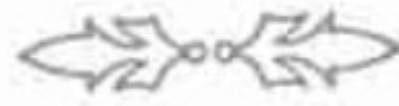
---

(۱۲۸) ویکره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع، ونقل الطعام إلى القبر في المواسم ......، هذه الأفعال كلها للسمعة والرياء، فيحترز عنها؛ لأنهم لا يريدون وجه الله. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۱۷٦/۳، رشيدية، وفي البزازية: ويكره اتخاذ الضيافة ثلاثة أيام وأكلها؛ لأنها مشروعة للسرور ......، ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع والأعياد. الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، قبيل الفصل السادس والعشرون في حكم المسجد: ۸۱/٤، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها: ۳۹۸/۱، المطبعة الكبرى مصر.

(۱۲۹) علماء کا متفقہ فیصلہ

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا صطلحوا على صلح جورٍ فهو مردود، الحديث رقم: ۲٥٥۰، وفي المرقاة: مَن أصرّ على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعةٍ أو منكرٍ. مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد تحت حديث عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، رقم الحديث: ۹٤٦: ۲٦/۳، دار الكتب العلمية بيروت، وفي السعاية: الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل لها في الشرع. السعاية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: في القراءة: ۲٦٥/۲، سهيل أكيڈمي لاهور، وفي الرد: بأنها أي: البدعة، ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن علمٍ أو عملٍ أو حالٍ أو بنوع شبهةٍ أو استحسانٍ، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵٦۰/۱، ۵٦۱، رشيدية.

اہلِ میت کے یہاں کھانا بھجوانے کی غلط رسمیں

❊ ـ بعض جگہ میت کے رشتہ داروں کے یہاں سے اُن کے لئے کھانا آتا ہے، یہ بہت اچھی بات ہے، بلکہ مسنون ہے (۱۳۰)، لیکن بعض لوگ اس میں بھی طرح طرح کی خرابیوں میں مبتلا ہیں، جن کی اصلاح ضروری ہے، مثلاً بعض جگہ ادلہ بدلہ کا خیال رکھا جاتا ہے اور کھانا تک دیکھا جاتا ہے کہ جیسا ہم نے دیا تھا، ویسا ہی ہے، یا کم درجہ کا، قریبی رشتہ داروں کی موجودگی میں اگر دُور کا رشتہ دار بھیجنا چاہے، تو اسے معیوب سمجھا جاتا ہے اور قریبی رشتہ دار اگرچہ تنگدست ہوں، بدنامی کے خوف سے پرتکلف اور بڑھیا کھانا بھیجنا ضروری سمجھتے ہیں، اگرچہ اس کے لئے قرض لینا پڑے۔ یہ سب رسمیں خلافِ شریعت ہیں، کھانا بھیجنے میں بے تکلفی اور سادگی سے کام لینا چاہیے، جس عزیز کو توفیق ہو، وہ کھانا بھیج دے، نہ اس میں ادلے بدلے کا خیال کرنا چاہیے، نہ اس کا کہ قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دور کا رشتہ دار کیسے بھیج دے؟ بعض لوگ دور کے رشتہ دار کو ہرگز بھیجنے نہیں دیتے، یہ سب امور قابلِ اصلاح ہیں۔ اصلاح الرسوم: ۱۷۷ (۱۳۱)۔

برسی منانا

❊ ـ دورِ حاضر کی ایک رسم یہ ہے کہ جس روز کسی کا خصوصاً صاحبِ وجاہت یا صاحبِ کمال کا انتقال ہوجائے، ہر سال اس تاریخ کو اجتماع کیا جاتا ہے، جلسے جلوس منعقد کئے جاتے ہیں، دعوتیں ہوتی ہیں اور بڑے اہتمام سے اس کو منایا جاتا ہے، قرآن وسنت، صحابہؓ وتابعینؒ، ائمہ مسلمین اور سلف صالحین کسی سے اس کا کوئی

---

(۱۳۰) في الدر: (وباتخاذ طعام لهم)، قال في الفتح: ويستحب لجيران أهل الميت والأقرباء الأباعد تهيئة طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم، لقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: اصنعوا لآل جعفر طعاماً؛ فقد جاء هم مايشغلهم. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۳/۱۷۵، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب أحكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها: ۱/۴۰۰، المطبعة الكبرى مصر، وكذا في فتح القدير، كتاب الجنائز، فصل: في الدفن: ۲/۱۴۲، دارالفكر بيروت، وكذا في الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، ومما يتصل بذلك مسائل: ۱/۱۶۷، رشيدية.

(۱۳۱) اصلاح الرسوم، تیسرا باب، چوتھی فصل، مرنے کے بعد کی رسمیں، ص: ۱۴۹-۱۵۰، مکتبہ حقانیہ ملتان۔

ثبوت نہیں، لہٰذا اس کو ترک کرنا واجب ہے۔ امداد المفتین: ۱۵۷-۱۶۱ (۱۳۲)۔

عرس منانا

✻- آج کل بزرگانِ دین کے مزاروں پر بڑی دھوم دھام سے معین تاریخوں میں عرس کئے جاتے ہیں اور خلقِ کثیر اُن میں شرکت کرتی ہے اور اپنے لئے باعثِ برکت وثواب سمجھتی ہے۔ یادرکھنا چاہے کہ:

متبعِ سنت بزرگوں کے مزارات پر کسی خاص دن یا تاریخ یا وقت کی پابندی کے بغیر حاضر ہونا باعثِ برکت ہے، لیکن معین تاریخ یا وقت کی پابندی کو ضروری سمجھنا یا باعثِ ثواب سمجھنا یا وہاں میلہ لگانا بدعت ہے، خصوصاً آج کل تو گانے باجے، بے پردگی اور طرح طرح کے حرام کاموں کا رواج بھی عرسوں میں بہت ہوگیا ہے، اللہ تعالیٰ ان تمام بدعتوں اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے (۱۳۳)۔

---

(۱۳۲) امداد المفتین (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)، عنوان: کتاب السنۃ والبدعۃ، چہلم، چھ ماہی، برسی وغیرہ بدعت ہیں، ص: ۱۵۰، دار الاشاعت کراچی۔

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهورد. صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا صطلحوا على صلح جورٍ فهو مردود، الحديث رقم: ٢٥٥٠، وفي المرقاة: مَن أصرّ على أمر مندوبٍ وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعةٍ أو منكرٍ. مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد تحت حديث عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، رقم الحديث: ٩٤٦: ٢٦/٣، دار الكتب العلمية بيروت، وفي السعاية: الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل لها في الشرع. السعاية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: في القراة: ٢٦٥/٢، سهيل أكيڈمي لاهور، وفي الرد: بأنها أي: البدعة، ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن علمٍ أو عملٍ أو حالٍ أو بنوع شبهةٍ أو استحسانٍ، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ٥٦٠/١، ٥٦١، رشيدية، وقال المناوي: أي أنشأ، واخترع، وأتى بأمرٍ حديثٍ من قبل نفسه...... (ما ليس منه)، أي: رأياً ليس له في الكتاب، أو السنة ظاهر، أو خفي ملفوظ، أو مستنبط (فهو رد) أي: مردود على فاعله لبطلانه. فيض القدير: ٥٥٩٤/١١، مصطفىٰ الباز مكة المكرمة.

(١٣٣) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهورد. صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا صطلحوا على صلح جورٍ فهو مردود، الحديث رقم: ٢٥٥٠، وفي المرقاة: مَن أصرّ على أمر مندوبٍ وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعةٍ أو منكرٍ. مرقاة =

قبر پر چادریں چڑھانا، منت ماننا

❊ - بزرگوں کے مزاروں پر کثرت سے چادریں چڑھانے، ان کے نام کی منت ماننے کا عام رواج ہے۔ یہ سب خلافِ شرع ہیں اور مطلقاً حرام ہیں۔ سنت وبدعت (۱۳۴)۔

قبر پر چڑھاوا چڑھانا اور اس کو تبرک سمجھنا

❊ - شبِ جمعہ، شبِ برأت اور دوسرے موقعوں پر مزاروں اور قبروں پر قسم قسم کے کھانے، مشروبات، میوہ جات، مٹھائیاں، صاحبِ مزار کو خوش کرنے کی غرض سے چڑھائی جاتی ہیں، یا منت پوری ہونے پر رکھی جاتی

= المفاتيح، كتاب الصلاة ، باب الدعاء في التشهد تحت حديث عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، رقم الحديث: ٩٤٦: ٢٦/٣ ، دار الكتب العلمية بيروت، وفي السعاية: الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل لها في الشرع. السعاية، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، قبيل فصل: في القراة: ٢٦٥/٢، سهيل أكيڈمي لاهور، وفي الرد: بأنها أي: البدعة، ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن علم أو عمل أو حالٍ أو بنوع شبهةٍ أو استحسانٍ، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً. رد المحتار، كتاب الصلاة ، باب الإمامة: ٥٦٠/١، ٥٦١، رشيدية. وفي البزازية: ويكره اتخاذ الضيافة ثلاثة أيام وأكلها؛ لأنها مشروعة للسرور ......، ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع والأعياد. الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية، قبيل الفصل السادس والعشرون في حكم المسجد: ٨١/٤، رشيدية.

(۱۳۴) سنت وبدعت، ص:۳۷، مکتبہ خلیل لاہور۔

قال الشامي: واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام ومايؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام؛ تقرباً إليهم، فهو بالإجماع باطل وحرام مالم يقصدوا صرفها لفقراء الأنام، وقد ابتلى الناس بذلك ولا سيما في هذه الأعصار. الدر المختار. قوله: باطل وحرام؛ لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق، والنذر للمخلوق لايجوز؛ لأنه عبادة، والعبادة لاتكون لمخلوق. ومنها: أن المنذور له ميت، والميت لايملك. ومنها: أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالىٰ، واعتقاده ذلك كفر، اللهم إلا أن قال: يا الله إني نذرت لك إن شفيت مريضي، أو رددت غائبي، أو قضيت حاجتي أن أطعم الفقراء ...... الخ. رد المحتار، كتاب الصوم، فصل: في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب : في النذر الذي يقع للأموات: ٤٩١/٣، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به: ٤٥٦/١، مؤسسة الرسالة بيروت، وكذا في البحرالرائق، كتاب الصوم، فصل: في العوارض: ٣٢١/٢، رشيدية.

ہیں۔اور پھر قبر سے اٹھا کر مجاورین اور حاضرین پر تقسیم کردی جاتی ہیں، جس کو صاحبِ مزار کا تبرک سمجھا جاتا ہے۔

یاد رکھئے! یہ چڑھانا حرام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں اور اس کو حلال وتبرک سمجھنے میں کفر کا اندیشہ ہے، خدا کی پناہ۔سنت وبدعت:۶۷(۱۳۵)۔

قبر کا طواف اور سجدہ

❋— بزرگوں کے مزارات پر لوگ صاحبِ مزار کے سامنے سجدہ کرنے اور چاروں کونوں کا طواف کرنے میں بھی مشغول نظر آتے ہیں، جن کا مطلقاً حرام ہونا ایک کھلی ہوئی بات ہے، بلکہ یہ کام اگر بقصدِ عبادت ہوں، تو صریح کفر ہیں اور صرف تعظیم کے لئے ہوں، عبادت کے لئے نہ ہوں، تب بھی حرام اور گناہِ کبیرہ ہونے میں تو کوئی شک نہیں، العیاذ باللہ۔سنت وبدعت:۶۷(۱۳۶)۔

قبر کا مجاور بننا

❋—بعض لوگ بظاہر ترکِ دنیا کر کے مزارات پر جا پڑتے ہیں اور جو کچھ مزارات پر آتا ہے، اس پر زندگی بسر کرتے ہیں، اکثر ان میں سے بھنگ، چرس اور دیگر محرمات میں مبتلا رہتے ہیں، سو مزارات پر اس طرح مقیم ہونا بالکل ممنوع ہے اور اس غلط رسم میں ان کی مدد کرنا بھی جائز نہیں۔سنت وبدعت:۶۷(۱۳۷)۔

---

(۱۳۵) سنت وبدعت،ص:۶۷،مکتبہ خلیل لاہور۔

(۱۳۶) سنت وبدعت،ص:۶۷،مکتبہ خلیل لاہور۔

(۱۳۷) سنت وبدعت،ص:۶۷،مکتبہ خلیل لاہور۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وتعاونوا علی البرّ والتقویٰ ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ (سورة المائدة: ٢)

وفي الحديث: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهورد. صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا صطلحوا على صلح جورٍ فهو مردود، الحديث رقم: ٢٥٥٠، وفي المرقاة: مَن أصرّ على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعةٍ أو منكرٍ. مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد تحت حديث عبداللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه، رقم الحديث: ٩٤٦: ٣/٢٦، دار الكتب العلمية بيروت، وفي السعاية: الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل لها في الشرع. السعاية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: في القراة: ٢/٢٦٥، سهيل أكيلمي لاهور، وفي الرد: بأنها أي: البدعة، ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، عن علمٍ أو عملٍ أو حالٍ أوبنوع شبهةٍ أو استحسان، =

عورتوں کا قبرستان جانا

❊-آج کل قبرستان، بالخصوص بزرگوں کے مزارات پر عورتوں کا آنا جانا بکثرت ہے، جاننا چاہئے کہ عورتوں کے واسطے زیارتِ قبور کی یہ شرائط ہیں:

جانے والی عورت جوان نہ ہو، بڑھیا ہو، خوب پردہ کے ساتھ جائے، پھر وہاں جا کر شرک نہ کرے، بدعت نہ کرے، قبر پر پھول نہ چڑھائے، چادر نہ چڑھائے، نہ صاحبِ قبر سے کچھ مانگے، نہ منت مانے، رونا دھونا اور نوحہ بازی نہ کرے اور بھی کسی خلافِ شرع کام کا ارتکاب نہ کرے۔ ان شرائط کی مکمل پابندی کرنے نہ والی عورت کا قبرستان اور مزارات پر جانا حرام ہے، تجربہ اور مشاہدہ بھی یہی ہے کہ عورتیں ان شرائط کی قطعاً پابندی نہیں کرتیں، بالخصوص عرس وغیرہ کے موقعہ پر، جو آج کل سراسر منکرات، بدعات اور مفاسد سے مرکب ہوتا ہے، لہٰذا اس موقعہ پر ان کا جانا بلاشبہ حرام اور ناجائز ہے۔ حدیث میں ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے۔ امداد الاحکام: ۱/۲۰۷ (۱۳۸)۔

ایصالِ ثواب کیلئے اجرت دے کر قرآن پڑھوانا

❊-بعض لوگ ایسا بھی کرتے ہیں کہ مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے اجرت پر ایک آدمی رکھ لیتے

= وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ١/٥٦٠، ٥٦١، رشيدية.

(۱۳۸) امداد الاحکام، کتاب الجنائز، عنوان: عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کا حکم: ۱/۸۱۲-۸۱۳، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: لعن زَوَّارِت القبور. جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء: في كراهية زيارة القبور للنساء، الحديث رقم: ١٠٥٦، والبيهقي في السنن الكبرىٰ، جماع أبواب البكاء على الميت، باب ما ورد في نَهْيِهن عن زيارة القور، الحديث رقم: ٦٩٩٦: ٤/٧٨، دار الكتب العلمية بيروت. وابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ما جاء: في النهي عن زيارة النساء القبور، الحديث رقم: ١٥٧٤، وقال ابن عابدين: قوله: ولو للنساء، وقيل: تحرم عليهن، والأصح أن الرخصة ثابتة لهن، وجزم في شرح المنية بالكراهة، لما مر في اتباعهن الجنازة ......، إن كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والندب على ماجرت به عادتهن، فلا تجوز، وعليه حمل حديث: لعن الله زائرات القبور، وإن كان للاعتبار والترحم من غير بكاء، والتبرك بزيارة قبور الصالحين، فلا بأس إذا كن عجائز، ويكره إذا كن شواب، كحضور الجماعة في المساجد، وهو توفيق حسن. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ٣/١٧٨، رشيدية، وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الجنائز، فصل: في زيارة القبور: ١/٤١٢، مؤسسة الرسالة بيروت.

ہیں، جو روزانہ مرحوم کی قبر پر قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اور اپنے زعم کے مطابق مرحوم کو ثواب پہنچاتا ہے، سو واضح ہو کہ اجرت پر ایصالِ ثواب کے لئے قرآن کریم پڑھنا اور پڑھوانا حرام ہے، بعض لوگ آیتِ کریمہ اور کلمۂ طیبہ کا ختم بھی برائے ایصالِ ثوابِ اجرت دے کر کراتے ہیں، سو ان کا ختم بھی اجرت دے کر کرانا حرام ہے۔ احسن الفتاویٰ: ۱/۳۷۵ (۱۳۹)۔

---

(۱۳۹) احسن الفتاویٰ، باب رد بدعات، عنوان: ایصالِ ثواب پر اجرت جائز نہیں: ۱/۳۷۵، سعید کراچی۔

روی أبو داود، عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه، قال: علمت ناساً من أهل الصفة الكتاب والقرآن، فأهدى إلي رجل منهم قوساً، فقلت: ليس بمالٍ وأرمي عنها في سبيل الله عزوجل: لآتينّ رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلاسألنّه، فأتيته، فقلت: يارسول الله! رجل أهدى إلي قوساً ممن كنت أعلمه الكتاب والقرآن وليست بمالٍ وأرمي عنها في سبيل الله! قال: إن كنت تحبّ أن تطوق طوقاً من نارٍ فَاقْبَلْهَا. سنن أبي داود، كتاب الإجارة، باب: في كسب المعلم، الحديث رقم: ٣٤١٦، وقال ابن عابدين: ونصه: أقول: المفتى به جواز الأخذ استحساناً على تعليم القرآن، لا على القراءة المجردة، كما صرح به في التاتارخانية: قال: لامعنى لهذه الوصية ولصلة القاري بقراته؛ لأن هذا بمنزلة الأجرة والإجارة في ذلك باطلة. رسائل ابن عابدين، رسالة: شفاء العليل وبل الغليل، الخ، ص: ١٦٨، سهيل اكيڈمی لاهور، وفي الرد: قال تاج الشريعة في شرح الهداية: إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب، لا للميت، ولا للقاري، وقال في شرح الهداية: ويمنع القاري للدنيا، والآخذ والمعطي آثمان ......، الوصية من الميت باتخاذ الطعام، والضيافة يوم موته، أو بعده وبإعطاء دراهم لمن يتلو القرآن لروحه، أو يسبح، أو يهلل، وكلها بدع منكرات. فقط، والمأخوذ منها حرام للآخذ، وهو عاصب بالتلاوة والذكر؛ لأجل الدنيا. رد المحتار، كتاب الإجارة، باب إجارة الفاسدة، مطلب تحرير في عدم جواز الاستئجار: ٦/٥٦، ٥٧، رشيدية، وهكذا في تنقيح الفتاوى الحامدية، كتاب الإجارة، مطلب: في حكم الاستئجار على التلاوة: ٢/١٣٧، مطبع ميمنيه مصر.

بابِ نہم

موت کے بعد مؤمن کے حالات

احکامِ میت

❁ -موت کے وقت مؤمن کی عزت و بشارت

❁ -منکر نکیر اور قبر کا مؤمن کے ساتھ نرم رویہ

❁ -قبر میں اعمال صالحہ کی طرف سے میت کا دفاع

❁ -ایصالِ ثواب اور صدقۂ جاریہ کا فائدہ

❁ -ارواح کے رہنے کی جگہ

❁ -روح کا بدن سے پانچ قسم کا تعلق ہے

❁ -ارواح کی چار قسمیں

بابِ نہم

موت کے بعد مؤمن کے حالات

اعزاز واکرام، قبر، منکر نکیر، ایصالِ ثواب اور صدقہ جاریہ کے فوائد، روحوں کے رہنے کی جگہ، روحوں کی قسمیں

مؤمن کے لئے موت بھی نعمت ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ، فَقَدْ فَازَ، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾. (آل عمران:١٨٥)،

ترجمہ: ”ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو پورے دیئے جائیں گے بدلے قیامت ہی کے روز، پس جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو وہ پورا کامیاب ہوا اور دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں، صرف دھوکہ کا سودا ہے۔

اس آیت اور اس مضمون کی دوسری بہت سی آیات سے ثابت ہے کہ جس طرح زندگی دینی اور دنیوی دونوں لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی زبردست نعمت ہے، اسی طرح موت بھی دینی اور دنیوی لحاظ سے بہت بڑی نعمت ہے، خاص کر موت بھی ایسی، جو راحت، رحمت اور عافیتِ دارین اور سلامتیِ ایمان کے ساتھ ہو، کیونکہ زندگی عارضی اور ختم ہونے والی ہے، اس کے بعد موت اور مابعد الموت کا عالم ہوگا، اگر کسی نے مابعد الموت کی فکر دنیوی

زندگانی میں کی اور اطاعت وفرمانبرداری میں زندگی گزاری تو دنیا میں آنے کا گوہرِ مقصود پالیا اور فائز المرام ہوکر موت کی آغوش میں گیا، اس بارے میں قرآن کریم نے بہت واضح طریقہ سے تمام حالات بالتفصیل متعدد مقامات پر بیان فرمائے ہیں، جو نصیحت قبول کرنیوالوں کیلئے بہت بڑا ذخیرہ اور سامانِ نصیحت ہے اور محروم رہنے والوں کیلئے کفِ افسوس ملنے اور ندامت کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ اسی لئے احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عقلمند اس شخص کو قرار دیا ہے، جس نے اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھ کر اور دنیا میں آنے کی غرض کو معلوم کرکے موت کو کثرت سے یاد رکھا اور مابعد الموت کے لئے تیاری میں لگا رہا(۱) اور آخرت کے لئے سب کچھ کیا اور دنیا میں ایک مسافر کی طرح زندگی گزار کر رخصت ہوگیا، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْعَابِرُ سَبِيْلٍ(۲). یعنی: ''تم دنیا میں اس طرح رہو، جیسے تم کوئی مسافر یا راہ گیر ہو''۔

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کو ہر (ناگوار) بات کا اجر دیا جائے گا، یہاں تک کہ نزع کی قے، ہچکی وغیرہ کا بھی۔ نور الصدور، ص:۲۴(۳)۔

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنه، أنه قال: كنت مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فجاءه رجل من الأنصار، فسلم على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ثم قال: يارسول الله! أيّ المؤمنين أفضل، قال: أحسنهم خلقًا. قال: فأيّ المؤمنين أكيس؟ قال: أكثرهم للموت ذكرًا، وأحسنهم لما بعده استعداداً، أولئك الأكياس. سنن ابن ماجه، أبواب الزهد، باب ذكر الموت والاستعداد له، الحديث رقم: ٤٢٥٩.

(۲) روى البخاري، عن عبدالله بن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما، قال: أخذ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بمنكبي، فقال: كن في الدنيا كأنك غريب أوعابر سبيل. صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: كن في الدنيا كأنك غريب، أو عابر سبيل، الحديث رقم: ٦٠٥٣، والترمذي في كتاب الزهد، باب ماجاء في قصر الأمل، الحديث رقم: ٢٣٣٣، وأحمد في مسند ابن عمر، الحديث رقم: ٤٧٦٤: ٢/٢٤، دار إحياء التراث العربي بيروت، وابن حبان في صحيحه، ذكر الوصف الذي يجب أن يكون المرء في هذه الدنيا الفانية الزائلة، الحديث رقم: ٦٩٨: ٢/٤٧١، مؤسسة الرسالة بيروت.

(۳) نور الصدور، باب ہشتم، موت کی سختی کا بیان، ص:۲۴، دار الاشاعت کراچی۔

عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن المؤمن ليؤجر في كل شيء =

حدیث: حضرت عبید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میں نے اچانک موت کے بارے میں پوچھا کہ آیا اس سے نفرت کرنی چاہیے؟ آپ نے فرمایا، کیوں؟ اُسے ناپسند کیوں کیا جائے؟ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ موت مؤمن کے لئے تو راحت کی چیز ہے، البتہ بدکاروں کے لئے نہایت حسرت و افسوس کی چیز ہے۔ نورالصدور: ۲۵ (۵)۔

موت کے وقت مؤمن کی عزت و بشارت

❁ — حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مؤمن دنیا سے رخصت اور آخرت کی آمد کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں، جن کے چہرے آفتاب کی طرح روشن ہوتے ہیں، ان کے پاس جنت کا کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، یہاں تک کہ حدِ نظر کے فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت اس کے سر کے پاس آکر بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں ''اے جان! جس کو خدا کے حکموں پر اطمینان تھا، اللہ کی مغفرت اور رضا مندی کی طرف چل۔ چنانچہ وہ اس طرح (آسانی سے) نکلتی ہے، جیسے مشک سے (پانی کا) قطرہ ڈھلک آتا ہے، اگرچہ تم (ظاہر میں) اس کے خلاف حالت

= حتى في الكظ عندالموت. أخرجه السيوطي في كتاب شرح الصدور، الباب الحادي عشر، باب من دنا أجله و كيفية الموت، الحديث رقم: ۹، ص: ۳۸، دارالمعرفة بيروت، وأخرجه البخاري في صحيحهم، كتاب المرضىٰ، باب نهي تمني المريض الموت، الحديث رقم: ۵۳۴۸، ولفظه: إن المسلم ليؤجر في كل شيء ينفقه إلا في شيء يجعله في هذا التراب. وهكذا رواه الطبراني في المعجم الكبير في حديث قيس بن أبي حازم عن خبّاب، إسماعيل بن أبي خالد، عن قيس، الحديث رقم: ۳۶۳۲: ۶۱/۴، مكتبة الزهراء الموصل.

(۴) مذکورہ نام کتاب کے تمام نسخوں میں ''عبید بن عمر'' لکھا ہے، جب کہ صحیح ''عبید بن عمیر'' ہے۔

(۵) نورالصدور، بابِ ہشتم، موت کی سختی کا بیان، ص: ۲۵، دارالاشاعت کراچی۔

عن عبدالله بن عبيد بن عمير، قال: سألت عائشة رضي الله تعالىٰ عنها، عن موت الفجاة أيكره؟ قالت: لأي شيء يكره؟ سألت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، عن ذلك، فقال: راحةٌ للمؤمن وأخذ أسفٍ للفاجر. شرح الصدور، باب من دنا أجله و كيفية الموت، الحديث رقم: ۵۷، ص: ۴۴، دارالمعرفة بيروت، والبيهقي في "شعب الإيمان" التاسع والستون من شعب الإيمان، رقم: ۱۰۲۱۸: ۲۵۵/۷، دارالكتب العلمية بيروت. وأحمد في مسنده، في حديث السيدة عائشة رضي الله عنها، الحديث رقم: ۲۵۰۸۶: ۱۳۶/۶، دار إحياء التراث العربي بيروت.

دیکھو۔ (کہ شدت سے جان نکلی، تو وہ شدت جسم پر ہوتی ہے، روح کو راحت ہوتی ہے) غرض فرشتے اس روح کو نکالتے ہیں اور نکالنے کے بعد ملک الموت کے ہاتھ میں چشم زدن کے لئے بھی نہیں چھوڑتے، بلکہ اس کو (بہشتی کفن اور خوشبو میں) رکھ لیتے ہیں اور اس سے خوشبو ایسی پھوٹتی ہے، جیسے دنیا میں مشک کی تیز سے تیز خوشبو ہو، پھر وہ اس کو لے کر اوپر کو چڑھتے ہیں اور فرشتوں کے جس گروہ پر ان کا گذر ہوتا ہے، وہ پوچھتی ہیں کہ یہ پاکیزہ روح کون ہے؟ وہ اس کا اچھے سے اچھا نام، جس سے وہ دنیا میں مشہور تھا، بتلاتے ہیں کہ "فلاں بن فلاں" ہے۔ یہاں تک کہ (اسی حالت سے) وہ اس کو اس قریب والے آسمان (یعنی سماءِ دنیا) کی طرف، پھر وہاں سے (سب آسمانوں سے گزر کر) ساتویں آسمان کی طرف لے جاتے ہیں، اب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اس کا نامۂ اعمال علیین میں لکھ دو اور اس کو (سوالِ قبر کے لئے) پھر زمین کی طرف لے جاؤ، پس اس کی روح بدن میں لوٹائی جاتی ہے (عالمِ برزخ کے مناسب، نہ کہ دنیا کی طرح) پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ کہتا ہے میرا رب "اللہ" ہے اور میرا دین "اسلام" ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کون تھے، جو تمہاری طرف اور تم میں مبعوث ہوئے؟ وہ کہتا ہے کہ یہ "اللہ کے رسول"، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، وہ کہتے ہیں تجھ کو کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن پڑھا اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی، پھر آسمان سے ایک منادی (منجانب اللہ) نداء دیتا ہے کہ میرے بندہ نے صحیح جوب دیا ہے، اس کے لئے جنت کا فرش بچھا دو اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے واسطے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو، پس اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو پہنچتی ہے اور حدِ نظر تک اس کے لئے قبر میں کشادگی ہو جاتی ہے اور اس کے پاس ایک شخص عمدہ لباس، عمدہ خوشبو والا آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تجھ کو خوشخبری ہو کہ یہ وہی (مبارک) دن ہے، جس کا تجھ سے وعدہ ہوتا تھا، وہ پوچھتا ہے، تو کون ہے؟ تیرے تو چہرے سے خیر معلوم ہوتی ہے! وہ کہتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں، میت بار بار کہتا ہے کہ "اے رب! (جلدی) قیامت قائم کر دیجئے کہ میں اپنے اہل وعیال میں جاؤں (جو قیامت میں ملیں گے)۔ شوقِ وطن: ۱۷-۲۰، بحوالہ ابوداؤد، احمد حاکم وبیہقی (٦)۔

---

(٦) شوقِ وطن، پانچواں باب: مرنے کے بعد مؤمن کی عزت اور بشارت، ص: ۱۲-۱۴، سہارنپور، ہندوستان۔

عن البراء بن عازب، قال: خرجنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في جنازة رجلٍ من الأنصار، فانتهينا إلى القبر، ولمّا يلحد، فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم، وجلسنا حوله، وكأن على رؤوسنا الطير، وفي يده عودٌ ينكتُ في الأرض، فرفع رأسه، فقال: استعيذوا بالله من عذاب القبر، مرتين، أو ثلاثاً، ثم قال: إن العبد المؤمن إذا كان =

مرنے کے بعد مُردوں سے ملاقات ہوتی ہے

❊- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مؤمن کی روح قبض کی جاتی ہے، تو خدا کے مرحوم بندے (جن کا پہلے انتقال ہوگیا تھا) اس طرح آگے بڑھ کر اس سے ملتے ہیں، جیسے دنیا میں کسی خوش خبری لانے والے سے ملا کرتے ہیں، پھر (ان میں سے بعض) کہتے ہیں، ذرا اس کو مہلت تو دو کہ دم لے لے، کیونکہ (دنیا میں) یہ بڑے کرب میں تھا، اس کے بعد اس

= في انقطاعٍ من الدنيا وإقبالٍ من الآخرة، نزل إليه ملائكة من السماء، بيضُ الوجوه، كأن وجوههم الشمسُ، معهم كفنٌ من أكفان الجنة، وحنوطٌ من حنوط الجنة، حتى يجلِسوا منه مدّ البصر، ثم يجيء ملك الموت عليه السلام، حتى يجلسَ عند رأسه، فيقول: أيتها النفس الطيبة! اخرجي إلى مغفرةٍ من الله ورضوانٍ. قال: فتخرج تَسِيْل كما تَسِيْل القطرة من في السقاء، فيأخذها، فإذا أخذها لم يَدَعُوْهَا في يده طرفة عينٍ، حتى يأخذوها، فيجعلوها في ذلك الكفن، وفي ذلك الحنوط، ويخرج منها كأطيب نفحةِ مسكٍ وُجِدَتْ على وجهِ الأرض. قال: فيصعدون بها، فلا يمُرُّون يعني: بها على ملأٍ من الملائكة إلا قالوا: ما هذا الروح الطيب؟ فيقولون: فلان بن فلان، بأحسنِ أسمائه التي كانوا يسمونه بها في الدنيا، حتى ينتهوا بها إلى السماء الدنيا، فيستفتِحُون له، فيُفْتَح لهم، فيُشَيِّعُه من كل سماءٍ مقرّبوها إلى السماء التي تليها، حتى ينتهي به إلى السماء السابعة، فيقول الله عزوجل: اكتبوا كتابَ عبدي في عِلِّيِّين، وأعيدوه إلى الأرض؛ فإني منها خلقتهم، وفيها أعيدهم، ومنها أخرجهم تارةً أخرىٰ. قال: فتعاد روحه في جسده، فيأتيه ملكان، فيلجسانه، فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربي الله، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام، فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول: هو رسول الله صلى الله عليه وسلم، فيقولان له: وما علمك؟ فيقول: قرأت كتاب الله، فآمنتُ به، وصدّقتُ. فينادي منادٍ في السماء: أن صدق عبدي، فافرشوه من الجنة، وألبسوه من الجنة، وافتحوا له باباً إلى الجنة، قال: فيأتيه من روحها وطيبها، ويُفسح له في قبره مدّ بصره، قال: ويأتيه رجل حَسنُ الوجه، حَسَن الثياب، طيب الريح، فيقول: أبْشِرْ بالذي يسرّك، هذا يومك الذي كنتَ تُوعَد، فيقول له: من أنت، فوجهك الوجه يجيء بالخير؟ فيقول: أنا عملك الصالح، فيقول: ربِّ! أقِمِ الساعة، حتى أرجع إلى أهلي ومالي، إلى آخر الحديث...... أخرجه أحمد في مسند البراء بن عازب رضي الله عنه، واللفظ له، الحديث رقم: ١٨٥٥٧: ٤/٢٧٨، دار إحياء التراث العربي بيروت، والحاكم في المستدرك، كتاب الإيمان، الحديث رقم: ١٠٧: ١/٩٤، دارالكتب العلمية بيروت، ومجمع الزوائد، في الجنائز، باب السؤال في القبر: ٣/٤٩، دارالكتاب بيروت، والبيهقي في شعب الإيمان، فصل: في عذاب القبر وكل معذب في الآخرة، الحديث رقم: ٣٩٥: ١/٣٥٦، دارالكتب العلمية بيروت، وأبو داود في كتاب السنة، باب: في المسألة في القبر وعذاب القبر، الحديث رقم: ٤٧٥٣.

سے پوچھنا شروع کرتے ہیں کہ فلاں شخص کا کیا حال ہے؟ کیا اس نے نکاح کرلیا ہے؟ پھر اگر ایسے شخص کا حال پوچھتے، ہیں جو اس شخص سے پہلے مر چکا ہے اور اس نے کہہ دیا کہ وہ تو مجھ سے پہلے مر چکا ہے، تو إنـا للّٰه وانا إليه راجعون پڑھ کر کہتے ہیں کہ ”بس اس کو اس کے ٹھکانے یعنی دوزخ کی طرف لے جایا گیا ہے، وہ تو جانے کی بھی بری جگہ ہے اور رہنے کی بھی بری جگہ ہے (۷)۔

مرحوم رشتہ داروں پر زندوں کے اعمال پیش ہونا

*- اسی حدیث کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارے اعمال تمہارے ان رشتہ داروں اور خاندان والوں کے سامنے، جو آخرت (عالمِ برزخ) [۸] میں ہیں، پیش کئے جاتے ہیں، اگر نیک عمل ہوا تو وہ خوش اور بشاش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ! یہ آپ کا فضل اور رحمت ہے، پس اپنی یہ نعمت اس پر پوری کیجئے اور اسی پر اس کو موت دیجئے اور ان پر گناہگار کا بھی عمل پیش ہوتا ہے، تو کہتے ہیں کہ اے اللہ! اس کے دل میں نیکی ڈال دے، جو تیری رضا اور قرب کا سبب ہوجائے۔ شوقِ وطن: ۲۴، ۲۵ (۹) بحوالہ

---

[۸] مرنے کے بعد مُردے جس عالم میں قیامت سے پہلے تک رہتے ہیں، اُسے عالمِ برزخ کہا جاتا ہے۔

---

(۷) أخرج الطبراني في "المعجم الكبير"، عن أبي أيوب الأنصاري، أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، قال: إن نفس المؤمن إذا قُبِضَتْ تلقّاها من أهل الرحمة من عباد اللّٰه، كما تلقون البشير في الدنيا، فيقولون: انظروا صاحبكم يستريح، فإنه قد كان في كربٍ شديدٍ، ثم يسألونه: ماذا فعل فلانٌ، وما فَعَلتْ فلانة؟ هل تَزَوَّجَتْ؟ فإذا سألوه عن الرجل قد مات قبله، فيقوله: أَيْهَاتَ، قد مات ذاك قبلي! فيقولون: إنا للّٰه وإنا إليه راجعون، ذُهِبَتْ به إلى أمه الهاوية، فبِئستِ الأم وبِئسَتِ العربية. قال: وإن أعمالكم تعرض على أقاربكم وعشائركم من أهل الآخرة، فإن كان خيراً فَرِحُوا واسْتَبْشَرُوْا، وقالوا: اللهم! هذه فضلك ورحمتك، فأتِمّْ نعمتك عليه وأَمِتْهُ عليها، ويعرض عليهم عمل المُسِيْءِ، فيقولون: اللهم! أَلْهِمْه عملاً صالحاً ترضى به عنه، وتُقرِّبُهُ إليك. المعجم الكبير للطبراني، أبو دُهم السماعي، عن أبي أيوب الأنصاري، الحديث رقم: ۳۸۸۷: ۱۲۹/٤، مكتبة الزهراء الموصل. ورواه في المعجم الأوسط، باب الألف، من اسمه: أحمد، الحديث رقم: ۱٤۸: ۵۳/۱، دارالحرمين القاهرة، وكذا رواه الهيثمي في مجمع الزوائد، كتاب الجنائز، باب: في موت المؤمن وغيره: ۳۲۷/۲، دارالكتاب بيروت، وهكذا في شرح الصدو. بشرح حال الموتى والقبور، باب ملاقاة الأرواح للميت إذا خرجت روحه واجتماعهم به وسؤالهم له، رقم: ۱: ۹٦/۱، دارالمعرفة بيروت.

(۹) شوقِ وطن، چھٹا باب، مرنے کے بعد ارواح کی باہمی ملاقات و مکالمہ میں، ص: ۱۷، سہارنپور، ہندوستان۔

شرح الصدور، طبرانی وابن ابی الدنیا (۱۰)۔

منکر، نکیر اور قبر کا مؤمن کے ساتھ نرم رویہ

❊ — حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، یارسول اللہ! جب سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منکر نکیر کی آواز اور قبر کے بھینچنے سے مجھے ڈرایا ہے کوئی شی مجھ کو اچھی نہیں معلوم ہوتی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہؓ! منکر اور نکیر کی آواز مؤمن کے کان میں ایسی آسان معلوم ہوگی، جیسے شفیق ماں بچہ کا سر نرمی سے دباتی ہے، جس وقت بچہ کہتا ہے کہ میرے سر میں درد ہے، لیکن اے عائشہؓ! خرابی اس کی ہے، جو اللہ کے بارے میں شک کرتا تھا، وہ اس طرح قبر میں پیسا جائے گا، جیسے بھاری پتھر سے انڈا پیسا جائے۔ نور الصدور: ۲۴ (۱۱)۔

روح کا اپنے غسل وکفن اور دفن کو دیکھنا

❊ — حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص مرتا ہے، اس کی روح ایک

(۱۰) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب ملاقاة الأرواح للميت إذا خرجت روحه واجتماعهم به وسؤالهم له، رقم: ۱، وفيه: أخرجه ابن أبي الدنيا والطبراني في الأوسط، (۹۶/۱)، دارالمعرفة بيروت، وأخرجه الطبراني في الأوسط، باب الألف، من اسمه: أحمد، الحديث رقم: ۱٤۸: ۵۳/۱، دار الحرمين القاهرة، وهكذا في الروح لابن القيم، المسألة الثانية، وهي: أن أرواح الموتى هل تتلاقي......: ۲۰/۱، دار الكتب العلمية بيروت.

(۱۱) نور الصدور، باب ۱۶، ضغطۂ قبر یعنی قبر کے دبانے کا بیان، ص: ۶۸، دارالاشاعت کراچی۔

عن سعيد بن المسيب أن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها، قالت: يارسول الله! إنك منذ يوم حدثتني بصوت منكرٍ ونكيرٍ، وضغطة القبر ليس ينفعني شيء، قال: يا عائشة! إن أصوات منكر ونكير في أسماع المؤمنين كالإثمد في العين، وإن ضغطة القبر على المؤمن كالأم الشفيقة، يشكو إليها ابنها الصداع، فتغمز رأسه غمزًا رفيقاً، ولكن يا عائشة! ويل للشاكين في الله! كيف يضغطون في قبورهم كضغة الصخرة على البيضة. كتاب شرح الصدور، باب. ضمة القبر لكل أحد، الحديث رقم: ۲۵، ص: ۱۵، دارالمعرفة بيروت، والبيهقي في إثبات عذاب القبر، باب تخويف أهل الإيمان بعذاب القبر، الحديث رقم: ۱۱٦، ص: ۸۵، دارالفرقان عمان، والديلمي في الفردوس بمأثور الخطاب، فصل: الصاد، بلفظه: عائشة: صوت منكرٍ ونكيرٍ في أسماع المؤمن كالرمد في العين، وإن ضغطة القبر على المؤمن كالأم الشفيقة، يشكو إليها ابنها الصداع، فتغمز رأسه غمزاً رفيقاً. الحديث رقم: ۳۷۷٦: ٤۰۰/۲، دارالكتب العلمية بيروت، و كذا في حاشية العدوي، باب ماتنطق به الألسنة وتعتقده الأفئدة: ۱۳٦/۱، دارالفكر ...

فرشتہ کے ہاتھ میں رہتی ہے، اپنے جسم کو دیکھتی ہے کہ کیونکر اس کو غسل دیا جاتا ہے اور کیونکر کفن دیتے ہیں، کیونکر لے کر چلتے ہیں اور لاش ابھی تختہ ہی پر ہوتی ہے کہ اس سے فرشتے کہتے ہیں کہ لوگ جو تیری تعریف کر رہے ہیں، سن لے (کہ یہ بشارت اگلی نعمتوں کی تمہید ہے)۔ شوقِ وطن :۲۶ بحوالہ ابونعیم (۱۲)۔

کون کون لوگ جنتی ہیں

❁ — حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو شخص رمضان شریف کے اخیر مہینہ میں انتقال کرے، وہ جنتی ہوگا اور جو شخص عرفہ کے روز یعنی نویں تاریخ ذی الحجہ کے اخیر دن میں مرے گا، وہ جنتی ہوگا اور جو شخص صدقہ دے کر مرے گا، وہ جنتی ہوگا۔ نور الصدور :۱۴۷ (۱۳)۔

❁ — حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو شخص مرتے وقت خالص نیت سے لا اِلٰہ اِلا اللہ کہے گا، وہ جنتی ہوگا اور جس نے اللہ کے واسطے روزہ رکھا اور اسی حال میں مرگیا، وہ جنتی ہوگا اور جو سچی نیت سے صدقہ دے کر مرے گا، وہ جنتی ہوگا۔ نور الصدور :۱۴۸ (۱۴)۔

---

(۱۲) شوق وطن، ساتواں باب، تجہیز وتکفین کے وقت اعزاز میں، ص:۱۸، سہارنپور، ہندوستان۔

أخرج أبونعيم في حلية الأولياء، في ترجمة عمرو بن دينار، قال: ما من ميت يموت إلا وروحه في يد ملك ينظر إلى جسده، كيف يغسل، وكيف يكفن، وكيف يمشى به، فيجلس في قبره. قال داود: وزاد في هذا الحديث: قال: يقال له، وهو على سريره: اسمع ثناء الناس عليك. حلية الأولياء، عمرو بن دينار: ۳۴۹/۳، دار الكتاب العربي بيروت، وهكذا في فيض القدير للمناوي، حرف الهمزة: ۳۹۸/۲، المكتبة التجارية مصر، وكذا في شرح الصدور، باب معرفة الميت بمن يغسله ويجهزه وسماعه مايقال فيه وما يقال له، الحديث رقم: ۷۵، ص: ۱۰۰، دار المعرفة بيروت.

(۱۳) نور الصدور، باب ۳۳، موت کا کون سا وقت اچھا ہے، ص:۱۵۹، دار الاشاعت کراچی۔

أخرج أبونعيم، عن ابن مسعود رضى الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من وافق موته عند انقضاء رمضان دخل الجنة، ومن وافق موته عند انقضاء عرفة دخل الجنة، ومن وافق موته عند انقضاء صدقة دخل الجنة. حيلة الأولياء، طلحة بن مصرف: ۲۳/۵، دارالكتاب العربي بيروت، وكذا رواه في المناوي فيض القدير، حرف السين، الحديث رقم: ۹۰۷۱: ۲۳۵/٦، المكتبة التجارية مصر، وكذا في شرح الصدور السيوطي، باب أحسن الأوقات للموت، رقم: ۱، ص: ۳۰، دارالمعرفة بيروت، وكذا رواه في كنز العمال، كتاب الجنائز، الفصل الثاني من لو أحق كتاب الموت، الحديث رقم: ٤٢٧٠١: ۲۸۵/۱۵، دارالكتب العلمية بيروت.

(١٤) نور الصدور، باب ۳۳، موت کا کون سا وقت اچھا ہے، ص:۱۵۹–۱۶۰، دار الاشاعت کراچی۔ ....=

❁ — ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو کوئی ہر نماز فرض کے بعد آیت الکرسی پڑھتا رہے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو شاکرین کا دل عطا فرمائے گا اور صدیقین کے مثل عمل دے گا اور نبیوں کا سا ثواب دے گا اور اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے گا اور جنت میں داخل ہونے سے (صرف) موت اسے روکتی ہے، یعنی موت آنے پر فوراً جنت میں داخل ہوگا۔ نور الصدور: ۱۴۷ (۱۵)۔

❁ — حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو مؤمن جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو عذابِ قبر سے نجات دے گا (۱۶) اور حضرت

= أخرج أحمد عن حذيفة، قال: أسندت النبي صلى الله عليه وسلم إلى صدري، فقال: من قال: لا إله إلا الله، قال حسن: ابتغاء وجه الله خُتِمَ له بها دخل الجنة، ومن همام يوماً ابتغاء وجه الله، خُتِمَ له بها دخل الجنة، ومن تصدق بصدقةٍ ابتغاء وجه الله، خُتِم له بها دخل الجنة. مسند أحمد، حديث حذيفة بن اليمان، الحديث رقم: ٢٣٣٧٢: ٥/٣٩١، دارإحياء التراث العربي بيروت، ومجمع الزوائد، في الجنائز، باب تلقين الميت: لا إله إلا الله: ٢/٣٢٤، قال: ورجاله رجال الصحيح، غير عثمان بن مسلم البي، وهو ثقة، دارالكتاب بيروت، والترغيب والترهيب، كتاب الصوم، الترغيب في الصوم مطلقاً، الحديث رقم: ١٤٦٠: ٢/٥١، دارالكتب العلمية بيروت، وكذا في شرح الصدور السيوطي، باب أحسن الأوقات للموت، رقم: ٢، ص: ٣٠، دارالمعرفة بيروت.

(۱۵) نور الصدور، باب ۳۳، موت کا کون سا وقت اچھا ہے، ص: ۱۵۹-۱۶۰، دارالاشاعت کراچی۔

أخرج السيوطي في اللآلي المصنوعة، عن ابن عباس رضى الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ آية الكرسي في دبر كل صلوةٍ مكتوبة أعطاه الله قلوب الشاكرين وأعمال الصديقين وثواب النبيين، وبسط عليه الرحمة منه، ولم يمنعه من دخول الجنة إلا أن يموت، فيدخلها. اللآلي المصنوعة، باب فضائل القرآن: ١/٢١٣، دارالكتب العلمية بيروت، وكذا في "الموضوعات" باب: في قراءة آية الكرسي: ١/١٧٧، دارالكتب العلمية بيروت، والذهبي في تلخيص كتاب الموضوعات، رقم: ١٤٣، وقال: سند مظلم إلى حسن بن محمد -ولا يدري من هو-: ١/٦٧، مكتبة الرشد الرياض، وكذا في تنزيه الشريعة المرفوعة، الفصل الثاني من كتاب فضائل القرآن، الحديث رقم: ١١، وقال: وفيه مجاهيل: ١/٢٨٩، دارالكتب العلمية بيروت، وكذا ذكره السيوطي في شرح الصدور، عن أبي أمامة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ آية الكرسي في دبر كل صلوة مكتوبة لم يمنعه من دخول الجنة إلا أن يموت، وقال: أخرجه النسائي، وابن حبان في صحيحه، وابن مردويه، والدارقطني عن أبي أمامة. شرح الصدور، باب الأعمال التي توجب لصاحبها تعجيل الوصول إلى الجنة عقب الموت، رقم: ٥٢، ص: ٣٠٧، دارالمعرفة بيروت، قلت: وأصل الحديث: عن أبي أمامة، وليس فيه ضعف. رواه النسائي في كتاب عمل اليوم والليلة، ثواب من قرأ آية الكرسي دبر كل صلوة، الحديث رقم: ٩٩٢٨.

(١٦) أخرج الترمذي عن عبد الله بن عمرو، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من مسلم يموت يوم الجمعة، =

عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو مسلمان مرد یا عورت جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مر گیا، وہ عذابِ قبر اور نکیرین کے سوال سے امن میں ہوگا اور قیامت کے دن اس سے حساب نہیں لیا جائے گا اور اس کے اعمال اس کے جنتی ہونے پر گواہی دیں گے۔ نور الصدور، ص:۷۷(۱۷)۔

عذابِ قبر

❊ — حضرت امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (امت کو سکھانے کے لئے) یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اللّٰهم إنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، ''یعنی اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عذابِ قبر سے۔ نور الصدور: ۸۲ (۱۸)۔

= أو ليلة الجمعة إلا وقاه الله فتنة القبر، قال أبوعيسىٰ: هذا حديث غريب. سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب: فيمن مات يوم الجمعة، الحديث رقم: ١٠٧٤، وأخرجه أبويعلى في مسند يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالكٍ، الحديث رقم: ٤١١٣: ١٤٦/٧، دارالمأمون للتراث دمشق، وأخرجه أحمد في مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، الحديث رقم: ٦٦٤٦: ١٧٦/٢، دارإحياء التراث العربي بيروت، وأيضاً برقم: ٧٠٥٠: ٢٢٠/٢، دارإحياء التراث العربي بيروت، وعبد بن حميدٍ في مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، الحديث رقم: ٣٢٣، ص: ١٣٢، مكتبة السنة القاهرة، ومجمع الزوائد في الجنائز، باب: فيمن مات يوم الجمعة، عن أنس بن مالكٍ: ٣١٩/٢، دارالكتاب بيروت، والسيوطي في شرح الصدور، باب ماينجي من عذاب القبر، رقم: ٣٥، ص: ١٨٦، دارالمعرفة بيروت.

(۱۷) نور الصدور، باب ۱۹، جن سے قبر میں نکیرین کا سوال نہ کیا جائے گا، ص:۸۲، دار الاشاعت کراچی۔

ذكر السيوطي في اللمعة في خصائص الجمعة، الخصوصية السابعة والثمانون: حصول الشهادة لمن مات فيه، الحديث رقم: ٢١٣، قال: وأخرج من مرسل عطاءٍ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من مسلم، أو مسلمة يموت ليلة الجمعة، أو يوم الجمعة إلا وقي عذاب القبر، وفتنة القبر، ولقي الله، لاحساب عليه، وجاء يوم القيامة، ومعه شهود يشهدون له، ص: ١١٧، دارالكتب العلمية بيروت، وذكره السيوطي أيضاً في شرح الصدور، في: فصل: فيه فوائد، قال: وأخرج من طريق ابن جريج، عن عطاء بن يسارٍ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من مسلم، أو مسلمة يموت ليلة الجمعة، أو يوم الجمعة إلا وقي عذاب القبر، وفتنة القبر، ولقي الله ولا حساب عليه، وجاء يوم القيامة، ومعه شهود يشهدون له بالجنة، أو طابع. شرح الصدور بشرح أحوال الموتى والقبور، فصل: فيه فوائد، تحت رقم: ٢٢، ص: ١٥٢، دارالمعرفة بيروت، وكذا ذكره الملا علي القاري في المرقاة، باب الجمعة، الفصل الثالث، تحت الحديث رقم: ١٣٦٧، من طريق ابن جريج، عن عطاء، نقلاً عن السيوطي: ٤١٦/٣، دارالكتب العلمية بيروت.

(۱۸) نور الصدور، باب ۲۱، عذابِ قبر کا بیان، ص: ۸۸-۸۹، دار الاشاعت کراچی۔ .... =

❊ – حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ،عذابِ قبر حق ہے، (ایسے) مُردوں کو (جنہوں نے گناہوں سے توبہ نہ کی ہو) قبر میں عذاب دیا جاتا ہے اور انسانوں اور جنات کے علاوہ) سب جاندار عذابِ قبر (کی آواز) سنتے ہیں۔ نورالصدور: ۸۲ (۱۹)۔

قبر میں اعمالِ صالحہ کی طرف سے میت کا دفاع

❊ – حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نیک بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے، تو اس کے نیک اعمال: نماز، روزہ حج، جہاد، صدقہ اس کے پاس آتے ہیں اور عذاب کے فرشتے اس کے پَیر کی طرف سے آتے ہیں، نماز کہتی ہے کہ تم اس سے دور رہو، ادھر سے تمہارا راستہ نہیں، اس پَیر سے مسجد میں آیا ہے اور کھڑے ہوکر نماز پڑھی ہے، پھر سر کی طرف سے آتے ہیں، تو روزہ کہتا ہے ادھر سے تمہارا راستہ نہیں ہے، اس نے دنیا میں اللہ کے واسطے بھوک پیاس کی تکلیف اٹھائی ہے، پھر دوسری طرف سے آتے ہیں، تو حج اور جہاد کہتے ہیں کہ تم اس سے دور رہو، اس نے اپنے اوپر بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں اور اللہ کے واسطے حج و جہاد کئے ہیں، ادھر سے تمہارا راستہ نہیں ہے، پھر اس کے ہاتھ کی طرف سے آتے ہیں، صدقہ کہتا ہے کہ تم اس سے دور رہو، اس نے ان ہاتھوں سے صدقہ دیا ہے، ادھر سے تمہارا راستہ نہیں ہے، اس کے بعد غیب سے آواز آتی ہے کہ تجھ کو مبارک

= عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، يدعو: اللهم إني أعوذ بك من عذاب القبر ومن عذاب الله ...... أخرجه البخاري في الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، الحديث رقم: ١٣١١، ومسلم في كتاب المساجد ومواضع الصلوة، باب ما يستعاذ منه في الصلوة، الحديث رقم: ٥٨٨، وكذا في شرح الصدور، فصل: فيه فوائد: باب عذاب القبر وقع ذكره في القرآن في عدة أماكن، الحديث رقم: ١، ص: ١٦١، دارالمعرفة بيروت.

(۱۹) نورالصدور، باب ۲۱، عذاب قبر کا بیان، ص: ۸۹، دارالاشاعت کراچی۔

أخرج البخاري عن عائشة، قالت: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن عذاب القبر؟ فقال: نعم! عذاب القبر حق. أخرجه البخاري في الجنائز، باب ما جاء: في عذاب القبر، الحديث رقم: ١٣٠٦، والنسائي في الكبرى، كتاب صفة الصلوة، نوع آخر منه، الحديث رقم: ١٢٣١، وشرح الصدور، فصل: فيه فوائد: باب عذاب القبر، الحديث رقم: ٢، قال: وأخرج البخاري، عن عائشة رضي الله عنها، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عذاب القبر حق، ص: ١٦١، دارالمعرفة بيروت.

ہو، زندگی میں تو اچھا تھا، مرنے کے بعد بھی اچھا ہے۔ رحمت کے فرشتے جنت سے فرش لاتے ہیں اور اس کی قبر میں بچھاتے ہیں اور جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے، وہاں تک اس کی قبر کشادہ کی جاتی ہے اور نور کی قندیل، جنت سے لاکر اس کی قبر میں رکھتے ہیں اور قیامت تک قبر روشن رہتی ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ قبر میں جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، وہ جنت کو دیکھتا ہے اور اس کی خوشبو پاتا ہے اور اس کے نیک اعمال کہتے ہیں کہ ہمارے لئے تو نے دنیا میں تکلیف اٹھائی، آج ہم تیرے ساتھ رہیں گے، یہاں تک کہ تجھ کو جنت میں پہنچائیں گے۔ نور الصدور: ۱۳۹ (۲۰)۔

ایصالِ ثواب اور صدقۂ جاریہ کا فائدہ

❁ - حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، فرماتے تھے: جس گھر میں کوئی مرجاتا ہے اور گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں، تو اس صدقہ کے ثواب

---

(۲۰) نور الصدور، باب ۳۱، کیا کیا چیزیں میت کو قبر میں نفع دیتی ہیں، ص: ۱۴۹-۱۵۰، دار الاشاعت کراچی۔

عن كعب، قال: إذا وضع العبد الصالح في قبره احتوشته أعماله الصالحة: الصلوة والصيام والحج والجهاد والصدقة، وتجيء ملائكة العذاب من قبل رجليه، فتقول الصلوة: إليكم عنه، لا سبيل لكم عليه، فقد أطال بي القيام لله، فيأتونه من قبل رأسه، فيقول الصيام: لا سبيل لكم عليه؛ فقد أطال ظمأه لله تعالىٰ في دار الدنيا، فيأتونه من قبل جسده، فيقول الحج والجهاد: إليكم عنه؛ فقد أنصب نفسه، وأتعب بدنه، وحج، وجاهد لله، فلا سبيل لكم عليه، فيأتونه من قبل يديه، فتقول الصدقة: كفوا عن صاحبي؛ فكم من صدقةٍ خرجت من هاتين اليدين، حتى وقعت في يد الله ابتغاء وجهه، فلا سبيل لكم عليه، فيقال: هنيئاً لك، طبت حيًا، وطبت ميتًا، وتأتيه ملائكة الرحمة، فتفرشه فراشًا من الجنة، ودثارًا من الجنة، ويفسح له في قبره مد بصره، ويؤتى بقنديلٍ من الجنة، فيستضيء بنوره إلى يوم يبعثه الله من قبره. وفي رواية: ويفتح له باب إلى الجنة، فينظر إلى حسنها ويجد ريحها، وتحتوشه أعماله الصالحة: الصيام والصلوة والبر، فتقول له: نحن أنصبناك، وأظمأناك، وأسهرناك، فنحن لك اليوم بحيث تحب، نحن أنساؤك، حتى تصير إلى منزلك إلى الجنة. شرح الصدور للسيوطي، باب ما ينفع الميت في قبره، باب رقم: ٤٩، الحديث رقم: ٦، ص: ٢٩٤، دار المعرفة بيروت، وذكره الغزالي في إحياء العلوم، كتاب ذكر الموت وما بعده، الباب السابع في حقيقة الموت وما يلقاه الميت في القبر إلى نفخة: ٤/ ٤٩٨، دار المعرفة بيروت، وابن الجوزي في التبصرة، الكلام على البسلمة: ٢/ ٤٨٠، دار الكتاب بيروت.

کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نور کے طبق میں رکھ کر اس کی قبر پر لے جاتے ہیں اور کھڑے ہو کر کہتے ہیں: اے قبر والو! یہ تحفہ تمہارے گھر والوں نے تم کو بھیجا ہے، اس کو قبول کرو، پس مردہ خوش ہوتا ہے اور اپنے ہمسایہ کو خوش خبری سناتا ہے اور اس کے ہمسائے، جن کو کوئی تحفہ نہیں پہنچا ہے، غمگین رہتے ہیں۔ نور الصدور: ۱۳۸ (۲۱)۔

ماں باپ کی طرف سے حج کرنا

❊ – حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو شخص اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کی طرف سے حج کرے تو اللہ تعالیٰ حج کرنے والے کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور ان دونوں کو پورے پورے حج کا ثواب ملتا ہے، بغیر کمی کے۔ نور الصدور: ۱۳۸ (۲۲)۔

اولاد کے استغفار سے مرحوم والدین کو فائدہ پہنچتا ہے

❊ – حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نیک بندہ کو اللہ تعالیٰ جنت میں بہت بڑا درجہ عنایت فرمائے گا، وہ تعجب کر کے کہے گا: اے پروردگار! یہ درجہ کہاں سے مجھ کو ملا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تیرے

---

(۲۱) نور الصدور، باب ۳۱، کیا کیا چیزیں میت کو قبر میں نفع دیتی ہیں، ص: ۱۴۹، دار الاشاعت کراچی۔

عن أنس رضي الله تعالىٰ عنه، يقول: ما من أهل بيتٍ يموت منهم ميت، فيتصدقون عنه بعد موته، إلا أهداها له جبريل على طبق من نور، ثم يقف على شفير القبر: فيقول: يا صاحب القبر العميق! هذه هدية أهداها إليك أهلك فاقبلها، فتدخل عليه، فيفرح بها ويستبشر ويحزن جيرانه الذي لا يهدى إليهم شيءٌ. شرح الصدور للسيوطي، الباب الخمسون، باب ما ينفع الميت في قبره، الحديث رقم: ٤٠، ص: ٣٠٠، دار المعرفة بيروت، والطبراني في المعجم الأوسط، في من اسمه: محمد، الحديث رقم: ٦٥٠٤، وقال: لا يروي هذا الحديث عن أنس إلا بهذا الإسناد، تفرد به ابن أبي فديك: ٤١٥/٦، دار الحرمين القاهرة، وكذا رواه في مجمع الزوائد، كتاب الزكوة، باب الصدقة على الميت: ١٣٩/٣، دار الكتاب بيروت.

(۲۲) نور الصدور، باب ۳۱، کیا کیا چیزیں میت کو قبر میں نفع دیتی ہیں، ص: ۱۴۹، دار الاشاعت کراچی۔

عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: من حج عن والديه بعد وفاتهما، كتب الله له عتقًا من النار، وكان للمحجوج عنهما حجة تامة من غير أن ينقص من أجورهما شيء. شرح الصدور للسيوطي، باب ما ينفع الميت في قبره، ص: ٣٠٠، دار المعرفة بيروت، وأصل الحديث أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، في الخامس والخمسون من شعب الإيمان، فصل: في حفظ حق الوالدين بعد موتهما، الحديث رقم: ٧٩١٢: ٢٠٥/٦، دار الكتاب العلمية بيروت، وهكذا في كنز العمال، كتاب الحج، الحج عن الغير، الحديث رقم: ١٢٣٣٩: ٤٨/٥، دار الكتب العلمية بيروت، وكذا في تاريخ مدينة دمشق، ذكر من اسمه: عبد العزيز: ٢٩٩/٣٦، دار الفكر بيروت.

لڑکے کے استغفار اور دعا کی برکت سے۔نور الصدور: ۱۴۰ (۲۳)۔

مرنے کے بعد سات چیزوں کا ثواب ملتا رہتا ہے

✲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جب مؤمن انتقال کرتا ہے، تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے، مگر سات چیزوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے۔

۱- اول جس نے کسی کو علمِ دین سکھایا تو اس کا ثواب برابر پہنچتا رہتا ہے، جب تک اس کا علم دنیا میں جاری رہے۔

۲- دوسرے یہ کہ نیک اولاد ہو اور اس کے حق میں دعا کرتی رہے۔

۳- تیسرے یہ کہ قرآن شریف (کا کوئی نسخہ) چھوڑ گیا ہو (لوگ اسے پڑھتے ہوں)۔

۴- چوتھے یہ کہ مسجد بنوائی ہو۔

۵- پانچویں یہ کہ مسافروں کے آرام کے لئے مسافر خانہ بنوایا ہو۔

۶- چھٹے یہ کہ کنواں یا نہر کھدوائی ہو۔

۷- ساتویں یہ کہ صدقہ اپنی زندگی میں دیا ہو۔

تو جب تک یہ چیزیں موجود رہیں گی، ان سب کا ثواب پہنچتا رہے گا۔نور الصدور: ۱۴۰ (۲۴)۔

---

(۲۳) نور الصدور، باب ۳۱، کیا کیا چیزیں میت کو قبر میں نفع دیتی ہیں، ص: ۱۵۱، دار الاشاعت کراچی۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: إن الله ليرفع الدرجة للعبد الصالح في الجنة، فيقول: يارب! أنى لي هذه؟ فيقول: باستغفار ولدك لك، أخرجه أحمد في مسند أبي هريرة، الحديث رقم: ۱۰۷۱۸: ۵۰۹/۲، دار إحياء التراث العربي بيروت، والطبراني في الأوسط، في من اسمه: محمد، الحديث رقم: ۵۱۰۸: ۲۱۰/۵، دار الحرمين القاهرة، وابن أبي شيبة في مصنفه، في الدعوات، باب، ما قالوا: إن الدعاء يلحق الرجل وولده، الحديث رقم: ۲۹۷٤۰: ۹۳/٦، مكتبة الرشد الرياض، والسيوطي في شرح الصدور، الباب الخمسون، باب ماينفع الميت، الحديث رقم: ۱۹، ص: ۲۹٦، دار المعرفة بيروت.

(۲۴) نور الصدور، باب ۳۱، کیا کیا چیزیں میت کو قبر میں نفع دیتی ہیں، ص: ۱۵۱-۱۵۲، دار الاشاعت کراچی۔

عن أبي هريرة رضى الله تعالىٰ عنها قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن مما يلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته: علماً ونشره، أو ولداً صالحاً تركه، أو مسجداً بناه، أو بيتاً لابن السبيل بناه، أو نهراً كراه، أو صدقةً أخرجها من ماله في صحته وحياته، تلحقه من بعد موته. أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، الباب الثاني والعشرون من =

صدقہ جاریہ کی دو اَور صورتیں

✲ - حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے کسی کو کچھ قرآن شریف پڑھایا، یا کوئی مسئلہ بتایا تو اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو قیامت تک زیادہ کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ مثل پہاڑ کے ہو جاتا ہے۔ نور الصدور: ۱۴۰ (۲۵)۔

مردے سلام کا جواب دیتے ہیں

✲ - حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہمارا سلام مردے سنتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں، مگر تم نہیں سن سکتے۔ نور الصدور: ۱۰۳ (۲۶)۔

= شعب الإيمان، فصل: في الاختيار في صدقة التطوع، الحديث رقم: ٣٤٤٨: ٣/٢٤٨، دار الكتب العلمية بيروت، وابن خزيمة في صحيحه، في أبواب الصدقات، باب فضائل بناء السوق لأبناء السابلة، الحديث رقم: ٢٤٩٠: ١٢١/٤، المكتب الإسلامي بيروت، وشرح الصدور، الباب الخمسون، باب ماينفع الميت في قبره، الحديث رقم: ١٥، ص: ٢٩٦، دار المعرفة بيروت.

(۲۵) نور الصدور، باب ۳۱، کیا کیا چیزیں میت کو قبر میں نفع دیتی ہیں، ص: ۱۵۲، دار الاشاعت کراچی۔

عن أبي سيعد الخدري رضي الله تعالىٰ عنه مرفوعاً: من علم آيةً من كتاب الله عزوجل، أو باباً من علم أنمى الله أجره إلى يوم القيامة“۔ أخرجه في كنز العمال، في كتاب العلم، الباب الأول في الترغيب فيه من طريق ابن عساكر، الحديث رقم: ٢٨٧٠٤: ٦١/١٠، دار الكتب العلمية بيروت، وذكره المناوي في فيض القدير، في حرف السين، وقال رواه ابن عساكر في تاريخه: ١٨٢/٦، المكتبة التجارية مصر، والسيوطي في شرح الصدور، الباب الخمسون، باب ما ينفع الميت في قبره، الحديث رقم: ١٤، ص: ٢٩٦، دار المعرفة بيروت، وكذا في تاريخ مدينة دمشق، ذكر من اسمه: معاوية: ٥٩/٢٩٠، دار الفكر بيروت.

(۲۶) نور الصدور، باب ۲۴، زیارت قبر کے روز اس کا بیان کہ مردے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے اور دیکھتے ہیں، ص: ۱۱۲، دار الاشاعت کراچی۔

عن أبي هريرة، قال: قال أبورزين: يا رسول الله! إن طريقي على الموتى، فهل من كلام أتكلم به إذا مررت عليهم؟ قال: قل: السلام عليكم! أهل القبور من المسلمين والمؤمنين، أنتم لنا سلفاً ونحن لكم تبعاً، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون، قال أبوزيد: يا رسول الله! يسمعون؟ قال: يسمعون ولكن لايسمعون ولكن لا يستطيعون أن يجيبوا، قال: يا رزين! ألا ترضى أن يرد عليكم بعددهم من الملائكة أخرجه العقيلي في الضعفاء، باب القاف، الحديث رقم: ١٥٧٣: ١٩/٤، دار الكتب العلمية بيروت، وكذا ابن حجر في الإصابة، حرف الذال المعجمة، رقم: ٩٨٩١: =

مرحوم پر چار طرح احسان کرنا

✽ - حضرت ابو اُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ انتقال کر چکے، کوئی صورت ایسی ہو سکتی ہے کہ میں اپنے ماں باپ پر احسان کروں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! چار طریقہ سے تو ان کے ساتھ احسان کر سکتا ہے:

۱- ایک تو ان کے حق میں دعا کرنا۔

۲- دوسرے، جو (اچھی) وصیت یا نصیحت تم کو کی ہے، اس پر قائم رہنا۔

۳- تیسرے، جو دوست ان کے ہیں، ان کی تعظیم اور عزت کرنا۔

۴- چوتھے، جو اُن کا خاص قرابت والا ہے، اس کے ساتھ محبت اور میل جول رکھنا۔ نور الصدور، ص:۱۲۵ (۲۷)۔

میت کی خوبیاں بیان کرو

✽ - حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، میت کی خوبیوں کا ذکر کرو اور برائیوں سے اپنی زبان کو بند کرو۔ نور الصدور، ص:۱۳۲ (۲۸)۔

= ۱۳۹/۷، دار الجيل بيروت، وكذا السيوطي في شرح الصدور، باب زيارة القبور وعلم الموتى بزوارهم ورؤيتهم لهم، الحديث رقم: ٥، قال وأخرجه العقيلي، ص: ٢٠١، دار المعرفة بيروت.

(۲۷) نور الصدور، باب ۲۶، زندوں کے اعمال مُردوں کو دکھائے جاتے ہیں، ص:۱۵۳، دار الاشاعت کراچی۔

عن أبي أسيد مالك بن ربيعة الساعدي، قال: بينا نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذ جاءه رجل من بني سلمة، فقال: يا رسول الله! هل بقي من بر أبوي شيءٌ أبرهما به بعد موتهما؟ قال: نعم! الصلوة عليهما والإستغفار لهما، وإنفاذ عهدهما من بعدهما، وصلة الرحم التي لا تفصل إلا بهما، وإكرام صديقهما. أخرجه أبوداود، في كتاب الأدب، باب في بور الوالدين، الحديث رقم: ٥١٤٢، وكنز العمال في حقوق الوالدين، الحديث رقم: ٤٥٩٣٤: ٢٤٣/١٦، دار الكتب العلمية بيروت، ومشكوة، كتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الثاني، الحديث رقم: ٤٩٣٦: ١٣٨٠/٢، المكتب الإسلامي بيروت، والسيوطي في شرح الصدور، باب عرض أعمال الأحياء على الموتى، الحديث رقم: ١٥، ص: ٢٥٩، دار المعرفة بيروت.

(۲۸) نور الصدور، باب ۳۰، زندوں سے مُردوں کو ایذاء و تکلیف پہنچتی ہے، ص:۱۴۷، دار الاشاعت کراچی۔ .... =

ارواح کے رہنے کی جگہ

روحوں کے رہنے کی جگہ میں روایتیں مختلف ہیں اور سب صحیح ہیں اور علماء کے بھی اقوال اس بارے میں کئی طرح کے ہیں۔ لیکن تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں ان روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے، سب روایتیں اپنی اپنی جگہ پر صحیح اور درست ہیں۔

علامہ ابن قیمؒ نے اس مسئلہ خوب سمجھا ہے اور اچھی تحقیق سے بیان کیا ہے، جس سے روایتوں کی صحت اور موافقت ظاہر ہو جاتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ دنیا و آخرت کے درمیان ایک عالَم ہے، اس کا نام برزخ ہے، یہی عالَم روحوں کے رہنے کی جگہ ہے، برزخ دنیا سے بڑا اور آخرت سے بہت چھوٹا ہے، اس کے درجہ ہے اور طبقے بہت ہیں۔ اور اعمال کے موافق روحوں کے بھی مختلف درجے ہیں اور یہ ارواح (روحیں) اپنے اپنے اعمال کے موافق ان درجوں اور طبقوں میں رہیں گی۔ نور الصدور، ص: ۱۳۰(۲۹)۔

- عن عطاء، عن ابن عمر رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذكروا محاسن موتاكم، وكفوا عن مساويهم. أخرجه ابن حبان في صحيحه، ذكر البيان بأن قوله صلى الله عليه وسلم: فدعوه أراد به عن ذكر مساوئه دون محاسنه، الحديث رقم: ٣٠٢٠: ٢٩٠/٧، مؤسسة الرسالة بيروت، والحاكم في المستدرك، كتاب الجنائز، الحديث رقم: ١٤٢١: ٥٤٢/١، دار الكتب العلمية بيروت، وأبو داود في كتاب الأدب، باب النهي عن سب الموتىٰ، الحديث رقم: ٤٩٠٠، والترمذي في الجنائز، باب آخر، الحديث رقم: ١٠١٩، والسيوطي في شرح الصدور، باب: تأذي الميت بما يبلغه عن الأحياء من القول فيه، والنهي عن سبه وأذاه، الحديث رقم: ٥، ص: ٢٨٩، دار المعرفة بيروت.

(۲۹) نور الصدور، باب ۲۵، ارواح کے رہنے کی جگہ کا بیان، ص: ۱۲۲-۱۲۳، دار الاشاعت کراچی۔

قال ابن القيم رحمه الله تعالىٰ عليه: ولا يحكم على قول من هذه الأقوال بعينه بالصحة ولا غيره بالبطلان، بل الصحيح: أن الأرواح متفاوتة في مستقرها في البرزخ أعظم تفاوت، ولا تعارض بين الأدلة فإن كلا منها وارد على فريق من الناس، بحسب درجاتهم في السعادة، أو الشقاوة. فمنها: أرواح في أعلى عليين في الملأ الأعلى، وهم الأنبياء، وهم متفاوتون في منازلهم، كما رآه النبي صلى الله عليه وسلم ليلة الإسراء. شرح الصدور للسيوطي، الباب التاسع والثلاثون باب مقر الأرواح، ص: ٢٣٧، دار المعرفة بيروت. وانظر: الروح لابن القيم، المسألة الخامسة عشرة، فصل: وأما قول من قال: إن مستقرها بعد الموت أبدان أخر غير هذه، ص: ١١٥، دار الكتب العلمية بيروت.

روح کا بدن سے پانچ قسم کا تعلق ہے

جاننا چاہیے کہ روح کا تعلق بدن کے ساتھ پانچ قسم کا ہے:

۱- پہلا تعلق، ماں کے (پیٹ) میں اور یہ تعلق ضعیف ہے۔

۲- دوسرا تعلق، پیدا ہونے کے بعد عمر بھر تک، یہ تعلق پہلے سے قوی ہے۔

۳- تیسرا تعلق، نیند کی حالت میں، یہ تعلق بہت کمزور اور ضعیف ہے، کیونکہ خواب میں روح کا تعلق عالَمِ برزخ سے ہو جاتا ہے۔ اسی لئے بدن کا تعلق ضعیف ہو جاتا ہے اور (سچا) خواب جو کچھ انسان دیکھتا ہے، وہ اسی عالَمِ برزخ کی سیر کا نتیجہ ہے۔

۴- چوتھا تعلق، برزخ کا، جو موت کے بعد ہوتا ہے، اس میں موت کے سبب سے اگرچہ روح بدن چھوڑ دیتی ہے، لیکن روح اور بدن میں بالکل جدائی نہیں ہوتی، بلکہ بدن کے ساتھ روح کو ایک قسم کا تعلق اور واسطہ باقی رہتا ہے اور روح کے ایک جگہ سے دوسری جگہ آنے جانے میں، یا ایک عالَم سے دوسرے عالَم میں آنے جانے میں کچھ دیر نہیں ہوتی، لمحہ بھر میں آتی اور چلی جاتی ہے، جس طرح سوتا ہوا آدمی خواب دیکھتا ہے کہ آن کی آن میں اس کی روح اس عالَمِ دنیا کی سیر کر لیتی ہے، بلکہ کبھی ساتویں آسمان کے اوپر تک کی بھی سیر کرتی ہے اور عجائبات دیکھتی ہے اور دَم کے دَم میں آ جاتی ہے، اس تعلق کی وجہ سے قبر کی زیارت مسنون ہوئی، زیارت کرنے والوں کا سلام روح سنتی ہے اور جواب دیتی ہے، یہ تعلق قیامت تک باقی رہتا ہے۔

۵- پانچواں تعلق، قیامت کے دن کا ہے، جب مردے قبر سے اٹھائے جائیں گے، یہ تعلق نہایت قوی اور کامل ہے کہ کمزور نہیں ہو سکتا اور نہ زائل ہو سکتا ہے، پہلے تعلقات سے اس تعلق کو کوئی نسبت نہیں، کیونکہ اب بدن سڑے اور گلے گا نہیں اور نہ اب نیند ہے، نہ موت۔ نور الصدور، ص:۱۱۴(۳۰)۔

---

(۳۰) نور الصدور، باب ۲۵، ارواح کے رہنے کی جگہ کا بیان، ص:۱۲۳-۱۲۴، دار الاشاعت کراچی۔

وسر ذلك: أن الروح لها بالبدن خمسة أنواع من التعلق، متغايرة الأحكام: أحدها: تعلقها به في بطن الأم جنينًا، الثاني: تعلقها به بعد خروجه إلىٰ وجه الأرض، الثالث: تعلقها به في حال النوم، فلها به تعلق من وجه ومفارقة من وجه، الرابع: تعلقها به في البرزخ، فإنها وإن فارقته وتجردت عنه، فإنه لم تفارقه فراقًا كليًا، بحيث لا يبقى لها التفات اليه البتة، وقد ذكرنا في أول الجواب من الأحاديث والآثار ما يدل على ردها إليه وقت سلام المسلم، وهذا الرد إعادة خاصة لايوجب حياة البدن قبل يوم القيامة، الخامس: تعلقها به يوم بعث الأجساد وهو أكمل أنواع تعلقها بالبدن ولا =

ارواح چار قسم کی ہیں

❊ - جاننا چاہیے کہ ارواح چار قسم کی ہیں:

۱- ایک ارواح انبیاء علیہم السلام کی، ۲- دوسری ارواح نیک کار مؤمنوں کی،

۳- تیسری ارواح بدکار مومنوں کی، ۴- اور چوتھی ارواح کفار و مشرکین کی۔

اور جاننا چاہیے کہ موت کے بعد جہاں ارواح رہتی ہیں، اس جگہ کو سوائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا نہیں جانتا، نہ بیان کرسکتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں دونوں عالَم کی سیر کی اور ارواح سے ملاقات کی اور اللہ تعالیٰ نے کتنی ہی باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا، اس واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے، وہی حق ہے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جو کچھ بیان کیا ہے، اس کو پیغمبر علیہ السلام سے سن کر بیان کیا ہے، اپنی رائے کو دخل نہیں دیا ہے اور جبکہ روح دنیا کی چیزوں کے مثل نہیں ہے اور نہ دیکھنے میں آسکتی ہے، اس واسطے اس کو دنیا کی کسی چیز پر قیاس کرنا اور اندازہ لگانا نہایت غلطی ہے، جیسے کوئی شخص بھوک پیاس کو لکڑی پتھر پر قیاس کرے، یا خوشی غمی کو درخت اور پہاڑ پر قیاس کرے تو کہا جائے گا کہ یہ شخص جاہل بے عقل ہے۔

جب یہ سب باتیں معلوم ہوگئیں، تو اب سمجھنا چاہیے کہ انسان نے دنیا میں رہ کر جیسے اعمال کئے ہیں، اس کے موافق اس کی روح اپنے درجہ میں رکھی جاتی ہے، نیک روحیں، علیین کے اعلیٰ درجہ میں رہتی ہیں، یہ پیغمبروں کی روحیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں ان حضرات سے ملاقات کی ہے، بعض ارواح کو سبز چڑیوں کے پوٹوں میں جگہ دی جاتی ہے، یہ جنت میں رہتی ہیں اور جہاں چاہیں، وہاں چلی جاتی ہیں۔ یہ وہ شہید ہیں، جو جہاد میں قتل کئے گئے، بشرطیکہ ان پر کسی کا قرض نہ ہو اور جن پر کسی کا حق باقی رہ گیا،

= نسبة لما قبله من أنواع التعلق إليه؛ إذ هو تعلق لا يقبل البدن معه موتًا ولا نومًا وفسادًا. كتاب الروح لابن القيم الجوزية، المسألة السادسة، هل الروح تعاد إلى الميت في قبره وقت السوال أم لا، ص: ٤٣، دار الكتب العلمية بيروت، وكذا في شرح الصدور للسيوطي، الباب التاسع والثلاثون، باب مقر الأرواح، ص: ٢٣٦، دار المعرفة بيروت، وهكذا في شرح العقيدة الطحاوية، تحت قوله: وبعذاب القبر لمن كان له أهلاً......، ص: ٤٥١، الكمتب الإسلامي بيروت، وهكذا في تسلية أهل المصائب للمنحبي، الباب الرابع والعشرون في ذكر عمارة القبور، الفصل الثامن، ص: ٢٠٨، دار الكتب العلمية بيروت.

وہ جنت میں داخل ہونے سے محروم رکھے جائیں گے۔ نور الصدور، ص:۱۱۵(۳۱)۔

❊ - محمد بن عبداللہؓ نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ! اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہوں، تو مجھ کو کیا بدلہ ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت۔ جب وہ لوٹ کر چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا کر فرمایا، بشرطیکہ تجھ پر کسی کا قرض نہ ہو، یہ حکم جبرئیل نے ابھی مجھ کو سنایا ہے۔ نور الصدور:۱۱۵(۳۲)۔

بعض ارواح جنت کے دروازہ پر رہیں گی، بعض اپنی قبروں میں بندر ہیں گی اور ان پر ثواب وعذاب ہوتا رہے گا اور بعض روحیں ساتوں طبقوں کے نیچے قید کی جائیں گی اور عذاب میں گرفتار ہوں گی، یہ روحیں مشرکین اور کفار کی ہوں گی، بعض روحوں کو آگ کے تنور میں عذاب دیا جائے گا اور بعض کو خون کی نہر میں۔ پیغمبر

---

(۳۱) نور الصدور، باب ۲۵، ارواح کے رہنے کی جگہ کا بیان، ص:۱۲۴، دار الاشاعت کراچی۔

الأرواح على أربعة اقسام: أرواح الأنبياء تخرج من جسدها، وتصير مثل صورتها مثل المسك والكافور، وتكون في الجنة تأكل، وتشرب، وتتنعم وتأوي بالليل إلى قناديل معلقة تحت العرش، وأرواح الشهداء تخرج من جسدها وتكون في أجواف طير خضر في الجنة، تأكل وتتنعم، وتأوي بالليل إلى قناديل معلقة بالعرش، وأرواح المطيعين من المؤمنين بربض الجنة لا تأكل ولا تتمتع، ولكن تنظر في الجنة، وأرواح العصاة من المؤمنين، تكون بين السماء والأرض في الهواء، وأما أرواح الكفار فهي في سجين في جوف طير سود تحت الأرض السابعة، وهي متصلة بأجسادها، فتعذب الأرواح وتتألم الأجساد منه، كالشمس في السماء ونورها في الأرض. شرح الصدور السيوطي، الباب التاسع والثلاثون، باب مقر الأرواح، ص: ٢٤٣، دار المعرفة بيروت.

(۳۲) نور الصدور، باب ۲۵، ارواح کے رہنے کی جگہ کا بیان، ص:۱۲۴، دار الاشاعت کراچی۔

عن محمد عبد الله بن جحش أن رجلاً جاء إلى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقال: يا رسول الله! ماذا لي إن قتلت في سبيل الله؟ قال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: الجنة. فلما ولى، قال: إلا الدين، سارني به جبريل آنفاً. أخرجه أحمد في حديث عبدالله بن جحش رضى الله عنه، الحديث رقم: ١٧٢٩٢: ١٣٩/٤، دار إحياء التراث العربي بيروت، والطبراني في الكبير، محمد بن عبدالله بن جحش بن رياب الأسدي، الحديث رقم: ٥٥٧: ٢٤٧/١٩، مكتبة الزهراء الموصل، وابن أبي العاصم في الجهاد، صاحب الدين إذا استشهد، الحديث رقم: ٢٣٨: ٥٨٢/٢، مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة، وشرح العقيدة الطحاوية، تحت قوله: وبعذاب القبر لمن كان له أهلاً، ص: ٤٥٥، المكتب الإسلامي بيروت، والروح لابن القيم المسألة الخامسة عشر: أين مستقر الأرواح، ص: ١١٥، دار الكتب العلمية بيروت، وشرح الصدور للسيوطي، باب مقر الأرواح، ص: ٢٣٧، دار المعرفة بيروت.

اور شہید جنت میں رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم واجازت سے جہاں چاہیں جاتے ہیں، ان کے سوا اور لوگوں کی روحیں برزخ میں رہتی ہیں اور ان کا تعلق قبر سے رہتا ہے اور ثواب ملتا ہے یا عذاب ہوتا ہے، اسی کو ثوابِ قبر یا عذابِ قبر کہتے ہیں۔نور الصدور:۱۱۵(۳۳)۔

ارواح مختلف انداز میں رہتی ہیں

✻ - ارواحِ مومنین مختلف حالتوں میں رہتی ہیں، بعض چڑیوں کی شکل میں جنت کے درختوں پر رہتی ہیں اور بعض سبز چڑیوں کے اندر ہو کر اور بعض سفید چڑیوں کے اندر ہو کر اور بعض قندیلوں میں، جو عرش کے نیچے لٹکتی ہیں اور بعض جنتی آدمی کی صورت میں اور بعض کی صورت نئی طرح کی، ان کے نیک اعمال کے مناسب بنائی جائے گی اور بعض دنیا میں سیر کرتی ہیں اور اپنے بدن میں بھی آ جاتی ہیں اور بعض دوسرے مُردوں کی ارواح سے ملاقات کرتی پھرتی ہیں اور بعض ارواح حضرت میکائیل علیہ السلام کی ذمہ داری میں رہتی ہیں اور بعض حضرت

---

(۳۳) نور الصدور، باب ۳۵، ارواح کے رہنے کی جگہ کا بیان، ص:۱۲۵، دار الاشاعت کراچی۔

إن الأرواح متفاوتة في مستقرها في البرزخ أعظم تفاوت، ولا تعارض بين الأدلة فإنّ كلاً منها وارد على فريق من الناس، بحسب درجاتهم في السعادة، أو الشقاوة: فمنها: أرواح في أعلى عليين في الملأ الأعلى، وهم الأنبياء، وهم متفاوتون في منازلهم، كما رآهم النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ليلة الإسراء، ومنها: أرواح في حواصل طير خضر تسرح في الجنة حيث شاءت، وهي أرواح بعض الشهداء، لاجميعهم؛ فإن منهم من يحبس عن دخول الجنة لدين، أو لغيره؛ ومنهم: من يكون على باب الجنة، كما في حديث ابن عباس، ومنهم: من يكون محبوساً في قبره، كحديث صاحب الشملة إنها تشتعل عليه ناراً في قبره، ومنهم: من يكون محبوساً في الأرض لم تصل روحه إلى الملأ الأعلى، فإنها كانت روحاً سفلية أرضية؛ فإن الأنفس الأرضية لا تجامع الأنفس السماوية، كما أنها لاتجامعها في الدنيا، فالروح بعد المفارقة تلحق بأشكالها وأصحاب عملها، فالمرء مع من أحب، ومنها: أرواح تكون في تنور الزناة، وأرواح: في نهر الدم إلى غير ذلك، فليس للأرواح سعيدها وشقيها مستقر واحد، وكلها على اختلاف محالها، وتباين مقارها، لها اتصال بأجساد في قبورها؛ ليحصل له من النعيم والعذاب ماكتب له ...... ثم قال القرطبي رحمه الله تعالىٰ: وبعض الشهداء أرواحهم خارج الجنة أيضاً كما في حديث ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما على بارق نهربباب الجنة، وذلك إذا حبسهم عنها دين أوشيء من حقوق الآدميين. شرح الصدور للسيوطي، الباب التاسع والثلاثون، باب مقر الأرواح، ص: ٢٣٧-٢٣٨، دار المعرفة بيروت، وهكذا في كتاب الروح لابن القيم الجوزية، المسألة الخامسة عشرة: أين مستقر الأرواح مابين الموت إلى يوم القيامة، ص: ١١٥، دار الكتب العلمية بيروت، وهكذا في شرح العقيدة الطحاوية، ص: ٤٥٤، المكتب الإسلامي بيروت.

آدم علیہ السلام کی ذمہ داری میں (۳۴)۔

ارواح کے رہنے کی جگہ میں حدیثیں اور اصحاب کے اقوال بہت ہیں، مگر ہم ایک حدیث یہاں بیان کرتے ہیں:

❊- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہیدوں کی روحیں سبز چڑیوں میں رہتی ہیں، جنت میں نہروں پر جاتی ہیں اور میوے کھاتی پھرتی ہیں، پھر سونے کی قندیلوں میں قیام کرتی ہیں، جوعرش کے نیچے لٹکتی ہیں (۳۵)۔

---

(٣٤) قال صاحب الإفصاح: المنعم على جهات مختلفة، منها: مات هو طائر في شجر الجنة، ومنها ماهو في حواصل طير خضر، ومنها: ما يأوي في قناديل تحت العرش، ومنها: ما هو في حواصل طير بيض ومنها: ما هو في حواصل طير كالزرازير، ومنها: ما هو في أشخاص صور من صور الجنة، ومنها: ما هو في صورة تخلق لهم من ثواب أعمالهم، ومنها: ما تسرح وتتردد إلى جثتها تزورها، ومنها ما تلقى أرواح المقبوضين وممن سوى ذلك ما هو في كفالة ميكائيل، ومنها: ما هو في كفالة آدم، ومنها: ما هو في كفالة إبراهيم. شرح الصدور للسيوطي رحمه الله، الباب التاسع والثلاثون، باب مقر الأرواح، ص: ٢٤٢، دار المعرفة بيروت، وهكذا في الروح لابن القيم رحمه الله، المسألة الخامسة عشرة: أين تستقر الأرواح ما بين الموت إلى يوم القيامة، ص: ١١٥، دار الكتب العلمية بيروت.

(٣٥) عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لما أصيب إخوانكم بأحد، جعل الله أرواحهم في جوف طير خضر ترد أنهار الجنة، تأكل من ثمارها، وتأوي إلى قناديل من ذهب معلقة في ظل العرش، فلما وجدوا طيب مأكلهم ومشربهم ومقيلهم، قالوا: من يبلغ إخواننا أننا أحياء في الجنة نرزق، لئلا يزهدوا في الجهاد ولا ينكلوا عند الحرب، فقال الله عزوجل: أنا أبلغهم عنكم، قال: فأنزل الله: ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله أمواتاً، بل أحياء. الحديث أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، السادس والعشرون من شعب الإيمان، وهو باب في الجهاد، الحديث رقم: ٤٢٤٠: ١٩/٤، دار الكتب العلمية بيروت، والمنذري في الترغيب والترهيب، كتاب الجهاد، الترغيب في الرباط في سبيل الله عزوجل، الحديث رقم: ٢١٢٤٠: ٢١٣/٢، دار الكتب العلمية بيروت، والذهبي في تاريخ الإسلام: في أحداث السنة الثالثة، غزوة أحد، عدد الشهداء: ٢١٩/٢-٢٢٠، دار الكتاب العربي بيروت، وهكذا ذكره في سير أعلام النبلاء، في شهداء بدر: حمزة بن عبدالمطلب: ٥: ١٨٣/١، مؤسسة الرسالة بيروت، وابن أبي الدنيا في المتمنين، في أول الكتاب، الحديث رقم: ٥، ص: ٢٣، دار ابن حزم بيروت، وابن القيم في الروح، المسألة التاسعة عشرة، وهي: ما حقيقة النفس، ص: ١٨١، دار الكتب العلمية بيروت، والسيوطي في شرح الصدور، باب مقر الأرواح، الحديث رقم: ٢، ص: ٢٢٦، دار المعرفة بيروت.

سبز چڑیوں میں رہنے کے معنی بعض علماء نے یہ بیان کئے ہیں کہ سبز چڑیوں پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گی، سیر کریں گی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ان کی صورت عالَم برزخ میں سبز چڑیوں کے مثل خوشنما بنادی جاتی ہیں، جس طرح فرشتے کبھی انسان کی صورت بن جاتے ہیں، لیکن آخرت میں وہ روحیں انسانی صورت میں کردی جائیں گی۔ ایسی ہی روایت حضرت ابن مسعود اور ابن عمر اور کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے۔ نورالصدور:۱۱۶(۳۶)۔

---

(۳۶) نورالصدور، باب ۲۵، ارواح کے رہنے کی جگہ کا بیان، ص:۱۲۵، دارالاشاعت کراچی۔

في شرح الصدور: قال القرطبي في حديث كعب: نسمة المؤمن المؤمن طاهر، وهو يدل على أنفسها تكون طائراً، أي: على صورته، لا أنها تكون فيه، ويكون الطائر ظرفاً لها، وكذا في رواية عن ابن مسعود، عند ابن ماجه: أرواح الشهداء عند الله كطير خضر، وفي لفظ عن ابن عباس: تحول في طيرٍ خضرٍ، وفي لفظ ابن عمرو: في صورة طير بيض، وفي لفظ عن كعب: أرواح الشهداء طير خضر. قال القرطبي: وهذا كله أصح من رواية: في جوف طير خضر. وقال القابسي: أنكر العلماء رواية: في حواصل طير خضر؛ لأنها حينئذٍ تكون محصورة ومضيقاً عليها، ورُدّ بأن الرواية ثابتة، والتأويل محتمل، بأن يجعل "في" بمعنى "على" والمعنى: أرواحهم على حوف طيرٍ خضرٍ، كقوله تعالى: ﴿ولأصلبنّكم في جذوع النخل﴾ أي: على جذوع النخل، وجائز أن يسمى الطير جوفاً؛ إذ هو محيط به ومشتمل عيه، قاله عبدالحق. وقال غيره: ولا مانع من أن تكون في الأجواف حقيقة ويسعها الله لها، حتى تكون أوسع من الفضاء...... الخ. شرح الصدور للسيوطي، الباب التاسع والثلاثون، باب مقر الأرواح، ص: ۲۳۹–۲۴۰، دار المعرفة بيروت، وكذا في كتاب الروح لابن القيم: المسألة التاسعة عشرة، ص: ۱۸۰، دار الكتب العلمية بيروت، وتفسير ابن كثير، آل عمران، الآيات رقم: ۱۶۰–۱۷۵: ۱/۴۲۸، دار الفكر بيروت، وروح المعاني في سورة الإسراء: ۸۵، البحث السادس في مستقر الأرواح: ۱۵/۱۶۱، دار إحياء التراث العربي بيروت، وشرح العقيدة الطحاوية، تحت قوله: ونؤمن بالبعث وجزاء الأعمال يوم القيمة، ص: ۴۵۶، المكتب الإسلامي بيروت.

مراقبۂ موت

از جناب خواجہ عزیز الحسن صاحب غوری مجذوب رحمہ اللہ

خلیفۂ ارشد

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ　　　　بہرِ سرافگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ　　　　چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تونے منصب بھی اگر پایا تو کیا　　　　گنجِ سیم وزر بھی ہاتھ آیا تو کیا
قصرِ عالی شاں بھی بنوایا تو کیا　　　　دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

قیصر اور اسکندر وضیغم چل بسے　　　　زال اور سُہراب ورستم چل بسے
کیسے کیسے شیر وضیغم چل بسے　　　　سب دکھا کر اپنا دم خم چل بسے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کیسے کیسے گھر اُجاڑے موت نے　　　　کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
پیل تن کیا کیا پچھاڑے موت نے　　　　سروقد قبروں میں گاڑے موت نے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کوچ ہاں اے بے خبر! ہونے کو ہے — تا بہ کے غفلت! سحر ہونے کو ہے
باندھ لے توشہ، سفر ہونے کو ہے — ختم ہر فردِ بشر ہونے کو ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

نفس اور شیطاں ہیں خنجر در بغل — وار ہونے کو ہے اے غافل! سنبھل
آنہ جائے دین وایمان میں خلل — باز آ، باز آ، اے بد عمل

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دفعۃً سر پر جو آپہنچے اجل — پھر کہاں تو اور کہاں دار العمل
جائے گا یہ بے بہا موقع نِکل — پھر نہ ہاتھ آئے گی عمرِ بے بدل

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تجھ کو غافل فکرِ عقبٰی کچھ نہیں — کھانہ دھوکا، عیشِ دنیا کچھ نہیں
زندگی چند روزہ کچھ نہیں — کچھ نہیں، اس کا بھروسہ کچھ نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہے یہاں سے تجھ کو جانا ایک دن — قبر میں ہوگا ٹھکانا ایک دن
منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن — اب نہ غفلت میں گنوانا ایک دن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سب کے سب ہیں رہ ردِ کوئے فنا — جارہا ہے ہر کوئی سوئے فنا
بہہ رہی ہے ہر طرف جُوئے فنا — آتی ہے ہر چیز سے بوئے فنا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

چند روزہ ہے یہ دنیا کی بہار — دل لگا اس سے نہ غافل زینہار
عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گذار — ہوشیار! اے محو غفلت ہوشیار

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہے یہ لطف وعیشِ دنیا چند روز — ہے یہ دَورِ جام ومینا چند روز
دارِ فانی میں ہے رہنا چند روز — اب تو کرلے کارِ عقبٰی چند روز

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عشرتِ دنیائے فانی ہیچ ہے — پیشِ عیشِ جاودانی ہیچ ہے
مٹنے والی شادمانی ہیچ ہے — چند روزہ زندگانی ہیچ ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہورہی ہے عمر مثلِ برف کم — چپکے چپکے رفتہ رفتہ دَم بدَم
سانس ہے اِک رہروِ ملکِ عدم — دفعۃً اِک روز یہ جائے گا تھم

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور — جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
عمر یہ اِک دن گذرنی ہے ضرور — قبر میں میت اُترنی ہے ضرور

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی؟ جان ٹھیری جانے والے، جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی تجھ پہ اِک دن خاک ڈالی جائے گی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

توسنِ عمرِ رواں ہے تیز رَو چھوڑ سب فکریں، لگا مولیٰ سے تو
گندم از گندم بردید، جو ز جَو از مکافاتِ عمل غافل مشَو

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بزمِ عالم میں فنا کا دَور ہے جائے عبرت ہے، مقامِ غور ہے
تو ہے غافل یہ ترا کیا طِور ہے بس کوئی دن زندگانی اور ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سخت سخت امراض گو تو سہہ گیا چارہ گر گو سخت جاں بھی کہہ گیا
کیا ہوا کچھ دن جو زندہ رہ گیا اِک جہاں سیلِ فنا میں بہہ گیا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

لاکھ ہو قبضہ میں تیرے سیم وزر لاکھ ہوں بالیں پہ تیرے چارَہ گر
لاکھ تو قلعوں کے اندر چھپ، مگر موت سے ہرگز نہیں کوئی مَفَر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

زور یہ تیرا، نہ بَل کام آئے گا اور نہ یہ طولِ اَمل کام آئے گا
کچھ نہ ہنگامِ اجل کام آئے گا ہاں مگر، اچھا عمل کام آئے گا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سرکشی زیرِ فلک زیبا نہیں دیکھ، جانا ہے تجھے، زیرِ زمیں
جب تجھے مرنا ہے اِک دن بالیقیں چھوڑ فکرِ این وآں، کرفکرِ دیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بہر غفلت یہ تری ہستی نہیں دیکھ! جنت اس قدر سستی نہیں
رہ گذر دنیا ہے یہ بستی نہیں جائے عیش وعشرت ومستی نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عیش کر غافل، نہ تو آرام کر مال حاصل کر، نہ پیدا نام کر
یادِ حق دنیا میں صبح وشام کر جس لئے آیا ہے تو، وہ کام کر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مال ودولت کا بڑھانا ہے عبث زائد از حاجت کمانا ہے عبث
دل کا دنیا سے لگانا ہے عبث رہ گذر کو گھر بنانا ہے عبث

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عیش وعشرت کے لئے انساں نہیں یاد رکھ تو بندہ ہے مہماں نہیں
غفلت ومستی تجھے شایاں نہیں بندگی کر تو اگر ناداں نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حُسنِ ظاہر پر اگر تو جائے گا ۔۔۔ عالمِ فانی سے دھوکا کھائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا ۔۔۔ رہ نہ غافل، یاد کرکے پچھتائے گا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دفن خود صدہا کئے زیرِ زمیں ۔۔۔ پھر بھی مرنے کا نہیں حق الیقیں
تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی غافل نہیں ۔۔۔ کچھ تو عبرت چاہیے نفسِ لعیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یوں نہ اپنے آپ کو بے کار رکھ ۔۔۔ آخرت کے واسطے تیار رکھ
غیرِ حق سے قلب کو بے زار رکھ ۔۔۔ موت کا ہر وقت استحضار رکھ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تو سمجھ ہرگز نہ قاتل موت کو ۔۔۔ زندگی کا جان حاصل موت کو
رکھتے ہیں محبوب عاقل موت کو ۔۔۔ یاد رکھ ہر وقت غافل موت کو

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تو ہے اس عبرت کدہ میں بھی مگن ۔۔۔ گو ہے یہ دار المحن، بیت الحزن
عقل سے خارج ہے یہ تیرا چلن ۔۔۔ چھوڑ غفلت عاقبت اندیش بن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یہ تری غفلت ہے بے عقلی بڑی　　مُسکراتی ہے قضا سر پر کھڑی
موت کو پیشِ نظر رکھ ہر گھڑی　　پیش آنے کو ہے منزل کڑی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

گرتا ہے دنیا پہ تو پروانہ وار　　گو تجھے جلنا پڑے انجام کار
پھر یہ دعویٰ ہے کہ ہم ہیں ہوشیار　　کیا یہی ہے ہوشیاری کا شعار؟

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حیف دنیا کا توہو پروانہ تُو　　اور کرے عقبیٰ کی کچھ پروا، نہ تُو
کس قدر ہے عقل سے بیگانہ تُو　　اس پہ بنتا ہے بڑا فرزانہ تُو

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دارِ فانی کی سجاوٹ پر نہ جا　　نیکیوں سے اپنا اصلی گھر سجا
پھر وہاں بس چین کی بنسی بجا　　إِنَّـہ قَـد فَـازَ فَـوزاً مَّـنْ نَـجَـا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کج رؤوں کی یہ چٹک اور یہ مٹک　　دیکھ کر، ہرگز نہ رستے سے بھٹک
ساتھ ان کا چھوڑ، ہاتھ اپنا جھٹک　　بُھول کر بھی تو نہ پاس اُن کے پھٹک

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یہ تری مجذوب حالت اور یہ سِن　　ہوش میں آ، اب نہیں غفلت کے دن
اب تو بس مرنے کے دن ہر وقت گِن　　کس کمر، درپیش ہے منزل کٹھن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کر نہ تو پیری میں غفلت اختیار زندگی کا اب نہیں کچھ اعتبار
حلق پر ہے موت کے خنجر کی دھار کر بس اب اپنے کو مُردوں میں شمار

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ترک اب ساری فضولیات کر یوں نہ ضائع اپنے تو اوقات کر
رہ نہ غافل، یادِ حق دن رات کر ذکر وفکرِ ہاذِمِ اللذات کر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

☆☆......☆☆

درسِ عبرت

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سو نمونے　　مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بُو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے　　جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سُونے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ملے خاک میں اہلِ شاں کیسے کیسے　　مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے　　زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

زمین کے ہوئے لوگ پیوند کیا کیا　　ملوک و حضور و خداوند کیا کیا
دکھائے گا تو زور تا چند کیا کیا　　اجل نے پچھاڑے تنومند کیا کیا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا　　اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اِک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا　　پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہاں ہر خوشی ہے مبدل بصد غم　　جہاں شادیاں تھیں وہیں اب ہیں غم
یہ سب ہر طرف انقلاباتِ عالم　　تری ذات ہی میں تغیر ہیں ہر دم

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا جوانی نے پھر تج کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آ کے کیا کیا ستایا اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہی تجھ کو دُھن ہے رہوں سب سے بالا ہو زینت نرالی، ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا تجھے حُسنِ ظاہر نے دھوکہ میں ڈالا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی جہاں تاک میں ہر گھڑی ہوا جل بھی
بس اب اپنے اس جہل سے تو نکل بھی یہ طرزِ معیشت اب اپنا بدل بھی

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہ دنیائے فانی ہے محبوب تجھ کو ہوئی واہ کیا چیز مرغوب تجھ کو
نہیں عقل اتنی بھی مجذوبؔ تجھ کو سمجھ لینا اب چاہیے خوب تجھ کو

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

بڑھاپے سے پاکر پیامِ قضا بھی نہ چونکا نہ چیتا نہ سنبھلا ذرا بھی
کوئی تیری غفلت کی ہے انتہا بھی جنوں تابہ کے ہوش میں اپنے آ بھی

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

نہ دل دادۂ شعر گوئی رہے گا　　نہ گرویدۂ شہرہ جوئی رہے گا

نہ کوئی رہاہے، نہ کوئی رہے گا　　رہے گا تو ذکرِ نکوئی رہے گا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

جب اس بزم سے اُٹھ گئے دوست اکثر　　اور اُٹھتے چلے جارہے ہیں برابر

یہ ہر وقت پیشِ نظر جب ہے منظر　　یہاں پر ترا دل بہلتا ہے کیونکر

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

جہاں میں کہیں شورِ ماتم بپا ہے　　کہیں فقروفاقہ سے آہ وبُکا ہے

کہیں شکوۂ جور ومکرودغا ہے　　غرض ہر طرف سے یہی بس صدا ہے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

☆☆......☆☆

مُسَدَّس

گل و غنچہ و سَر و کیلے رہیں گے　　مہکتے گلاب اور بیلے رہیں گے
بہت سے گُرو اور چیلے رہیں گے　　بڑے عُرس ہوں گے جھمیلے رہیں گے
ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہِ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

تنیں گے اگر شامیانے ہمیں کیا　　رہیں گے جوگانے بجانے ہمیں کیا
بنیں گے جو نقارخانے ہمیں کیا　　کُھلیں گے اگر قہوہ خانے ہمیں کیا
ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہِ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

اگر دوست احباب آئیں ہمیں کیا　　ہوئے جمع اپنے پرائے ہمیں کیا
کوئی روئے آنسو بہائے ہمیں کیا　　پڑے ہوں گے ہم منہ چھپائے ہمیں کیا
ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہِ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

بہن بھائی سب آ کے رویا کریں گے　　عزیز اقرباجان کھویا کریں گے
ہمیں آنسوؤں میں ڈبویا کریں گے　　پڑے بے خبر ہم تو سویا کریں گے
ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہِ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

کوئی پھول چادر چڑھاتا رہے گا　　کوئی شمع تُربت جلاتا رہے گا
تعلق جو دنیا سے جاتا رہے گا　　نہ رشتہ رہے گا، نہ ناتا رہے گا

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہِ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

حسینوں سے ڈیرے بھی گلزار ہوں گے — رئیسوں امیروں کے دربار ہوں گے
پُراہل تماشہ سے بازار ہوں گے — ہمارے لئے سب یہ بیکار ہوں گے

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہِ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

کسی نے ہمارا کیا غم تو کیا ہے — اگر کوئی ہو چشم پُرنم تو کیا ہے
کرے حشر تک کوئی ماتم تو کیا ہے — نہیں ہوں گے جب سامنے ہم تو کیا ہے

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہِ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

غنی ہوں گے، اہلِ توکل بھی ہوں گے — بہت بُلبُلیں آہیں گی گل بھی ہوں گے
اگر ہوں گی قوالیاں، قُل بھی ہوں گے — بڑی دھوم ہوگی، بہت غُل بھی ہوں گے

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہِ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

ہے جیسے عجب تاجِ گنج آگرے کا — جو اکبر ہو اپنا بھی ایسا ہی روضا
زیارت کرے جس کی آآ کے دنیا — ہو سب کچھ، مگر یہ تو فرمایئے گا

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہِ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

☆☆......☆☆

عرضِ حال

اے خدا! اے میرے ستار العیوب
میرے مولیٰ میرے غفار الذنوب

تجھ پہ روشن ہے مرا حالِ زبوں
پارسا میں لاکھ، ظاہر میں بنوں

سچ ہے مجھ سا کوئی ناکارہ نہیں
جُز بہ اقرارِ خطا چارہ نہیں

مجھ ساکوئی نفس کا بندہ نہیں
مجھ سا کوئی قلب کا گندہ نہیں

سخت بدکردار وبد اطوار ہوں
سخت نالائق ہوں ، سخت نانجار ہوں

میں بدی میں آپ ہوں اپنی مثال
بدعمل ، بدنفس ، بدخُو ، بدخصال

سربسر عصیاں ، سراپا عیب ہوں
مستحقِ نار میں لاریب ہوں

سیکڑوں کو تو کرے گا جنتی
ایک یہ نااہل بھی اُن میں سہی

ہیں گنہ بیحد، نہ مجھ سے لے حساب
داخلِ جنت مجھے کر بے حساب

ہوں ترا بندہ ، مگر بس نام کا
بندہ ہوں میں نفس نا فرجام کا

سخت طغیانی پہ ہے بحرِ ذنوب
لے خبر کشتی مِری جائے نہ ڈوب

بے ترے دل کیا ہے بس اک خول ہے
جلد آ، یہ ناؤ ڈانواں ڈول ہے

غلبہ دیدے نفس اور شیطان پر
آ بنی ہے اب تو بس ایمان پر

اب تو ہوجائے کرم مجھ پہ شتاب
اس سے بھی اب حال کیا ہوگا خراب

تھک چکا اصلاح سے میں ناتواں
کاہ سے کیا ہٹ سکے گا کوہِ گراں

میری ہر کوشش ہوئی ناکام اب
دے چکی ہے اب مِری ہمت جواب

حال ابتر ہے دل برباد کا
ہاں مددکر وقت ہے امداد کا

یاس نے بس اب تو ہمت توڑ دی
اب تو لے کشتی تجھی پر چھوڑ دی

لاکھ ٹوٹی ناؤ ہے منجدھار ہے
ناخدا تو ہے تو بیڑا پار ہے

زیر ہوتا ہی نہیں نفسِ شریر
دستگیری کر مری اے دستگیر

نفس سرکش کو مرے پامال کر
دل کے سب روگوں کا استیصال کر

ایک ہو تو ہوسکے اچھا مرض
ہو رہا ہوں میں تو سراپا مرض

میرے بس کی اب یہ بیماری نہیں
کوئی صورت اب بجز زاری نہیں

ہر قدم پر نفس بد ہے راہزن
نور میں بھی تو یہ ہے ظلمت فگن

شر ملا دیتا ہے یہ ہر خیر میں
کاٹ کرتا ہے یہ چلتے پَیر میں

توبہ پھر کرتا ہوں میں توبہ شکن
منہ نہیں توبہ کا گو اے ذوالمنن

اب تو یا رب استقامت کر نصیب
معصیت کے اب نہ میں پھٹکوں قریب

زندگی ہو ذکر و طاعت میں بسر
اب ترا دامن نہ چھوٹے عمر بھر

عبد ہوں میں ، بخش عبدیّت مجھے
وجہِ صد عزت ہے یہ ذلت مجھے

دیدہ ودل ، دست و پا ، گوش و زباں
سب ترے تابع رہیں اے مستعاں

آرزوئیں جتنی ہیں مٹ جائیں سب
رات دن بس میں ہوں اور تیری طلب

کر عطا دل کو مرے ذوقِ فنا
عبد کامل اپنا تو مجھ کو بنا

غیر سے بالکل ہی اُٹھ جائے نظر
توہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

دل کو کر دے پاک سب اغیار سے
سینہ بھر دے تو مرا ، انوار سے

کر دل تیرہ میں اب اپنا ظہور
سر سے لے کر تا قدم ہو جاؤں نور

عمر گذری خوار پھرتے در بدر
اے خدا اب تو لگا دے راہ پر

تو جو چاہے پاک ہو مجھ سا پلید
فضل سے تیرے نہیں کچھ بعید

پاک ہے تو ، پاک کردے دل مرا
نور سے عرفاں کے بھر دے دل مرا

قلب سے دھودے مرے ہر گندگی
ہو عطا پاکیزہ اب تو زندگی

نفس کا یا رب مرے کر تزکیہ
کر عطا مجھ کو حیاتِ طیبہ

میٹ دل سے حبِّ دنیائے دنی
جڑ ہے بس سارے گناہوں کی یہی

چند روزہ باغِ دنیا کی بہار
دے نہ دھوکا مجھ کو اے پروردگار

میں رہوں جویانِ عیشِ جاوداں
ہو نظر میری سُوئے باغِ جناں

دین پر ترجیح دنیا کو نہ دوں
حرص وشہوت سے نہ میں مغلوب ہوں

روک لایعنی سے اب میری زباں
ذکر میں تیرے رہوں رطب اللّساں

چھوڑ دوں اب میں سخن آرائیاں
اب کروں دل کی چمن آرائیاں

دے مجھے بارِ امانت کی سہار
کر مجھے تو رازدان و رازدار

اب تو یا رب آخرت کی فکر ہو
دل میں تیری یاد لب پر ذکر ہو

کر الٰہی مجھ کو خوش اوقات اب
بخش پابندیٔ معمولات اب

قلب سے عُجب و ریا کو دُور کر
ہو خود پر اور نہ غیروں پر نظر

کچھ نہ سُوجھے تیری ہستی کے سوا
تیرے اوج اور اپنی پستی کے سوا

تجھ سے دم بھر بھی مجھے غفلت نہ ہو
تیرے ذکر و فکر سے فرصت نہ ہو

اب نہ ناجنسوں سے میں یاری کروں
تیرے پاس آنے کی تیاری کروں

ملنا جُلنا خلق سے ہو کم مِرا
تو ہی مونس تو ہی ہو ہمدم مِرا

مطمئن ہو قلب تیرے ذکر سے
دُور ہوں سب فکر تیرے فکر سے

تجھ سے ہوایسی قوی نسبت مجھے
مانعِ خلوت نہ ہو جلوت مجھے

عمر گذرے اب مِری طاعات میں
رکھ مجھے مشغول مرضیات میں

رہ گئے ہیں زندگی کے دن بھی کم
اب تو ہوجائے مِرے اوپر کرم

عمر کا اکثر ہوا حصہ تو طے
ہائے غفلت میں رہوں گا تابہ کے

عمر سی انمول شئے کی رائیگاں
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا زیاں

ہے مگر تو بھی تو وہاب و کریم
کر دے اس نقصاں کو بھی نفعِ عظیم

اب بھی ہو جائے جو مجھ پر فضل شہ
ہو کے تائب ہوں کمَنْ لا ذَنْبَ لَہٗ

کیوں ہراساں ہوں بڑا قادر ہے تُو
زانکہ خود فرمودہ لا تقنطوا

غرق بحرِ معصیت ہوں سر بسر
رحم کر مجھ پر الٰہی رحم کر

عمر جتنی رہ گئی ہے میری اب
ذکر و طاعت میں بسر ہو روز و شب

اب بسر ہو زندگی طاعات کی
ہو تلافی ما بقی ما فات کی

ہمتِ ترکِ معاصی کر عطا
بخش دے سارے مِرے جُرم وخطا

اب تو ایسی دے مجھے توفیق تو
تیرے پاس آؤں میں ہوکر سُرخرو

دل میں تیری یاد لب پر نام ہو
عمر بھر اب تو یہی بس کام ہو

کر دیئے تو نے ولی بندے ہزار
مجھ کو بھی اپنا بنا لے کردگار

مجھ گدا کو بھی بحقِ شاہ دیں
بخش یا رب دولتِ صدق و یقیں

ڈگ نہ جائیں پھر کہیں میرے قدم
ہو کرم ہاں ہو کرم ، ہاں ہو کرم

سُن مِرے مولیٰ مِری فریاد کو
آ مِرے مالک مِری امداد کو

ہوں تو مجذوبؔ لیکن نام کا
کر مجھے مجذوبؔ یا رب کام کا

رات دن ہو نشۂ غفلت میں چُور
شغل ہے لہو و لعب ، فسق و فجور

دینداروں کی سی ہی صورت مِری
کردے یا رب ویسی ہی سیرت مِری

دینداری میں رہوں میں عمر بھر
دینداروں ہی میں میرا حشر کر

تجھ پہ روشن ہیں مرے سارے عیوب
جانتاہے تو مِری حالت کو خوب

گو ترے آگے ذلیل وخوار ہوں
حشر میں رُسوا نہ اے ستار ہوں

تیرے آگے خوار ہوں میں سربسر
غیر کے آگے مجھے رُسوانہ کر

اے خدا مجھ کو پلا وحدت کا جام
مست اور سرشار رکھ اپنا مدام

یاد میں رکھ اپنی مستغرق مجھے
ہو نہ ہوشِ ما سوا مطلق مجھے

دل مِرا ہوجائے اِک میدانِ ہُو
تُو ہی تُو ہو، تُو ہی تُو ہو، تُو ہی تُو

اور مرے تن میں بجائے آب و گل
درد دل ہو ، دردِ دل ہو ، دردِ دل

آخری عرضِ گدا ہے شاہ سے
تا دمِ آخر نہ بھٹکوں راہ سے

سب سے بڑھ کر ہے یہ عرضِ مختصر
خاتمہ کر دے مرا ایمان پر

مرتبوں کی تو کہاں ہے حیثیت
مغفرت ہو مغفرت ہو ، مغفرت

یہ مناجات اے خدا مقبول ہو
درگذر فرما ، اگر کچھ بھول ہو

تمت بالخیر

المصادر و المراجع

❁- القرآن الكريم

❁- التفسير الكبير للرازي دار الكتب العلمية بيروت ١٤٢١هـ ٢٠٠٠م

❁- الدر المنثور للسيوطي دار الفكر بيروت ١٩٩٣م

❁- تفسير ابن كثير دار الفكر بيروت ١٤٠١هـ

❁- تفسير القرطبي دار الشعب القاهرة

❁- صحيح البخاري دار ابن كثير بيروت (تحقيق: مصطفى ديب البغا)١٤٠٧هـ ١٩٨٧م

❁- صحيح مسلم دار إحياء التراث العربي بيروت (تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي)

❁- المستدرك للحاكم دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا) ١٤١١هـ ١٩٩٠م

❁- المنتقى لابن الجارود مؤسسة الكتاب الثقافية بيروت (تحقيق: عبد الله عمر البارودي) ١٤٠٨هـ ١٩٨٨م

❁- صحيح ابن حبان مؤسسة الرسالة بيروت (تحقيق: شعيب الأرنؤوط) ١٤١٤هـ ١٩٩٣م

❁- صحيح ابن خزيمة المكتب الإسلامي بيروت (تحقيق: مصطفى الأعظمي) ١٣٩٠هـ ١٩٧٠م

❁- موارد الظمآن للهيثمي دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: محمد عبد الرزاق حمزة)

❁- الجمع بين الصحيحين للحميدي (تحقيق: د. علي حسين البواب) ١٤٢٣هـ ٢٠٠٢م

❁- سنن البيهقي الصغرى مكتبة الدار المدينة المنورة (تحقيق: د. محمد ضياء الرحمن الأعظمي) ١٤١٠هـ ١٩٨٩م

❁- سنن النسائي الكبرى دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: د. عبد الغفار سليمان البنداري) ١٤١١هـ ١٩٩١م

❁- سنن أبي داود دار الفكر بيروت (تحقيق: محمد محي الدين عبد الحميد)

❁- سنن ابن ماجه دار الفكر بيروت (تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي)

❁- سنن البيهقي الكبرى مكتبة دار الباز مكة المكرمة (تحقيق: محمد عبد القادر عطا) ١٤١٤هـ ١٩٩٤م

❁- سنن الترمذي دار إحياء التراث العربي بيروت (تحقيق: أحمد محمد شاكر)

❁- سنن الدار قطني دار المعرفة بيروت (تحقيق: السيد هاشم اليماني المدني) ١٣٨٦هـ ١٩٦٦م

❁- سنن الدارمي دار الكتاب العربي بيروت (تحقيق: فواز أحمد زمرلي، خالد السبع العلمي) ١٤٠٧هـ

❁- سنن النسائي المجتبى المطبوعات الإسلامية حلب (تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة) ١٤٠٦هـ ١٩٨٦م

❁- مسند أبي عوانة دار المعرفة بيروت

❁- مسند الشافعي دار الكتب العلمية بيروت

❁- مصنف ابن أبي شيبة مكتبة الرشد الرياض (تحقيق: كمال يوسف الحوت) ١٤٠٩هـ

❁- مصنف عبد الرزاق المكتب الإسلامي بيروت (تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي) ١٤٠٣هـ

❁- مؤطا الإمام مالك دار إحياء التراث العربي بيروت (تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي)

❁- الآحاد والمثاني دار الراية الرياض (تحقيق: باسم فيصل أحمد الجوابرة) ١٤١١هـ ١٩٩١م

❁- مسند الحميدي دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي)

❁- المعجم الأوسط للطبراني دار الحرمين القاهرة (تحقيق: طارق بن عوض الله، عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني) ١٤١٥هـ

❁- المعجم الصغير للطبراني المكتب الإسلامي بيروت (تحقيق: محمد شكور محمود الحاج أمرير) ١٤٠٥هـ ١٩٨٥م

❁- المعجم الكبير للطبراني مكتبة الزهراء الموصل (تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي) ١٤٠٤هـ ١٩٨٣م

❁- مسند أبي حنيفة مكتبة الكوثر الرياض (تحقيق: نظر محمد الفاريابي) ١٤١٥هـ

❁- مسند أبي يعلى دار المأمون للتراث دمشق (تحقيق: حسين سليم أرشد) ١٤٠٤هـ ١٩٨٤م

❁- مسند ابن الجعد مؤسسة نادر بيروت (تحقيق: عامر أحمد حيدر) ١٤١٠هـ ١٩٩٠م

❁- مسند أحمد بن حنبل دار إحياء التراث العربي بيروت

❁- مسند البزار مؤسسة علوم القرآن بيروت (تحقيق: محفوظ الرحمن زين الله) ١٤٠٩هـ

❁- مسند الروياني مؤسسة قرطبة القاهرة (تحقيق: أيمن علي أبو يماني) ١٤١٦هـ

❁- مسند الشاميين مؤسسة الرسالة بيروت (تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي) ١٤٠٥هـ ١٩٨٤م

❁- مسند الشهاب مؤسسة الرسالة بيروت (تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي) ١٤٠٧هـ ١٩٨٦م

❁- مسند عبد بن حميد مكتبة السنة القاهرة (تحقيق: صبحي البدري السامرائي، محمود محمد خليل الصعيدي) ١٤٠٨هـ ١٩٨٨م

❁- معجم أبي يعلى إدارة العلوم الأثرية فيصل آباد (تحقيق: إرشاد الحق الأثري) ١٤٠٧هـ

❁- المطالب العالية لابن حجر العسقلاني دار العاصمة للسعودية (تحقيق: د. سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشتري) ١٤١٩هـ

❁- مجمع الزوائد للهيثمي دار الكتاب العربي بيروت ١٤٠٧هـ

❁- مشكاة المصابيح المكتب الإسلامي بيروت (تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني) ١٩٨٥م

❁- فتح الباري لابن حجر دار المعرفة بيروت (تحقيق: محب الدين الخطيب)

❁- شرح النووي على صحيح مسلم دار إحياء التراث العربي بيروت ١٣٩٢هـ

❁- كنز العمال للهندي دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: محمود عمر الدمياطي) ١٤١٩هـ ١٩٩٨م

❁- عمدة القاري للعيني دار إحياء التراث العربي بيروت

❁– أوجز المسالك إلى مؤطأ الإمام مالك، للكاندهلوي، دار الكتب العلمية بيروت

❁– التمهيد لابن عبد البر وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية المغرب (تحقيق: مصطفى بن أحمد العلوي، محمد عبد الكبير البكري) ١٣٨٧هـ

❁– تحفة الأحوذي شرح جامع الترمذي للمباركفوري دار الكتب العلمية بيروت

❁– شرح الزرقاني على مؤطأ الإمام مالك دار الكتب العلمية بيروت ١٤١١هـ

❁– عون المعبود شرح سنن أبي داود للعظيم آبادي دار الكتب العلمية بيروت ١٩٩٥م

❁– فيض القدير بشرح الجامع الصغير للمناوي المكتبة التجارية الكبرى مصر ١٣٥٦هـ

❁– التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوي مكتبة الإمام الشافعي الرياض ١٤٠٨هـ ١٩٨٨م

❁– مرقاة المفاتيح دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: جمال عيتاني) ١٤٢٢هـ ٢٠٠١م

❁– شرح السنة للبغوي المكتب الإسلامي بيروت (تحقيق: شعيب الأرناؤوط، محمد زهير الشاويش) ١٤٠٣هـ ١٩٨٣م

❁– الجرح والتعديل لابن أبي حاتم دار إحياء التراث العربي بيروت ١٣٧١هـ ١٩٥٢م

❁– حلية الأولياء لأبي نعيم دار الكتاب العربي بيروت ١٤٠٥هـ

❁– الثقات للتميمي دار الفكر بيروت (تحقيق: السيد شرف الدين أحمد) ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م

❁– الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي دار الفكر بيروت (تحقيق: يحيى مختار غزاوي) ١٤٠٩هـ ١٩٨٨م

❁– ضعفاء العقيلي دار المكتبة العلمية بيروت (تحقيق: عبد المعطي أمين قلعجي) ١٤٠٤هـ ١٩٨٤م

❁– لسان الميزان للعسقلاني مؤسسة العلمي بيروت (تحقيق: دائرة المعارف النظامية الهند) ١٤٠٦هـ ١٩٨٦م

❁– ميزان الاعتدال في نقد الرجال للذهبي دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: علي محمد معوض، عادل أحمد الموجود) ١٩٩٥م

❁– تقريب التهذيب للعسقلاني دار الرشيد سوريا (تحقيق: محمد عوامة) ١٤٠٦هـ ١٩٨٦م

❁– تهذيب الكمال للمزي مؤسسة الرسالة بيروت (تحقيق: د. بشار عواد معروف) ١٤٠٠هـ ١٩٨٠م

❁– تاريخ مدينة دمشق لعلي بن الحسين الشافعي دار الفكر بيروت (تحقيق: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمري) ١٩٩٥م

❁– تأريخ أصبهان لأبي نعيم دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: سيد كسروي حسين) ١٤١٠هـ ١٩٩٠م

❁– الإصابة في تمييز الصحابة لابن حجر دار الجيل بيروت (تحقيق: علي محمد البجاوي) ١٤١٢هـ ١٩٩٢م

❁– الاستيعاب لابن عبد البر دار الجيل بيروت (تحقيق: علي محمد البجاوي) ١٤١٢هـ ١٩٩٢م

❁– أسد الغابة في معرفة الصحابة للجزري دار إحياء التراث العربي بيروت (تحقيق: عادل أحمد الرفاعي) ١٤١٧هـ ١٩٩٦م

❁- الطبقات الكبرى للزهري دار صادر بيروت .

❁- شرح مشكل الآثار للطحاوي مؤسسة الرسالة بيروت (تحقيق: شعيب الأرنؤوط) ١٤٠٨هـ ١٩٨٧م

❁- كشف المشكل لابن الجوزي دار الوطن الرياض (تحقيق: علي حسين البواب) ١٤١٨هـ ١٩٩٧م

❁- الدراية في تخريج أحاديث الهداية للعسقلاني دار المعرفة (تحقيق: السيد عبد الله هاشم اليماني المدني) ١٣٨٥هـ ١٩٦٥م

❁- تلخيص الحبير للعسقلاني مكتبة المدينة المنورة (تحقيق: السيد عبد الله هاشم اليماني المدني) ١٣٨٤هـ ١٩٦٤م

❁- نصب الراية للزيلعي دار الحديث مصر (تحقيق: محمد يوسف البنوري) ١٣٥٧هـ

❁- المراسيل لأبي داود مؤسسة الرسالة بيروت (تحقيق: شعيب الأرنؤوط) ١٤٠٨هـ

❁- علل الترمذي الكبير عالم الكتب بيروت (تحقيق: صبحي السامرائي أبو المعاطي النوري، محمود محمد الصعيدي) ١٤٠٩هـ

❁- علل الحديث للرازي دار المعرفة بيروت (تحقيق: محب الدين الخطيب) ١٤٠٥هـ

❁- المراسيل لابن أبي حاتم مؤسسة الرسالة بيروت (تحقيق: شكر الله نعمة الله قوجاني) ١٣٩٧هـ

❁- العلل المتناهية لابن الجوزي دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: خليل الميس) ١٤٠٣هـ

❁- اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة للسيوطي دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة) ١٤١٧هـ ١٩٩٦م

❁- الموضوعات لابن الجوزي دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: توفيق حمدان) ١٤١٥هـ ١٩٩٥م

❁- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد الصديق الغماري) ١٣٩٩م

❁- الفردوس بمأثور الخطاب للديلمي دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: السعيد بن بسيوني زغلول) ١٤٠٦هـ ١٩٨٦م

❁- المقاصد الحسنة للسخاوي دار الكتاب العربي بيروت (تحقيق: محمد عثمان الخشت) ١٤٠٥هـ ١٩٨٥م

❁- كشف الخفاء ومزيل الإلباس مؤسسة الرسالة بيروت (تحقيق: أحمد القلاش) ١٤٠٥هـ ١٩٨٥م

❁- الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف على مذهب الإمام أحمد بن حنبل، للمرداوي دار إحياء التراث العربي بيروت (تحقيق: محمد حامد الفقي)

❁- الروض المربع شرح زاد المستقنع للبهوتي مكتبة الرياض الحديثة ١٣٩٠هـ

❁- الكافي في فقه الإمام أحمد بن حنبل للمقدسي المكتب الإسلامي بيروت

❁- المغني لابن قدامة الحنبلي دار الفكر بيروت ١٤٠٥هـ ١٩٨٥م

❁- مطالب أولي النهى في شرح غاية المنتهى للرحيباني المكتب الإسلامي بيروت ١٩٦١م

❁- مجموع الفتاوى لابن تيمية مكتبة ابن تيمية (تحقيق: عبد الرحمن بن محمد اسم العاصمي النجدي)

❁- شرح الزركشي على مختصر الخرقي للزركشي دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: عبد المنعم خليل إبراهيم) ١٤٢٣هـ ٢٠٠٢م

❁- الأم للإمام الشافعي دار المعرفة بيروت ۱۳۹۳ھ

❁- حاشية البجيرمي على شرح منهج الطلاب للبجيرمي المكتبة الإسلامية تركيا

❁- مغنى المحتاج للخطيب الشربيني دار الفكر بيروت

❁- حاشية الجمل على شرح المنهج دار الفكر بيروت

❁- الحاوي الكبير للماوردي دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: علي محمد معوض، عادل أحمد عبد الموجود) ۱٤۱۹ھ-۱۹۹۹م

❁- البحر الرائق شرح كنز الدقائق لابن نجيم المصري الحنفي مكتبه رشيدية كوئٹه

❁- الجامع الصغير للشيباني عالم الكتب بيروت ۱٤۰٦ھ

❁- الدر المختار على تنوير الأبصار رشيدية كوئٹه

❁- المسبوط للشيباني إدارة القرآن والعلوم الإسلامية كراتشي (تحقيق: أبو الوفاء الأفغاني)

❁- المبسوط للسرخسي دار المعرفة بيروت

❁- مجلة الأحكام العدلية دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: نجيب هواديني)

❁- الهداية شرح البداية للمرغيناني رشيدية كوئٹه

❁- شرح عقود رسم المفتی، علامہ ابن عابدین شامیؒ، قدیمی، کراچی۔

❁- فتح القدیر، علامہ ابن الھمامؒ، دارالفکر بیروت۔

❁- زاد المعاد، علامہ ابن قیم جوزیؒ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

❁- سراجی، الشیخ سراج الدین محمد بن محمد عبدالرشید سجاوندیؒ

❁- شریفیہ شرح سراجی، محقق السید الشریف الجرجانیؒ، حقانیہ، پشاور

❁- مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، الشیخ علی الشرنبلالیؒ، المطبعۃ الکبریٰ، مصر

❁- حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، علامہ احمد الطحطاویؒ، المطبعۃ الکبریٰ، مصر

❁- بدائع الصنائع، علامہ کاسانیؒ، رشیدیہ کوئٹہ

❁- متن بداية المبتدي، مكتبه محمد علي الصبح، القاهرة

❁- تحفة الفقهاء للسمرقندي، دار الكتب العلمية بيروت، ۱٤۰٥ھ، ۱۹۸۳م

❁- تحفة الملوك للرازي، دار البشائر الإسلامية بيروت، (تحقيق: د/ عبدالله نذير أحمد)، ۱٤۱۷ھ

❁- حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، المطبعة الكبرىٰ مصر، ۱۳۸۱ھ

❁- فتاوىٰ السعدي، مؤسسة الرسالة بيروت، (تحقيق: د/ صلاح الدين الناهي) ۱٤۰٤ھ، ۱۹۸۳م

❁- لسان الحكام في معرفة الأحكام لإبراهيم بن أبي اليمن الحنفي، مصطفىٰ البابي الحلبي مصر، ۱۳۹۳ھ، ۱۹۷۳م

❁- نور الإيضاح ونجاة الأرواح للشرنبلالي، دار الحكمة بيروت، ۱۹۸٥م

❁- الفتاویٰ الهندية، رشيدية كوئٹه، ١٤١١هـ، ١٩٩١م

❁- درر الحكام شرح مجلة الأحكام لعلي حيدر، دار الكتب العلمية بيروت (تحقيق: فهمي الحسيني)

❁- مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر لشيخي زاده، دار الكتب العلمية بيروت، (تحقيق: خليل عمران المنصور) ١٤١٩هـ، ١٩٩٨م

❁- مجمع الضمانات للبغدادي، (تحقيق: د/ أحمد سراج، أ، د، علي جمعة محمد، دار الكتب العلمية بيروت

❁- ملتقى الأبحر، دار الكتب العلمية بيروت، ١٤١٩هـ، ١٩٩٨م

❁- حاشية الدسوقي على الشرح الكبير، دار الفكر بيروت، (تحقيق: محمد عليش)

❁- حاشية العدوي على شرح الكفاية الطالب الرباني، دار الفكر بيروت، (تحقيق: يوسف الشيخ محمد البقاعي)، ١٤١٢هـ

❁- بداية المجتهد ونهاية المقتصد لابن رشد، دار الفكر بيروت

❁- سبل السلام شرح بلوغ المرام للصنعاني، دار إحياء التراث العربي بيروت، (تحقيق: محمد عبد العزيز الخولي) ١٣٧٩هـ

❁- شرح معاني الآثار للطحاوي، دار الكتب العلمية بيروت، (تحقيق: محمد زهري النجار) ١٣٩٩هـ

❁- نيل الأوطار للشوكاني، دار الجيل بيروت

❁- اللمعة في خصائص الجمعة للسيوطي، دار الكتب العلمية بيروت، (تحقيق: محمد بسيوني زغلول)، ١٤٠٥هـ، ١٩٨٥م

❁- شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز الحنفي، المكتب الإسلامي بيروت، ١٣٩١هـ

❁- شعب الإيمان للبيهقي دار الكتب العلمية بيروت، (تحقيق: محمد السعيد بسيوني زغلول) ١٤١٠هـ

❁- إثبات عذاب القبر للبيهقي، دار الفرقان عمان، (تحقيق: د/ شرف محمود القضاه)، ١٤٠٥هـ

❁- السنة لابن أبي عاصم الشيباني، المكتب الإسلامي بيروت، (تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني) ١٤٠٠هـ

❁- الشريعة للآجري، دار الوطن رياض، (تحقيق: د/ عبدالله بن عمر بن سليمان الدميجي) ١٤٢٠هـ، ١٩٩٩م

❁- الروح في الكلام على أرواح الأموات والأحياء لابن القيم، دار الكتب العلمية بيروت، ١٣٩٥هـ، ١٩٧٥م

❁- شرح السنة للمزني، مكتبة الغرباء الأثرية، السعودية، (تحقيق: جمال عزون)، ١٤١٥هـ، ١٩٩٥م

❁- شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور للسيوطي، دار المعرفة بيروت، (تحقيق: عبدالحميد طعمة حلبي) ١٤١٧هـ، ١٩٩٦م

❁- شفاء العليل، لابن القيم الجوزية، دار الفكر بيروت، (تحقيق: محمد بدر الدين أبو فراس النعساني الحلبي)، ١٣٩٨هـ

❁- الشمائل المحمدية للترمذي، مؤسسة الكتب الثقافية بيروت، (تحقيق: سيد عباس الحليمي)، ١٤١٢هـ

❁- دلائل النبوة للأصبهاني، دار طيبة الرياض، (تحقيق: محمد محمد الحداد)، ١٤٠٩هـ

❁- زاد المعاد في هدي خير العباد لابن القيم، مؤسسة الرسالة بيروت، (تحقيق: شعيب الأرنؤوط، عبدالقادر الأرنؤوط)، ١٤٠٧هـ، ١٩٨٦م

❁- مختصر زاد المعاد لمحمد بن عبدالوهاب، مطابع الرياض، (تحقيق: عبدالله بن عبدالرحمن بن جبرين)

❁- الخصائص الكبرىٰ للسيوطي، دار الكتب العلمية بيروت، ١٤٠٥هـ، ٨٥ء

❁– البداية والنهاية لابن كثير، مكتبة المعارف بيروت

❁– تاريخ الإسلام للذهبي، دار الكتاب العربي بيروت، (تحقيق: د/عمر عبدالسلام تدمري)، ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م

❁– سير أعلام النبلاء للذهبي، مؤسسة الرسالة بيروت، (تحقيق: شعيب الأرنؤوط، محمد نعيم العرقسوسي)، ١٤١٣هـ

❁– الأدب المفرد للبخاري، دار البشائر الإسلامية بيروت، (تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي) ١٤٠٩هـ– ١٩٨٩م

❁– الزهد لابن أبي عاصم، دار الريان للتراث القاهرة، (تحقيق: عبدالعلى عبدالحميد حامد)، ١٤٠٨هـ

❁– الزهد لابن المبارك، دار الكتب العلمية بيروت، (تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي)

❁– عمل اليوم والليلة لابن السني، مؤسسة علوم القرآن بيروت، (تحقيق: كوثر البرني)

❁– عمل اليوم والليلة للنسائي، مؤسسة الرسالة بيروت، (تحقيق: د/ فاروق حمادة)، ١٤٠٦هـ

❁– المتقين لابن أبي الدنيا، دار ابن حزم بيروت، (تحقيق: محمد خير الضان يوسف) ١٤١٨هـ ١٩٩٧م

❁– تحفة الذاكرين بعدة الحصن الحصين للشوكاني، دار القلم بيروت، ١٩٨٤م

❁– الأذكار للنووي، دار الكتب العربي بيروت، ١٤٠٤هـ، ١٩٨٤م

❁– الترغيب والترهيب للمنذري، دار الكتب العلمية بيروت، (تحقيق: إبراهيم شمس الدين) ١٤١٧هـ

❁– إحياء علوم الدين للغزالي، دار المعرفة بيروت

❁– تسلية أهل المصائب للمنجبي الحنبلي، دار الكتب العلمية بيروت، ١٩٨٦م

❁– الآداب الشرعية للمقدسي، مؤسسة الرسالة بيروت، (تحقيق: شعيب الأرناؤوط، عمر القيام)، ١٤١٧هـ، ١٩٩٦م

❁– التبصرة لابن الجوزي، دار الكتاب بيروت، (تحقيق: د/ مصطفىٰ عبدالواحد) ١٩٧٠م، ١٣٩٠هـ

❁– مدارج النبوۃ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، خزینہ علم وادب، لاہور

❁–نور الصدور في شرح القبور (علامہ حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب خلیفہ جلال الدین سیوطی کی مشہور کتاب) دارالاشاعت کراچی۔

❁–اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ڈاکٹر عارفی، ادارۃ المعارف کراچی

❁–شوق وطن، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ، سہارنپور ہندوستانی

❁–بہشتی زیور، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ، دارالاشاعت کراچی۔

❁–بہشتی گوہروبہشتی جوہر، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ، دارالاشاعت کراچی۔

❁–اصلاح الرسوم، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ، مکتبہ حقانیہ ملتان۔

❁–امداد الفتاویٰ مکمل، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

❁–اسلام حقیقی (وعظ) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ، ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

❁–اصلاح انقلاب امت، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ، ادارۃ المعارف کراچی۔

❁–دلیل الخیرات فی ترک المنکرات، حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ، مکتبہ تھانوی بندر روڈ کراچی۔

✽ -کفایت المفتی، حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، دارالاشاعت کراچی۔

✽ -فتاویٰ دارالعلوم، حضرت مفتی عزیز الرحمٰن، دارالاشاعت کراچی۔

✽ -عزیز الفتاویٰ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)، حضرت مفتی عزیز الرحمٰن، دارالاشاعت کراچی۔

✽ -مسافرِ آخرت، حضرت مولانا سید میاں اصغر حسین محدث دیوبند، دارالاشاعت کراچی۔

✽ -مفید الوارثین، حضرت مولانا سید میاں اصغر حسین محدث دیوبند، ادارہ اسلامیات لاہور۔

✽ -امداد الاحکام، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ، دارالعلوم کراچی۔

✽ -احسن الفتاویٰ، مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ، سعید کراچی۔

✽ -علماء کا متفقہ فیصلہ، پاکستان کے پندرہ اکابر علماء کا فتویٰ۔

✽ -امداد المفتین، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، دارالاشاعت کراچی۔

✽ -جواہر الفقہ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

✽ -رسالۂ حیلہ اسقاط، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، دارالعلوم کراچی۔

✽ -تصویر کے شرعی احکام، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، ادارۃ المعارف کراچی۔

✽ -رسالۂ شب براءت، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

✽ -اوزان شرعیہ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، ادارۃ المعارف کراچی۔

✽ -سنت و بدعت، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مکتبہ خلیل، لاہور۔